۷۸۶

مَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا

جلد دوم

اَلدُّرُّ الْمَنْظُوْم

فی ترجمہ

مَلْفُوْظُ الْمَخْدُوْم

یعنی

حضرت مولانا سید جلال الدین صاحب بخاری المعروف بہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت

کے ملفوظات مبارکہ کا اردو ترجمہ

جسے

حکیم غلام محبوب سبحانی صاحب قریشی ملتانی دامت برکاتہ

نے فیض متذکرہ کتاب کو عام کرنے کیلئے چھپوایا اور شائقین علم و عمل میں تقسیم کیا

تعداد اشاعت ــــ ایک ہزار

مقام طباعت ــــ سید الیکٹرک پریس ملتان

تاریخ تکمیل ــــ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ

ملنے کا پتہ ــــ محی الدین عید دواخانہ واقعہ

سرکلر روڈ حرم دروازہ ملتان شہر

فہرست ــــ بقیہ صفحہ ۱۶

مضامین	صفحہ
ایضاً آخر شب چہاردہم ماہ مذکور	۹۷۶
پانزدہم ماہ محرم روز یکشنبہ بعد اشراق	"
ایضاً شب دو شنبہ شانزدہم ماہ محرم وقت تہجد	۹۷۷
شانزدہم ماہ محرم روز دو شنبہ بعد نماز	۹۷۸
شب ہفدہم ماہ محرم سنہ اثنین وثمانین وسبعمائۃ یعنی ۱۳۸۲ھ محرم سہ شنبہ وقت تہجد	۹۸۰

فہرست

الجلد الثانی من الدر المنظوم

ترجمۂ ملفوظ المخدوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایضاً شب عید میں وقت افطار

کے اس فقیر کو حجرے سے طلب کیا اور بعادت قدیم نزدیک اپنے جگہ دی اور یہ عبارت فرمائی الیوم لناعید و غداً لناعید و کل یوم لم نعص اللہ فھو لنا عید یعنے آج اور کل ہماری عید ہے لیکن جس دن کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کریں وہی دن ہماری عید کا ہے بعد اسکے فرمایا کہ اُس طرف مکہ و مدینہ مبارک میں عید کے دن خطیب پیادہ آتا ہے اور طبل و دہل و نا سے وغیرہ نہیں بجاتے ہیں میں نے پوچھا تو فرمایا کہ ایسا مسنون ہے اور تکلف اُس دیار کا معلوم ہے بعد اس کے فرمایا کہ بعض علمار نے بعد ماہ رمضان کے گشت و تماشے کو مکروہ رکھا ہے

قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من فرح بدخول رمضان داغتم بخروجہ
خرج من الذنوب کیوم ولدتہ امہ پس چاہیئے کہ بعد اس کے متصل
ماہ شوال کے چھ روزے رکھیں تاکہ گشت وتماشے کی جگہ جایا نہ جائے
اور روزے میں مشغول رہے تاکہ ماہ رمضان کے جانے کا غم حاصل ہو
اور اس باب میں حدیث صحاح ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من صام
رمضان ثم اتبعہ ستۃ من شوال فکانما صام الدھر یعنے جو شخص
کہ ماہ رمضان کے روزے رکھے پھر بعد اس کے چھ روزے شوال
کے رکھے تو وہ ایسا ہے جیسا کہ صائم الدہر ہو یعنے تمام سال کے
تین سو ساٹھ دن ہیں اور ۳۶ کو دس میں ضرب دو تو وہی تین سو ساٹھ
ہوں گے پس اُس نے تمام سال روزہ رکھا۔ قولہ تعالیٰ من جاء بالحسنۃ
فلہ عشر امثالھا ایک عزیز دانشمند خدمت میں حاضر تھا پوچھا کہ بعد ماہ
رمضان کے اتصال صوم کا مکروہ ہے کیونکہ یہود و ترسا کی مشابہت
ہوتی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ رمضانکم کرمضاننا یعنے تمہارا رمضان
مثل ہمارے رمضان کے ہے جواب فرمایا کہ علمائے ہند جو اس
اتصال کو مکروہ کہتے ہیں وہ نہیں جانتے ہیں میں نے اُس طرف مشائخ
وعلماء ومحدثین سے سنا ہے کہ مراد اس اتصال سے ہمراہ روزہ عید
کے ہے کیونکہ وہ متصل رکھتے ہیں اور عید کے دن ہرگز کچھ نہیں کھاتے
ہیں پس عید فرق سے اتصال نہ رہا کہ مشابہت ہو اور میں نے اُس
طرف مشائخ وعلماء کو دیکھا ہے کہ بعد عید کے چھ روزے متصل رکھتے ہیں

فضیلت روزہ شوال

غرق وہی عید ہے پس دعا گو اس زمانے سے چھ روزے شوال کے
متصل رکھتا ہے اور یاروں سے فرمایا کہ تم بھی اسی طرح روزہ رکھو ہم
نے قبول کیا اور قدم بوسی کی اور اپنے حجرے میں آ گئے پس روئے
مبارک بر این فقیر آوردند فرمودند فرزند من این فوائد کہ گفتم بنویس پس
بنشتم **ایضاً** شب عید فطر ہیں **وقت تہجد** کا خالی تھا میں نے قدم
بوسی کی فرمایا فرزند من میں نے تیرے واسطے بھی حق تعالیٰ سے
نام لے کر یہ عبارت عید مانگی ہے کہ الٰہی اجعل ولدی المعنوی
سید علاء الدین الذی کان اعتکف معی من المقربین لدیک
والواصلین الیک وان تختم امرہ بالایمان وان تجعل عاقبتہ
بالخیر وان تقضی حوائجہ وان تکفی مہماتہ وان تعافی بدنہ وان
تجعلہ للمتقین اماما وان تجعلہ شیخا کبیرا وان تجعلہ محبوبا
فی قلوب المؤمنین وان تحسن عملہ وحالہ وان تحصل
مقصودہ وان ترزقہ العفاف والکفاف بکرمک یا مولانا وسیدنا
پھر میں نے بھائی کو پائے بوسی کرائی فرمایا کہ میں نے اس کے واسطے
بھی دعا کی ہے اور فرمایا تم نے خوب کیا کہ اس بار میرے ساتھ اعتکاف
اربعین بجا لائے خدا تم سے تمہارا صوم و قیام قبول کرے پس ہم
نے قدم بوسی کی بعد اس کے فرمایا کہ ہر سال دعا گو اربعین ماہ کا اعتکاف
کرتا ہے اور شب عید میں مسجد سے باہر نہیں آتا ہے اور عید حق تعالیٰ
سے واسطے اپنے اور یاروں کے مانگتا ہے اور پاتا ہے الحمد للہ

ف۔ دعا برائے مریدان [illegible]

یہ فقیر اور اس فقیر کا بھائی رکاب سعادت میں واسطے نماز عید کے گئے بعد نماز عید اور خطبے کے رکاب سعادت میں پھرے مائدہ عام ہوا فقیر کو بعادت قدیم نزدیک اپنے جگہ دی بعد خرج مائدہ کے دو نواله[1] طعام کے ایک تو اس فقیر کو دوسرا برادر فقیر کو دیا اور کپڑے اپنے بدن کے مستعمل عطا فرمائے پھر بس اعتکاف اربعین سے اُٹھا تحصیل غرض اعلیٰ اور مقصود کلی مراد کو پہونچا الحمد للہ علیٰ ذلک بندہ کمینہ کو وقت مائدہ کے حلقۂ یاران اعلیٰ میں نزدیک اپنے طلب فرماتے تھے اور جگہ دیتے اسی طرح سبق کے وقت فرماتے فرزند من سبق بخوان یہ بات اُن کی بندہ نوازی اور مکارم اخلاق سے لکھنے میں آئی۔

سترہویں تاریخ ماہ شوال شب پنجشنبہ

کو میں نے شرف پائے بوسی حاصل کیا پوچھا میرے بھائی تو اچھے ہو اُٹھے اور کھڑے ہوئے اور اس فقیر کے ہاتھ کو چوما اور بغل میں لیا بعد اس کے فرمایا آج میں واسطے پوچھنے فرزندم ناصر الدین محمود کے گیا تھا اُس کا وجود گمتر رکھتا تھا یعنی اُس کو اعتقاد کم تھی لسلیئے حدیث صحاح سے ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صُلُوا الارحام فرمایا کہ صلہ کے دو معنی ہیں ایک تو پیوستن یعنی ملنا ملانا دوسرے تر شدن یعنی تر ہونا یہاں پہونچن

---

[1] بالفتح و تشدید در عربی آنچه از طعام بہر کسے جدا نہند ولیس خورده ۱۲ غیاث اللغات

مراد ہے یعنے تم اپنے قرابتیوں سے پیوند کرو یعنے ملو بعد اس کے جب میں پھر آؤ میں نے سنا کہ خان جہاں آتا ہے ڈولہ دیکھتے ہی گھوڑے پر سے اُتر پڑا پیادہ ہو گیا چند قدم چلا میں نے کہا کہ جب وہ نزدیک آجائیگا تو میں اُتر پڑوں گا کیونکہ میں ضعیف ہوں اور وہ تندرست ہے اور تبسم فرمایا پس جب وہ نزدیک آیا تو ملاقات ہوئی میں نے کہا کہ تو چند کام میرے کر دے ایک کام یہ ہے کہ سید رکن الدین راجا مانکپوری کے لئے تین گھوڑوں کا پروانہ دو دوسرا کام یہ ہے کہ سید شمس الدین قرضدار ہیں جلد تر اُن کو وجہ سے دو تاکہ گھر چلے جائیں تیسرا استحقاق چند مستحقوں کا خانجہاں نے عرض کیا کہ نشان کرنے کا مجھ کو حکم نہیں ہے لیکن باقی جو آپ نے فرمایا میں نے قبول کیا اسی اثنا میں حسن خادم برگ لائے فرمایا سب یاروں کو دو خادم نے عرض کیا کہ ایک نفر کھا سکے گا فرمایا قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ملعون من اکل وحدہٗ ومنع رفدہٗ وضرب عبدہٗ یعنے ملعون ہے وہ شخص کہ جو تنہا کھانے بعد اس کے فرمایا کہ یہ تو بمنزلہ فاکہہ[1] کے ہے سیری پر کھاتے ہیں نہ یہ کہ آدمی اتنی[2] کھانے سے سیر ہوتے ہیں پس روا ہے کہ تنہا کھائے ایضاً ایک دانشمند خدمت میں حاضر تھا پوچھا کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ اس شخص کی عورت کو تین طلاقیں ہیں اگر وہ اس گھر میں آئے پس وہ کیا کرے جواب فرمایا کہ ایک حیلہ ہے اپنی عورت کو ایک طلاق بائن دیدے وہ جدا ہو جائے گی اور گھر میں آئے تاکہ تین طلاقیں واقع نہ ہوں پھر از سر نو

---

[1] پھل احقر [2] پان مقصود ہے۔ احقر

عقد نکاح کرے اُس دانشمند نے عرض کیا کہ یہ مشکل کسی دانشمند سے حل نہ ہوئی مخدوم سے حل ہو گئی پس لڑکے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من این فائدہ بنویس پس نبشتم **ایضاً** جو نوافل کہ بعد فریضہ عشار کے آتے ہیں اُن کو پڑھتے تھے اِس جگہ پہنچے تھے کہ وتر سے پہلے چار رکعتیں ہیں فرمایا کہ اُن کو سنت وتر کہتے ہیں اور قرأت اُن کی مثل قرأت سنت قبل عشا کے ہے یعنے اول میں آیت الکرسی دوسری میں للہ ما فی السموات تا آخر سورہ بقرہ تیسری میں یسبح للہ تا بذات الصدور چوتھی میں لو انزلنا تا آخر سورہ حشر اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب میں دو رکعت سنت ہیں اور وتر ایک رکعت ہے بعد اس کے فرمایا کہ نزدیک ہمارے مخدوموں کے ان چار رکعتوں میں تعین نہیں ہے تکمیلاً للفرائض کی نیت کی ہے پس لڑکے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من بنویس **ایضاً** ایک عزیز حمید نام مخدوم کے مرید دل سے تھا اُس نے خواب دیکھا عرض کیا کہ گویا ایک منبر کو آراستہ کیا ہے اور ایک خلق جمع ہوئی ہے اور مخدوم منبر پر چڑھے ہیں اور وعظ کہتے ہیں، درمیان نردبان منبر کے مولانا نصیر الدین نے فرائض لکھا ہے جواب فرمایا کہ دلیل وعظ کی ہے کہتے ہیں تاکہ وعظ کہے اور عاقبت مولانا نصیر الدین کی بخیر ہوئی ایک دن دعا گو کو ایک عزیز غریب مزاحم ہوا کہ وعظ کہیں میں نے اُس کا کہا سُنا اوچہ میں وعظ کہا **ایضاً** فرمایا سفوف لاؤ یعنے پھنکی فرمایا کہ سفوف مضاعف ہے فعل اُس کا

نسف ینسف ہے اور سفوف اُس چیز کو کہتے ہیں کہ جو کھانے کو ہضم کرے

ستر ہویں ماہ شوال روز پنجشنبہ وقت چاشت

کے بندہ خدمت میں حاضر تھا سید علی مدنی اور برادر مخدوم سید صدر الدین راجا
بھی خدمت میں حاضر تھے بات راہ کعبہ میں تھی فرمایا کہ الطریق الی البیت
بعید والی رب البیت قریب فمن زار البیت بھواء اللہ صار من المقربین
ومن زار البیت بھواء النفس صار من المبعدین یعنے خانہ کعبہ کی راہ
بہت دور ہے اور صاحب گھر کی طرف نزدیک ہے پس جو شخص کہ خانہ
کعبہ کی زیارت کرے بدوستی خدا تو وہ مقربوں سے ہو جاوے اور جو کوئی
بہوائے نفس زیارت کرے تو وہ دور ہونے والوں سے ہو گیا پس جو کام
کرے بدوستی خدا کرے نہ واسطے نفس کے ۵

اے قوم بحج رفتہ کجائید کجائید ۔ معشوق ہمیں جاست بیائید بیائید

بعد اس کے فرمایا قولہ تعالیٰ وھو معکم اینما کنتم ونحن اقرب الیہ
من حبل الورید یعنے وہ تمہارے ساتھ ہے جس جگہ کہ تم ہو اور ہم نزدیکتر
ہیں طرف بندے کے جان کی رگ سے مناسب اسکے **حکایت**
بیان فرمائی کہ امام بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ اُس سے پہلے واسطے
زیارت خانہ کعبہ کے تشریف لے جاتے تھے چند بار ایت ہوئی کہ اسی جگہ
لے آتے ہیں فرمایا کہ میرے سر پر طواف کراتے ہیں فرشتوں کو حکم ہوا
ہے پس میں کہاں جاوں بعد اس کے فرمایا کتاب میں ہے کہ المصلی یناجی

الی جهة عرصة الکعبة لان بناء الکعبة قد تحول علی طریق الاستحباب
لزیارة بعض الاولیاء یعنی نماز پڑھنے والے کو بطریق استحباب چاہیے
کہ یوں نیت کرے متوجها الی جهة عرصة الکعبة کیونکہ کبھی بنائے کعبہ
کو واسطے زیارت بعض اولیاء کے لے جاتے ہیں اور غلاف کعبہ کو
ویسا ہی رکھتے ہیں تاکہ لوگ جانیں کہ کعبہ اپنی جگہ پر ہے۔ پس روئے
مبارک بریں فقیر آوردند۔ فرمودند۔ فرزند من بنویس پس تبسم۔

ایضاً کلام مجاہدے میں تھا

فرمایا المجاهدة فطم النفس عن المتلذذات وهی الماکولات والمشروبات
والملبوسات والمنکوحات والمنظورات والمسموعات والمباحات
الزائدات قسم کھائی کہ میں نے یہ مجاہدہ سنا ہے یعنی مجاہدہ چھڑانا بند کرنا
نفس کا لذیذ چیزوں سے ہے اور وہ یہ ہیں کھانے کی چیزیں اور پینے کی
اور پہننے کی اور سننے کی اور دیکھنے کی اور بہت سی عورتیں کرنا اور مباحات
زائد کہ جن کی طرف حاجت نہیں ہے آپ اثنا میں پانی لائے پیا
اور بیٹی مدنی کو دیا ان کو زحمت تھی یعنی وہ بیمار تھے فرمایا کہ سؤر المؤمن
شفاء ومغفرة یعنی مومن کا جھوٹا شفاء و مغفرت ہے بعد اس کے فرمایا
المیاه ثلثة تشرب قائما ماء زمزم وبقیة الوضوء شفاء وکذا
سؤر المؤمن وماء السبیل یعنی آب زمزم اور وضو کا بچا ہوا پانی اور مومن
کا پیا ہوا پانی اور سبیل کا پانی ان کو کھڑے ہو کر پییں پس روئے مبارک

بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من بنویس پس نوشتم **الضاً** فرمایا کہ حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ چوتھے آسمان سے واسطے قتل کرنے دجال کے آئیں گے اور وہ مرے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کا قول پاک ہے یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطہرک الآیۃ اور قول اللہ پاک کا ماقتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم بل رفعہ اللہ الیہ اور یہ بیت قصیدہ لامیہ کی پڑھی ؎

وعیسیٰ سوف یاتی ثم یثوی — لدجال شقی ذی خبال ؎

ای ذی فساد اور جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے تو بعد مار ڈالنے دجال کے وفات پائیں گے پس خطیرۂ مقدسہ حضرت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ مبارک میں اُن کو دفن کریں گے اُس مقبرۂ مبارک میں چار تربتوں کی جگہ ہے تین تربتیں تو ہیں ایک تربت کی جگہ خالی ہے بعد اس کے فرمایا کہ سر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نزدیک سینہ مبارک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے اور نزدیک سینہ حضرت ابوبکر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ کے مقابل رکھیں گے پس فرمودند فرزند من ایں فائدہ بنویس در ملفوظ پس نوشتم **الیضاً** روز مذکور میں بعد نماز ظہر کے بندہ خدمت میں حاضر تھا سبق مصابیح کا ہوتا تھا حدیث شریف یہ تھی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تسمّوا باسمی ولا تکنوا بکنیتی فانی انما جُعِلتُ قاسمًا اقسمُ بینکم یعنے آپ نے فرمایا

کہ تم میرا نام رکھو اور میری کنیت مت رکھو فردائے قیامت کہ مجھے قاسم کرینگے میں تمہارے درمیان میں قسمت کرونگا۔ بعد اس کے فرمایا کہ میں منع رکھتا ہوں کہ اگر ایک شخص کا نام محمد رکھیں تو اس کی کنیت ابوالقاسم نہ رکھیں اسلئے کہ فردائے قیامت میں آپ کو ساتھ کنیت کے پکاریں گے محمد رسول اللہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد اس کے فرمایا کہ جبکہ حضرت پیغمبر کا نام مبارک محمد تھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ کفار مذمت کرتے تھے چونکہ آپ کا نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تو آپ ستودہ ہی تھے نام پاک اسم مفعول ہے تحمید سے یعنے ستودہ شدہ یعنی سراہے ہوئے، تعریف کئے ہوئے پس لڑکے مبارک برین تحقیر آوردند فرمودند فرزندمن این فائدہ بنویس۔

خاکسار نگارندۂ الحروف عفا اللہ عنہ ما جناہ ووفقہ لما یحبہ و یرضاہ

عرض کرتا ہے کہ حدیث شریف مذکور جامع صغیر میں بایں لفظ ہے (سموا بفتح السین وضم المیم (باسمی ولا تکنوا) قال المناوی بفتح فسکون بخط المؤلف (بکنیتی) قال المناوی والنہی للتحریم والتعمیم (طب عن ابن عباس) سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی فانما بعثت قاسما اقسم بینکم ما امرنی اللہ بقسمتہ من العلوم والمعارف والفئ والغنیمۃ ولما کان لا یشارکہ فی ھذا المعنے احد منع ان یکنی بہ غیرہ قال العلقمی وسببہ کما فی البخاری عن جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

قال وُلِدَ لرجل من الانصار غلامٌ فاراد ان یسمیه محمد اقال سموا
فذکرہ قلت ولہ سبب اٰخر کما فی البخاری عن انس رضی اللہ عنہ
قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی السوق فقال رجل یا
ابا القاسم فالتفت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال انما
دعوت ھذا وفی روایۃ فقال لم اعنک قال سموا فذکرہ (ق عن جابر
بن عبد اللہ (سموا باسماء الانبیاء ولا تسموا باسماء الملائکۃ)
فیکرہ التسمی بنحو جبریل (تخ عن عبد اللہ بن جراد) انتہی من العزیزی
شرح جامع الصغیر الضاً فقیر سفید لائے سب یاروں کا حصہ کیا اور خود
نے بھی کھایا فرمایا کہ مکہ مبارک اور مدینہ مشرف میں خربزے بھی ہوتے
ہیں لیکن بمقدار سبو سے بزرگ اور بغایت شیریں دعا گو نے ویسا خربزہ
کسی جگہ نہیں دیکھا ہے دوسری جگہ بھی ہوتے ہیں لیکن اس سے خورد تر
بمقدار سبو چہ کے ایضاً فرمایا مستحب یہ ہے کہ امام کے سیدھے جانب میں
جماعت بہت چاہیئے اور بائیں جانب میں سیدھے جانب سے کم لیس روئے
مبارک بسوئے فقیر آوردند فرمودند فرزند من بنویس پس نوشتم

سلخ ماہ شوال روز چہار شنبہ

کو دوبارہ خدمت میں حاضر تھا اُسی دن صبح کی نماز سے پہلے حضرت موسے
علیہ السلام کے اعتکاف کی نیت مسجد میں کی پس اس فقیر نے قدمبوسی کی
روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من تو نے بھی اعتکاف کی

نیت کی میں نے عرض کیا کہ میں نے اعتکاف کی نیت کی فرمایا حجرہ دو واپس دیا۔

اول شب ذی قعدہ شب پنجشنبہ

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا پوچھا کہ ہلال ذی القعدہ کا طالع ہو گیا یا روں نے عرض کیا کہ ہاں فرمایا فتاوی کامل میں ہے الھلال اذا غاب قبل الشفق فھو من اللیلۃ الاولی وان کان یغیب بعد الشفق فھو من اللیلۃ الماضیۃ یعنے ہلال جبکہ شفق سے پہلے غائب ہو جاوے تو وہ اول رات کا ہے اور اگر بعد شفق کے غائب ہو تو وہ گزشتہ رات کا ہوگا پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ بنویس ایضاً فرمایا فتاوی کامل میں ہے یکرہ التحدث بحدیث الدنیا فی المسجد الا للمعتکف وقت الحاجۃ لان النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم قال التحدث فی المسجد بحدیث الدنیا یاکل الحسنات کما تاکل النار الحشیش یعنے مسجد میں دنیا کی بات کرنا مکروہ ہے مگر واسطے معتکف کے وقت حاجت کے کہ بے کہے کوئی چارہ نہ ہو اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی بات کرنا مسجد میں کھاتا ہے نیکیوں کو جیسے کہ آگ کھاتی ہے گھاس کو بعد اس کے فرمایا کہ میں نے اس حدیث کا بیان اس طرف کے محدثوں سے سنا ہے کہ ہرگز ہندوستان میں نہ سنتا تھا یعنے جب تک کہ دنیا کی باتوں میں مشغول رہیں گے تو اس قدر ذکر و فکر سے باز رہیں گے گویا کلام دنیا

فائدہ ہلال

مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا مکروہ ہے

کا حسنات کا مانع ہو اثر یہ کہ جملہ حسنات اُس کے محو ہو جاتیں یہ مراد نہیں ہے کیونکہ حسنات تو ثبت یعنے لکھا چکے ہیں پس لوٹے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ بنویس پس نوشتم۔

شب مذکور میں وقت تہجد کے

بندہ خدمت میں حاضر تھا محمد متقی بیابانی گازرونی کہ ایک شخص اولیاء اللہ سے ہیں اور مقام ولایت میں پہنچے ہوئے ہیں وہ واسطے تہنیت کے حضرت مخدوم کے پاس آئے ان سے فرمایا کہ تو اتنا خلق سے بھاگتا رہتا ہے اب شہر میں رہ کیونکہ کمال یہ ہے کہ دل سے تو حق کے ساتھ رہیں اور تن سے ساتھ خلق کے یہ مرتبہ انبیاء کا ہے وہ سب کامل حال ہوتے ہیں اور میں دعا کرتا ہوں کہ تجھ کو قوت دے کہ تو درمیان خلق کے رہ سکے دعا یہ تھی اَللّٰھُمَّ قَوِّہٖ فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْہُ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ لَدَیْکَ وَالْوَاصِلِیْنَ اِلَیْکَ۔

غرہ ذی العقدہ روز پنجشنبہ کو

بندہ خدمت میں حاضر تھا فرمایا کل ما فرض اللہ تعالی واوجب رسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فھو فرض لازم وحتم واجب لا یسمع فیھا التفریط ای التقصیر ولا یرفع عنہ التکلیف بل کلما ازداد القرب ازداد طاعتہ یعنے جس چیز کو کہ اللہ تعالے نے فرض کیا اور اُس کو

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واجب فرمایا وہ فرض لازم اور حتم واجب
ہے یہ واسطے تاکید کے ہے معنی یہی ہیں اس میں تقصیر کرنا نہیں پہونچتا
ہے اور نہ اُس سے حکم تکلیف کا اُٹھایا جاتا ہے بلکہ جس قدر قرب
زیادہ ہوگا اُسی قدر طاعت زیادہ ہوگی مناسب اس کے **حکایت**
بیان فرمائی کہ جس وقت شیخ رکن الدین قدس اللہ سرہ کا کار کمال کو
پہونچا تو انہوں نے طاعت زیادہ کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ تہجد
کے وقت سے جو مشغول ہوتے تو دوپہر تک بعد اس کے فرمایا کہ
جبکہ تطوع زیادہ کرتے ہیں تو تکلیف جو کہ حتم ہے اُس کو کب ترک
کریں گے پیغمبر جو کہ بہترین خلائق ہیں اور ہمارے پیغمبر جو کہ سب پیغمبروں
سے بہتر و برتر ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام اُن سے تو تکلیف موقوف ہی
نہیں کی تو دوسرے سے بھلا کب موقوف کریں گے مناسب اسکے
حکایت بیان فرمائی کہ دعاگو مکہ مبارک سے آیا بھکر میں پہونچا تھا ایک
خلق اشراف بھکر کی میری زیارت کے واسطے آئی اور کہا کہ ایک
درویش نزدیک قصبہ الور کے ایک پہاڑ کے غار میں رہتا ہے
اور کہتا ہے کہ مجھ سے نماز موقوف کردی ہے جب میں نے یہ بات
سنی تو میں نے قصد کیا طرف اُس کے گیا دیکھتا ہوں کہ جملہ اکابر امرا
اور بہت سے لوگ پرستش کر رہے ہیں ہجوم کے مارے بہزار حیلہ اس
کے پاس گیا اور بیٹھا پس میں نے کہا کہ تو نماز کیوں نہیں پڑھتا ہے
میں نے اُس کو سلام نہ کیا تھا سن لیا تھا کہ وہ تارک صلوٰۃ ہے حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا قول پاک ہے کہ الفرق بین المؤمن والکافر الصلوٰۃ یعنے فرق درمیان مومن وکافر کے نماز ہے اُس نے دعاگو سے کہا کہ سبب میرے پاس جبریل آتے ہیں اور بہشت کا کھانا لاتے ہیں اور خدائے تعالےٰ کا سلام لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نماز تجھ سے موقوف کر دی اور تو مقرب ہو گیا میں نے اُس سے کہا کہ تو بیہودہ مت بک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو موقوف ہی نہیں کی تجھ جاہل سے بھلا کب موقوف کریں گے وہ تو شیطان ہے جو کہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں جبریل ہوں جبرائیل فرشتہ وحی ہیں وہ سوا پیغمبر کے اور کسی پر نازل نہیں ہوتے ہیں اور وہ کھانا جو وہ لاتا ہے گوہ ہے اُس درویش نے کہا کہ نہایت لذت رکھتا ہے میں نے اس سے کہا کہ تو میری ایک وصیت نگاہ رکھ میں نے کہا کہ جب وہ آئے تو کہہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اُس نے قبول کیا میں لوٹ آیا اُس دن میں تو نہ جا سکا دوسرے دن میں گیا وہ آیا اور میرے پاؤں پر گر پڑا اور اپنا حال کہا کہ میں نے تمہاری وصیت یاد رکھی میں نے لاحول کہا تو وہ میرے روبرو سے غائب ہو گیا اور وہ کھانا جو اس نے دیا گوہ ہو گیا میرے ہاتھ سے گر پڑا اور سارے کپڑے پلید ہو گئے پس اُس نے روبرو دعاگو کے توبہ کی میں نے اُس کا ہاتھ پکڑا اُس کو حجرے سے باہر لایا شہر اور کی آبادی میں لے گیا میں نے کہا اس جگہ سکونت کر اور علم سیکھ اور مجلس علم میں حاضر ہو یعنے وعظ و درس سن اور کچھ کسب کر

اس بیچارے نے میری وصیت نگاہ رکھی اور کسب میں مشغول ہوا اور متاہل ہوگیا عثمان نام نیک بخت تھا کہ اس کے لئے دعا گو کا کہا سنا ان ورثن میں اس نے انتقال کیا ہے اور باقی یہ سلامت گیا اور عاقبت اس کی بخیر ہوئی یاروں نے کہا کہ یہ سبب برکت مخدوم کی تھی ورنہ وہ زندیق ہوا تھا تب اس کے فرمایا کہ جاہل کو نہ چاہیئے کہ بدون علم کے خلوت اختیار کرے راہ پرخطر ہے اور فرمایا لا تمکن من جھال الصوفیۃ فانھم لصوص الدین وقطاع الطریق علی المسلمین قال عبد اللہ بن سھل التستری قدس اللہ سرہ احذروا ثلاثۃ اصناف من الناس الجبابرۃ الغافلون والقراء المداھنون والمتصوفون الجاھلون یعنے تم تین گروہ کے آدمیوں سے ڈرو ایک تو جابر لوگ حق سے غافل کہ اس کو جانتے ہیں اور جبر و معصیت کرتے ہیں اور اس کی عقوبت سے غافل ہوتے ہیں اور اس کی جزا سے غافل ہیں دوسرے پڑھنے والے میل کرنیوالے طرف دنیا کے دنیا کے واسطے پڑھتے ہیں نہ اس واسطے کہ جہل سے باہر آئیں المداھنۃ فی اللغۃ المیل یعنے میل کردن تیسرے کمل پوش جاہل کہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں ان تین گروہ سے حذر کرنا چاہیئے۔ مبادا کہ ان کی شومی اثر کر جاتے پس روئے مبارک طرف مسعود درویش کے لاتے اور فرمایا میں نے سنا ہے کہ تو کبھی کبھی نماز نہیں پڑھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو نماز موقوف ہی نہیں کی مسعود سے کب موقوف کرینگے نماز پڑھ اور یہ نماز زراعت

(مناجات و معراج مومن کی ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یا بلال ارحنا بالاقامۃ وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام المصلی یناجی ربہ وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الصلوٰۃ معراج المؤمن یعنے آپ نے فرمایا کہ اے بلال تو ہم کو راحت پہنچا اقامت نماز سے اور یہ فرمایا کہ نماز پڑھنے والا مناجات کرتا ہے اپنے رب سے اور یہ فرمایا کہ نماز مومن کی معراج ہے اور سارے انبیاء و صحابہ و تابعین و اصحاب صفہ اور دوسرے اولیاء سب نماز میں مستغرق ہوئے ہیں فرض و نفل میں اور اُن کا کام جو جگہ پر پہنچا سو اسی کے سبب سے پہنچا کما قیل لا وارد لمن لا ورد لہ یعنے جس شخص کے لئے ورد نہیں ہے اُس کے دل میں وارد نہیں ہے پس روئے مبارک بدیں فقیر آوردند فرمودند فرزند من بنویس پس نوشتم ایضاً فرمایا چند دن ہوئے کہ تُو نے رسالہ تمام کر لیا کچھ اور سبق پڑھ میں نے عرض کیا کہ سبق احادیث نبوی کا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا پڑھو مبارک ہوگا میں نے شروع کیا حدیث شریف یہ تھی عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ من قال لا الہ الا اللہ اهتز العرش وتحرکت الحوت فی الارض السابعۃ السفلی فیقول اللہ تعالیٰ اسکن عرشی یقول کیف اسکن وانت لم تغفر لقائلها فیقول اللہ تعالیٰ اشهدوا یا اهل السموات انی غفرت لقائلها یعنے جو شخص کہ لا الہ الا اللہ کہے سلسلہ محبت کو ہلانے تو عرش جنبش میں آئے الاهتزاز فی اللغۃ التحرک یعنے جنبیدن ہلنا اور مچھلی ہل جاتے جو کہ ساتویں زمین کے نیچے ہے

پس اللہ تعالیٰ عرش سے کہے اُس میں حیات پیدا فرمائے کیونکہ وہ
تو جمادات سے ہے تو قرار پکڑ میرے عرش ۔ عرش کہے کہ میں کیونکر قرار
پکڑوں حالانکہ تو نے اس کلمے کے کہنے والے کو نہیں بخشا ہے پس
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے گواہ ہو جاؤ اے آسمان والو بیشک میں نے مغفرت
کی واسطے کہنے والے اس کلمے کے بعد اس کے فرمایا کہ اُس طرف
کے محدثین جس وقت حدیث شریف بیان کرتے ہیں تو جب تک اُس
پر عمل نہیں کر لیتے ہیں آگے نہیں پڑھتے ہم بھی عمل کریں پس تین بار
اس کلمے کو ساتھ مد کے ہمراہ یاروں کے کہا پھر ہاتھ واسطے دعا کے
اُٹھائے اول و آخر میں درود شریف پڑھا اِلٰہنا توسّلنا بِھٰذِہِ الکلمۃِ
الطّیبۃِ اَن تختمَ اُمورَنا بھا بالایمان پس رُوئے مبارک بریں فقیر
آوردند فرمودند فرزند من ایں فوائد بنویس ایضًا بعد اس کے روئے
مبارک طرف اس فقیر کے لائے اسے فرزند مناسب کلمے کے
میں تجھ کو تربیت کرتا ہوں تو سے اللہ کر نوعان ذکر المحبین وذکر المحبوبین
فاما ذکر المحبین بالمد لاجل النفی عما سوی اللہ تعالیٰ لقولہ علیہ
الصلوۃ والسلام من قال لا الٰہ الا اللہ ومدھا ھدمت لہ اربعۃ
آلاف ذنب من الکبائر ان کانت لہ وان لم تکن لہ فلاھل بیتہ
وان لم تکن فلاقربائہ وان لم تکن فلاھل محلتہ وان لم تکن
فلاھل دینہ حیثما کانوا وان لم تکن فرفع لہ درجۃ بمقدارھا
واما ذکر المحبوبین فبالسرعۃ لانہ وصل ھو المقصود نفی عن غایۃ کل ما

سوی اللہ تعالیٰ یعنے ذکر دو قسم ہے ایک تو ذکر محبانہ ہے دوسرا ذکر محبوبانہ
ہے پس ذکر محبانہ ساتھ مد کلمے سے ہے واسطے نفی کے ما میں تاکہ جو کچھ سوا
خدا کے ہے وہ سب ما نفی میں منفی ہوجائے اول ساتھ مد کے جتنا کہ
کہے تو جو کچھ سوا خدا کے خاطر میں ہے وہ منفی ہوجائے گا اور یہ جو کچھ
کہ خاطر میں سوا خدا کے ہے بمنزلہ ذنب حال مقربوں کے ہے کل ما
یشغلک عن اللہ فھو صنمک یعنے ہر وہ چیز کہ اللہ تعالیٰ سے تجھے
مشغول کرے تو وہ تیرا بت ہے قولہ تعالیٰ افرایت من اتخذ الٰہہ
ھواہ یعنے کیا پس دیکھا تو نے اُس شخص کو کہ ٹھیرایا اس نے معبود اپنا اپنے
ہوائے نفس کو اُسی ہوا کو جو کہ خاطر میں ہے سوا خدا کے بمنزلہ خدا کے
ٹھیراتے ہیں پس واسطے ہدم گناہ کے کلمے کو ساتھ مد کے کہتے ہیں اس
لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کلمے
کو ساتھ مد کے کہے تو اُس کے چار ہزار گناہ کبیرہ ہدم کئے جائیں رہا
ذکر محبوبانہ سو وہ ساتھ جلدی کے ہے اسلئے کہ محبوب تو مقصود کو پہنچا
ہوا ہے اور جو کچھ کہ سوا خدا کے ہے اُس کی خاطر منفی ہوچکی ہے پس
اُس کو مد کے ساتھ کہنے کی حاجت نہیں ہے۔ وہ بسرعت کہتا ہے
اور یہ بیت عربی کا فرمایا ؎

انت الحبیبُ ولکننی اعوذ بہ   من ان اکون محبًا غیر محبوب

یعنے تو دوست ہے لیکن میں باز داشت چاہتا ہوں یعنی پناہ مانگتا ہوں
ساتھ اُس کے اس سے کہ میں محب غیر محبوب ہوں یعنے تو مجھ کو اپنا

محبوب کرنے از آں فرمودند محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اثبات کردہ
است والیمان آوردہ اگر گوید شاغل افتادم بخوانیدا بچہ جزخدا است آنرا
ذکر کنند پس رسول علیہ السلام را شاغل گوید کہ دیگرے را در خاطر روا
دارند ہرگز نہ دارند در بدایت بلا گوید در نہایت بسرعت گوید پس
روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فوائد نویس
ایضًا المثل ما یشبہ بہ الشئ یعنے مثل وہ چیز ہے جس کے ساتھ
کوئی شئے تشبیہ دی جائے ہیں نے شیخ مدینہ عبداللہ مطری رحمہ اللہ
تعالیٰ سے یہ شعر عربی سنا ہے مناسب اس معنی کے ہیں نے پڑھا ؏
فمن یضرب الامثال امن اقیسہ فاھل الدھر دونک الدھر
بعد اسکے فرمایا کہ جس زمانے میں دعاگو شیراز میں پہنچا تو چند مدت وہاں
مقیم ہو گیا قاضی شیرازی علامہ ہیں سبق کا درس دیتے ہیں وہ دعاگو
کی زیارت کے واسطے آئے ایک عزیز میرے پاس مصابیح کا سبق
پڑھتا تھا ان مثل امتی کا لمطر لا یدری اولہ خیر ام اخرہ میں نے
بیت مذکور پڑھی چند ہزار دینار طشت میں بھرے ہوئے میرے واسطے
فتوح لائے وہ سمجھے کہ میں ان کے حق میں کہتا ہوں اور تواضع و بشاشت
یعنی تازہ روئی بہت کی پس وہ طشت مع مال کے سید مسعود و سید حمید کے
باپ نے لیا اور کہا کہ میں لڑکیوں کا کار خیر رکھتا ہوں مجھ سے کہا کہ تجھ کو
خدا دے گا۔

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ حدیث شریف مذکور جامع صغیر میں بایں لفظ ہے (مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ) قال العلقمی لا محل لھذا الحدیث علی التردد فی فضل الاول علی الاخر فان القرون الاول ھم المفضلون علی سائر القرون من غیر مریۃ ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم وانما المراد نفعھم فی بث الشریعۃ فالمراد وصف الامۃ قاطبۃً سابقھا ولاحقھا اولھا واخرھا بالخیریۃ انتھی وقال المناوی نفی تعلق العلم بتفاوت طبقات الامۃ فی الخیریۃ واراد بہ نفی التفاوت لاختصاص کل طبقۃ منھم بخاصیۃ وفضیلۃ توجب خیریتھا کما ان نوبۃ من نوب المطر لھا فائدۃ فی النماء لا یمکن انکارھا (حم ت عن انس) بن مالک (حم عن عمار) بن یاسر (ع عن علی طب عن ابن عمر) بن الخطاب (وعن ابن عمرو) بن العاص واسنادہ حسن انتھی من العزیزی ایضاً فرمایا الھدی بضم الھاء وحرکۃ الدال الدین الحق قولہ تعالی ھدی للمتقین وبفتح الھاء وسکون الدال ھام تیتنا ول الحق والباطل والھدی محکوفا والھدی محلہ لقولہ اللہ ھو المعبود الحق ولھذا انہ بہتی معنی پارسی او خدا ہے پرستش پس روئے مبارک بدیں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فوائد کہ گفتم تو بس ایضاً ایک عزیز مخدوم کی مدح کرتا تھا بایں ترتیب قصب عالم و شیخ الشیوخ

وسبع السابات فرمایا کہ گدائے عالم کہ القبا سبق عوارف کا ہوتا تھا یا بات اس آیت شریف میں تھی و تعیھا اذن واعیۃ سأل علی کرم اللہ وجھہ من ھذہ الآیۃ کما نزل یا رسول اللہ ما المراد من اذن واعیۃ قال یا علی جعل اذنك واعیۃ فقال کل ما سمعت بعد ذلك ما نسیت قط یعنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اذن واعیہ سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا اے علی اللہ تعالیٰ تیرے کان کو برتن علم کا کرے یعنے جو کچھ تو سُنے وہ یاد رہے واعیہ وعار سے ہے وعاء آوند یعنے برتن کو کہتے ہیں پس حضرت علی نے فرمایا کہ بعد اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ لفظ فرمایا جو کچھ میں نے سنا اس کو کبھی نہ بھولا ایضاً سبق عوارف کا اس آیت میں پہونچا قولہ تعالیٰ انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرھا فرمایا کہ اس آیت شریف میں دو قول ہیں قال عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما انزل نور العلم فقبضت القلوب بقدرفہما وقال الشیخ ابوبکر التستری رضی اللہ عنہ نورا فطلبت القلوب بقدر ھمتہا اس آیت شریف میں حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول ہے کہ اُتارا اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نور علم کا پس لیا دلوں نے بقدر اپنی سمجھ کے اور حضرت ابوبکر تستری نے فرمایا کہ اوتارا اللہ تعالیٰ نے نور کو پس طلب کیا دلوں نے بقدر اپنی ہمت کے لیکن قول اول صحیح تر ہے کیونکہ رئیس مفسرین کا قول ہے پس روئے مبارک

بدیں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ بنویس ایضاً فرمایا کہ یہ مشکل بھی دعا گو کو شیخ عبداللہ یافعی قدس سرہ سے حل ہوئی ایک دن میں ان بزرگوار کی خدمت میں حاضر تھا اُن کو وضو کی حاجت ہوئی میں نے کہا یا شیخ انت استاذی انا اصب الماء و اوضؤک فقال لا فانک ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکیف امرتک یعنی میں نے عرض کیا اے شیخ آپ میرے اُستاد ہیں میں پانی ڈالوں اور آپ کو وضو کراؤں فرمایا کہ نہیں اسلئے کہ بیشک تو فرزند ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پس میں کس طرح تجھ کو حکم کروں شیخ واسطے وضو کے گئے دروازہ حجرے کا بند کر دیا پس دعا گو نے پانی ڈالنے کی آواز سنی جیسے کہ کوئی دوسرا وضو کراتے جب وہ آئے تو میں نے پوچھا یا شیخ من وضأک وصب الماء فی الوضوء قال اقول لک انک ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضأنی الملائکۃ یعنی میں نے کہا کہ اے شیخ آپ کو کس شخص نے وضو کرایا اور وضو میں پانی ڈالا کیونکہ میں نے پانی ڈالنے کی آواز سنی جیسے کہ کوئی دوسرا آدمی پانی ڈالے کہا کہ میں تجھ سے کہتا ہوں اگر اور کوئی ہوتا تو میں نہ کہتا کیونکہ تو پیغمبر خدا کا فرزند ہے مجھے فرشتوں نے وضو کرایا یہ آواز ان کے پانی ڈالنے کی تھی بعد اس کے فرمایا کسی را کہ فرشتگان خدمت کنند ملوک و سلاطین کجا برائے ضرورت ننگ کنند

سر دنیا درم ز سلاطین روزگار | چوں من ز بندگان تو باشم کمینہ

نام حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ

پھر خود روئے اور یار لوگ بھی روئے بعد اسکے یہ نظم عربی پڑھی ؎

کانت لقلبی اھواءٌ مفرقۃٌ   فاستجمعت اذ رأتک العینُ اھوائی

یعنے میرے دل کی متفرق و پریشان خواہشیں تھیں سو جس وقت کہ میرے دل کی آنکھ نے تجھ کو دیکھ لیا تو میری خواہشیں جمع ہو گئیں یعنے قبل دیدار کے پریشانی تھی بعد دیدار فائض الانوار کے دلجمعی ہو گئی ساری پریشان خواہشیں جاتی رہیں پس روئے مبارک برین فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ بنویس۔

ایضاً شب جمعہ تیسری تاریخ ماہ ذیقعدہ وقت تہجد کے

خدمت میں اُن امیر کے حاضر تھا بعد فراغ کے تین بار اس بیت کی تکرار کرتے اور فرماتے تھے کہ دعا کے اول و آخر میں درود شریف پڑھا ہیں ؎

مرا ہمتے بس بلند روزی کن   ہمیں من از تو ترا اے خواہم

ایک عزیز نے پوچھا کہ اس بلند ہمت سے کیا مراد ہے مطلقاً یا مقید۔ جواب فرمایا کہ اس بلند ہمت سے محبوب کو چاہیئے نہ دوسرے کو ساتھ اُس کے اور یہ معنی ہمت بلند کے دوسرے مصرع میں ظاہر ہیں بعد اس کے ایک عزیز نے اس بیت کے معنی کا التماس کیا ؎

بلینی وبینک انّنی نباعدنی   فارفع بجودک انّنی من البین

فرمایا کہ یہ بیت مجنوں نے لکھی ہے اس جگہ انّنی سے حرف ناصبہ مراد نہیں ہے یہ فعل ماضی ہے مشتق ائین سے اور لغت میں ائین کے معنی

نالیدن ہیں یعنے نالہ و فریاد کرنا یعنے میرے اور تیرے درمیان ہیں
ایک نالش ہے جو کہ مجھے دور رکھتی ہے یس تو اپنے جوانمردی سے میری
نالش و فریاد کو اُٹھا دے جو کہ فراق و جدائی کے سبب سے ہے۔
لغت میں بین کے معنی فراق ہیں جیسے کہتے ہیں کہ وقع البین ای
وقع الفراق بانت زوجتہ ای فارقت یہاں بین ظرف مراد نہیں ہے
کیونکہ الف ولام بین ظرف پر نہیں آتا ہے غرض اس بیت سے یہ ہے
کہ محب اپنا عدم چاہتا ہے اور بقاء وجود محبوب چنانچہ مجنوں سے
پوچھا کہ ما اسمک قال لیلے یعنے تیرا کیا نام ہے کہا لیلے یعنے وہ
خود سے فانی ہو گیا تھا خود کی کچھ یاد نہ لایا لیلی کی محبت سے پُر ہو گیا
تھا تو وہی نام بتایا اسلیئے کہ اُس کا ظاہر و باطن لیلی کی محبت تھی
خود کی خبر نہ تھی دوسرا جو کہ خود کا غیر ہے اُس کی یاد کب لائے گا یہ
مقام محو ہے مصرع می تراو چہ نتم آنچہ در آوند من ست کل انا یترشح بما
فیہ یہ قول ہم معنی مصرع مذکور کا ہے بعد اس کے فرمایا کہ یہ بات حقیقت
میں خوب آئی ہے اور ایک وجہ انا الحق کی یہی ہے کہ خود سے فانی ہو گیا
اپنی کچھ یاد نہ لایا دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے حکایت کرنے
والا تھا تیسرا قول یہ ہے کہ منصور کو ندا آئی من یفدی لنا روحہ
فقال الحلاج انا الحق ای انا الثابت بفداء روحی یعنے کون ہے
کہ ہمارے واسطے اپنی نازنین جان کو فدا کرے تو حلاج بولا کہ میں حق
ہوں یعنے اپنی جان قربان کرنے کے واسطے ثابت ہوں الیسی ثابت پر

چلا گیا سہ

رو برسرِ کنگرہ سِر مرداں ہیں نامرداں را پائے خارے زرسد

اسی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ حضرت ابویزید بسطامی قدس سرہ نے سبحانی ما اعظم شانی کس معنی سے کہا فرمایا کہ اُس طرف میں سے اس کی دو وجہیں بنتی ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکایت کرنے والے تھے اللہ کی صفت بیان کرتے تھے نہ اپنی کیونکہ پاکی اور عیب سے دوری خاص واسطے خدائے عزوجل کے ہے یہ قول تو فقہاء کا ہے دوسری وجہ یہی ہے کہ جس کا ذکر ہو چکا یعنے خود سے فانی ہو گئے تھے اور ذاتِ حق کے ساتھ باقی یہ قول مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے

فانی ز خود و بدوست باقی ؏ سہ این طرفہ کہ نیستند و ہستند

اگر ہستند ہم ایشاں اند پس روئے مبارک بدیں فقیر آوردند فرمودند فرزند من این فائدہ بنویس کم کسے میداند۔

ایضاً مشائخ کی صفت کا ذکر نکلا

ایک عزیز نے پوچھا کہ شیخ کبیر قدس سرہ کے ساٹھ اونٹ گاؤں تھے کچھ تو انعام کے اور کچھ خریدے کے اور شیخ فریدالدین رضی اللہ عنہ کے کچھ نہ تھے جواب فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے منجملہ کلمات قدسیہ کے کہ من خدمنی خدمتہ الدنیا کہا یعنے جو شخص میری خدمت کرتا ہے تو ساری دنیا اُس کی خدمت کرتی ہے قال اللہ تعالیٰ یا دنیا اخدمی

من خدمنی ومن خدام غیری فاستخدمیہ من الکلمات القدسیۃ
یعنے کلمات قدسیہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے دنیا تو خدمت
کر اُس شخص کی کہ جو میری خدمت کرتا ہے اور جو شخص کہ میرے غیر کی خدمت
کرے تو تو اس سے خدمت لے بعد اس کے فرمایا کہ مراد اس خدمت
دنیا سے خدمت ابنائے دنیا کی ہے اور اسی واسطے تو نہیں دیکھتا ہے
کہ ساری ابنائے دنیا ملوک و تجار خدمت مخلوق کی رکھتے ہیں پس دنیا
اُن سے خدمت طلب کرتی ہے جبکہ وہ اُس کے غیر کی خدمت کرتے
ہیں تو وہ دنیا کے طالب ہیں دنیا اُن سے خدمت چاہتی ہے بعد
اس کے یہ ساری ابنائے دنیا فقرا و مشائخ طالبین آخرت کو کچھ دیتے
ہیں ایک عزیز نے پوچھا کہ شیخ کبیر اور شیخ فرید دونو قطب ہوتے ہیں
کیا حکمت ہے کہ شیخ کبیر کی تو دنیا خادمہ تھی اور شیخ فرید کی ظاہر میں
نہ تھی جواب فرمایا کہ میں نے اُس طرف سُنا ہے کہ دونو محبوب ہوئے
ہیں لیکن شیخ کبیرؒ احب یعنے دوست تر تھے خدائے تعالیٰ کو ہیں واسطے
نظر نہ لگنے کے دانہ سپند دنیا اُن کو دی تو نہیں دیکھتا ہے کہ جب کوئی عورت
خوبصورت ہوتی ہے تو اُس کا دوست اُس کے چہرے پر سیہ دانہ رکھ
دیتا ہے تاکہ نظر نہ لگ جائے اور چشم زخم اور لیبار کی یہ ہے کہ جب وہ
مقامات ولی میں دیکھتے ہیں کہ اُس کا مرتبہ اُن سے بالاتر ہے شیخ فرید قدس
سرہ کو بھی فتوحات پہنچے تھے اور بعض لوگ اس سے بھی کنارہ میں اسلئے
کہ دنیا نہ ہوا اور کمال اس کو کہا ہے کہ بوجہ سیہ دانہ کے ہو۔

ایضاً مناقب شیخ جمال اوچھی قدس سرہ کا ذکر نکلا

کہ وہ اسرار کلی رکھتے تھے انہوں نے کسی بادشاہ سے کوئی چیز قبول نہیں
کی چند بادشاہ مزاحم ہوئے واسطے گاؤں وغیرہ کے انہوں نے قبول
نہ کیا آخر عمر میں چند مدت قبول کیا ان سے پوچھا کہ اتنی مدت میں تو آپ
نے قبول نہ کیا اب کیا ہے کہ قبول کر لیا کہا کہ میں نے واسطے متابعت
اپنے پیروں کے قبول کر لیا انہوں نے قبول کیا ہے جیسے شیخ
بہاء الدین و شیخ صدر الدین و شیخ رکن الدین وغیرہ جنہوں نے وفات
پائی الحمد للہ کہ اپنے پیروں کی متابعت پر گئے۔

چوتھی ماہ ذیقعدہ روز یکشنبہ وقت چاشت کے

بندہ خدمت میں حاضر تھا ایک عزیز شیخ زادہ فخر الدین گازرونی شرح کبیر
چہل اسم کی پڑھتا تھا بابت اسماء کی خاصیت میں تھی کہ جو کوئی ان اسماء
کو پڑھے تو ملک فرشتوں کا اس کے زیر تصرف ہو جائے اور جن پری
اس کے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں جو کچھ ان سے کہے وہ بجا لائیں فرمایا
کیا حاجت ہے کہ خدا کے سوا دوسرے سے التجا کرے یہ بات
سست ہمت کی ہے وہ کہ نماز میں کہتا ہے ایاک نعبد و ایاک
نستعین یعنی ہم تجھی کو پوجتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں کیوں دوسرے
سے استعانت کرے پس وہ مدعی کاذب ہے کہ جھوٹا دعوی کرتا ہے یوں

چاہیئے کہ ان اسمار کو پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے مدد چاہے نہ اُس کے غیر سے اسلئے کہ یہ بمنزلہ شرک خفی کے ہے بعد اس کے فرمایا کہ اُس طرف دعا گو نے شرح ان اسمار کی روبرو شیخ عبداللہ مطہر قدس سرہ کے گذرانی ہے یعنے اُن سے پڑھی ہے وہ شرح عربی بسند اورجہ میں لایا ہوں ایک دفتر لڑکوں کی ماں کے پاس ہے وہ اُس کو چھپی رکھتی ہے جو کوئی اُس کو دیکھ لیتا ہے تو فتنے میں پڑتا ہے اور یہ شرح صحابہ تابعین سے منقول ہے اُس میں اس طرح مذکور ہے کہ بعدد ہر حرف کے ان اسمار سے ہزار بار کہے محبوب و مقرب ہو جاتے اور یا حرف ندا کا اور واو عطف شمار میں نہیں ہے اور سبحانک لا الہ الا انت بھی شمار میں نہیں ہے اسلئے کہ وہ اندرایں بمنزلہ بسم اللہ کے ہے چاہیے کہ ہر روز ان چالیس اسموں کو پڑھے واسطے تعظیم کے دعا گو بھی پڑھتا ہے میں نے ایک وقت مقرر کر لیا ہے اور لڑکوں کی ماں بھی پڑھتی ہے۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ جب بعدد ہر حرف کے ہزار بار کہے اور ہر روز پڑھے تو حیوان کا کھانا ترک کرے فرمایا کہ کھاوے کہ وہ شرائط ہیں کہ جو میں نے ان اسمار کے سوا اور اسمار کی خاصیت میں لکھی ہیں بعد اس کے فرمایا کہ یہ شرح فارسی مختصر ہے تالیف شیخ شہاب الدین مقتول سے جو کہ شیخ الشیوخ کے بھانجے تھے علیہما الرحمۃ منقول ہے کہ بادشاہ وقت نے ان پر مواخذہ کیا اور اُن کو مار ڈالا اسی جہت سے اُن کو مقتول کہتے ہیں۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لاتے فرمایا فرزند من ان چالیس اسم اعظم کو

لکھ لو اور ہر روز پڑھو ایک وقت معین کر لو کیونکہ میں پڑھتا ہوں اور لڑکوں کی والدہ بھی پڑھتی ہے میں نے عرض کیا کہ لکھ لئے ہیں فرمایا کہ مجھ پر گزرا لو صحیح کر لو اور ہر روز ملازم پڑھو یعنی بے ناغہ پس میں نے خدمت میں گزرانی صحیح کر لئے وہ اسماء یہ ہیں سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یَا

رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَوَارِثَهٗ وَرَازِقَهٗ وَرَاحِمَهٗ یَا رَبُّ یَا اِلٰهَ الْاٰلِهَةِ الرَّفِیْعُ جَلَالُهٗ یَا اِلٰهُ یَا اَللّٰهُ الْمَحْمُوْدُ فِیْ كُلِّ فِعَالِهٖ یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنَ كُلِّ شَيْءٍ وَرَاحِمَهٗ یَا رَحْمٰنُ یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَةِ مُلْكِهٖ وَبَقَائِهٖ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ فَلَا یَفُوْتُ شَيْءٌ مِّنْ عِلْمِهٖ وَلَا یَؤُوْدُهٗ یَا قَیُّوْمُ یَا وَاحِدُ الْبَاقِیْ اَوَّلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّاٰخِرَهٗ یَا وَاحِدُ یَا دَآئِمُ فَلَا فَنَاءَ وَلَا زَوَالَ لِمُلْكِهٖ وَبَقَائِهٖ یَا دَآئِمُ یَا صَمَدُ مِنْ غَیْرِ شِبْهٍ فَلَا شَيْءَ كَمِثْلِهٖ یَا صَمَدُ یَا بَارُّ فَلَا شَيْءَ كُفُؤُهٗ یُدَانِیْهِ وَلَا اِمْكَانَ لِوَصْفِهٖ یَا بَارُّ یَا كَبِیْرُ اَنْتَ الَّذِیْ لَا تَهْتَدِیْ الْعُقُوْلُ لِوَصْفِ عَظَمَتِهٖ یَا كَبِیْرُ یَا بَارِئَ النُّفُوْسِ بِلَا مِثَالٍ خَلَا مِنْ غَیْرِهٖ یَا بَارِئُ یَا زَاكِیُ الطَّاهِرُ مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ بِقُدْسِهٖ یَا زَاكِیُ یَا كَافِیَ الْمُوَسِّعَ لِمَا خَلَقَ لَهٗ مِنْ عَطَاءِ فَضْلِهٖ یَا كَافِیُ یَا نَقِیًّا مِّنْ كُلِّ جَوْرٍ لَمْ یَرْضَهٗ وَلَمْ یُخَالِطْهُ فِعَالُهٗ یَا نَقِیُّ یَا حَنَّانُ اَنْتَ الَّذِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَّعِلْمًا یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ ذَا الْاِحْسَانِ قَدْ عَمَّ كُلَّ الْخَلَائِقِ مِنْهُ یَا مَنَّانُ یَا دَیَّانَ الْعِبَادِ كُلٌّ یَقُوْمُ خَاضِعًا

لِرَغْبَتِهٖ وَرَهْبَتِهٖ يَا دَيَّانُ يَا [19] خَالِقَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ
اِلَيْهِ مَعَادُهٗ يَا خَالِقُ يَا [20] رَحِيْمَ كُلِّ صَرِيْخٍ وَّمَكْرُوْبٍ وَّغِيَاثَهٗ
وَمَعَاذَهٗ يَا رَحِيْمُ يَا [21] تَامُّ فَلَا تَصِفُ الْاَلْسُنُ كُلَّ كُنْهِ جَلَالِهٖ
وَمُلْكِهٖ وَعِزِّهٖ يَا تَامُّ يَا [22] مُبْدِعَ الْبَدَائِعِ لَمْ يَبْغِ فِيْ اِنْشَائِهَا
عَوْنًا مِّنْ خَلْقِهٖ يَا مُبْدِعُ يَا [23] عَلَّامَ الْغُيُوْبِ فَلَا يَفُوْتُ شَيْءٌ
مِنْ عِلْمِهٖ وَحِفْظِهٖ يَا عَلَّامُ يَا [24] حَلِيْمُ ذَا الْاَنَاةِ فَلَا يُعَادِلُهٗ
شَيْءٌ مِّنْ خَلْقِهٖ يَا حَلِيْمُ يَا [25] مُعِيْدَ مَا اَفْنَاهُ اِذَا بَرَزَ الْخَلَائِقُ
لِدَعْوَتِهٖ مِنْ مَّخَافَتِهٖ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ
خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ يَا مُعِيْدُ يَا [26] قَرِيْبُ
الْمُجِيْبُ الْمُدَانِيْ دُوْنَ كُلِّ شَيْءٍ قُرْبُهٗ يَا قَرِيْبُ يَا [27] حَمِيْدَ
الْفِعَالِ ذَا الْمَنِّ عَلٰى جَمِيْعِ خَلْقِهٖ بِلُطْفِهٖ يَا حَمِيْدُ يَا [28] عَزِيْزُ
الْمَنِيْعُ الْغَالِبُ عَلٰى اَمْرِهٖ فَلَا شَيْءٌ يُعَادِلُهٗ يَا عَزِيْزُ يَا [29] قَاهِرُ
ذَا الْبَطْشِ الشَّدِيْدِ اَنْتَ الَّذِيْ لَا يُطَاقُ اِنْتِقَامُهٗ يَا قَاهِرُ يَا [30]
قَرِيْبُ الْمُجِيْبُ الْمُتَعَالِيْ فَوْقَ كُلِّ شَيْءٍ عُلُوُّ اِرْتِفَاعِهٖ يَا قَرِيْبُ يَا [31]
مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ بِقَهْرِ عَزِيْزِ عِزَّتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ يَا مُذِلُّ يَا [32]
نُوْرَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدَاهُ اَنْتَ الَّذِيْ فَلَقَ الظُّلُمَاتِ بِنُوْرِهٖ يَا نُوْرُ
يَا [33] عَالِيَ الشَّامِخُ فَوْقَ كُلِّ شَيْءٍ عُلُوُّ اِرْتِفَاعِهٖ يَا عَالِيْ يَا [34]
قُدُّوْسُ الطَّاهِرُ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ فَلَا شَيْءٌ يُعَادِلُهٗ مِنْ جَمِيْعِ خَلْقِهٖ
يَا قُدُّوْسُ يَا [35] مُبْدِئَ الْبَرَايَا وَمُعِيْدَهَا بَعْدَ فَنَائِهَا بِقُدْرَتِهٖ

یا مُبدِیٔ یا محمودُ فلا تبلغ الاوهامُ کُلّ کُنهِ ثنائِه ومجدِه
یا محمودُ یا جلیلُ المتکبّرُ عن کُلّ شیءٍ فالعدلُ امرُهٗ والصدقُ
وعدُهٗ یا جلیلُ یا کریمُ العفوُ ذو العدلِ انت الذی ملأ
کُلّ شیءٍ عدلُهٗ یا کریمُ یا عظیمُ ذو الثناءِ الفاخرِ و ذو العزّ
والمجدِ والکبریاءِ فلا یذلّ عزّهٗ یا عظیمُ یا عجیبُ فلا تنطقُ
الالسنُ بکُلّ الائِه وثنائِه یا عجیبُ یا غیاثی عند کُلّ کربةٍ
ومُجیبی عند کُلّ دعوةٍ ومعاذی عند کُلّ شدّةٍ ورجائی عند
تنقطعُ حیلتی اسألک بحقّ هٰذه الاسماءِ الاعظمِ ان تصلّی علٰی
محمّدٍ وعلٰی اٰلِ محمّدٍ وان ترزقنی ایمانًا دائمًا وامانًا من عقوباتِ
الدنیا والاٰخرةِ وان تحبس عنّی ابصارَ الظلمةِ والمریدین الی
السوءِ اللّٰهمّ هٰذا الدعاءُ ومنک الاجابةُ وهٰذا الجهدُ
ومنک التکلانُ ولا حولَ ولا قوّةَ الّا باللّٰه العلیّ العظیم فاللّٰهُ
خیرٌ حافظًا وهو ارحمُ الراحمین تین بار پڑھے اور تین بار حسبی
اللّٰهُ ربِّ زدنی علمًا واُفوّضُ امری الی اللّٰهِ ان اللّٰه بصیرٌ
بالعباد اس فقیر سے فرمایا کہ بعد تمام ان اسماء کے اس عبارت کے
ساتھ توسل کرے کہ الٰهی توسّلتُ بهٰذه الاسماءِ الاعظمِ ان تجعلنا
من المقرّبین لدیک والواصلین الیک وان ترزقنی ایمانًا
وامانًا من عقوباتِ الدنیا والاٰخرةِ وان تصرف عنّی ابصارَ
الظلمةِ والمریدین لی السوءَ وان تصرف قلوبَهم من شرّ ما

يُخْرِجُونَهُ إِلَى خَيْرٍ مَا لَا يَمْلِكُهُ أَحَدٌ غَيْرُكَ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَا
مَوْلَانَا وَسَيِّدَنَا پھر ہاتھوں کو منہ اور بدن پر پھیرے لائے اور اول
و آخر میں درود شریف پڑھے پس روئے مبارک طرف اس فقیر کے
لائے فرمایا فرزند من ہر روز پڑھو اور اگر کوئی شخص آئے مزاحم ہوئے
تو اس کو تعلیم کرو جیسا کہ تم نے مجھ سے لیا اس فقیر نے قدمبوسی کی تو
یہ دعا فرمائی إِلٰهِي اجْعَلْ وَلَدِي الْمَعْنَوِيَّ سید علاء الدین مِنَ
الْمُقَرَّبِينَ لَدَيْكَ وَالْوَاصِلِينَ إِلَيْكَ وَأَنْ تَخْتِمَ أَمْرَهُ بِالْإِيمَانِ
وَأَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَهُ بِالْخَيْرِ وَأَنْ تَقْضِيَ حَوَائِجَهُ الْمَشْرُوعَةَ
بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ **ایضاً** ایک عزیز نے پوچھا کہ شیر پر سوار ہونا آیا ہے
جواب فرمایا کہ جو کچھ سوائے گھوڑے اور خچر اور گدھے کے ہے اس پر
سوار ہونا منع ہے خاص کر شیر تو درندہ ہے واسطے سوار ہونے کے
نہیں ہے قولہ تعالیٰ والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا **ایضاً**
مولانا فرید الدین کی وفات کی خبر پہنچی سورۂ تبارک پڑھی اور ثواب بخشا
حدیث صحاح ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سورۃ الملک تُدعیٰ فی التوراۃ
سورۃ المطھرۃ تطھر صاحبھا من الذنوب الماضیۃ والمستقبلۃ
یعنی سورۂ ملک کو توراۃ میں سورۂ مطہرہ کہتے ہیں وہ اپنے پڑھنے والے
کو گزشتہ و آئندہ گناہوں سے پاک کرتی ہے دوگانہ جو کہ میت کی
نیت سے پڑھتے ہیں اس کو ہر چند اوراد میں تلاش کیا نہ پایا تو دعا کی
اللّٰهُمَّ اغْفِرْهُ وَارْحَمْهُ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

اور اول و آخر میں درود شریف پڑھا یعنے اے اللہ تو اُس کو بخش دے اور اُس پر رحم کر اور در گذر فرما اُس چیز سے کہ جس کو تو جانتا ہے پس بیشک تو ہی ہے برتر و بزرگ ۔

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ سورۂ ملک کی فضیلت میں کئی حدیثیں وارد ہوئی ہیں امام سیوطی رضی اللہ عنہ نے شرح الصدور میں اُن کو ذکر کیا ہے اور نواب صاحب نے طے الفرائد میں ان کا ترجمہ لکھا ہے اور جامع صغیر میں دو حدیثیں باین لفظ مذکور ہیں (سورۃ من القرآن ما ھی الا ثلثون آیۃ خاصمت) ای حاجت ودافعت (عن صاحبہا) ای قارئہا الملازم لتلاوتہا بتدبر واعتبار (حتی ادخلتہ الجنۃ) والتوفیق لقراءتہا برحمۃ اللہ تعالی فلا اشکال (وھی تبارک) الذی بیدہ الملک (طس والضیاء عن انس) باسناد صحیح (سورۃ تبارک ھی المانعۃ من عذاب القبر) عن قارئہا اذا مات ووضع فی قبرہ (ابن مردویہ عن ابن مسعودؓ) باسناد حسن ایک حدیث سورۂ کہف کی فضیلت میں بھی باین لفظ مذکور ہے (سورۃ الکہف تدعی فی التوراتہ الحائلۃ) ای الحاجزۃ (تحول) ای تحجز (بین قارئہا وبین النار) بمعنی انہا تحاجج وتخاصم عنہ کما فی روایۃ (ھب عن ابن عباسؓ) انتہی من العزیزی شرح الجامع الصغیر

ایضاً روز مذکور چہارم ماہ ذیقعدہ

کو روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من سبق پڑھو میں نے شروع کیا حدیث شریف یہ تھی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من صوتٍ اَحَبَّ الی اللہ من صوتِ عبدٍ مذنبٍ تائباً اذا قال یارب یقول من فوق عرشہ لبیک انت عبدی کبعض ملائکتی انا عن یمینک وعن شمالک ومن فوقک ومن تحتک سل تُعْطَ انت اشہد کریا ملائکتی انی غفرتُ لہ فرمایا کہ حرف من زائدہ ہے اور ما نافیہ ہے اسم و خبر چاہتا ہے اسم اس کا صوت ہے اور خبر اس کی احب ہے صوت بسبب اسم ما کے مرفوع ہے اور خبر ما کی احب منصوب ہے اور من فوق عرشہ مبالغہ ہے یہ نہیں ہے کہ اللہ عزوجل عرش کے اوپر ہے وہ تو مکان سے منزہ و پاک ہے انت عبدی کبعض ملائکتی اس سے ملائکہ مقربین مراد ہیں اس لئے کہ یہ بندہ تائب مقربین سے ہو گیا انا عن یمینک ای عالم و حافظ یعنے ہیں عالم و نگہبان ہوں ترجمہ حدیث شریف کا یہ ہے کہ نہیں ہے کوئی آواز بہتر و دوست تر اللہ تعالیٰ کے آواز سے بندے گنہگار توبہ کرنے والے کی، جبکہ وہ کہتا ہے اے میرے رب اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے اوپر سے فرماتا ہے لبیک عبدی یعنے ہیں کھڑا ہوں واسطے تیرے جواب کے تو اے میرے

بنانے یا نہ میرے بعض مقرب فرشتوں کے ہے یہیں تیرا نگاہبان ہوں
دلہنے طرف تیرے اور بائیں جانب تیرے اور اوپر تیرے اور نیچے
تیرے مانگ تو دیا جائیگا میں تم کو گواہ کرتا ہوں اے میرے فرشتو کہ بیشک
میں نے واسطے اُس کے بخشش کی قولہ تعالیٰ ان اللّٰہ یحب التوابین
ویحب المتطہرین یعنے بیشک اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو
اور دوست رکھتا ہے پاک لوگوں ستھرائی کرنے والوں کو اول گناہ سے
توبہ کرنے والوں کو یاد کیا واسطے اُن ہی کی خاطرداری کے کیونکہ وہ تو نیا نہیں ہیں
اور یہ پاک لوگ ہیں کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہی نہیں ہوتے میرے درگاہ
کے پُرانے لوگ ہیں اُن کو اگرچہ آخر میں یاد کیا وہ تو رنجیدہ خاطر نہ ہوں کیونکہ
وہ تو پرانے ہیں مثلاً اگر ایک شخص تو گھر کا ہو اور دوسرا شخص جہان تیرے
پاس آئے تو تو اُس کی تعظیم کرے گا دہا گھر والا سو وہ تو اپنے گھر ہی کا ہے
اور اگر بتقدیر الٰہی کوئی صغیرہ گناہ بدون قصد و ارادے کے اُن سے
ظہور میں آجاتے تو وہ اُسی دم انابت کریں کیونکہ وہ بمنزلہ زلت انبیاء کے ہے
کہ بغیر قصد و تعمد کے وجود میں آجاتے ہے

وان الانبیاء لفی امان عن العصیان عمداً وانعزال

ای نفی عصمۃ من اللّٰہ تعالیٰ یعنے انبیاء علیہم السلام قصداً گناہ کرنے
سے مقرر امن و یکسوئی و علحدگی میں ہیں بسبب عصمت و حفظ کے طرف اللہ
سے اللہ تعالیٰ کے یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس
فقیر کے کشفی فرمایا کہ فرزند من لکھ لو پس میں نے لکھ لیا۔

ایضاً روز مذکور چہارم ماہ ذیقعدہ

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا سبق عوارف کا ہوتا تھا بابت فقر و فقیہ کی فضیلت میں تھی فرمایا حدیث صحاح ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ما عبد اللہ افضل من فقہ فی الدین ما نفی کا ہے اور عبد فعل ماضی مجہول ہے عبادت سے یعنی نہیں پوجا گیا اللہ بہتر سبب فقہ سے دین میں حرف من سببیہ ہے یعنی بسبب فقہ کے عبادت کر سکتے ہیں جہل سے عبادت کر کیا جانیں ہرگز نہ جانیں اور یہ حدیث شریف فرمائی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لفقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد جاھل یعنی البتہ ایک فقیہ سخت تر ہے شیطان کے بھگانے پر ہزار عابد جاہل سے کیونکہ جاہل فرائض و واجبات و سنن و مستحبات و اختلاف اقوال کو کب جانیگا وہ کیا جانے کہ اجماع کیا ہے اور اتفاق کیا چیز ہے اتفاق عبارت ہے اپنے مذہب سے جیسے حضرت امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد اور دیگر علمائے مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ اور اجماع عبارت ہے چار مذہبوں سے کہ جن پر عمل کریں فرمایا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال ان یُرد اللہ بعبد خیرا یفقھہ فی الدین یعنے اگر اللہ تعالیٰ ارادہ فرمائے ساتھ کسی بندے کے نیکی کا تو اس کو دین میں فقیہ کرتا ہے تاکہ وہ فقہ واسطے عمل کے سبب ہو جائے بعد اس کے فرمایا الدین مشتق من الدون وھو ان یضع العبد

نفسہ للہ تعالیٰ یعنے دین مشتق ہے دون سے اور وہ یہ ہے کہ پست کرے اور ذلیل کرے بندہ اپنے نفس کو واسطے اللہ تعالیٰ کے ۔

کاتب حروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ جامع صغیر میں حدیث شریف اول بایں لفظ ہے ما عبد اللہ بشئ افضل من فقہ فی دین (لان صحۃ العبادۃ تتوقف علیہ (ھب عن ابن عمر رضی اللہ عنہما) اور دوسری حدیث بایں لفظ مذکور ہے (فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد) قال الطیبی رحمہ اللہ تعالیٰ لان الشیطان کلما فتح بابا علی الناس من الاھواء وزین الشھوات فی قلوبھم بین الفقیہ المعارف مکائدہ فیسد ذلک الباب ویجعلہ خائبا خاسرا بخلاف العابد فانہ ربما یشتغل بالعبادۃ وھو فی حبائل الشیطان ولا یدری (ت ہ عن ابن عباس) رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور تیسری حدیث شریف بایں لفظ ہے (من یرد اللہ بہ خیرا) ای عظیما کثیرا (یفقہہ فی الدین) ای یفہمہ اسرار امر الشارع ونہیہ بنور ربانی (حم ق عن معاویۃ حم ت عن ابن عباس ہ عن ابی ھریرۃ من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین) ای یفہمہ علم الشریعۃ (ویلہمہ برشدہ) بیاء موحدۃ اولہ بخط المؤلف فیہ کالذی قبلہ شرف العلم وفضل العلماء وان الفقہ فی الدین علامۃ علی حسن الخاتمۃ (حل عن ابن مسعود) قال العلقمی

بجانبیه هادمة الحسن (من یرد الله بعبد خیرا یفقهه) ای فی الدین کما تقدم (ابیهزی عن عمر) باسناد حسن انتهی من شرح الجامع الصغیر للعزیزی بعد اس کے فرمایا کہ ان یوما جاء اعرابی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا رسول اللہ اخبرنی من الفقہ فقرأ علیہ السلام هذہ الآیۃ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ فقال الرجل حسبی هذہ الآیۃ یا رسول اللہ فقال علیہ السلام فقیہ ذلک الرجل یعنے ایک دن ایک اعرابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرف آیا پس عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے خبر دیں فقہ سے تو آپ نے یہ آیت پڑھ دی پس جو شخص ذرہ بھر نیکی کریگا تو وہ اس کو دیکھے گا اور جو کوئی ذرہ بھر بدی کریگا تو وہ اس کو دیکھے گا یعنے وہ اس کو پائے گا اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے مالهذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاها ووجدوا ما عملوا حاضرا ولا یظلم ربک احدا یعنے جس وقت لوگ نامۂ اعمال کو دیکھیں گے تو کہیں گے ہماری خرابی ہی کیا ہے اس نامۂ اعمال کو کہ نہ کسی صغیرہ گناہ کو چھوڑتا ہے نہ کسی کبیرہ کو مگر اس کو شمار کرلیا ہے اور جو کیا تھا اس کو حاضر پایا اور ظلم نہیں کرتا ہے رب تیرا کسی پر پس اس اعرابی نے کہا یا رسول اللہ یہ آیت مجھ کو بس ہے پس آپ نے فرمایا اس کے حق میں کہ یہ مرد فقیہ ہے یعنے اس کو معلوم ہوگیا کہ نیک عمل کریں اور بد سے بچیں اور خیر و شر اس کو معلوم تھا تو یہی آیت کافی ہے سے

گر کار کنی یک سخنے بسیار ست   ور می نہ کنی کتابہا خروار ست

ع آنجا کہ کس ست یک حرف بس ست

قولہ تعالیٰ مثل الذین حملوا التورٰیۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا گدھا کیا جانے کہ میری پیٹھ پر کیا بوجھ ہے وہ تو نجاست کے نزدیک جاتا ہے اور کھانے لگتا ہے قولہ تعالیٰ کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منک مثل بدعالم کی ایسی ہے کہ نفس کو معصیت کا حکم دے جب وہ عاصی ہو جائے تو قیامت کے دن نفس سے بیزار ہو کہ میں نے نہیں کیا ہے پس اُس کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے قولہ تعالیٰ تکلمنا ایدیھم و تشھد ارجلھم ہاتھ کہے گا کہ اُس نے نہ لینے کی چیز لی ہے پاؤں کہے گا کہ نہ جانے کی جگہ گیا ہے۔

مناسب اس کے یہ رباعی ہے ؎

دلا سر در گریباں کن بہ بیں نفسک چہا کردہ ست
برائے حرص دنیا را تمامت دین رہا کردہ ست
چہ منکر می شوی اے دل کہ از من فعل بد نامد
نکو بنگر خدا ئے را کہ ہر مو با تو گواہ کردہ ست

قولہ علیہ السلام کل عالم لم یعمل بعلمہ فھو سخرۃ الشیطان یعنے جس عالم نے اپنے علم پر عمل نہ کیا تو وہ شیطان کا مسخرہ ہے خبر میں ہے کہ صحابہ جس وقت علم سے کوئی چیز سنتے تو اُس کو مقرون بعمل کرتے یعنے اُس پر عمل کرنے تھے بعد اُسکے آگے پڑھنے اور فرمایا کہ ما دودادن کتاب پیش

اوستاذ خواہد ان چنانکہ تو بہ دعا گو میخوانی اور اجازت اُس کو کہتے ہیں کہ اُستاد شاگرد کے ہاتھ میں کتاب دیدے اور کہے کہ میری طرف سے رخصت ہے کہ تو دوسروں کو تعلیم کرے اور روبرو اُستاد کے پڑھنا اس سے اولی ہے بعد اس کے روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من یہ حاشیئیں جو کہ میں نے فضیلت فقہ وفقیہ میں ترتیب کیں ان کو لکھ لو سب فائدے کام آئیں گے پس میں نے لکھ لیں۔

پانچویں تاریخ ماہ ذیقعدہ روز دوشنبہ وقت چاشت

کے بندہ خدمت میں حاضر تھا وقت خلوت یعنی تنہائی کا تھا ہم چند یار تھے حکایت بیان فرماتے تھے کہ دراع و دستار یعنے کرتہ و پگڑی جو کہ شیخ نصیر الدین نے دعا گو کو دیا تھا میں نے دکھایا تو سب کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور لے گئے اُس طرف شیخ نصیر الدین سے ایسا اعتقاد رکھتے ہیں کہ انکو قطب ہند کہتے ہیں اسی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ شیخ نصیر الدین نے آپ کو اجازت وکالت کب دی جواب فرمایا کہ جس وقت دعا گو شہر میں آیا تھا سلطان محمد کے حکم سے اور اُس جگہ یعنی عرب میں چند آدمیوں نے اُن کا خرقہ دعا گو کے واسطے سے پہنا اور جس وقت کہ شیخ بطلب سلطان تہتہ میں جاتے تھے اور خفگی تھی تو سلطان محمد مرگیا۔ شیخ اثنائے راہ سے لوٹ گئے مخدوم وال دامت برکاتہ کے خانقاہ میں اُترے دعا گو سے فرمایا کہ اُجِلِ ذٰلِکَ الاجازۃ یعنے میں تیرے واسطے

اجازت کی تجدید کرتا ہوں اور اجازت نامہ اپنے خط سے لکھ کر دیا۔ **ایضاً**
ایک قلندر واسطے زیارت کے آیا اُس کو ابدال قتال کہتے ہیں اُس
نے کہنا شروع کیا کہ میں نے ایسا حج کیا اور عرفات میں یوں وقوف
کیا اور فارس خلیل بسر اندیل میں ایسی ایسی زیارت کی فرمایا کہ اخفا رکھنا
اولیٰ ہے مناسب اسکے **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک درویش
ولی اللہ حج کو گئے جس وقت گھر میں آئے تو کہا کہ میں تجارت کے
واسطے گیا تھا یہ نہ کہا کہ حج کے واسطے گیا تھا برادرم شرف الدین نے
بھی حج کیا ہے کسی سے نہیں کہتے ہیں پوشیدہ رکھتے ہیں میں جانتا ہوں
اور کوئی نہیں جانتا ہے مگر اس وقت۔

ایضاً سلام کا ذکر نکلا

فرمایا کہ جس وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے چار یار کا
سلام کہتا ہوں تو برادر شرف الدین سلام کا جواب سنتے ہیں اور میں بھی سنتا
ہوں اور جب واسطے مخدوموں کی زیارت کے جاتا ہوں تو بھی بدیں
عبارت جواب سنتا ہوں السلام علیک یا ولی اللہ اور یہ جواب سنتا ہوں
کہ وعلیک السلام یا ولد رسول اللہ اور اسی طرح جبکہ واسطے زیارت
شیخ نصیر الدینؒ و شیخ نظام الدینؒ و شیخ قطب الدینؒ و شیخ فرید الدینؒ و سید
علاء الدین جاوریؒ و مولانا علاء کرمانیؒ و مولانا حمید ناگوریؒ اور دیگر اولیاء کے
جاتا ہوں تو بھی بارہا سنتا ہوں اور اس بار بھی میں نے سنا نحن ولیناک

وکن علینا وسمعت ذلك من كل المشائخ یعنے ہم نے تجھ کو ولایت دی اور تو چند سے ہمارے پاس رہ اور سارے مشائخ نے یہ کہا اور تعظیم واکرام کیا اور اس بار کہ دعا گو کو اس شہر میں دیر ہوئی ہے اس کا سبب یہی ہے کہ انہوں نے کہا کہ تو چند سے ہمارے پاس رہ اور میں چاہتا ہوں کہ ہمراہ تمہارے ایک رات شیخ نصیر الدینؒ کی خانقاہ میں رہوں القصہ روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من سبق پڑھ پس میں نے شروع کیا ترتیب حدیث شریف کی یہ تھی عن انس بن مالك رضی الله تعالی عنه انه قال قال النبی صلی الله علیه واٰله وسلم من صلی الفجر ثم یقول حین ینصرف لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ وَلَا حِیْلَةَ وَلَا احْتِیَالَ وَلَا مَنْجَاً وَلَا مَلْجَأَ مِنَ اللهِ اِلَّا اِلَیْهِ سبع مرات الا رفع الله عنه سبعین نوعًا من البلاء میں نے پوچھا کہ حین ینصرف کیا ہے جواب فرمایا کہ حین ینصرف ای حین یفرغ یعنے جو شخص کہ صبح کی نماز پڑھے پھر کہے جبکہ فارغ ہوجائے سات بار اس دعا کو تو اللہ تعالی ستر قسم کی بلا اس سے دفع کرے سات کو دس میں ضرب دو تو ستر ہوتے ہیں ہر بار کے کہنے میں دس بلاؤں کو اس کے وجود سے دور کریگا۔ اس فقیر نے پوچھا کہ حیلہ و احتیال ایک معنی ہیں تکرار کیوں ہے جواب فرمایا کہ فرزند من احتیال ابلغ ہے حیلہ سے پس روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من صبح کے وقت یہ دعا مجھ کو یاد دلاؤ کہ میں پڑھوں تم اور یاران دیگر بھی یاد کرلو اور سب نے ناغہ پڑھو میں

نے عرض کیا کہ بندہ اس دعا کو یاد رکھتا ہے اور بلے ناغہ پڑھتا ہے تو دعا کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر روز ستر قسم کی بلا تجھ سے ، دور کرتا ہے اس حدیث کے حکم کی بنا پر یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ایضاً روز مذکور پنجم ماہ ذیقعدہ بعد نماز ظہر

کے بندہ خدمت میں حاضر تھا عوارف کا سبق تھا تکوین و مکونات میں کلام تھا فرمایا قال عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کنت نبیا وادم بین الماء والطین وفی روایۃ بین الروح والجسد ایک عزیز نے پوچھا کہ بین الروح والجسد سے کیا مراد ہے جواب فرمایا کہ ہنوز روح جسد میں الفا نہیں ہوئی تھی یعنے حضرت ابن عباسؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں پیغمبر تھا اس حال میں کہ آدم درمیان آب و گل کے تھے یا درمیان جان و تن کے۔

کاتب حروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ حدیث شریف مذکورہ جامع صغیر میں بایں لفظ ہے (کنت نبیا وادم بین الروح والجسد) قال المناوی یعنی انہ تعالیٰ اخبرہ بمرتبتہ وھو روح قبل ایجادہ الاجسام الانسانیۃ کما اخذ المیثاق

علی بنی آدم قبل ایجاد اجسامھم وقال العلقمی تنبیہ ما اشتھر
علی الالسنۃ بلفظ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین فقال ابن
تیمیۃ والزرکشی وغیرھما من الحفاظ لا اصل لہ ولکن اکنت نبیا
ولا آدم ولا طین (ابن سعد حل عن میسرۃ الفجر) من اعراب البصرۃ
(ابن سعد عن ابن ابی الجد عاحب عن ابن عباس) قال الشیخ حدیث
صحیح انتھی من شرح الجامع الصغیر للعزیزی بعد اس کے اس
آیت شریف کی تفسیر بیان فرمائی قولہ تعالی واذ اخذ ربك من بنی
آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم
قالوا بلی شھدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ھذا غافلین
او تقولوا انما اشرك اباؤنا وکنا ذریۃ من بعدھم افتھلکنا
بما فعل المبطلون جس وقت کہ اللہ تعالی نے فرزندان آدم علیہ السلام
سے عہد و میثاق لیا تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے بصورت
ذرہ کے باہر آئے ذریت نسبت ہے طرف ذرہ کے اس دن اس
حجر اسود کو عرش کے نیچے سے لائے اور یہ سفید و روشن تھا اللہ پاک
نے اس ذریت کو ندا کی کہ کیا میں نہیں ہوں پروردگار تمہارا سب نے
کہا کہ ہاں یعنی تو ہمارا پروردگار ہے مومن و کافر سب نے اقرار کیا
تو اللہ پاک نے فرشتوں کو گواہ کیا کہ مبادا جس وقت وہ دنیا میں
جائیں تو مجھ سے پھر جائیں اور کہنے لگیں کہ ہم تو اس میثاق سے غافل
تھے اور پیغمبروں کا میثاق یہ تھا قولہ تعالی واذ اخذ اللہ میثاق

میثاق انبیاء علیہم السلام

۹ ذکر میثاق انبیاء علیہم السلام

النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق
لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال أأقررتم واخذتم علی ذٰلکم
اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین یعنے
اللہ سبحانہ نے پیغمبروں سے میثاق لیا اور فرمایا اے میرے نبیوں کے
گروہ تم البتہ ایمان لاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اُن کی مدد کرو انہوں
نے اپنی امت کو حکم ایمان کا دیا پس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان
پر پیش کیا آپ سینہ مبارک آدم علیہ السلام سے باہر آئے اس سبب
سے آپ کو صدر معلی کہتے ہیں اور امام بھی کہتے ہیں یہہ بیت قصیدہ
لامیہ کی پڑھی ہے

وختم الرسل بالصدر المعلی نبی ھاشمی ذی جمال
امام الانبیاء بلا اختلاف وتاج الاصفیا بلا احتمال

پس ان پیغمبروں نے آپ سے مصافحہ کیا اور حضرت عیسی علیہ السلام
نے اپنی امت کو وصیت کی کہ بعد میرے ایک پیغمبر آئیگا تم ان پر ایمان
لائیو قولہ تعالی واذ قال عیسی بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ
الیکم مصدقا لما بین یدی من التوریۃ ومبشرا برسول یاتی من
بعدی اسمہ احمد پھر اولیاء رحمہم اللہ تعالی سے میثاق لیا اور فرمایا
یا معشر اولیائی بماذا تشتغلون فی الدنیا قالوا یا ربنا نحن عبادک
فالعبد اختار عبادۃ مولاہ یعنی اے میرے دوستو تم کس چیز میں مشغول
ہوگے دنیا میں انہوں نے جواب دیا اے ہمارے پروردگار ہم تو تیرے

ذکر میثاق اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالی

بندے ہیں پس بندہ اپنے مولیٰ کی عبادت کو اختیار کرتا ہے یعنی ہم
کو اپنے خدا کی بندگی اختیار ہے سنہ ہے سمی العبد عبد العبادتہ
یعنی بندے کا نام بندہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہ بندگی کرتا ہے پس
بندہ بجز بندگی کے اور کیا کرے اللہ پاک نے فرمایا اے عالی ہمتو
تم نے خوب اختیار کیا میں تم کو سب سے بہتر روزی پہنچاؤں گا
قولہ تعالیٰ قل ما عند اللہ خیر من اللھو ومن التجارۃ واللہ خیر
الرازقین یعنی تو کہہ کہ جو چیز نزدیک اللہ کے ہے وہ بہتر ہے
بازی و بازرگانی سے یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بازی و بازرگانی
اچھی نہیں ہے مگر اُس کی عبادت بہتر ہے اور اللہ اپنی عبادت کرنے
والوں کو بہتر روزی دیگا بغیر کسب کے اور یہ بات واقعی ہے پس کوئی
چیز عبادت سے بہتر نہیں ہے جیسا کہ کوئی قائل کہتا ہے ؎

پاے گر دآرد بقیں خوانِ نعمت پیش تست
اے کہ سرگرداں برائے نان دشاد نیچاشتی

ع رزق ت چو مقدر رست مخور چندیں غم پس جملہ خلائق مومن و کافر و صالح
و فاسق سے یثاق لیا اور وہ لوگ اپنا ہاتھ اُس حجر اسود پر رکھتے تھے
اور ہر ایک یثاق یعنی عہد کرتا تھا پس کافروں فاسقوں نے عہد توڑ
ڈالا کافروں نے تو ایمان سے اور فاسقوں نے طاعت رحمان سے
اُن کے عہد توڑنے کی شومی سے یہ سفید نورانی پتھر ظلمانی سیاہ ہو گیا
بعد اس کے اس آیت شریف کی تفسیر بیان فرمائی قولہ تعالیٰ فقال لھا

ولِلارض ائتیا ای للسماء والارض طوعًا اوکرھا ای ترغیبا ام
تکرھیا فاجابت طینۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من سرۃ الارض
والسماء اتینا طائعین ای راغبین غیر کارھین یعنے اللہ تعالیٰ
نے آسمان وزمین کو خطاب کیا کہ تم فرمانبرداری کرو برغبت خواہ بہ
دشواری پس جب مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مٹی نے
زمین کی ناف سے کہ جس جگہ کعبہ شریف اب ہے آپ کی خاک مبارک
اسی جگہ سے ہے جواب دیا اور اُس ناف زمین کے مقابل آسمان نے
بھی کہا کہ ہم فرمانبرداری کریں گے بطوع ورغبت نہ بہ دشواری بعد اسکے
فرمایا اگر کوئی سائل سوال کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
تو مدینہ مبارک میں آرام فرمایا ہے آپ کی خاک پاک مکہ مکرمہ سے
کیونکر لے گئے تو ہم جواب دیں گے کہ جس زمانے میں حضرت نوح
علیہ السلام کا طوفان ہوا تو اس پانی نے موج ماری اور حضور کی طینت
پاک کو مدینہ مبارک میں ڈال دیا اُس جگہ کہ جس جگہ اب آپ کی قبر
مبارک ہے پس آپ کو مکی بھی کہتے ہیں اور مدنی بھی جس وقت کہ
خاک پاک نے جواب دیا تو اُس وقت مکے میں تھے اور جب طوفان
کے پانی نے موج ماری تو اس کو مدینے میں لے گیا پس اصل طینت
کی جہت سے کہ مکے سے تھے آپ کو مکی کہتے ہیں اور اس جہت سے
کہ قرار طینت کا مدینے میں ہوا مدنی کہتے ہیں بعد اس کے فرمایا کہ آپ
کو اُمّی بھی کہتے ہیں یعنے مکی اسلیے کہ نام مکہ مبارک کا قرآن شریف میں

ام القریٰ ہے۔ اے اصل القریٰ الام الاصل، معنی یہ ہیں اور بعض یہ معنی نہیں جانتے ہیں۔ کچھ اور کہتے ہیں۔ بعد اس کے روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا، فرزند یہ آتیں جو میں نے بیان کیں ان کو لکھ و غریب ہیں۔ پس میں نے لکھا۔ بعد اس کے فرمایا کہ دعا گو نے عوارف شیخ عبداللہ مطری سے رو برو پڑھی ہے اصل نسخے سے، جو کہ رو برو مصنف یعنے شیخ الشیوخ کے گذرا ہوا ہے بعد اس کے شیخ مدینہ عبداللہ مطری نے وفات کے وقت وصیت کی کہ اس عوارف کو شیخ مکہ عبداللہ یافعی کے پاس بھیج دینا قدس اللہ روحہما اور کہا کہ اس عوارف کو نزدیک سید جلال الدین کے پہنچا دو۔ شیخ مکہ نے ایک حاجی کے ہاتھ بھیج دی۔ اس حاجی نے عوارف دعا گو کو پہنچائی۔ وہ نسخہ میرے فرزند محمود کے پاس ہے۔ کسی کو نہیں دیتا ہے۔ وہ نسخہ نہایت موجہ یعنے عمدہ ہے۔ اس میں کچھ زیادتی و کمی نہیں ہے۔

چھٹی رات ماہ ذیقعدہ منگل کی رات تہجد کے وقت

بندہ خدمت میں حاضر تھا گفتگو دیوانہ و دیوانگی میں تھی۔ فرمایا کہ دیوانے عجب لوگ ہیں۔ ایک دیوانے سے میں نے یہ رباعی سُنی ہے ؎

ایں دولت بیدلی بہر دل ندہند ... ویں منزلہ بخفتگانِ منزل ندہند

در عالم عشق آنچہ بے عقلاں را ست ... زاں ذرہ بصد ہزار عاقل ندہند

پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من رباعی لکھ لو ایک دیوانے سے میں نے سنی ہے میں نے لکھ لی ایضاً ایک عزیز نے

پوچھا کہ یہ حدیث صحیح ہے قولہ علیہ السلام من تزھد بغیر علم جن فی آخر العمر او مات دخل فی الکفر جواب فرمایا کہ خبر میں ہے یعنے جو کوئی زہد و پارسائی اختیار کرے بغیر علم کے تو وہ آخر عمر میں دیوانہ ہو جائے یا مرے تو کفر میں داخل ہو ایضاً فرمایا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے قول پر نماز وتر ایک رکعت بھی ہے اور اس سے پہلے کی دو رکعتوں کو سنت وتر کہتے ہیں اور دعا گو آخر رات میں جبکہ صبح قریب ہوتی ہے تو وہی ایک رکعت پڑھتا ہے۔ اور اُس طرف مشائخ و محدث بھی پڑھتے ہیں۔ جبکہ صبح قریب ہوتی ہے اور اول رات میں وتر پڑھتا ہوں پھر لیٹ جاتا ہوں اس واسطے کہ شاید فوت و موت ہو تو وتر گردن سے ساقط ہو جائے اور جب آخر رات میں تہجد پڑھتا ہوں تو پھر وتر کو پھیرتا ہوں جبکہ وقت وسیع دکھتا ہوں تو تینوں رکعتیں پڑھتا ہوں اور یہ مخدوم کا معمول ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول پاک ہے کما جعلوا الوتر آخر صلوٰتکم یعنے تم وتر کو اپنی آخر نماز کرو تاکہ ختم وتر پر ہو۔ اور یہ طریقہ مستحب ہے کیونکہ خبر میں ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار وتر پڑھا، ایک بار تو متصل وقت نماز عشاء کے اور دوسرے بار جبکہ گھر میں تشریف لائے۔ اور دوگانہ شکر کا ادا فرماتے تھے۔ اور وتر کو پھر پھیرا اور تیسرے بار جبکہ تہجد ادا کیا تو پھر وتر پڑھا اور یہی حدیث مذکور فرمائی دعا گو اول رات میں بعد وتر کے دو رکعت بیٹھ کر پڑھتا ہے اور نیت تشفیعا للوتر کی کرتا ہے معنی میں وہ ایک رکعت ہو جاتی ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول پاک ہے

کہ صلوٰۃُ القَاعِدِ نصفُ علی صلوٰۃِ القائمِ پس وہ تین رکعتیں اس ایک
کے ساتھ چار نفل ہو جاتے ہیں اور آخر رات میں بعد تہجد کے جو پڑھتا ہوں
تو بعد اس کے وہ رکعت نہیں پڑھتا ہوں وہ صریح وتر ہو جاتا ہے۔ پس
روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا کہ فرزند من لکھ لو اور عمل
بھی کرو جیسا کہ میں کرتا ہوں۔ پس میں نے خدمت کی یعنی سلام کیا اور لکھ
لیا۔

کاتب حروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ جامع صغیر میں حدیث اول بایں لفظ ہے (اجعلوا
آخر صلوتکم باللیل) ای تہجدکم فیہ (وترا) والوتر سنۃ مؤکدۃ عند
الشافعیہ وواجبٌ عند الحنفیۃ واقلہ رکعۃ واکثرہ احدی
عشرۃ ووقتہ بین صلوٰۃ العشاء ولو مجموعۃ مع المغرب وطلوع الفجر
والافضل تاخیرہ لمن وثق باستیقاظہ وان فاتتہ الجماعۃ فیہ
وتعجیلہ لغیرہ (ق) عن ابن عمر بن الخطابؓ۔

چھٹی ماہ ذیقعدہ روز دوشنبہ وقت چاشت

کے یہ فقیر خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا۔ چاشت کی نماز ادا کرتے تھے
اسی اثنا میں فرمایا کہ وقت چاشت کا استوار تک ہے۔ ایک عزیز
نے پوچھا فقہ میں ہے یکرہ الصلوٰۃ عند الاستواء یعنے استوار کے وقت

نماز مکروہ ہے۔ عند بمعنی قرب ہے جواب فرمایا۔ کہ اس جگہ عند بمعنی وقت استواء کے ہے محض استواء مراد ہے اسلئے کہ استواء یعنی دوپہر سے پہلے نماز درست ہے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا کہ فرزند من لکھ لو یہ غریب ہے جو کہ میں نے کہا۔ پس میں نے لکھ لیا جب نماز چاشت سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے فرمایا آج میں نے واقعہ میں دیکھا کہ ایک ولی اللہ مکے سے اُچہ میں پہنچا ہے اور حجرۂ خانقاہ دعاگو میں اترا ہے۔ اور مکے میں دعاگو کا مصاحب تھا۔ صاحب کرامت ہے۔ اور لڑکوں کی ماں تیمارداری کرتی ہے اور کہتی ہیں کہ میں دہلی میں نہیں آتی ہوں اسلئے کہ کام کا ہجوم ہے۔ انشاء اللہ جس وقت مخدوم لوٹ آئیں گے تو اسی جگہ دیکھ لوں گی پس اس فقیر نے اُسی وقت تاریخ لکھ لی چھٹی ماہ ذیقعدہ کی تھی۔ واقع میں ایسا ہی تھا۔ بعد چندے خبر پہنچی کوئی شخص گھر سے آیا بعد اس کے فرمایا میں نے سنا ہے کہ سلطان پھرا ہے۔ انشاء اللہ ہم جلد لوٹیں گے ایضاً روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من سبق پڑھو۔ پس میں نے شروع کیا ترتیب حدیث شریف کی پڑھی عن انسؓ بن مالك رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من قال فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلَهُ الْكِبْرِیَاءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلَهُ الْعَظَمَةُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَلِیْمُ لِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلَهُ النُّوْرُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْحَكِیْمُ

ثم قال اَللّٰهُمَّ اَجْعَلْ ثَوَابَهَا لِوَالِدَيَّ لَمْ يَبْقَ لِلْوَالِدَيْنِ عَلَيَّ حَقٌّ اِلَّا اَدَّاهُ اِلَيْهِمَا وَاَنْتُمْ بَرُّهُمَا فَاِنْ قَالَهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَجْعَلْ ثَوَابَهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اَدْخَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُوْحِدِيْنَ الضِّيَاءَ وَالنُّوْرَ وَالْفُسْحَةَ وَمَنْ زَادَ فَعَلٰی قَدْرِ ذٰلِكَ مِنَ الثَّوَابِ بعد اس کے روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا۔ فرزند من ایک بار تعلیم کرتا کہ ہم ماں باپ کو ثواب بخشیں یہ فقیر تلقین کرتا تھا۔ مخدوم مع یاروں کے پڑھتے تھے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من تین بار اور تلقین کرتا کہ ہم سارے اہل ایمان کو ثواب بخشیں اور فرمایا کہ اس طرف محدث جب حدیث شریف پڑھتے ہیں تو آگے نہیں پڑھتے جب تک کہ اس پر عمل نہ کرلیں۔ ہم بھی اُن کی موافقت کو نگاہ رکھتے ہیں بعد اس کے فرمایا کہ اس دعا کو واسطے ہر میت کے پڑھیں تاکہ اُس کی قبر کو فراخ و روشن کریں اور دعا گو ہر میت کے واسطے پڑھتا ہے اور اُس کو ثواب بخشتا ہے اور اس دعا کو دعا گو نے سید علی مدنی کی نیت سے پڑھا نور قبر و فسحۃ یعنی اس کی قبر منور اور فراخ ہوگئی یہ دعا مخدوم کا معمول ہے بعد اسکے روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من اس دعا کو یاد کرلو اور میرا طریقہ نگاہ رکھو ہر میت کی نیت سے پڑھو میں نے عرض کیا کہ بندہ کمینہ یاد رکھتا ہے۔ فرمایا الحمد للہ اس فقیر نے پوچھا کہ ضیاء و نور کے ایک معنی ہیں؛ فرق تکرار کا کیا ہے جواب فرمایا فرزند من ضیاء انور ہے نور سے یعنی نور کو روشنی ہے اور ضیاء زیادہ تر روشنی کو کہتے ہیں۔ اور یہ آیت شریف پڑھی

ف دعا برائے ایصال ثواب بروح جمیع مومنین و مومنات

وجعل الشمس ضیاءً والقمر نوراً اسلئے کہ سورج زیادہ تر روشن ہے چاند
سے، پس ساتھ ضیا کے استعمال آیا ترجمہ حدیث شریف کا یہ ہے کہ حضرت
انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ جو کوئی اس دعا کو ایک بار پڑھے اور ثواب اس دعا کا ماں باپ
کو بخشے تو اُس کے ماں باپ کا اس پر کوئی حق نہ رہے مگر اُس نے ادا کیا
ہو اور جو کوئی اس دعا کو تین بار پڑھے اور سارے ایمان والوں کو ثواب
بخشے تو اللہ تعالےٰ اس دعا کے پڑھنے کی برکت سے مردوں کی قبروں
میں سورج اور چاند کی روشنی کے مثل روشنی داخل کرے اور اُن کی قبروں
کو فراخ کر دے اور جو کوئی تین بار سے زیادہ پڑھے، چار بار یا پانچ بار
یا زیادہ تو اُسی قدر ثواب زیادہ پائے بعد اس کے روئے مبارک طرف
حاضرین مجلس کے لائے اور فرمایا کہ فرزند من سید علاء الدینؒ اہل علم ہے
اور محبت میں دعا گو کے مجد یعنے کوشش کرنے والا رہتا ہے اور چار
کتابیں مجھ سے پڑھیں اور چند کتابیں سماع کیں، اور دو اعتکاف اربعین
ہمراہ دعا گو کے کئے۔ میں نے اُس کو اپنی طرف سے وکیل کیا۔ اس
فقیر نے قدمبوسی کی تو فرمایا فرمائید فرزند من خدائے تعالیٰ انشاء اللہ تعالیٰ
برد ہد یعنے اللہ تعالیٰ تم کو اس کا پھل دیگا۔ پھر میں اپنے حجرے میں لوٹ
آیا۔ یاران بزرگ آئے مجھ سے مصافحہ کیا اور کہا کہ تو ہمارے واسطے دعوت
کرتا کہ ہم تیرا گھر دیکھ لیں کہ آمد و شد رہے۔ تو ہمارے پاس آئے ہم تیرے
پاس آئیں۔ میں نے قبول کیا یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک

حق میں اس فقیر کے تھی۔

ساتویں ماہ ذیقعدہ شب چہار شنبہ تہجد کے وقت

بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ عوارف کا سبق فرماتے تھے بات اس میں تھی کہ الصوفی ھو المقرب وما ذکر الصوفی فی القرآن لشانہ رفض الصوفی ووضع المقرب قولہ تعالیٰ فاما ان کان من المقربین ای من الصوفیین والفتوفیۃ شھدوا ای حضروا فسمعوا قولہ تعالیٰ ولو علم اللہ فیھم خیرا لاسمعھم قال بعضھم للفتح اذا نھم للاستماع قولہ تعالیٰ ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب ای قلب حاضر مع اللہ او القی السمع وھو شھید ای القی الاذان للاستماع من ھو حاضر وفی قولہ لمن کان لہ قلب ای قلب سلیم وقیل سالم عن الاعراض والامراض وذلک قلب الذی ینفع یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم وفی قول قلب سلیم ای لدیغ مشتاق یعنی دل بارگزیدہ شوق حق ہے اور درد محبت سے ایسے ہی دل پر دوزخ نامہربان مہربان ہو جاتی ہے جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے سے

بالنار خوفنی وقم فقلت لھم — النار ترحم من فی قلبہ نار

ای نار جھنم تشفق من فی قلبہ نار المحبۃ یعنے دوزخ کی آگ اُس شخص سے ڈرتی ہے کہ جس کے دل میں محبت کی آگ ہے یہ وہی دل بارگزیدہ محبت حق کا ہے باوجود اور اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اپنے واسطے بارہا دعا میں چاہا ہے۔ اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ
فَاتِحَۃً تَعْلِیْمًا لِلْاُمَّۃِ یعنے اپنے واسطے تعلیم امت کی یوں فرمایا کہ اے
بار خدایا تو میرے دل میں عشق کا درد اور الم محبت کا شوق کر دے تاکہ وہ
بھی اس بات کو واسطے متابعت اپنے پیغمبر کے خدائے تعالیٰ سے
مانگیں کہ محبوب حق ہو جائیں اسلئے کہ آپ کا قول پاک ہے فَاتَّبِعُوْنِیْ
یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ای اِتَّبِعُوْنِیْ یَا اُمَّتِیْ قَوْلًا وَّفِعْلًا وَّحَالًا حَتّٰی تَصِیْرُوْا
مَحْبُوْبِیْنَ لِلّٰہِ تعالیٰ یعنے اے میری امت تم میری پیروی کرو قول و
فعل و حال میں تاکہ تم خدائے عزوجل کے محبوب ہو جاؤ اور یہ آیت شریف
پڑھی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ای ما یتکلم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکلام عن ھوی... النفس یعنے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی بات ہوائے نفس سے نہیں فرماتے ہیں
ان نافیہ بمعنی لیس ہے اسلئے کہ بعد اس کے الا واقع ہوا ہے ای لیس
یتکلم اِلّا بوحی یوحی من ربہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوائے نفس
سے نہیں کہتے ہیں مگر یہ کہ طرف سے اللہ تعالیٰ کے وحی آتی ہو پس آپکا قول بھی وحی تھا
اور فعل و حال بھی وحی سے تھا بعد اسکے فرمایا کہ لفظ ان چار قسم ہے ایک ان
نافیہ ہو دوسرا ان شرطیہ تیسرا زائدہ چوتھا ان مخففہ ان ثقیلہ سے پس ان نافیہ کو با اظہار نون مخصوص
یہ بمعنی لیس ہے۔ اور بعد اس کے اِلّا واقع ہوتا ہے جیسے یہ آیت شریف
ان ھو الا وحی یوحی ای ما ھو اور ان شرطیہ کے نون کا اظہار نہ کریں یعنی
پڑھیں یہ ان اپنے فعل کو اور محل جزا کو جزم کرتا ہے۔ اگر فعل مستقبل ہو

کقولہ تعالیٰ ان یشأ یذہبکم کلاہما فعلان مستقبلان فیجزمان،
احدہما فعل الشرط والثانی جزاء الشرط یعنے دونو فعل مستقبل مجزوم
ہیں۔ ایک فعل شرط ہے اور دوسرا جزا ہے شرط اگران شرطیہ فعل ماضی
پر داخل ہو تو اگر جزا بھی فعل ماضی ہے تو دونو اپنے حال پر رہیں گے اسلیے
کہ لفظ ماضی کا اپنے حال سے بدلتا نہیں ہے۔ مگر مستقبل کے معنی میں
ہو جاتے ہیں۔ کقولہ تعالیٰ ان کنتم امنتم باللہ، ان کان قمیصہ
قُدَّ من دُبر، کنتم اور کان فعل شرط ہیں اور آمنتم اور قُدّ شرط کی جزا ہیں اور
اگران دونوں فعلوں سے ایک فعل مستقبل ہو تو اس کو جزم کرے گا۔
کقولہ تعالیٰ ان کنتم تومنوا یس کنتم فعل شرط ہے اور تومنوا جزاے
شرط ہے اور اگر جزا نہ ہو تو اپنے اُسی فعل کو جزم کرے گا۔ کقولہ تعالیٰ
وان تدعہم اور ان مخففہ ثقیلہ سے فعل ماضی میں ہوتا ہے اور اگر اسم میں آیا
ہو تو مشدد ہوتا ہے واسطے تحقیق فعل کے کہ ثقیل ہے اِنّ ثقیلہ کو خفیفہ
کریں تو بغیر تشدید کے پڑھیں اور بعد اُس کے لام تاکید کا واقع ہوتا ہے
کقولہ تعالیٰ وان کنت من قبلہ لمن الغافلین یعنے ہر آیینہ تھا تو اے
محمدؐ پہلے نزول قرآن سے البتہ غافلوں سے اور ان زائدہ کے کچھ معنی
نہیں ہوتے ہیں۔ واسطے وزن شعر کے یا کسی اور مصلحت کے لاتے ہیں
اور اُس کے کچھ معنی نہیں ہوتے ہیں کما قال الامام ابوحنیفہ رحمہ
اللہ تعالیٰ ؎

ما ان ندمت من السکوت مرۃ ولقد ندمت من الکلام مرارا

ای ماخذ مت ان زائدہ ہے کچھ معنی نہیں رکھتا ہے۔ واسطے وزن شعر کے لائے ہیں یعنی حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں پشیمان نہیں ہوا خاموشی سے ایک بار اور البتہ مقر پشیمان ہوا بات کرنے سے بار بالمرۃ کی بے زائدہ ہے، خبر ماکی جہت سے لائے ہیں۔ قولہ تعالیٰ وما اللہ بغافل بے زائدہ ہے ان زائدہ قصیدہ لامیہ علم کلام میں بھی واقع ہوا ہے سہ

وَمَا اِنْ جَوْهَرٌ رَبِّيْ وَجِسْمٌ　　　وَلَا كُلٌّ وَبَعْضٌ ذُوْ اشْتِمَالِ

ای ما جوھرٌ ان زائدہ ہے یعنے میرا پروردگار نہ جوہر ہے نہ جسم ہے مثل ہمارے اور نہ کل ہے اور نہ بعض ہے۔ یعنے اُسکی ذات پاک کو نہ کل کہتے ہیں نہ جزو اسلیئے کہ اس میں تشبیہ ہوتی ہے۔ یہ قول بمذہبوں کا ہے۔ باطل ہے۔ ہم اس آیت شریف سے اُن کے قول کو باطل کہتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ لیس کمثلہ شیئٌ کاف تشبیہ کا ہے اور مثل بھی تشبیہ ہے۔ دونو واسطے تاکید کے ہیں۔ ای لیس مثل مثلہ شیئٌ فالجوھر والجسم شیٔ فلا یرد یعنے نہیں ہے مثال مثل اُس کے کوئی چیز پس جوہر و جسم ایک شئے ہیں۔ پس وارد نہ ہوگا۔ بعد ازاں ارشاد مبارک بریں فقیر آدا ندہ و فرمودند فرزند من غریب ست ایں ہمہ کہ گفتم باچہار زوج، لفظ ان ہمہ نویسید پس نوشتم۔

ساتویں ماہ ذیقعدہ روز چہار شنبہ وقت چاشت کے

بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ سبق عوارف کا فرماتے تھے۔ گفتگو نماز ظہر میں تھی فرمایا نقل من فتاوی الکامل لا یدخل وقت الظہر بعد ما زالت الشمس حتی یصیر ظل جدار عشرۃ اذرع ذراعاً واحداً فاذا دخل وقت الظہر وھو الاصح وعلیہ الفتوی وفی روایۃ لا یدخل وقت الظہر حتی لا یخرج الظل الاصلی کلما خرج ذلک دخل وقت الظہر یعنی فتاوے کامل سے نقل ہے کہ وقت ظہر کا داخل نہیں ہوتا ہے بعد ڈھلنے سورج کے، یہاں تک کہ دس گز کی دیوار کا سایہ ایک گز نہ ہو جائے یہ قول صحیح تر ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ داخل نہیں ہوتا ہے وقت ظہر کا یہاں تک کہ سایہ اصلی نہ نکل جائے۔ جب وہ نکل جائے گا تو ظہر کا وقت آجائے گا۔ سایہ اصلی کا پہچاننا سورج کے گردش کی نسبت پر ہے۔ ہر شہر میں اور یہ متفاوت ہے کم زیادہ ہوتا ہے دن جتنا زیادہ تر بڑا ہوگا اتنا ہی سایہ اصلی زیادہ تر چھوٹا ہوگا اور جس قدر دن زیادہ تر چھوٹا ہوگا اسی قدر سایہ اصلی زیادہ تر بڑا ہوگا۔ درازی سایہ اصلی کی ساڑھے دس قدم سے بڑھ کر نہیں ہے اور کوتاہی اس کی ڈیڑھ قدم سے گھٹ کر نہیں ہے پس جو شخص چاہے کہ سایہ اصلی کو پہچانے تو ہموار برابر زمین میں سر برہنہ سر سے اتار ڈالے اور آفتاب کی طرف پیٹھ کرے پھر اپنا سایہ دیکھے کہ کہاں تک ہے

وہاں نشان کر دے، پھر قدم سے شمار کرے دریافت کرے گا جیسے کہ دعا گو کہتا ہے کہ تو نے قدم دیکھ لئے جب تک کہ سایہ اصلی باہر نہیں ہو جاتا ہے ظہر کی نماز میں شروع نہیں کرتا ہوں تا کہ بالاتفاق وقت آ جائے بعد اس کے روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من یہ دونوں روایتیں فتاوی کامل کی لکھ لو غریب ہیں۔ اور قدم کے بموجب بھی لکھ لو۔ آپ نے یوں تقریر کی

حمل ۳۱	ثور	جوزا ۳۲
ساڑھے چار قدم	ڈیڑھ قدم	اڑھائی قدم
سرطان ۳۱	اسد ۳۱	سنبلہ ۳۱
	اڑھائی قدم	ڈیڑھ قدم
میزان ۳۰	عقرب ۳۰	جدی ۲۹
ساڑھے چار قدم	ساڑھے چھ قدم	ساڑھے دس قدم
دلو	حوت ۳۰	قوس ۲۹
ساڑھے آٹھ قدم	ساڑھے چھ قدم	ساڑھے آٹھ قدم

بعد اس کے روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من باحتیاط لکھو اور اس پر عمل کرو اور میں بھی اس پر عمل کرتا ہوں۔ اس قدر علم واسطے پہچاننے اوقات نماز کے واجب ہے۔ پس اس فقیر نے قدم بوسی کی اور لکھا۔ ایضاً روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من سبق پڑھ پس میں نے شروع کیا۔ ترتیب حدیث شریف کی یہ تھی

قولہ من صلی المغرب ثم صلی بعدھا ست رکعات قبل ان یتکلم یسوء کتب لہ عبادۃ ثنتی عشرۃ سنۃ یعنے جو کوئی مغرب کی نماز پڑھے پھر بعد اُس کے چھ رکعتیں پڑھے، پہلے اس کے کہ کوئی بُری بات کہے تو لکھی جائے گی واسطے اُس کے عبادت بارہ برس کی، میں نے پوچھا کہ کیا نیت کرے جواب فرمایا تکمیلا للفرائض۔ پھر میں نے عرض کیا کہ کنز میں ہے۔ وَنُدِبَ السِّتُّ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَاَرْبَعٌ قبل العصر وقبل العشاء وبعدھا یعنے مستحب ہیں چھ رکعتیں بعد فریضہ مغرب کے اور چار عصر سے پہلے اور آگے پیچھے عشا کے میں نے پوچھا کہ اس میں کس طرح نیت کرے جواب فرمایا متابعًا لرسول اللہ میں نے پوچھا کہ مغرب کے بعد چھ رکعتوں میں تکمیلا للفرائض کی کیوں نیت کریں کیونکہ وہ تو سب مستحب ہیں جواب فرمایا کہ اس میں ایسا ہی نیت کرنا مروی ہے۔ فرمایا کہ وہ چھ رکعتیں یہ ہیں دو رکعت صلوۃ فردوس کی اور دو رکعت صلوۃ نور کی، اور دو رکعت صلوۃ استجاب کی جیسا کہ شیخ کبیر کے اوراد میں ہے ایک عزیز نے پوچھا کہ مخدوم مولانا نظام الدین کے اوراد میں ذکر کیا ہے کہ صلوۃ حرز متصل پڑھتے ہیں جواب فرمایا کہ غلط لکھا ہے صلوۃ حرز آخر صلوات اوابین ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ میں پڑھتا ہوں واقع میں اسی طرح تھا کہ صلوۃ حرز بعد اوابین کے اور دوگانہ احیاء قلب کی ادا کرتے تھے۔ بعد اسکے فرمایا کہ بعد چھ رکعت مغرب کے متصل دو رکعت صلوۃ ہدیۂ رسول ادا کرتا ہوں۔

ف ۔ نماز اوابین بعد مغرب، نماز قبل عصر، نماز بعد عشاں

لیکن مستحب وہی چھ رکعتیں ہیں جو میں نے بیان کیں۔ تم اُسی اوراد شیخ کبیر کو لو وہ دوگانہ دعاگو نے اس پر زیادہ کیا ہے بعد اس کے بدرقہ ایمان و تسبیحات اور دعائیں جو آئیں ہیں اُن کو کہے، اور اذان دینے کا حکم دے یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے لکھی۔ ایضاً ایک عزیز نے خط بھیجا تھا۔ فرمایا کہ اس خط کا جواب لکھ دو۔ کیونکہ کتاب فتاویٰ میں ہے۔ جوابُ کتابٍ کجوابِ السّلَام یعنے فرضیت میں خط کا جواب مثل جواب سلام کے ہے ایضاً مولانا کریم الدین متعلق نظام الملک کا بھانجا جمالُ الدین نام عرضداشت بھانجے کی مع ایک تنکہ سونے کے لایا تھا اور خود ایک تنکہ چاندی لایا تھا فرمایا کہ مکافات یعنی بدلہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ کتاب میں ہے المکافاۃ فی الھدیۃ واجبۃ حدیث صحاح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ اَھْدٰی اِلَیْکُمْ بِھَدِیَّۃٍ فَکَافِئُوْہُ وَاِنْ لَمْ تَقْدِرُوْا فَادْعُوْا لَہٗ بِالْخَیْرِ حَتّٰی تَعْلَمُوْا اَنَّہٗ مُکَافَاۃٌ یعنے جو شخص طرف تمہارے کوئی ہدیہ لائے تو تم اس کو بدلہ دو اور اگر تم قدرت نہ رکھو یعنے بدلہ دینے کی تو اُس کے واسطے دعائے خیر کرو یہاں تک کہ تم جان لو کہ یہ دعا اُس ہدیے کا بدلہ ہو گیا۔ اپنی بارانی مبارک اُس کو دے دی اور فرمایا کہ یہ وجہ دعاگوئی ہے فتوح کی نہیں ہے۔ بعد اس کے ردائے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من یہ مسئلہ جواب خط کا و مسئلہ حدیث مکافات کا لکھ لو غریب ہے پس میں نے لکھ لیا۔

جواب خط واجب ہے۔ مکافات ہدیہ واجب ہے

کاتب حروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ حدیث شریف مذکور جامع صغیر میں بلفظہ مذکور نہیں ملی مگر اس کے قریب المضمون ایک یہ حدیث شریف بایں لفظ لکھی ہے (من اعطی) بالبناء للمفعول (شیأ فوجد) ما لا یکافی بہ (فلیجز بہ) مکافأۃ علی الصنیعۃ (ومن لم یجد) ما لا یکافی بہ (فلیثن بہ) علی المعطی ولا یجوز کتمان نعمتہ (فان اثنی) علیہ (بہ فقد شکرہ) علی ما اعطاہ (وان کتمہ فقد کفرہ) ای کفر نعمۃ (ومن تحلی بما لم یعط) قال المناوی ای تزین بشعار الزہاد ولیس منھم (فانہ کلابس ثوبی زور) ای لمن لبس قمیصا وصل کمہ بکمین آخرین موھما انہ لابس قمیصین فھو کالکاذب القائل ما لم یکن (خد دت حب عن جابر) باسناد صحیح انتھی من شرح الجامع الصغیر للعزیزی ایضا فرمایا کہ جو کچھ دل میں القا ہوتا ہے تین قسم ہے رحمانی ملکی و شیطانی جو کچھ کہ حق تعالیٰ کی طرف سے بلے واسطہ القا ہوتا ہے اُس کو شیطان وغیرہ نہیں لے جا سکتا قولہ تعالیٰ ان ربی یقذف بالحق علام الغیوب ای یلقی اللہ الحق فی القلوب من عالم الغیوب وھو علام الغیوب یعنے اللہ تعالیٰ حق کو عالم غیب سے دلوں میں القا کرتا ہے۔ القذف الالقاء و یقذف بالحق یقذف فعل ہے۔ فاعل اُس کا اللہ ہے اور بالحق معمول ہے یقذف فعل لازم ہے۔ بسبب

باے تعدیہ کے جو کہ بالحق ہیں ہے متعدی ہو گیا ہے اور بالحق مفعول ہے محل اُس کا منصوب ہے بسبب باے تعدیہ کے مجرور ہو گیا ہے ای یلقی اللہ الحق اور جو کچھ کہ خاطر میں بواسطہ فرشتہ القا ہوتا ہے اُس کو شیطان سے جا سکتا ہے اور بھلا دیتا ہے اور جو کچھ کہ خاطر میں شیطان القا کرتا ہے وہ سب فساد ہے اسلیئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء واللہ یعدکم مغفرۃً منہ وفضلاً یعنے شیطان وعدہ دیتا ہے تم کو محتاجی کا کہ اگر تم مال کو محل خیر میں صرف کرو گے تو فقیر ہو جاؤ گے اور حکم کرتا ہے تم کو بے حیائی کا اور شیرینی کرو کھاتا ہے کہ نہ کریں اور کھا جائیں ؎

زر از بہر خوردن بود اے پسر ز بہر نہادن چہ سنگ وچہ زر

اس بیت کو تربان حال کہتا ہے اور اللہ عزوجل وعدہ دیتا ہے کہ تم مال کو خیرات میں صرف کرو اور اُس کی زکوٰۃ دو اور روک مت رکھو اور محل شر میں صرف مت کرو تا کہ میرا فضل ومغفرت پاؤ قولہ تعالیٰ واتوا من مال اللہ الذی اتاکم ولا تؤتوا السفہاء یعنے تم دو اللہ کے مال سے کہ جو تم کو دیا اور وہ مال مت دو فسادیوں اور اہل فساد کو بعد اس کے فرمایا کہ نفس حظوظ ولذات عاجلہ کو چاہتا ہے یعنے حظ دنیاوی۔ اور دل حظوظ عاجلہ کو ڈہونڈتا ہے یعنے حظ اخروی کو اور جان حظوظ رحمانی کو طلب کرتی ہے یعنے حظ نظر کرنے کا طرف جمال وجلال کے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا کہ فرزند من یہ فائدہ جو میں نے کہا لکھ لو کام

آ سے گا پس میں نے لکھ لیا ایضًا مخدوم کے پوتے سید حامد خدمت میں قرآن شریف پڑھتے تھے اور آیت شریف قصہ حضرت نوح علیہ السلام میں سے تھے قال نوح رب ابنی من اھلی وان وعدك الحق وانت احکم الحاکمین قال یا نوح انہ لیس من اھلك انہ عمل غیر صالح فلا تسألن ما لیس لك بہ علم فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام صلوات اللہ وسلامہ علیہ جس وقت کشتی سے اترے تو کہا اے رب میرے مقرر بیٹا میرا میرے خاندان سے ہے اور بیشک وعدہ تیرا حق ہے اور تو نے حکم کیا تھا کہ تجھ کو اور تیرے اہل کو غرق نہ کروں گا۔ اور تو نے حکم دیا تھا واسلك فیھا من کل زوجین اثنین و اھلك یعنی اے نوح تو داخل کر کشتی میں ہر جوڑے سے دو دو اور داخل کر کشتی میں اپنے خاندان کو، پس میرا لڑکا کنعان میرے خاندان سے تھا تو نے اس کو غرق کر دیا حکم ہوا کہ اے نوح انہ لیس من اھلك انہ عمل غیر صالح یعنی تحقیق کنعان تیرے خاندان سے نہیں ہے۔ بیشک کنعان عمل صالح نہیں رکھتا تھا۔ وہ فاسق تھا۔ کافر بھی ہو گیا اس لئے کہ تو نے کہا یا بنی ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین قال ساوی الی جبل یعصمنی من الماء قال لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم فحال بینھما الموج وکان من المغرقین یعنی تو نے کنعان سے کہا کہ اے بیٹے تو ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا اور مت ہو ساتھ کافروں کے، اس نے کہا کہ میں تو سارے پہاڑوں سے کسی زیادہ تر

بلند پہاڑ کی طرف پناہ لے لوں گا وہ مجھ کو طوفان کے پانی سے بچا لے گا حضرت نوح نے کہا کہ آج کوئی کسی کو بچانے والا نہیں ہے اللہ کے حکم سے مگر جس پر وہ رحم کرے یعنے کشتی اور کشتی والے۔ ہر پہاڑ جو کہ زیادہ تر بلند تھا اس کے اوپر ایک نیزہ پانی ہو گیا پس موج دریا اُن دونوں کے حائل ہو گئی اور کنعان ڈوبنے والوں سے ہو گیا پس اس سے معلوم ہوا کہ اہل یعنے خاندان کا کچھ اعتبار نہیں ہے جب تک کہ اتباع و پیروی نہ ہو سو اہل کو چاہیے کہ تبع و پیرو ہو اگر اہل کا بدون اتباع کے اعتبار ہوتا تو کنعان ہی کو ہوتا کیونکہ وہ پیغمبر مرسل کا فرزند تھا۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یعنے جس وقت صور میں پھونکا جائے گا تو نسب بیکار ہو جائیں گی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں من ابطأ به عمله لم یسرع به نسبه یعنے جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے ڈال دیا تو نسب اُس کا اُس کو بڑائی نہ دے گا۔ یہ حدیث شریف صحاح کی ہے پس روئے مبارک طرف اس فقیر کے لاتے اور فرمایا فرزندم سید علاء الدین آدمی اہل علم و صالح اور اپنے جد حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تبع و پیرو ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ کرے آمین۔ میں نے قدم بوسی کی۔

بعد اس کے فرمایا کہ آل اصل میں اہل تھا تصغیر اس کی اُہیل آتی ہے یہ اُس کی اصل پر دلیل ہے۔

نویں تاریخ ماہ ذی قعدہ روز جمعہ وقت چاشت کے

بندہ خدمت میں حاضر تھا فرمایا کہ اگر کسی شخص کے کپڑے لوث یعنی آلودہ بلکہ نجاستیں یعنی میلے کچیلے ہوں تو وہ کب بادشاہ کی مجلس میں جا سکیگا خاص کر حضرت عزت جو کہ بادشاہ بحق وہی ہے دوسرے کے پاس جو تو بادشاہی دیکھتا ہے سو یہ تو اس کی عاریت دی ہوئی ہے۔ جب تک کہ سالک کا دل دنیا و عقبیٰ کے لوث و آلودگی سے بلکہ جو کچھ کہ سوائے اللہ عزوجل کے ہے اُس سے پاک صاف نہ ہو جائیگا۔ تب تک اُس بادشاہ حقیقی کے دربار میں ہمراہ اُس کے مقربان بارگاہ سے نہ پہونچے گا۔ ؎ با خانہ جائے رخت بود یا مجال دوست

قلب المؤمن حرم اللہ تعالیٰ فحرام علی حرم اللہ تعالیٰ أن یلج فیہ غیر اللہ مومن کا دل تو اللہ سبحانہ کا حرم ہے۔ سو خدا کے حرم پر حرام ہے کہ اُس میں خدا کا غیر گھسے۔ جیسا کہ مخلوق کے حرم میں غیر محرم کا داخل ہونا حرام ہے اور یہ آیت شریف پڑھی قد افلح من زکاھا وقد خاب من دسّاھا۔ فرمایا کہ میں نے دو طریق سنے ہیں دسّاھا ای اھملھا من التزکیۃ وھو حسن العمل دوسرا طریق یہ ہے دساھا ای نجستھا عکس زکاھا کا یعنی ولم یزکھا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ مقرر رستگار ہوا وہ شخص کہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا یعنی ماسوی اللہ کے لوث سے نفس کو پاک کر لیا۔ یہ قول تو سالکوں کا ہے

یا یہ معنی ہیں کہ معصیت کے لوث نجاست سے پاک کیا یہ قول عالموں کا ہے اور طریق دساہا عکس زکاہا کے یہ معنی ہیں کہ اپنے نفس کو پلید کیا اور اُس کو ماسوائے خدائے تعالیٰ سے پاک نہ کیا یہ قول اہل طریقت کا ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ اپنے نفس کو پلید کیا اور اُس کو ماسوائے خدائے تعالیٰ سے پاک نہ کیا یہ قول اہل طریقت کا ہے یا یہ معنی ہیں کہ اپنے نفس کو پلید کیا اور معصیت کے لوث نجاست سے اُس کو پاک نہ کیا۔ ایسا نفس نیچے گر جاتا ہے۔ پس سب چیزوں کی اصل نفس کا تزکیہ ہے جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے ؎

ہر کہ ہوائے نجت یا بغراقی نہ سرشت   آخر عمر از جہاں چوں برود خام رفت

بعد اس کے روئے منیر طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من یہ قاعدہ جو میں نے کہا لکھ لو غریب ہے۔ میں نے اس طرف سنا ہے ھرگز ہندوستان میں نہ سنا تھا پس اس فقیر نے لکھ لیا۔

دسویں ماہ ذیقعدہ روز شنبہ وقت چاشت کے

یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا۔ روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من سبق پڑھو اسلئے کہ شنبے کا دن ہے پس میں نے شروع کیا ترتیب اس میں کہتی عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عادہ وانہ عاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

فقال یا رسول اللہ بابی وامی ای الکلام احب الی اللہ عز وجل
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما اصطفاہ اللہ تعالیٰ لملائکۃ
سبحان ربی وبحمدہٖ سبحان ربی وبحمدہٖ یعنے حضرت ابوذر رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کے
واسطے تشریف لائے اور وہ آپ کی عیادت کے لیے گئے۔ مرض
میں تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے قربان
ہوں حضرت مخدوم نے فرمایا کہ عرب میں جب کسی کو دوست رکھتے ہیں
تو مبالغۃً بابی وامی کہتے ہیں۔ یعنے تجھ پر سے میرے ماں باپ قربان
ہوں کون کلام دوست تر ہے طرف اللہ کے۔ تو آپ نے فرمایا اے
ابوذر وہ کلام کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے سارے فرشتوں کے
واسطے چن لیا۔ اور وہ یہ تسبیح ہے سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ رَبِّیْ
وَبِحَمْدِہٖ ای اسبح ربی واحمدہ یعنے میں اپنی پروردگار کی پاکی
بیان کرتا ہوں اور اس کی حمد کرتا ہوں اس کو سراہتا ہوں۔ اس فقیر
نے پوچھا کہ اس سے کل فرشتے مراد ہیں یا بعضے جواب فرمایا کل مراد
ہیں سارے فرشتے یہی تسبیح کہتے ہیں۔ یہ ساری ترتیب شروع سبق
سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

نویں ماہ ذیقعدہ روز شنبہ

اس فقیر کو حجرے سے طلب کیا اور فرمایا فرزند من یہ کمر بند صحبت سے لے

میں نے اس کو استعمال کیا ہے۔ یعنے متکا سیاہ صوف کا دیا۔ اور فرمایا فرزند من کمر میں باندھو یہ واسطے قوت عبادت کے ہے۔ واسطے دعا گر کے میراث ہے آبا و اجداد سے تا امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یہ طریقہ مسنون ہے۔ کتاب میں مسئلہ ہے کہ ربط العین المصلے وسطہ لتقویۃ العبادۃ یجوز ویستحب ولا یکرہ یعنے اگر نماز پڑھنے والا واسطے قوت عبادت کے اپنی کمر کو باندھے تو جائز و مستحب ہے ورنہ مکروہ ہے عوارف میں ہے کہ من سنۃ الصوفیہ شدّ الوسط وھو سنۃ یعنے طریقہ صوفیہ سے ہے باندھنا کمر کا اور وہ سنت ہے اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند من اس مسئلے کو لکھ لے حجت تمام ہے ایضاً روز مذکور میں مولانا سراج الدین مانکپوری واسطے رخصت کے خدمت میں آئے قرآن کو اور ان کے بیٹے کو فرمایا کہ جس وقت تم چاہو کہ لیٹو تو امن الرسول اور تین بار استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ پڑھو بعد اس کے لیٹ جاؤ۔ جو کوئی یہ کرے۔ تو وہ آفتوں سے محفوظ رہے۔ شیخ کبیر کے اوراد میں نہیں ہے۔ دعا گو نے حدیث صحاح کی پائی ہے۔ قولہ علیہ السلام من قرأ عند مضجعہ ایتین من اٰخر سورۃ البقرۃ وثلث مرات استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ حفظ من الاٰفات والبلیات ایضاً فرمایا کہ بے وضو نہ سوئے اسلئے کہ وعید ہے من نام بلا طہارۃ لا یفتح لہ الباب فی السلوک قط یعنے جو شخص کہ بے وضو سوئے تو کبھی نہ

کھولا جائے واسطے اُس کے دروازہ سلوک میں فرمایا کہ اگر وضو ٹوٹ جائے
اور کوئی مانع واقع ہو وضو نہ کر سکے تو تیمم کرلے پھر سوئے بے وضو نہ رہے
اسلئے کہ تیمم طہارت ہے۔ سونے کے واسطے آیا ہے۔ لیکن سب وقت
ایسا نہ کرنا چاہیئے ناگہاں کسی عذر سے اتفاق پڑ جائے تو کیلے اور
اس جگہ تیمم نماز کے واسطے نہیں ہے۔ مگر جس محل میں کہ ہے تم نے
نقرہ پڑھا ہے۔ پس اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند من مگیر میدا اسی درمیان
میں ایک عزیز بیابانی مجنوں شکل ابیات سے خدمت میں پڑھتا
تھا۔ جب تمام کر چکا تو عرض کیا کہ بندہ پیوند کرتا ہے۔ قبول فرمایا۔
ایک زمانہ نکٹ کہا یعنے تو دادیر فقیر سے اپنے سر مبارک کی ٹوپی دی اور فرمایا کہ اچھی
طرح حفاظت سے رکھنا یاروں سے فرمایا کہ میں نے کم کسی کو اس طرح دی ہے

ایضًا دسویں ماہ ذیقعدہ وقت چاشت

کے یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا۔ فرمایا سبق پڑھ میں نے
شروع کیا۔ ترتیب اس میں تھی۔ گفتگو و حال دو اصحاوں میں تھی کہ مقرب و
واصل اللہ جل جلالہ کو دل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں نماز و غیر نماز میں۔ فرمایا
اگر کوئی سوال کرے کہ وصال کس دلیل سے ثابت ہے تو جواب دیں
حدیث صحاح کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذر
کو جو کہ اصحاب صغر میں سے ایک صحابی ہیں یوں تربیت فرمائی کہ ادا
خلوت فاکتوذکر اللہ وزرنی منہ وزر فی اللہ فانہ من زاد فی

اللہ شیعہ الملائکۃ ویقولون یارب وصلنا لک فصلہ اس روایت
کی بنا پر وصال ثابت ہے اِس فقیر سے فرمایا فرزندِ من اس حدیث کو لو
پوری محبت سے ہے یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابورزین
جس وقت تو تنہا ہو تو اللہ کا ذکر بہت کر۔ اور حاضر ہو واسطے خدا کے
اسلیے کہ بیشک جو شخص حاضر ہو واسطے خدا کے فی اللہ لیے لاجل اللہ
یعنے فی اللہ کے معنی ہیں واسطے اللہ کے۔ تو مشایعت کرتے ہیں
اُس کی فرشتے اور کہتے ہیں اے رب ہم ملے اُس سے واسطے تیرے
پس تو اُس کو وصال دے۔ ایک عزیز نے پوچھا اس سے کہاں معلوم ہوتا
ہے کہ وصال دنیا میں ہو۔ شاید آخرت مراد ہو۔ جواب فرمایا کہ لفظ فا کا فصلہ
میں واسطے تعاقب کے ہے یعنے جو کوئی ایسا کرے تو اُس کے عقب میں
ایسا ہو۔ اگر آخرت مراد ہوتی تو لفظ ثم کا لاتے ثم صلہ فرماتے کیونکہ لفظ ثم
کا واسطے تراخی کے ہے اور آخرت متراخی ہے اُس فقیر سے فرمایا فرزند
من وہ وجہ جو میں نے بیان کی اُس کو لو اور اس باب میں ایک آیت قرآن
شریف کی بھی ناطق ہے۔ قولہ تعالی الذین یوفون بعھد اللہ ولا ینقضون
المیثاق والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویخشون ربھم
ویخافون سوء الحساب یعنی اللہ تعالی واصلوں کی صفت کرتا ہے کہ وہ لوگ
ہیں کہ وفا کرتے ہیں اللہ کے عہد کو اور اس عہد کو نہیں توڑتے ہیں اور وہ لوگ ہیں کہ ملاتے
ہیں اُس چیز کو کہ اللہ نے حکم کیا ہے کہ وہ ملائی جائے یوصل لفظ مجہول
ہے وصل یصل سے اور مصدر اُس کا وصال ہے اور جو لوگ کہ اس کا عکس

اختیار کرتے ہیں۔ اور اس بات کی طلب نہیں رکھتے ہیں اُن کی بھی صفت بیان فرمائی ہے۔ قولہ تعالیٰ والذین ینقضون من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اُولٰئک لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار یعنے جو لوگ کہ توڑتے ہیں اللہ کے عہد کو بعد عہد کرنے کے۔ اور کاٹتے ہیں اُس چیز کو کہ اللہ نے حکم کیا ہے کہ وہ ملائی جائے۔ اور تباہی وخرابی کرتے ہیں زمین میں۔ تو وہ وہی لوگ ہیں کہ اُن کے واسطے ہے لعنت اور اُنہیں کے واسطے ہے بُرا گھر مناسب اس کے ایک حکایت بیان فرمائی کہ نزدیک دعا گو کے ایک عورت مشغول تھی۔ آہستہ فرمایا کہ لڑکوں کی ماں، چنانچہ ہم چند یاروں نے سن لیا۔ دعا گو نے دیکھا کہ وہ عورت بیہوشوں کی طرح سجدے میں گر پڑی جب ہوش میں آئی۔ تو سجدے سے اُٹھی۔ میں نے کہا کہ جا دوضو کر۔ اغمار وضو کا توڑنے والا لاحق ہوگیا تھا۔ اس نے کہا کہ مجھ کو اغمار نہ تھا۔ میرے دل کی آنکھ نے تو خدا کو دیکھا۔ میں کیونکر سجدہ نہ کروں۔ ابھی کوئی شخص بادشاہ مجازی کو دیکھ لے تو کیوں بنزا تعظیم سجدہ کرتا ہے۔ بھلا جو آدمی کہ بادشاہ حقیقی کو دیکھے وہ کیونکر سجدہ نہ کرے بعد اس کے فرمایا لیس المراد مواصلۃ الجسم فی الجسم فذلک فی حق اللہ تعالیٰ کفر بل مقدار ما ینقطع عن الخلق بالقلب یصل الی الحق بلا کیفیۃ وجھۃ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مقدار الانقطاع عن الخلق مواصلۃ الی الحق وقال الجنید سید الطائفۃ قدس سرہ کلما انقطعت

عن الخلق بالقلب وصلت الی الحق بالقلب وذلك فی الدنیا بعین القلب لا بعین الراس لا فی الجنة فانہ قد یکون بعین الراس لقولہ تعالیٰ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربها ناظرۃ یعنے یہ مراد نہیں ہے۔ اس جگہ کہ مواصلت جسم کی جسم میں ہو یہ کہنا تو اللہ سبحانہ کے حق میں کفر ہے بلکہ وصال اُس قدر زمانے کو کہتے ہیں کہ جس میں دل کے ساتھ خلق سے منقطع ہو جائے۔ بدون کیفیت وجہت کی طرف حق کے پہونچ جائے اسلئے کہ آپ کا قول ہے کہ مقدار انقطاع کا خلق سے مواصلت ہے طرف حق کے اور امام جنید قدس سرہ نے فرمایا۔ کہ جس وقت میں منقطع ہوجاتا ہوں خلق سے ساتھ دل کے تو پہونچ جاتا ہوں طرف حق کے ساتھ دل کے، اور یہ دنیا میں ہے۔ دل کی آنکھ سے نہ سر کی آنکھ سے نہ جنت میں کیونکہ وہاں تو یہ کبھی سر کی آنکھ سے ہوگا۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کتنے منہ اُس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھتے بعد اس کے فرمایا کہ جہال کے پاس شیطان لعین آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں خدا ہوں۔ تم کیا چاہتے ہو اگر عالم ہے تو اس محبت کی بنا پر جان لیتا ہے۔ ورنہ دین کو برباد کر دیتا ہے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ نزدیک نمازگاہ اچہ کے ایک جاہل اُترا۔ اشراف وغیرہ کے بہت سے لوگ مینہہ کی طرح برسنے لگے۔ یعنے اس کے پاس خلق کا انبوہ بہت کچھ ہونے لگا۔ اُچہ کی خلق نے دعاگو سے کہا۔ کہ اُس درویش کے دیکھنے کو تو کیوں نہیں جاتا؟ انبوہ خلق کے مارے بہزار حیلہ میں وہاں

گیا۔ اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ اُس نے دعا گو سے کہنا شروع کیا کہ سید حق تعالیٰ میرے پاس سے ابھی کہ تو آیا گیا ہے۔ میں نے کہا اے بد روزگار تو کافر ہو گیا۔ کلمہ شہادت کا کہہ اُس نے نہ کہا۔ دعا گو اُٹھ کھڑا ہوا قاضی کے پاس آیا۔ میں نے کہا کہ تو اس آدمی کو طلب کر۔ اگر وہ اس کہنے سے باز آجائے اور توبہ کر لے تو اچھا ہی ہے ورنہ تو اُسکے مار ڈالنے کا حکم دے۔ اُس کا قتل کرنا واجب ہے۔ وہ کفر کا کلمہ کہتا ہے۔ قاضی نے کہا کہ مقطع وغیرہ اُس کے معتقد ہیں وہ اُس کو مارنے نہ دینگے دعا گو نے مقطع کی طرف آدمی بھیجا۔ اور جو وہ کہتا تھا وہ کہا۔ اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر تو نہ سُنے گا تو شہر میں بادشاہ سے کہوں گا اور لکھ کر بھیج دوں گا۔ اسی مقطع نے قاضی کو اُس کے مارنے سے منع کیا۔ دعا گو نے کہا کہ اس شہر سے جلد اُس کو باہر کر دو تاکہ دوسرے کو کافر نہ کر ڈالے۔ وہ شخص خراسانی تھا۔ پہلے ہی اُس کو اُس جگہ سے کہ دار البیا میں نکال دیا وہ آوارہ چلا گیا۔

ایضاً فرمایا کہ جب کوئی شخص محل خاص بادشاہ کو پاتا ہے تو وہ بادشاہ کے مقرب لوگوں کا معائنہ کرتا ہے۔ لیکن ان کے تفاضل باہمی کو نہیں جانتا فرق نہیں کر سکتا ہے۔ اسی طرح جس وقت حق تعالیٰ کا مقرب ہو جاتا ہے تو عرش کے نیچے فرشتوں پر اُس کی نظر پڑتی ہے۔ بعض فرشتے طواف کرتے ہیں لیکن وہ یہ نہیں جانتا ہے کہ درمیان اُن کے قریب تر کون فرشتہ ہے۔ یہ خدا ہی کا خاصہ ہے کہ وہ سب کو جانتا ہے۔ عز و جل۔ یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق ہیں اس حقیر کے لئے ایضاً خلوت کا

وقت تھا ہم چند یار خدمت میں حاضر تھے روئے مبارک طرف ہمارے لائے۔ فرمایا بھائیو جس وقت دعا گو آیا تو اربعین موسٰے علیہ السلام کا معتکف ہوا۔ آخر رات کو وہ ولی عورت جو کہ اُچہ میں ہے نزدیک دعا گو کے آئی۔ کہا حکم ہو تو میں اُسی جگہ اُچہ میں معتکف ہو جاؤں۔ میں نے اجازت دے دی کہ جا بیٹھ۔ اسلیئے کہ غنیمت ہے۔ مخدوم کے خدمتگاروں میں سے دولت یار نام خادم نے یہ واقعہ دیکھا تھا۔ اور اُس نے ہم سے نقل کیا ہم نے اُس کو بعینہ زبان دُر بار سے سُنا۔ قولہ تعالیٰ یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اُوتی خیراً کثیراً یعنے اللہ تعالےٰ دیتا ہے حکمت جس کو چاہتا ہے۔ اور جس کو حکمت دی گئی تو مقرر وہ خیر کثیر دیا گیا۔ فرمایا کہ مراد اس حکمت سے فقہ ہے لیکن دعا گو نے اس طرف ایک عجیب چیز سُنی ہے کہ ہرگز ہندوستان میں نہیں سنی تھی۔ مراد اس حکمت سے سِرّ قدر ہے کہ بعض اولیا بعض تقدیرات پر اطلاع پاتے ہیں اس فقیر سے فرمایا فرزند من اسوجہ کو لو غریب ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ دعا گو کے پاس خلق کا ہجوم ہے یا دول میں کسی کو تو پسند کرلے اُسکے پاس پڑھ۔ چونکہ یہ فقیر اور خواجہ محمد طغاری ایک حجرے میں رہتے تھے۔ اس فقیر نے انکو اختیار کیا اور باقی بیس اور چند سیپارے اس فقیر مرو ہوئے بادشاہ مخدوم دہمت یگانہ خواجہ محمد طغاری خدمت میں قرآن شریف پڑھتے تھے اذا قرأ القاری سورۃ من القرآن یستعیذ ویسمی باسم اللہ انہ قول من السورۃ وان یکتفی بالاستعاذۃ والا یکتفی بہا لقولہ تعالیٰ فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنے جس وقت قاری کوئی سورۃ قرآن کی پڑھے تو اعوذ

اور بسم اللہ پڑھے۔ اسلیئے کہ سورت مع بسم اللہ کے نازل ہوئی ہے۔ اور
اعوذ کے ساتھ کفایت نہ کرے۔ ورنہ ساتھ اعوذ کے کفایت کرے کیونکہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس جب پڑھے تو قرآن کو تو پناہ مانگ ساتھ اللہ کے
شیطان راندے ہوئے سے یعنے جب کوئی سورت شروع کرے تو
اعوذ اور بسم اللہ دونو پڑھے اور جب کوئی آیۃ قرآن شریف کی پڑھے تو
اعوذ پڑھ لینا کفایت کرتا ہے ایضاً ذکر اس کا نکلا کہ ملک یمن میں بھی مرد ہیں
مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ دعاگو نے اس طرف مشائخ
سے سنا ہے کہ ملک کبیر ولی تھا۔ اس کی زیارت کرنا چاہیئے اور نائب عرض
یمن کا بھی ولی تھا۔ دعاگو نے اس کو دیکھا تھا۔ جس وقت شیخ بکہ عبد اللہ
یافعی قدس اللہ روحہ نے وفات پائی تو اپنے کپڑے اور سجادہ واسطے
اس نائب عرض یمن کے بھیجا۔ وہ تارک ہوگیا۔ دعاگو اس وقت اسی جگہ
تھا۔ ایضاً فرمایا دعاگو نے بعض درویشوں کو دیکھا ہے کہ روتے تھے میں نے پوچھا
تم کس چیز سے روتے ہو جواب دیا کہ ہمنے گناہ کئے ہیں میں نے کہا کہ تمنے تو توبہ کرلی ہے
اور یہ آیت پڑھی وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیئات یعنی اللہ تعالیٰ تو
تو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور بدیوں سے درگزر فرماتا ہے۔ اور انہوں نے
کہا کہ حق سے شرم آتی ہے کہ ہم نے کیا کیا ہے۔ ہم پشیمان ہیں اسلیئے
کہ حق دیکھتا تھا۔ اور یہ رباعی پڑھی جو کہ میں نے ایک دیوانے سے سنی ہے

شرم نداری کہ گنہ مے کنی — نامہ خود را چہ سیہ مے کنی
سگ نکند با سگ بیگانگاں — انچہ تو با حضرت حق مے کنی

پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں رباعی بنویسید

ایضاً کرامت کا ذکر نکلا

فرمایا کہ جس زمانے میں دعاگو اُچہ سے واسطے تحصیل علم کے ملتان میں آیا۔ تو خانقاہ شیخ میں اُترا۔ شیخ قطب عالم رکن الحق والدین نے فرمایا کہ مدرسہ میں جا۔ کیونکہ تو واسطے طلب علم کے آیا ہے۔ اور یہ فرمایا کہ سید جلال بخاری کا پوتا ہمارے پاس نہیں آیا ہے۔ طلب علم کے واسطے آیا ہے۔ بعد چند روز کے شیخ نے دعاگو سے کہا کہ تو اُچہ میں جا کہ تیرے والد تیرا اشتیاق رکھتے ہیں فی الحال اپنی کشتی تعین کردی۔ میں سوار ہو گیا اُچہ میں گیا۔ ایک دوسرا عزیز بھی ناگور کا شیخ رکن الدین کے نزدیک اُترا ہوا تھا اُس سے بھی فرمایا کہ بیچارہ ابوالفتح کیا ارشاد کرے وہ تو واسطے چند رقعوں کے آیا ہے تاکہ دہلی جائے۔ غرض حاصل کرے یا واسطے اس بات کے بے تعلقی چاہیے۔ تعلق والا اس مرتبے سے محروم ہے۔ ایضاً

بارھویں تاریخ ماہ ذیقعدہ روز دوشنبہ وقت چاشت کے

یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا۔ فرمایا دعاگو اس زمانے میں چند وقت آواز سنتا ہے۔ اور چیزیں دیکھتا ہے۔ سونا مشکل ہوتا ہے۔ واقعات دیکھتا ہوں تنہائی کا وقت تھا۔ یار لوگ تھے۔ اس دن میں یہ ندائے عربی سنتا ہوں یا عبدی اجتھد فی الطاعۃ وأمر لاصحابك بالطاعۃ فان الساعۃ

قریبة والیوم سمعت النداء یا عبدی ان لم تستطع الذکر بالحلقة
هرمت ضعیفا فقل لاصحابك یذکرون بالحلقة جهرا خمس
اوقات وقد قرب الساعة یعنے اے میرے بندے کو طاعت کی
کوشش کر اور اپنے یاروں کو طاعت کا حکم دے۔ اسلیے کہ قیامت قریب
ہے اور آج کے دن میں نے یہ ندا سنی کہ اے میرے بندے اگر تو حلقے
کے ساتھ ذکر نہیں کر سکتا ہے۔ کمزور ہو گیا ہے۔ تو اپنے یاروں سے
کہہ کہ وہ پانچوں وقت حلقے کے ساتھ جہرًا ذکر کریں۔ وو دیں روز عید
معتاد برخاستند و ذکر بلند کلمہ لا الہ الا اللہ گفتند با مدوسے مبارک پیا آمد و بنا
برادران فرمان ست مشغول باشید و در آخرین ست انشاء اللہ تعالیٰ سلطان
عاقبت بخیر کند آسی درمیان میں قرض خواہوں نے قرض طلب کیا۔ عذر بیان
میں قسم کھاتا ہوں کہ بعد اس کے قرض نہ کروں۔ بڑھا ہو گیا ہوں۔ گردن
میں قرض رہ جائے ان شاء اللہ تعالیٰ بادشاہ جلد لوٹ آئے اس کو دیکھ
لوں پھر گھر کی طرف لوٹ جاؤں اور اپنے یاروں سے فرماتے تھے کہ مشغول
ہوں القصہ بات اس آیت شریف کے بیان میں نکلی قل لو کان البحر
مدادا و قولہ تعالیٰ ولو ان ما فی الارض من شجرة اقلام والبحر یمدہ
من بعدہ سبعة ابحر ما نفدت کلمات اللہ ان اللہ عزیز حکیم
ای معانی کلمات اللہ وتفسیرہا یعنے اگر دریا سیاہی بن جائے اور زمین
میں جتنے درخت ہیں وہ قلم ہو جائیں اور ساتوں دریا سیاہی بن جائیں۔
سب کے سب خرچ ہو جائیں مگر کلمات باری کے معانی تمام نہ ہوں،

باقی رہ جائیں مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ عارف صدرالحق والدین قدس اللہ روحہ کو ہر بار پڑھنے میں دوسرے معانی ظاہر ہوتے تھے۔ سوائے ان معانی کے جو اس سے پہلے ظاہر ہوتے تھے ایک دن انہوں نے شیخ کبیر سے عرض کیا کہ ان معانی کو قلم بند کر دوں شیخ نے منع کیا کہ کم کوئی ان کو سمجھے گا حکایت وعاگو سالت برس کہ مبارک میں تھا وہاں ایک واعظ ہر روز وعظ کرتا تھا۔ سورہ فاتحہ کی بھی تفسیر تمام نہیں ہوئی تھی۔ خدا جانے کہ میرے بعد کتنے برس اور اس نے کہی ہو یہ بھی تمام نہیں معانی ئے سے ایضاً فرمایا کہ ایک دن امام واسطی رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو اُن سے پوچھا کہ اے امام مسلماناں تم کو کیا ہوا تھا کہ تم بے ہوش ہو گئے۔ جواب دیا کہ میں نے ایک آیت کلام اللہ کی سُنی بے ہوش ہو گیا۔ گر پڑا تاب نہ لا سکا بعد اس کے فرمایا کہ جس وقت سالک کامل حال ہو جاتا ہے تو خدا سے اور رسولؐ خدا سے اور بعض اولیاء سے آواز سنتا ہے۔ ایک عزیز نے یعنے شیخ زادہ نجم الدین نے پوچھا کہ کیونکر آواز سنتا ہے۔ جواب فرمایا خلق اللہ تعالیٰ صوتاً وللروح خلق المنطق فتکلم کما اسمع انا یعنے حق تعالیٰ ایک آواز پیدا کرتا ہے اور واسطے روح کے نطق پیدا فرماتا ہے پس وہ باتیں کرتی ہے۔ جیسے کہ دعاگو سنتا ہے مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ جس وقت دعاگو واسطے زیارت شیخ نتھو کے گیا تو میں نے سلام کیا السلام علیکم یا ولی اللہ میں نے سلام کا جواب سنا ایضاً

فرمایا البکاء بالمد ا آواز گریستن و بالقصر بغیر آواز گریستن یہ شعر عربی پڑھا

بکت عینی وحق لہا بکاھا ۔۔۔ وما یغنی البکاء ولا العویل

قال الاول بالقصر لانہ بغیر الصوت وھو الدمع والثانی بالمد لانہ بالصوت یعنے بکا بغیر ہمزہ آنسو بہنے کو کہتے ہیں اور ہمزہ آواز سے رونے کو بولتے ہیں شعر عربی کی یہ معنی ہیں کہ میری آنکھ روئی اور ایسے لائق ہے رونا اس کا۔ اور دستگیری نہیں کرتا ہے آواز سے رونا اور نہ فریاد کرنا اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند من اس نظم عربی کو لکھ لو اور اس وجہ کو لو۔

ایضاً تواضع کا ذکر نکلا

فرمایا التواضع والتنزل شئی لطیف یعنے تواضع ومسکنت ایک شے لطیف ہے اور یہ رباعی پڑھی ؎

واخو التواضع من تحلّٰی باطلے ۔۔۔ والکبر والاعجاب فعل العاطل

تعلو الغصون اذا عَرِیَ من ثمارھا ۔۔۔ والثمراتُ دنون للمتناول

اخ کے تین معنے ہیں بھائی کو کہتے ہیں اور مشابہ کو بولتے ہیں اور خداوند صاحب کے یہی معنی ہیں۔ اس جگہ یہی معنی مراد ہیں۔ یعنے صاحب تواضع و فروتنی وہ شخص ہے کہ جس نے بزرگی کا زیور پہنا ہے۔ یعنے متواضع آدمی نے بزرگی حاصل کی اور بڑائی کرنا اور عجب کرنا معطل کا کام ہے بلند ہو جاتے ہیں شاخیں جس وقت کہ اپنے میووں کو گم کرتے ہیں، اور میوہ دار شاخیں نیچے جھکتی ہیں واسطے میوہ لینے والے کے یعنے جس

شاخ میں میوہ نہیں ہوتا ہے وہ اونچی ہو جاتی ہے اور جو میوہ دار ہے وہ جھک جاتی ہے اسی طرح جو شخص کہ صاحب بزرگی و کمال ہے وہ تواضع و انکسار کرتا ہے اور جو آدمی کہ بزرگی و کمال سے عاطل و بے بہرہ ہے وہ کبر و عجب کرتا ہے اُس فقیر سے فرمایا کہ فرزند من یہ رباعی جو تیں نے پڑھی اس کو لکھ لو سے چوں سوار بمنزل رسید پیادہ شود

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ مدح تواضع و ذم کبر میں دو حدیثیں جامع صغیر میں مذکور ہیں بمناسبت مقام یہاں لکھی جاتی ہیں (من تواضع للہ) ای لاجل عظمۃ اللہ (رفعہ اللہ) فی الدنیا والاخرۃ (حل عن ابی ھریرۃ) واسنادہ حسن (من تعظم فی نفسہ) ای تکبر (واختال فی مشیتہ) بکسر المیم ای تبختر واعجب بنفسہ فیھا (لقی اللہ وھو علیہ غضبان) فان شاء عذبہ وان شاء عفا عنہ والکلام فی الاختیال فی غیر الحروب اما فیھا فمطلوب قال المناوی تنبیہ قال الغزالی رحمہ اللہ تعالی من التکبر الترفع فی المجالس والتقدم والغضب اذا لم یبدء بالسلام وجحد الحق اذا نظر والنظر الی العامۃ کانہ ینظر الی البھائم وغیر ذلک فھذا کلہ یشملہ الوعید وانما لقیہ وھو علیہ غضبان لانہ نازعہ فی خصوص صفتہ اذا الکبریاء ردائہ (حم خد عن ابن عمر) بن الخطاب واسنادہ ضعیف انتھی من شرح الجامع الصغیر للعزیزی

ایضاً شب چہاردہم ماہ ذیقعدہ روز سہ شنبہ وقت تہجد

سحر کے وقت عرض کیا تھا فرمایا کہ آج منگل کا دن ہے۔ یہ شیخ کبیر کے وصال کا روز ہے۔ فتوح ہوگی اور ہزار بار یا حی یا قیوم اسم اعظم کا ورد ہے اداۓ قرض وغیرہ کے واسطے دعا کروں گا ایضاً فرمایا کہ تفسیر قرآن شریف کی سواۓ مجتہد کے اور کوئی نہ کرے۔ حدیث صحاح کی ہے قولہ علیہ السلام من فسّر القرآن برأیہ فلیتبوأ مقعدہٗ فی النار یعنی جو کوئی قرآن کی تفسیر اپنی راۓ سے کرے تو اُس کی جگہ آتش دوزخ ہے اس فقیر سے فرمایا کہ اس حدیث کو لو

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ حدیث شریف مذکورہ جامع صغیر میں بایں لفظ ہے۔ من قال فی القرآن بغیر علم) قال المناوی ای قولا یعلم ان الحق غیرہ او من قال فی مشکلہ بما لا یعرف (فلیتبوأ مقعدہ من النار) ای فلیتخذ لنفسہ منزلا فیہا (ت عن ابن عباسؓ) قال العلقمی بجانبہ علامۃ الصحۃ (من قال فی القرآن برأیہ) قال العلقمی قال ابن رسلان ای بما رسخ فی ذھنہ وخطر ببالہ (فاصاب) ای وافق ھواہ الصواب دون نظر فیما قال العلماء واقتضتہ قوانین العلم کالنحو والاصول والاستدلال بقواعدھا (فقد اخطأ) فی حکمہ علی القرآن بما

لا یعرف اصلہ (ت م عن جندب) بن عبد اللہ البجلی قال العلقمی بجانبہ علامۃ الحسن انتہی من شرح الجامع الصغیر للعزیزی۔

ایضاً چودھویں تاریخ ماہ ذی قعدہ منگل کے دن

یہ فقیر خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا۔ عوارف کے سبق میں بات یہ تھی کہ جس وقت سالک کامل حال ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بلاواسطہ بات اُس سے بات کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے وما کان بشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء انہ حکیم علیم یعنے لائق نہیں ہے واسطے بشر کے کہ کلام کرے اُس سے اللہ مگر ساتھ الہام کے یا پردے کے ورے سے ایضاً فرمایا کہ حق کی نعمت کا شکر تین چیزوں پر ہے اول شکر ساتھ زبان کے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واما بنعمۃ ربک فحدث دوسرا شکر نسبت پر اعملوا آل داود شکرا تیسرا شکر دل پر ہے وما بکم من نعمۃ فمن اللہ دل میں یقین کرے کہ ساری نعمت طرف سے خدائے عزوجل کے ہے۔ اور یہ نظم عربی فرمائی ہے

افادتکم النعماء منی ثلاثۃ یدی ولسانی والضمیر المحجبا

الضمیر المحجب ھو القلب یعنے فائدہ دیا تم کو نعمت نے میری طرف سے تین چیزوں کا۔ میرا ہاتھ اور میری زبان اور دل یعنے تم نے مجھے نعمت عطا کی تو میں نے اُس کا شکر ہاتھ اور زبان و دل سے ادا کیا۔ اس فقیر سے

فرمایا فرزند من لو اور نظم عربی کو لکھ لو۔

ایضاً صبر کا ذکر نکلا

فرمایا الصبر علے ثلثة اقسام صبر العام حبس النفس علی ما تکرہ وصبر الخاص تجرع المرارات من غیر تعبیس وصبر اخص الخاص التلذذ بالبلاء یعنے صبر تین قسم ہے صبر عام کا روکنا نفس کا ہے۔ اس چیز پر کہ جو اس کو دشوار معلوم ہو دوسرا صبر خاص کا گھونٹ گھونٹ اُتارنا کڑوی چیزوں کا بدون ترش روئی اور ناک بھون چڑھانے کے تیسرا صبر اخص الخاص کا لذت پانا مزہ لینا ہے بلا سے کما قال الفقیر لایکون المحب محبا من لم یصبر علے ضرب محبوبه فسمع العارف من ذلک الفقیر فقال یا فقیر اخطاءت بل لایکون المحب محبا من لم یتلذذ بضرب محبوبه یعنے جیسا کہ ایک فقیر نے کہا کہ محب محب نہیں ہوتا ہے وہ شخص کہ جس نے اپنے محبوب کی مار پر صبر نہ کیا پس ایک عارف نے یہ بات اُس فقیر سے سُن لی۔ تو اس نے کہا اے فقیر تو نے خطا کی بلکہ محب محب نہیں ہوتا ہے وہ شخص کہ جس نے اپنے محبوب کی مار سے لذت نہ لی۔ جیسے کہ حضرت ایوبؑ صابر صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے بلائے محبوب سے مزہ لیا۔ ایک وقت اُن کی بی بی نے کہا کہ اے ایوبؑ تو دعا کر تا کہ یہ بلا تجھ سے جاتی رہے کیونکہ پیغمبروں کی دعا قبول ہوتی ہے۔ وہ بولے کہ اے عورت مجھے شرم

آتی ہے میری صحت بیماری پر غالب ہے۔ یعنے میری صحت کا زمانہ میری بیماری کی نسبت زیادہ ہے۔ بھلا اُس قدر بیماری دیکھوں کہ جس قدر صحت تھی۔ کہتے ہیں کہ ایک کیڑا ان کے جسم مبارک سے گر پڑا تو انہوں نے پھر اُس کو اٹھا کر اپنے بدن میں رکھ لیا یہ وہی قول ہے اللہ سبحانہ کا واذکر عبدنا ایوب انا وجدناہ صابرا نعم العبد انہ اواب یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یاد کر ہمارے بندے ایوب کو بیشک ہم نے پایا اُس کو صبر کرنے والا۔ ہماری بلا پر نیک بندہ تھا وہ بیشک وہ بہت رجوع کرنے والا تھا اور خبر صحاح میں ہے کہ ان اشد البلاء علی الانبیاء ثم علی الاولیاء ثم الامثل فالامثل یعنے بیشک سخت تر بلا نبیوں پر ہوتی ہے پھر ولیوں پر پھر افضل فالافضل پر۔ یعنے بعد اولیاء کے پھر جو شخص جس قدر بہتر و برتر ہے اسی قدر اُس کی بلا سخت تر ہوتی ہے۔

کاتب حروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ حدیث شریف مذکور جامع صغیر میں بایں لفظ مذکور ہے (اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الصالحون) ای القائمون بما علیہم من حقوق الحق والخلائق (ثم الامثل فالامثل طب عن اخت حذیفۃ) فاطمۃ او خولۃ قال العلقمی بجانبہ علامۃ الحسن یعنی الا فالامثل الاشرف فالاشرف والاعلی فالاعلی فہم معرضون للمحن

والبلاء والسر فی ذلک ان البلاء فی مقابلۃ النعمۃ فمن کانت
نعمۃ اللہ علیہ اکثر کان بلاؤہ اشد الا انہ کلما قویت المعرفۃ
بالمبتلی ھان علیہ البلاء ولہذا قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لیس بمؤمن ای مستکمل الایمان من لم یعد البلاء نعمۃ
والرخاء مصیبۃ ومنھم من ینظر الی اجر البلاء فیھون علیہ
البلاء واعلی من ذلک درجۃ من یری ان ھذا تصرف المالک
فی ملکہ فیسلم ولا یعترض وارفع منہ من شغلتہ المحبۃ عن
طلب رفع البلاء انتہی سہ

این بلا گوہر خزانۂ ماست ما بہر کس این گہر عطا نہ کنیم

پس رو ئے مبارک بدین فقیر آوردند فرمودند۔ فرزند من این ہر سہ وجہ
عبر کہ تقریر کردم بنویسید غریب ست ایضاً فرمایا کہ من یوم الجمعۃ
کو اگر کوئی بسکون میم پڑھے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے کتاب میں ہے لو قرأ
من یوم الجمعۃ بسکون المیم فسدت صلوتہ لتغیر المعنی من الفاعل
الی المفعول وھنا فاعل لا مفعول لانہ جامع لا مجموع وجاء
بسکون المیم قراءۃ شاذۃ یعنے نماز اس لئے فاسد ہو جائے گی
کہ تغیر معنی کا فاعل سے طرف مفعول کے ہو جائیگا۔ اور یہاں فاعل ہے
مفعول نہیں ہے۔ کیونکہ جمعہ لوگوں کا جمع کرنے والا ہے مجموع نہیں ہے
اور قرارت شاذہ میں بسکون میم آیا ہے مناسب اس کے ایک حکایت
بھی بیان فرمائی۔ کہ ایک دن دعا گو ایک امام کے پیچھے مقتدی ہوا اس نے

من یوم الجمعۃ کو بسکون میم پڑھا میں نے نماز توڑ ڈالی اور کہا کہ نماز فاسد
ہو گئی۔ تو پھر از سر نو پڑھ اور یہ مسئلہ جو میں نے بیان کیا اس سے کہا یعنی۔
اس کے فرمایا الفعلۃ بسکون العین مفعول و بضم العین فاعل و
بفتح الفاء و سکون العین للمرۃ و بکسر الفاء و سکون العین للحالۃ
اور یہ بیت فرمائی ؎

الفُعلۃ للمفعول والفُعَلۃ للفاعل   والفَعلۃ للمرۃ والفِعلۃ للحالۃ

اس فقیر سے فرمایا کہ اس مسئلے کو اور اس صرف و نظم کو جو میں نے بیان
کی ملفوظ میں لکھ لو غریب ہے۔ ایضاً عبدالرحمن طغاری مع دو بھنوں،
خواجہ محمد طغاری کی کتاب فارسی اسرار الدعوات خدمت میں پڑھتے تھے
بعض یاروں نے عرض کیا کہ یہ کتاب نادر ہے۔ آپ ان سے طلب کرو
مخدوم نے عربی زبان میں کہا، وہ فارسی نہیں جانتے تھے۔ یا سیدی
اعط ھذا الکتاب لینسخ بعض اصحابنا فانھم اھل السلوک یعنے تم
یہ کتاب دیدو تاکہ ہمارے بعض یار نقل کرلیں کیونکہ وہ اہل سلوک ہیں۔
عبدالرحمٰنؒ طغاری نے کہا یا مخدوم کیف اعطی ھذہ النسخۃ غریبۃ
یعنے اے مخدوم میں کیونکر دیدوں۔ یہ نسخہ تو نادر ہے۔ حضرت مخدوم نے
فرمایا یا سیدی انت فی مذھب الشافعی وقال الشافعی ھذا الشعر

ومن منح الجہال علما اضاعہ   ومن منع المستوجبین فقد ظلم

یعنے جس شخص نے جہال کو علم دیا تو اس کو ضائع کیا اور جس شخص نے مستحقین
سے روکا تو مقرر اس نے ظلم کیا۔ یعنے تم تو شافعی المذہب ہو اور امام

شافعی نے یوں فرمایا ہے۔ تو عبدالرحمٰنؒ نے کہا انا اکتب لک واعطیک یعنے میں تمہارے واسطے لکھوں گا اور تم کو دوں گا ایضاً فرمایا کتاب میں ہے سالک کو چاہیے کہ گوشت کم کھاوے اور اگر کھاوے تو ہفتے میں ایک بار دو بار وانیکہ بخورد پنجاہ درم سنگ وزن سے بخورد نہ زیادت یعنے پچاس درہم بھر وزن میں کھاوے اس سے زیادہ نہ کھاوے صحاح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اذا اکلت اللحم وجدت فی نفسی تعنتیواای نشاط للجماع یعنے جب میں گوشت کھاتا ہوں تو اپنے نفس میں جماع کے واسطے نشاط پاتا ہوں۔ یعنے گوشت کھانے سے جماع کرنے کو جی چاہتا ہے۔ اس فقیر سے فرمایا فرزند من لو اور اس حدیث شریف کو لکھو اور سبق پڑھو ترتیب اس میں لکھی سالک کو چاہیے کہ ریاضت کرے۔ اور ریاضت یہ ہے کہ نفس بد حرکت کو راہ پر لاوے۔ اسلئے چابک سوار کو رائض کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ بدحرکت گھوڑے کو راہ پر لاتا ہے۔ ریاضت کی چند شرطیں ہیں۔ قلۃ الکلام و قلۃ الطعام و قلۃ المنام و قلۃ الصحبۃ مع الانام و مانع الشرط مانع المشروط یعنے کم بات کرنا کم کھانا کم سونا، لوگوں سے کم صحبت کرنا اور جو چیز مانع شرط کی ہے وہی مانع مشروط کی ہے پس کھانا کم کرنے کے دو طریق مروی ہیں۔ ایک طریق تو یہ ہے کہ مثلاً چار قرص یعنے چار روٹیوں کا معمول رکھتا ہے۔ تو ہر روز بقدر کھجور کی گٹھلی کے کم کرے، نہ زیادہ۔ کیونکہ زیادہ کم کرے گا تو ہلاک ہو گا۔ یہاں تک نوبت پہونچے گی کہ بقدر

(حاشیہ: بیان گوشت کم کھانے کا)

(حاشیہ: بیان ریاضت و شرائط ریاضت)

Marfat.com

کھجور کی گٹھلی کے اُس کا وظیفہ معمول ہو جائے گا۔ دوسرا طریق کھانا کم کرنے کا یہ ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھے۔ بعد نماز مغرب کے کھانے سے افطار کرے۔ جب چند روز گزر جائیں تو بعد شفق کے عشاء کی نماز سے پہلے کھائے۔ جب اس پر چند روز گزر جائیں تو سحر کے وقت کھائے جب اس پر چند روز گزر جائیں تو تیسری رات کو عشاء کے وقت کھائے جب اس پر بھی چند روز گزر جائیں تو تیسرے روز افطار کرے۔ اس سے آگے بھی اسی پر قیاس کرے۔ یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ بعد چالیس دن کے کھانا کھائے اور کچھ فتور و کسل و کاہلی و سستی و لاغری نہ ہوے جو کوئی کھانا کم کرنا چاہے تو اس طرح کرے، نہ یہ کہ یکبارگی ترک کرے کیونکہ اگر یکبارگی چھوڑ دیگا تو اُس کی ہلاکی کا سبب ہوگا۔ اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند من یہ دونوں وجہیں تقلیل طعام کی تو مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ اُچہ میں عزیز نام ایک غلوتی تھا۔ شیخ جمال الدین اُچی قدس اللہ سرہ کے مریدوں سے وہ اربعین ماہ رمضان کا اعتکاف کرتا۔ تو عید کے دن کھانے سے افطار کرتا تھا۔ کچھ لاغری و فتور اُس میں پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ابھی اس نے انتقال کیا ہے۔ بہت سے اکابر نے سفر کیا۔ یاروں نے کہا کہ ذات بابرکات اعلیٰ صفات مخدوم کو دیر تک رکھے فرمایا کہ میں کون ہوں بعد اس کے فرمایا سالک کو چاہیے ایسی غذا کھائے کہ ذرا سی سے سیر ہو جائے اور مقوی ہو۔ جیسے گھی اور دودھ، اور انڈا اور مثل اس کے ایسی چیز سے غذا نہ کرے کہ بہت

کھائے، جب سیر ہو جلد جلد پاخانے کی حاجت ہو، مشغولی و مصلے سے بسبب وسوسہ کے اُٹھنا پڑے اور پانی بھی کم پیئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب ہے کہ لاتکثر شرب الماء یعنے تم پانی بہت مت پیو۔ اسلئے کہ عراقت تکلیف دیتی ہے۔ فراغ دل سے مشغول ہو۔ ہر بار مصلے سے اُٹھنا مصلحت نہیں ہے۔ اور اگر کوئی تر چیز کھا لے گا تو پانی پینا نہ پڑے گا اُسی پر کفایت کرے مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ العالم رکن الحق والدین قدس سرہ کی غذا یہ تھی کہ ہر روز پیالہ بھر دودھ کو جوش دیتے چند میوے اُس میں ڈالتے تھے کئی لقمے اُس کے کھا لیتے۔ دوسرے کھانے کی حاجت نہیں ہوتی تھی، یہاں تک کہ ایک دن شیخ کے گھر والے پاس فرید طبیب ملتانی کے گئے۔ اور حال بیان کیا کہ شیخ کچھ نہیں کھاتے ہیں۔ وہ آیا شیخ کے واسطے ویسی ہی غذا لائے۔ انہوں نے چند لقمے کھائے وہی غذا فرید طبیب کو بھی دی۔ اُس نے بھی کھائی، وہ بولا کہ سات دن کھانے کی حاجت نہ ہوگی۔ اُس نے ملتانی زبان میں کہا ایسی غذا چاہیئے۔ طعام السالک قلیل الکمیۃ وکثیر الکیفیۃ یعنے سالک کی غذا وزن میں ذراسی اور کیفیت میں بہت ہو۔ چند میوے اُس میں ملا دیا کریں۔ ایک دن دعا گو نے شیخ کو واقعہ میں دیکھا کہا سید تو غذا مقوی کر تاکہ اوراد کی حفاظت کر سکے۔ ایک بار میں نے ویسی ہی غذا کھائی پھر کسی نے میرے واسطے تیار نہ کی یہ ریاضت کھانے کی تھی اور یہ

بتدیلوں کا مجاہدہ ہے۔ ریاضت وجود کی یہ ہے کہ سالک کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی امانت کو نگاہ رکھے جو کہ اُس پر ہے اور اُس کا حصر یہ ہے۔ آنکھ کی امانت یہ ہے۔ کہ جو چیز دیکھنے کی ہے اُس کو دیکھے اور جو لائق دیکھنے کے نہیں ہے اُس سے پرہیز کرے امانت کان یہ ہے کہ جو لائق سننے کے ہے اُس کو سُنے اور جو لائق سننے کے نہیں ہے اُس سے بچے ہاتھ کی امانت یہ ہے کہ جو لینے کے لائق ہے اُس کو لے اور جو لائق لینے کے نہیں ہے۔ اُس سے پرہیز کرے ناک کی امانت یہ ہے کہ سونگھنے کی چیز سونگھے اور نہ سونگھنے کی چیز سے پرہیز کرلے۔ مونہہ کی امانت یہ ہے کہ کھانے کی چیز کھاتے اور نہ کھانے کی چیز سے پرہیز کرے اور یہ سب دل کے دروازے ہیں اور بندہ مثل دربان کے ہے، اگر ان دروازوں کی نگاہبانی کریگا تو اس کا دل سلامت رہیگا۔ اور امانت دل کی یہ ہے کہ اپنے دل میں حق تعالیٰ کو جگہ دے اور غیر حق سے پرہیز کرے سخت ترین مجاہدہ یہی ہے غیر حق سے نفی خواطر کرے یعنے غیر کا خطر دل میں نہ آنے پائے یہ تہتوں کا مجاہدہ ہے قلب المومن حرم اللہ تعالیٰ وحرام علی حرم اللہ تعالیٰ ان یلج فیہ غیر اللہ تعالیٰ قولہ تعالیٰ ان السمع والبصر والفؤاد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا یعنے مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا حرم ہے اور اللہ تعالیٰ کے حرم پر حرام ہے کہ اُس میں غیر اللہ داخل ہو اللہ سبحانہ ارشاد کرتا ہے کہ شنوائی و بینائی اور دل سب کے قیامت کے دن سوال

ہوگا۔

شعر
دلچسپ ہمارا دل ہے — عرش وہ ہے یہ تری منزل ہے

ایضاً فرمایا کہ کتاب کا مطالعہ دو نیت سے کرتا ہے ایک تو اس
نیت سے مطالعہ کرتا ہے کہ حیلہ و رخصت کی مجہول روایت سیکھ لوں۔
یہ نفس کا داعیہ ہے کیونکہ نفس حیلہ ڈھونڈتا ہے اور رخصت چاہتا ہے
دوسرے اس نیت سے مطالعہ کرتا ہے کہ اصح و مستحب روایت ہو تو میں اس
پر عمل کروں اور دوسروں کو پہنچاؤں، یہ روح کا داعیہ ہے اور پسندیدہ ہے
اس پر ثواب ہوگا اور چاہیئے کہ جب قرآن شریف کی تلاوت کرے یا کتاب
یا تفسیر کا مطالعہ کرے تو تعظیم کرے یا نہ کرے کہ جب ذکر یا طاعت
و عبادت سے ملول ہو جاوے تو اس وقت قرآن شریف کی تلاوت کرنے
یا کتاب کا مطالعہ کرنے لگے کیونکہ یہ ایسا ہے جیسا سیر و تماشے کو جانا
یہ نفس کا داعیہ ہے یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں
اس فقیر کے تھی ایضاً ایک دانشمند مجلس میں حاضر تھا۔ عرض کیا کہ اس
حدیث سے کیا مراد ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من لیس لہ شیخ
فشیخہ الشیطان یعنے جس کا کوئی شیخ نہیں ہے تو اس کا شیخ شیطان ہے
جواب فرمایا حدیث صحاح کی ہے مراد اس سے یہی پیری و مریدی ہے
جو کہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ و تابعین کا ہے قولہ
تعالیٰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق
ایدیھم یعنے بیشک جو لوگ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے

جس کا پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے

بیعت کرتے ہیں تو وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں قدرت اللہ کی اُنکے
ہاتھوں کے اوپر ہے ایضاً شیخ زادہ نجم الدین عوارف کا سبق خدمت میں
پڑھتا تھا روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران دیگر کے لائے فرمایا
کہ برادرم نجم الدین عوارف مجھ پڑھتا ہے اور تم بھی مجھ سنتے ہو۔ خوب کرتے ہو
سنو غنیمت ہے یعنے وہ اچھی طرح سے پڑھتا ہے اور تم اچھی طرح سے
سنتے ہو۔ دعاگو نے اس عوارف کو اس شخص سے سنا ہے۔ جو کہ درمیان
دعاگو کے اور درمیان شیخ الشیوخ کے ایک واسطہ تھا یہ شخص خوکارہ زمین
عراق میں مرید وخلیفہ شیخ الشیوخ کے تھے۔ نام ان بزرگوار کا شیخ محمود
شاہ تستری تھا۔ جس دن کہ دعاگو نے ان کو پایا تو وہ ایک سو تیس برس
کے پیر معمر تھے۔ لیکن جمعے کے دن عصا لے کر پیادہ چلتے۔ شیخ
بہاء الدین قدس سرہ کے یار تھے۔ دعاگو سے مشائخ مکہ نے کہا یا سید
بقی فی الارض العراق خلیفۃ شیخ الشیوخ فادرکہ یعنے اے سید
زمین عراق میں شیخ الشیوخ کے خلیفہ باقی رہے ہیں۔ تم جاؤ ان سے ملو
دعاگو نے پوری عوارف اُن سے سنی ان بزرگوار نے دعاگو کو اجازت
بوکالت دی۔ اور روانہ کیا اور اُنہوں نے اپنے پیر شیخ الشیوخ مصنف
کتاب سے عوارف سُنی۔ بات اس میں تھی کہ شاگرد کو حسن استماع چاہیے
اور ادب نگاہ رکھے یہاں تک کہ اُستاد معلم تقریر تمام کرے اور دل میں کچھ
اثنائے تقریر میں نہ پوچھے اسلئے کہ دونوں کے دل سے جاتی رہے گی۔
چنانچہ حق تعالیٰ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم فرماتا ہے ولا تعجل

ف۔ حضرت مخدوم نے عوارف شیخ الشیوخ کے خلیفہ سے سنی ہے

ف آداب شاگرد

بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیہ وقولہ تعالیٰ ولا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ ثم ان علینا بیانہ حاصل یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم جبرائیل سے اثنائے آیت میں مت پوچھو جب آیت تمام کرے تو بعد اسکے دوسری آیت کو پوچھو آہستہ سنو اور دلیں لو پھر صحابہ کو پہنچاؤ شاگرد کو بھی واسطے استاد کے یہی حکم ہے کہ اثنائے تقریر میں سوال نہ کرے۔ جب تمام کرلے تو سوال کرے پھر دہن مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران دیگر کے لائے فرمایا برادران بگیرید الیقنا ذکر اس بات کا نکلا کہ سالک کو واجب ہے کہ وجہ حلال سے قوت کسوت کرے یعنے حلال کمائے اور حلال پہنے تاکہ نفع پاسکے کیونکہ اگر ایک دانہ حرام کا اور ایک تار حرام کا ہوگا تو سلوک درست نہ ہوگا فرمایا اس طرف کہ مدینہ مبارک میں اور گازرون اور دوسرے شہروں میں بھی سودا گر لوگ خانقاہیں وقف کرتے ہیں۔ اور ایک شخص کو تعین کرتے ہیں اور ہر خانقاہ میں چار مدرسے چاروں مذہب کے مقرر کرتے ہیں۔ کیونکہ آنے والا آتا ہے۔ اگر وہ عالم ہے تو اس کو حجرہ دے دیتے ہیں اور خلوت کا امر فرماتے ہیں۔ اور اگر وہ عالم نہیں ہے تو جو مذہب رکھتا ہے اُسی مذہب کے مدرس کے پاس جاتا ہے پڑھتا ہے۔ جب مذہب کو دریافت کرلیگا تو اس کو خلوت کا حکم دیتے ہیں۔ ورنہ بغیر علم کے وہ کیا جانے گا۔ لیکن اب میں نے سنا ہے کہ ایک شخص اس جگہ سے ملک یمن میں گیا تھا اور بادشاہ یمن سے اس شہر کی حکایت کی کہ ہندوستان میں بادشاہ خانقاہ بناتے ہیں

تم نہیں بناتے ہو۔ اُس بادشاہ یمن نے ایک خانقاہ بنائی اور اس شخص کے تصرف میں کردی۔ اب تک کسی بادشاہ نے کوئی خانقاہ نہیں بنائی تھی۔ مگر یہی ایک۔ تساری رباطیں خواجگان تجار کی ہیں، میں نے اُس طرح سنا ہے کہ جس وقت درویش سالک اُس جگہ پہونچتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ وہ خانقاہ بیت المال کی ہے۔ یعنے اگر وہ بیت المال کی ہوتی تھی تو اُس میں نہیں آتے ہیں پرہیز کرتے ہیں لیکن نا اہل لوگ اُترتے ہیں اسی درمیان میں فرمایا کہ اس خانقاہ فتح خاں میں ایک ابدال عالم طیر سے گزر کر رہا تھا۔ اس نے دعاگو کے ساتھ باہر سے سلام و مرحبا کیا اور گزر گیا اندر نہیں آیا اسلئے کہ وہ خانقاہ بیت المال سے ہے بعد اس کے فرمایا کہ ملک مردان نے اُچہ میں ایک خانقاہ بہ نیت دعاگو بنائی ہے۔ ایک دن میں اُس جگہ تھا ایک ابدال نے دریچہ طاق کی طرف سے سلام و مرحبا کیا اور گزر گیا۔ اندر نہیں آیا۔ لیکن دعاگو جب اُس خانقاہ میں جاتا ہے تو اس کی وجہ سے نہیں کھاتا ہے۔ کھانا گھر سے آتا ہے۔ چند آدمیوں کو مقرر کر دیا ہے۔ اُس خانقاہ کا کھانا وہی کھا لیتے ہیں مخدوم کے پوتے سید حامد نے پوچھا کہ خانقاہ شیخ کبیر کی تو بادشاہ نے بنائی ہے۔ جواب فرمایا خیر ہے اُس خانقاہ میں تو شیخ کبیر کے ملک کے دیہات وقف ہیں۔ وہ بیت المال سے نہیں ہے۔ مگر جس زمانے میں کہ شیخ رکن الدین قدس سرہ نے وفات پائی تو ان کے دادا شیخ کبیر کے پائینتی ان کو دفن کر دیا۔ سلطان محمد نے اُس جگہ سے کھینچا۔ ایک دوسری خانقاہ

بمقدار تیر پرتاب کے بنائی شیخ کو اُس جگہ دفن کیا۔ اُس خانقاہ میں بیت المال سے ویہات وقف کئے لیکن شیخ کو پیراُن کے داوا کے پائینتی سلے آئے جس جگہ کہ اول بار اُن کو دفن کیا تھا۔ اصحاب مکاشفہ نے وہاں کو سے کہا کہ شیخ کو پھر اُس جگہ سے پایانِ جد میں سلے آئے۔ مجھ سے کہا کہ پھر اُس جگہ زیارت کو نہ جاؤں لیکن عجب یہ ہے کہ بھول کہ میں سلام کا جواب اسی جگہ سنتا ہوں۔ ایضاً عوارف کے سبق میں یہ حدیث شریف بھی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ترکت بعدی الکتاب وعترتی فرمایا کہ اس کتاب سے قرآن شریف مراد ہے اور اس عترت سے سنت مراد ہے یعنی احادیث اسلئے کہ بعد رتبہ کتاب اللہ کے رتبہ احادیث کا ہے عبدالرحمن غفاری خواجہ محمد ظفاریؒ کے یار خدمت میں حاضر تھے۔ عرض کیا یا مخدوم والعترۃ الاولاد یعنی اے مخدوم عترت کے معنی تو اولاد کے ہیں جواب فرمایا کہ میں نے اسی طرح سنا ہے اور وہ خود ظاہر ہے اس کو لو۔

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ اس معنی کی یہ حدیث شریف تائید کرتی ہے ترکت فیکم ای انی تارک فیکم بعدی کما عبر بہ فی روایۃ شیئین لن تضلوا بعدھما کتاب اللہ وسنتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ای فعل ان المراد ان احکامھا مستمرۃ معمول بھما الی یوم القیامۃ رک عن ابی ھریرۃؓ انتھے من شرح الجامع الصغیر للعزیزی۔

ایضاً بدھ کی رات وقت تہجد چودہویں ماہ ذیقعدہ

کو ایک عزیز قصیدۂ لامیہ کا سبق خدمت میں پڑھتا تھا بیت یہ تھی سہ

وَمَنْ یَنْوِ اِرْتِدَادًا بَعْدَ دَهْرٍ　　یَصِرْ عَنْ دِیْنِ حَقٍّ ذَا انْسِلَالِ

وَلَفْظُ الْکُفْرِ مِنْ غَیْرِ اعْتِقَادٍ　　بِطَوْعٍ رَدُّ دِیْنٍ بِاغْتِفَالِ

یعنے جو شخص کہ مرتد ہونے کی نیت کرے بعد ایک زمانے کے تو وہ مجرد نیت کرنے کے دین حق مسلمانی سے نکل جائیگا پہلے اس سے کہ وہ مرتد ہو جائے اسلیئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیہم غضب من اللہ ولہم عذاب عظیم یعنے جو شخص کہ کافر ہو جائے بعد ایمان لانے کے ۔ یعنے مرتد ہو جائے مگر اُس حالت میں کہ زبردستی کیا جائے یعنے کسی نے ظلم و زبردستی کریں کہ تو کفر کا کلمہ کہہ اور وہ بت پرست سے بظاہر کلمہ کفر کا کہدے اور دل اُس کا ایمان پر مستقیم و جما ہوا ہو تو یہ درست ہے کیونکہ اس محل میں ظاہر کا ذکر ساقط ہے لیکن جو شخص کہ کفر کے ساتھ شرح صدر کرے اور دل میں بھی کفر کو پسند کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ سو اُن پر ہے غضب طرف سے اللہ کے اور اُن کے واسطے ہے بڑا عذاب اور جو شخص کہ کلمہ کفر کا کہے اور اُس پر اعتقاد نہ کرے بطوع یعنے بغیر اکراہ و زبردستی کے تو وہ کافر ہو جائیگا۔ اگرچہ بغفلت ہو اور نہ جانے کہ میں نے کہا ہے یا نہیں کہا ہے لیکن دعا گو نے اُس طرف سنا ہے کہ جب نہ جانے گا

کافر نہ ہوگا یعنے اُس کے معانی نہ جانے یا کوئی بات کہدے اور اُس کو سمجھا نہ ہو اور وہ لفظ کفر کا تھا اس میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی شخص زبان کر کہے تو بعض کہتے ہیں کہ کافر ہو جائے گا اور بعض کہتے ہیں کافر نہ ہوگا۔ لیکن جان بوجھ کر کہے گا تو باتفاق کافر ہو جائے گا۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم یعنے البتہ مقرر انہوں نے کفر کا کلمہ کہا اور بعد اسلام کے کافر ہوگئے لیکن مست پر کفر کا حکم نہ کریں۔ وہ بیہودہ بکنے سے کافر نہیں ہوتا ہے اور یہ بیت پڑھی

ولم یحکم بکفر حال سکر بما یھذی ویلغو بارتجال

ای القول بالبدیھۃ یہ بیت اوپر کا نتیجہ ہے ؎

وفی الاذھان حق کون جزء بلا وصف التجزی یا ابن خال

فرمایا کہ آدمی کے اجزا میں ایک ایسا جزو ہے کہ تجزی کی صفت نہیں رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ اُس جزو کے ساتھ ترکیب راست آتے۔ مثلاً اگر کوئی شخص اپنی انگلی کو کاٹ ڈالے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کرے اُس میں ایک ایسا جزو رہیگا کہ وہ جزئیت کی صفت نہ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اُس کو اجزا میں ترکیب دیدے۔ محل مشکل ہے۔ سمجھنا چاہیے حق ای ثابت ثبوت الجزء الذی لا یتجزیٰ خلافا للمبتدعین یعنے جزو لا یتجزی کا ثبوت حق ہے بدعتی لوگ اس میں مخالف ہیں اُس عزیز نے دوسری بیت پڑھی ؎

وما المعدوم مرئیا وشیئا لفقہ لاح فی یمن الھلال

یعنے جو چیز کہ عدم میں ہے وہ دیکھی نہیں جاتی ہے۔ اور نے نہیں ہوتی
ہے اسلئے کہ جو چیز دیکھی جاتی ہے وہ موجود ہے فالشئ هو الموجود
لا المفقود الخ یہ قول روشن ہے مثل مبارکی ماہ نو کے یعنے یہ صحیح قول
ہے بعد اس کے فرمایا کہ بدمذہب لوگ سوال کرتے ہیں کہ قیامت مرئی
نہیں ہے یعنے دکھائی نہیں دیتی ہے پس وہ معدوم ہوگی اور معدوم
دکھائی نہیں دیتا ہے اور نہ موجود ہوتا ہے۔ ہم جواب دیں گے کہ قیامت
قرآنی ہے اور اس کا امر ظاہر و کھلا ہوا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان
زلزلة الساعة شئ عظيم اور ارشاد کرتا ہے ان الساعة آتية وان
الله يبعث من في القبور اور فرماتا ہے انه كان وعده مأتيا اى آتيا
بمعنی ماضی فرمایا نہ بمعنی استقبال واسطے ثبوت کے کیونکہ الماضی المثبوت
یعنے قیامت کا وعدہ واقع میں آچکا ہے۔

ایضاً چودھویں ماہ محرم کو روز چہار شنبہ

کو یہ فقیر خدمت میں حاضر تھا فرمایا سبق پڑھو ترتیب اس میں تھی کہ علم اختیار کرنا
چاہیئے چنانکہ مے آرزو بعد اس کے فرمایا کہ سید جہانگیر حاضر ہیں۔ سنو تم کو چاہیئے
کہ اپنے جد کا خلق نگاہ رکھو۔ دعا گو نے اس طرف یہ بات سنی کہ کسی نے
مخدوم سے پوچھا کیا حکمت ہے۔ کہ بعض سادات ہندوستان کے اور
اس جگہ کے بھی غضوب یعنے غضبناک ہوتے ہیں۔ اور اپنے دادوں
کا کچھ بھی طریقہ نگاہ نہیں رکھتے ہیں مخدوم نے جواب دیا حکمت یہ ہے کہ

بعض سادات غیر کفو کے اور گاؤں کے بیٹیوں سے نکاح کر لیتے ہیں۔ یا
لونڈیاں گھر میں رکھ لیتے ہیں۔ اُن سے بچے جناتے ہیں۔ ان کی کفو کی رگ
ان میں شریک ہے۔ اس جہت سے غضبناک ہوتے ہیں۔ جب مخدوم
نے یہ حکایت بیان کی تو یہ حقیر حق کا شکر بجا لایا کہ ہیں دونوں طرف سے
سید ہوں۔ ماں باپ کی طرف سے سب سادات ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک
شیخ جمال الدین اُچی قدس سرہ کی تحمل کی حکایت بیان فرمائی کہ ایک
دن قلندری لوگ ان کے پاس فروکش ہوتے اُس وقت نان وادرار یعنی
وظیفہ و گاؤں شیخ نہیں رکھتے تھے۔ قبول نہیں فرماتے تھے۔ آخر عمر میں
قبول کر لیا۔ تاکہ پیروں کے طریقے پر جائیں پس شیخ روٹی اور گھی لے کر
قلندروں کے آگے لائے۔ وہ خفا ہوئے۔ لوہے کی میخیں کھینچیں شیخ
کے نزدیک آئے کہا ہم تجھے ماریں گے۔ تو نان و گوشت نہیں لاتا ہے۔
اور نہ حلوا لاتا ہے۔ نان و روغن لاتا ہے۔ شیخ نے جب یہ حالت دیکھی تو
پگڑی سر سے اتار دی اور کہا عزیزو مارو۔ اور سر اُن کے آگے رکھ دیا۔ جب
قلندروں نے شیخ سے ایسا تحمل و بردباری و حلم دیکھا۔ تو لوہا اُن کے ہاتھ سے
گر پڑا۔ اور معذرت پیش آئے۔ ایسا ہونا چاہیئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا قول ہے۔ المومنون هينون لينون یعنی مومن نرم دل ہوتے
ہیں۔

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ جامع صغیر میں یہ حدیث شریف دو طریق پر مروی ہے ایک یہ ہے

کہ (المؤمن هین لین) قال العلقمی هما بالتخفیف قال ابن الاعرابی العرب
تمدح بالھین واللین مخففین وتذم بهما مثقلین وھین من الھون
وهو السکینة والوقار والسہولۃ فعینہ واو وشئ هین ای سہل (حتی
تخالہ من اللین احمق) ای تظنہ من کثرۃ لینہ غیر منتبہ لطریق الحق
(ھب من ابی ھریرۃ) دوسرا طریق یہ ہے (المؤمنون هینون لینون کالجمل
الانف) ای کل واحد منهم لین مثل لین الجمل الانف بفتح فکسر قال
فی النہایۃ ای المانوف وھو الذی عقر الخشاش انفه فهو لا یمتنع عن
قائدہ للوجع الذی بہ (ان قید انقاد وان انیخ علی صخرۃ استناخ)
فالمؤمن شدید الانقیاد للشارع فی امرہ ونهیه (ابن المبارک فی الزهد
عن مکحول مرسلاهب عن ابن عمرؓ) انتهی من شرح الجامع الصغیر
للعزیزی۔ جب سبق اس فقیر کا اس جگہ پہونچا کہ اگر سالک کو کوئی چیز واقع ہے
وہ اُس کو دیکھتا ہے یا سنتا ہے تو چاہیئے کہ اُس پر عمل کرے۔ اگرچہ بظاہر
بُری معلوم ہوا ور اُس میں کوئی شے مخالف شرع ہو۔ اس واقعہ کو علم من لدنی
اور سِر کہ سکتے ہیں کہ بعض تقدیرات پر اطلاع پاتے ہیں جیسا کہ قصہ حضرت
خضر علیہ السلام کا ہمراہ موسیٰ علیہ السلام کے قرآن شریف میں مذکور ہے کہ
انہوں نے ایک لڑکے کو مار ڈالا اور کشتی پھاڑ ڈالی اور دیوار درست
کردی۔ قصہ یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے
ملاقات کی قولہ تعالیٰ قال ذلك ما کنا نبغ فارتد اعلیٰ اثارهما قصصًا فوجدا
عبدا من عبادنا اٰتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما

قال له موسیٰ هل اتبعك علیٰ ان تعلمن مما علمت رشدا تا قوله ویستخرجا کنزهما رحمة من ربك وما فعلته عن امری ذلك تاویل ما لم تسطع علیه صبرا یعنے ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے با فضل کثیر خطبہ پڑھا اور کہا کہ مثل میرے کوئی شخص علم رکھتا ہے حکم آیا کہ اے موسیٰ تو جا ہمارے خضر سے ملاقات کر۔ پس وہ اور یوشع یہ حضرت موسیٰ کے شاگرد تھے۔ یہ بھی بعد موسیٰ علیہ السلام کے پیغمبر ہوئے روانہ ہوئے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ پس انہوں نے ہمارے بندۂ خاص خضر کو پایا جو کہ ہمارے خاص بندوں سے ہے۔ ہم نے اپنے پاس سے اُس کو رحمت دی ہے۔ اور علم من لدنی ہم نے اُس کو عطا کیا ہے۔ جب حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضر کو پایا تو کہا کہ میں تیری پیروی کروں۔ اس بات پر کہ تو مجھے اُس علم سے سکھائے کہ جو تجھ کو دیا ہے۔ حضرت خضر نے کہا کہ اے موسےٰ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا اور میری صحبت میں نہ رہ سکے گا۔ حضرت موسےٰ نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ تو مجھے صابر پائیگا۔ اور میں کسی کام میں تیری نافرمانی نہ کروں گا۔ حضرت خضر نے کہا اے موسیٰ اگر تو میری پیروی کرتا ہے تو تو کسی چیز کا مجھ سے مت پوچھنا یہاں تک کہ میں اُس چیز کا تجھ سے کہوں۔ پس وہ تو روانہ ہوئے یہاں تک کہ دونوں ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ حضرت خضرؑ نے کشتی کو پھاڑ ڈالا۔ حضرت موسٰیؑ بولے اے خضر تو نے کشتی پھاڑ ڈالی تا کہ تو کشتی والوں کو ڈبوئے حضرت خضرؑ نے کہا اے موسٰیؑ میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تو میرے ساتھ

صبر نہ کر سکے گا۔ حضرت موسیٰ پشیمان ہوئے اور معذرت کرنے لگے۔ کہ تو مجھ سے اُس بات کا مواخذہ مت کر کہ جس کو میں بھول گیا۔ پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک لڑکے پر پہنچے حضرت خضرؑ نے اس کو مار ڈالا۔ حضرت موسیٰ بول اُٹھے کہ تو نے ایک پاکیزہ جان بے قصور کو کیوں مار ڈالا۔ البتہ مقرر تو نے ایک برا کام کیا۔ حضرت خضرؑ نے کہا کہ میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تو ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا۔ پھر حضرت موسیٰ نے معذرت پیش آئے اور کہا کہ اگر میں بعد اس کے کسی چیز کا تجھ سے پوچھوں تو تو مجھے اپنے ہمراہ نہ رکھنا۔ پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں میں آئے گاؤں والوں سے کھانا مانگا۔ انھوں نے انکار کیا اور اُن کو مہمان نہ رکھا انھوں نے اُس گاؤں میں ایک دیوار پائی کہ وہ گری پڑتی تھی۔ حضرت خضرؑ نے اُس کو درست کر دیا۔ اب تو حضرت موسیٰ تاب نہ لا سکے بول اُٹھے کہ تو چاہے تو اس دیوار پر مزدوری لے لے۔ حضرت خضرؑ نے کہا اے موسیٰ اب یہ جدائی ہے درمیان میرے اور تیرے۔ اور جن باتوں پر تو صبر نہ کر سکا۔ اُن کی تاویلیں تجھے بتائے دیتا ہوں۔ پس جس کشتی کو کہ میں نے پھاڑ ڈالا وہ کشتی مسکینوں کی تھی۔ وہ لوگ دریا میں اُس کا عمل یعنی کرایہ کیا کرتے تھے۔ تاکہ اُس سے قوت حاصل کریں۔ سو میں نے چاہا کہ اُس کشتی کو عیب دار کر دوں اسلیے کہ اُن کے آگے ایک بادشاہ ہے کہ وہ ہر کشتی کو زبردستی غصب لے لیتا ہے جب وہ اس کشتی میں پیوند دیکھے گا اور عیب پاتے گا تو چھوڑ دے گا۔ اور وہ کشتی غرق تو ہرگز نہ ہوئے گی

اور لڑکے کو جو میں نے مار ڈالا سو اُس کے ماں باپ مومن تھے اور
یہ فاسق تھا۔ اور کہتے ہیں کہ اُس کی ماں اور گاؤں کی تھی اور باپ
اُس کا اور گاؤں میں یہ درمیان میں نزدیک دونوں کے آتا جاتا اور
رہزنی کرتا تھا۔ لوگ اُس کے ماں باپ کے پاس شکایت لے
جاتے تو وہ منکر ہوتے اور کہتے کہ ہمارا لڑکا ایسا نہیں ہے تم
جھوٹ کہتے ہو۔ پس حضرت خضرؑ نے کہا میں ڈرا کہ اس لڑکے کی
شومی سے ماں باپ اس کے طغیان و کفر میں پڑ جائیں پس میں نے
اُس کو مار ڈالا اور چاہا کہ اُس لڑکے کی بدل میں اللہ تعالیٰ اُن کو اُس
سے بہتر دے۔ اور وہ طاعت اختیار کرے۔ خبر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے اُن کو اُس لڑکے کے بدلے میں ایک لڑکی دی کہ بارہ ہزار پیغمبر
اُس سے ہوئے اور جس دیوار کو میں نے درست کر دیا سو وہ دیوار
دو یتیم لڑکوں کی ہے۔ اُن کے ماں باپ دونوں نہیں ہیں۔ اور
اُس دیوار کے نیچے ایک خزانہ ہے کہ اُس کو اُن کے ماں باپ نے
واسطے ان کے رکھا تھا۔ اور وہ دیوار نشان تھا۔ میں نے اُس کو
درست کر دیا تاکہ وہ نشان جاتا نہ رہے۔ وہ عاجز نہ رہ جائیں اور ان دونو
لڑکوں کا باپ ایک صالح آدمی تھا۔ پس اے موسےٰ تیرے پروردگار
نے چاہا کہ جب وہ دونو بالغ ہو جائیں تو اپنے خزانے کو اُس دیوار
سے نکال لیں بخشش ہے طرف سے تیرے پروردگار کے۔ اور یہ
تینوں کام میں نے اپنے امر سے نہیں کئے ہیں۔ یہ ہے تاویل اُس

چیز کی کہ جس پر تو صبر نہیں کر سکتا تھا۔ بعد اس کے فرمایا کہ اس کو علم
من لدنی کہتے ہیں۔ اور سر قدر کہ بعض تقدیرات پر اطلاع پاتے ہیں
اور یہ کام ظاہر میں بُرا تھا جب تو حضرت موسیٰؑ مانع ہوتے اور وہ
جانتے نہ تھے اور حضرت خضرؑ کو سرقدر معلوم تھا یعنے علم من لدنی اور
وہ سب خیر تھا۔ یہی حکمت ہے کہ جس وقت بعض اولیاء اللہ بعض
تقدیرات پر اطلاع پاتے ہیں تو واجب ہے کہ وہ اس پر عمل کریں
اگرچہ ظاہر میں بُرا معلوم ہو لیکن اس میں خیر ہوتی ہے مناسب اسکے
حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن دعا گو خدمت میں شیخ قطب عالم
رکن الحق والدین کے قدس اللہ روحہ حاضر تھا۔ ایک عزیز واسطے توبہ
کے آیا۔ شیخ توبہ نہیں کراتے تھے۔ مجلس میں سے ایک اور عزیز نے
کہا کہ خوند شیخ تم کس واسطے توبہ کی تلقین نہیں کرتے ہو۔ شیخ نے ایسی
بلند آواز سے کہا کہ سب نے سن لیا۔ بیچارہ ابوالفتح کیا کرے۔ لوح
محفوظ میں تو لکھا ہے، کہ ہنوز چند گناہ اور کریگا۔ میں کیونکر توبہ کی تلقین
کروں یہ بات ظاہر میں بُری معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ توبہ کرانا ایک بہتر
فعل ہے۔ اور عکس اس کا بخل ہے۔ لیکن سر قدر میں معنی یہ تھے جو کہ بہتر
تھے۔ اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر بدو ایں ترتیب جملہ آغاز سبق
تا بفراغ در حق ایں فقیر بود ایضاً شیخ زادہ نجم الدین عوارف کا سبق
خدمت میں پڑھتا تھا۔ بات اس آیت میں تھی۔ قولہ تعالیٰ المال
والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا والباقیات الصالحات خیر عند

ربیک ثوابا وخیر املا یعنے مال اور بیٹے آرائش ہیں زندگانی اس جہاں کی، یعنے کچھ کام نہ آئیں گے اور باقیات صالحات یعنے اعمال صالح بہتر ہیں نزدیک پروردگار تیرے کے۔ ازروئے ثواب کے اور بہتر ہیں براہ آرزو کے، پس چاہیئے کہ ایسا کام کرے کہ باقی کو فانی سے ہاتھ میں لائے اور یہ رباعی پڑھی ؎

توشہ بہ گیر و برگ رفتن سازنہ   راہ تقویٰ گزیں و راہ نیازنہ
مال و فرزند و جملہ عاریت اند   عاریت از تو روزی گیرند باز

اللہ تعالیٰ سبحانہ کا فرمان واجب الاذعان ہے وتزودوا فان خیر الزاد التقوی واتقون یا اولی الالباب یعنے اللہ سبحانہ نے مومنوں کو امر فرمایا ہے کہ اے مومنو تم توشہ لو، پس بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ اور پرہیزگاری، اور ڈرو مجھ سے اے عقل والو اس فقیر سے فرمایا فرزند من اس کو لو اور اس رباعی کو لکھو بعد اس کے فرمایا العالم ھو العامل والا فھو الجاھل یعنے عالم جو ہے وہ عامل ہے ورنہ پھر وہ جاہل ہے۔ اسلیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول پاک ہے کہ کل عالم لم یعمل بعلمہ فھو مسخرۃ الشیطان۔ حدیث صحاح کی ہے یعنے جو عالم کہ اپنے علم پر عمل نہ کرے وہ شیطان کا مسخرہ ہے یہ تہدید ہے ع علمے کہ رہ بحق ننماید جہالت ست وعنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من ازداد علما ولم یزدد ھدی لم یزدد من اللہ الا بعدا یعنے جو شخص کہ زیادہ کرے علم کو اور لیا دہ نہ کرے ورد کو تو نہ زیادہ کریگا،

اللہ سے مگر دوری کو۔ یعنے وہ زیادتی علم کی مولیٰ سے سوائے دوری کے اور کچھ زیادہ نہ کرے گی۔ علما نے بیان کیا ہے کہ کیا درد زیادہ کرے جس وقت سودمند علم زیادہ ہوگا تو اپنے علم و عمر کے ضائع کرنے پر آگاہ ہوگا۔ اور افسوس کریگا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے جو لوگ خشیت و خوف رکھتے ہیں وہ علما ہی ہیں۔ یہ حصر ہے۔ فرمایا کہ درد عمل سے بڑھتا ہے لاوجد لمن لا ورد لہ وجداندوہ عشق کو کہتے ہیں۔ یہ معنی میں نے اُس طرف کئے ہیں۔ یعنے نہیں ہے درد عشق کا واسطے اُس شخص کے کہ جس میں مشغولی نہیں ہے۔ اُس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر بیدوایں احادیث بنویسید از صحاح ستہ

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ ایک حدیث قریب المعنی حدیث شریف مذکور کے یہ ہے کہ (من ازداد علما ولم یزدد فی الدنیا زھدا لم یزدد من اللہ الابعدا) لعلمہ انما مشتغلۃ عن الاخرۃ فالعلماء احق بالزھد فی الدنیا من غیرھم قال المناوی ولھذا قال الحکماء العلم فی غیر طاعۃ اللہ تعالیٰ مادۃ الذنوب (فر عن علی رضی اللہ عنہ واسنادہ ضعیف انتھی من شرح الجامع الصغیر للعزیزی ایضاً فرمایا جو کچھ کہ مالابد یعنے ضروریات سے زیادہ ہو وہ طریقت کا ذنب

یعنے گناہ ہے۔ اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی
ہے اللھم من احبنی فارزقہ العفاف والکفاف ومن ابغضنی
فاکثر مالہ وولدہ یعنے الہی جو شخص مجھے دوست رکھے تو تو اسکو
پرہیزگاری اور روزی گذران کی دے۔ اور جو کوئی مجھ سے بغض رکھے
تو تو اسکو مال و اولاد زیادہ دے۔ مثلاً اگر موٹے کپڑے سے غرض
حاصل ہے تو باریک کپڑا نہ پہنے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا ہے من رق ثوبہ رق دینہ یعنے جو شخص کہ باریک کپڑا
پہنے تو اس کا دین باریک ہو جاوے پس گناہ طریقت کا ہوگا۔ اسی مناسبت
اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ جمال الدین اُچی قدس اللہ سرہ
کپڑے کے واسطے ایک تنکہ بازار میں بھیجتے۔ تینوں کپڑے دستار
و پیراہن و ازار اُسی سے پہنتے۔ پس اس فقیر سے فرمایا فرزند من
بگیر ایں احادیث بنویسید ایضاً تاریخ مذکور چہار شنبہ ماہ ذی قعدہ
کو ظہر کی نماز میں مولانا سراج الدین امام حاضر نہ تھے ایک دانشمند
تھا۔ اُس کو امامت کا حکم دیا۔ دیکھا تو اس کے بال بندھے ہوئے
تھے۔ فرمایا اس کو فرق کر یعنے مانگ نکال کیونکہ عقص کی صورت ہے
کل ما سوی الحلق والفرق فھو عقص والعقص مکروہ بالاتفاق
والمکروہ لیس بمقبول اور یہ نظم کتاب منتقی کی پڑھی

وخیر الرجال بین الحلق   من غیر تفریق یسمی وبین الفرق

یعنے جو چیز کہ سوائے منڈانے اور مانگ نکالنے کے ہے وہ عقص ہے

اور عقص یعنے باندھنا بالوں کا باتفاق مکروہ ہے۔ اور مکروہ مقبول نہیں ہے اور مردوں کو اختیار دیا گیا ہے، درمیان منڈانے کے بدون تفریع کے اور درمیان مانگ نکالنے کے، یعنے مردوں کو یہ حکم ہے کہ یا تو سارا منڈائیں یہ نہیں کہ کچھ سر منڈائیں اور کچھ نہ منڈائیں یا مانگ نکالیں ان دو باتوں کے سوا اور کچھ درست نہیں ہے۔ امام نے ایسا ہی کیا یعنے بالوں کو کھول ڈالا جب نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ تو نے پوری سورت پڑھی، یا چند آیتیں۔ اس دانشمند نے عرض کیا۔ کہ میں نے اول رکعت میں تو چند آیتیں پڑھیں۔ اور دوسری رکعت میں سورت پڑھی فرمایا یجوز عندنا خلافا لمالک رحمہ اللہ فانہ قال ضم سورۃ مع الفاتحۃ فریضۃ وتمسک بھذا الحدیث من الصحاح لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب ضم سورۃ معھا وھذا عندنا نفی الفضیلۃ وعند مالک نفی الفریضۃ اور یہ نظم کتاب منتق کی پڑھی سہ

وکل ما وجوبہ مختلف فعلہ اولی ولا مختلف

ای لا یترک لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہ واظب فی الصلوۃ بالفاتحۃ وضم سورۃ معھا یعنے جس چیز کا وجوب مختلف فیہ ہے۔ تو اس کا کرنا اولیٰ ہے اور خلاف نہ کریں۔ ہمارے قول پر اولیٰ یہ ہے کہ فاتحہ مع ضم سورۃ کے پڑھیں اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فرض ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ دعا گو ظہر کی نماز کا اعادہ کرتا ہے اور وہ شخص جو کہ امام مالک کے قول پر باتفاق عمل کرتا ہے یعنے

وہ بھی اعادہ کرے۔ پس نماز کو پھر پڑھا اور فرمایا کہ آدمی بیچارہ ہزار کام وقت نماز کے چھوڑتا ہے۔ اور کتنی احتیاط استنجا و وضو میں کرتا ہے پس چاہیئے کہ یہ احتیاط بھی نگاہ رکھے۔ کہ نماز اس کی باتفاق درست ہو جائے وکیف یقبل تطوع من لم یجز فرائضہ اتفاقاً یعنے اس شخص کے نوافل کیونکر مقبول ہوں گے کہ جس کے فرائض باتفاق جائز نہ ہوئے۔ پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من متفق پر عمل کرو تاکہ جس مذہب کا آدمی آئے تو وہ عاجز نہ رہ جائے۔ جیسے کہ دعا گو کے پاس ہر مذہب کے آدمی آتے ہیں بعد فراغ کے چند متعلق خدمت میں آئے اور نحو کا سبق لائے۔ شروع کیا بات اس میں تھی والصلوٰۃ علے رسولہ محمد واصحابہ فرمایا کہ بعد حمد خدا کے رتبہ صلوات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ورفعنا لک ذکرک یعنے ہم نے تیرے واسطے تیرے ذکر کو بلند کیا آپ نے اللہ سبحانہ سے حکایتہً نقل فرمایا ہے کہ اذا ذُکرتُ ذُکرتَ یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس وقت میں یاد کیا جاؤں تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یاد کیا جائے ساتھ میرے اور درود صحابہؓ پر بھی رحمت ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اولٰئک علیہم صلوات من ربہم یعنے وہی لوگ ہیں کہ ان پر رحمتیں ہیں طرف سے ان کے رب کے ومن رأی مرۃ واحدۃً فی الیقظۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فہو من الصحابۃ فی الصحیح یعنے جس شخص نے کہ ایک بار بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ

حاشیہ: رفعنا لک ذکرک

حاشیہ: [illegible]

علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیا۔ تو وہ صحابہؓ میں سے ہے قول صحیح میں قید
فی الیقظۃ حتی لو رأی فی المنام لم یکن من الصحابۃ یعنی بیداری
کی قید اسلئے لگائی کہ اگر وہ خواب میں آپ کو دیکھ لے گا تو صحابہ سے
نہ ہوگا۔ ان طالب علموں کو نحو میں ترغیب دی اور فرمایا حدیث صحاح کی
ہے۔ من تعلم العربیۃ لیتسھل علیہ علم الشریعۃ فکانما عبد اللہ
مائۃ عام ولم یعصہ طرفۃ عین یعنی جو شخص کہ سیکھے عربیت کو
یعنی نحو وصرف وعلم لغت کو پڑھے تاکہ شریعت کا علم اُس پر آسان ہو
جاوے تو گویا اُس نے سو برس اللہ کی عبادت کی، اور پلک مارنے
بھر اس کی نافرمانی نہ کی پھر رو سے مبارک طرف اس فقیر کے لائے
فرمایا فرزند من یہ فوائد و احادیث جو میں نے بیان کیے غریب ہیں تم
ان کو لکھ لو۔ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا
عذاب النار ای اٰتنا فی الدنیا ثبوت الایمان و فی الاٰخرۃ لقاء
الرحمن وقنا عذاب الفراق والہجران وھو اشد من عذاب
النیران کما قال القائل ؎

بالنار خوفنی قومی فقلت لھم　　　النار ترحم من فی قلبہ نار

ای النار تشفق لمن فی قلبہ نار المحبۃ یعنی تفسیر آیت مذکور کی یہ ہے
اے پروردگار ہمارے، تو ہم کو دے دنیا میں ثبوت ایمان کا اور آخرت
میں ملاقات رحمن کی اور بچا ہم کو عذاب فراق وہجران سے اور یہ عذاب
سخت تر ہے آگ کے عذاب سے جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے

کہ اے تو نے مجھے آگ سے ڈرایا تو میں نے اس سے کہا کہ آگ رحم کرتی ہے اس شخص پر کہ جس کے دل میں آگ ہے۔ یعنی دوزخ کی آگ اُس شخص سے ڈرتی ہے کہ جس کے دل میں محبت کی آگ ہے۔ پھر اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند من بیان اس آیت اور نظم عربی کا ہو اختتام۔ فرمایا کہ جب سالک کھانا کھائے تو چھوٹا لقمہ اُٹھائے اور جلد جلد کھائے اس میں چند فائدے ہیں ایک یہ ہے کہ چھوٹا لقمہ گلا نہ پکڑیگا۔ دوسرا یہ ہے کہ جب کسی شخص کے ساتھ کھائیگا۔ تو وہ جانیگا کہ اچھی طرح سے کھاتا ہے۔ پس وہ بھی بامراد کھائیگا۔ تیسرا یہ ہے کہ بعد ہر لقمے کے اللہ تعالیٰ کا نام لیگا اور شکر کریگا طریقہ اس کا یہ ہے کہ جب لقمہ اُٹھائے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور جب نگل جائے تو الحمد للہ کہے اسی طرح جب پانی پیئے تو آہستہ پیئے جلد جلد نہ پیئے، اس میں بھی خطر بہت ہے ایک یہ ہے کہ گلا گھٹ جائیگا دوسرا یہ ہے کہ اگر سانس چڑھ جائے گی تو ناک میں پانی چلا جائیگا۔ دشواری لاحق ہوگی۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ تین سانس میں پیئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول مبارک ہے کہ اذا شربتم الماء فثلثوا یعنی آپ نے فرمایا کہ جب تم پانی پیو تو تین سانس میں پیو۔ اول سانس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کہیں اور دوسری میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور تیسرے میں یہ دعا پڑھیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَقَانِیْ مَآءً عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْہُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِیْ

بقیہ ۔۔۔ [illegible]

یعنے سب تعریف ہے واسطے اللہ کے کہ جس نے مجھے میٹھا پانی پیاس بجھانے والا پلایا۔ اپنی رحمت سے اور اُس کو میرے گناہوں کی شامت سے کھارا اُور ِس نہ کیا اور آدمی بدن نو بنا ہے۔ اس میں ایک بھید ہے کہ ظنوا بالمؤمنین خیرا یعنے تم مومنوں سے نیک گمان رکھو تو خود کو تنہا کہے۔ یہ بات دعا گو نے اُس طرف سنی ہے جب ایسا کرے گا تو اُس کا کھانا پینا محض عبادت ہو جاوے گا۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من یہ فوائد کھانے پینے کے جو ہیں سنے بیان کئے ان کو دیکھے عمل کرو۔ دعا گو نے عمل کیا ہے اور یہ سب دعا گو کا معمول ہے۔

پندرہویں ماہ ذیقعدہ جمعرات کے دن چاشت کے وقت

یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا۔ زائرین کثیر کا ہجوم و انبوہ خلق تھا فرمایا الشہرۃ آفۃ یعنے مشہور ہو جانا ایک آفت ہے۔ اس زمانے میں پہاڑ اختیار کرنا چاہیے۔ کہ تنہا رہیں ایک عزیز نے پوچھا کہ اقامت جماعت و جمعہ فوت ہو جاوے گی۔ جواب فرمایا کہ جو کوئی بصدق یعنے سچے طور پر باہر آوے گا تو ابدال آئیں گے پانچوں وقت اس کی جماعت کے واسطے حاضر ہوں گے۔ اور جمعہ تو اُس پر واجب ہی نہیں ہے اسلیے کہ شہر سے دور ہے۔

سترھویں ماہ ذیقعدہ روز شنبہ

کو یہ فقیر خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا۔ شیخ زادہ نجم الدین خدمت میں عوارف کا سبق پڑھتا تھا۔ گفتگو اس میں تھی کہ بعض لوگ جس وقت سلف کی حکایت سنتے ہیں کہ وہ ایسی کرامت رکھتے تھے تو وہ زیادہ مشغول ہوتے ہیں بسبب کرامت کے۔ یعنے کرامت کے واسطے زیادہ مشغولی کرتے ہیں۔ کہ ہم سے بھی کرامت صادر ہو۔ حالانکہ سلف خوف و شوق حق سے مشغول ہوتے ہیں۔ یعنے نہ اسلئے کہ ہم سے کرامت ہونے لگے۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے۔ انھم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا ورھبا وکانوا لنا خاشعین ای شوقا وخشیۃ۔ یعنے بیشک وہ جلدی کرتے تھے نیکیوں میں، اور پکارتے تھے ہم کو بشوق و خوف اور تھے واسطے ہمارے ڈرنیوالے۔ فرمایا کہ جو کوئی کرامت کے واسطے مشغول ہوتا ہے وہ کچھ چیز نہیں ہوتا ہے۔ مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن سیدی احمد کبیر قدس اللہ سرہ پانی کے کنارے پر پہونچے اور کشتی طلب کرنے لگے۔ ان کے مریدوں نے کہا کہ خوندگارا یعنے اے ہمارے سردار ہم اسی وقت جوتا پاؤں میں پہن کر پانی پر جاتے ہیں۔ تم بھی نہ ہوگا۔ تم کیا کشتی کی حاجت مند ہوتے ہو۔ سیدی احمدؒ نے فرمایا بھائیو جس چیز میں کہ استدراج کا احتمال ہو ہم کیوں چند درہم کے واسطے اسکے محتاج ہوں بعد اس کے فرمایا کہ کرامت

معجزے میں فرق ہے کیونکہ المعجزۃ لا تحتمل الاستدراج بالاجماع والکرامۃ تحتمل الاستدراج بالاجماع والنفس تطلب الکرامۃ واللہ تعالیٰ یطلب الاستقامۃ قولہ تعالیٰ فاستقم کما اُمِرتَ ومن تاب معک وقولہ تعالیٰ الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الیٰ آخر الآیۃ یعنے معجزے میں باجماع استدراج کا احتمال نہیں ہے اور کرامت میں باجماع استدراج کا احتمال ہے اور نفس کرامت طلب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ استقامت طلب فرماتا ہے۔ اسلیے کہ اس نے اپنے نبی کو یہ خطاب کیا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم استقامت کرو جیسا کہ تم کو حکم کیا گیا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے تمہارے ساتھ توبہ کی ہے یعنے تمہارے پیرو بھی استقامت چاہیں اور اللہ پاک نے استقامت والوں کی صفت فرمائی۔ وہ لوگ کہ جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار پالنہار اللہ ہے۔ پھر استقامت کی، یعنے اسی پر جمے رہے وقیل ان بعض الصالحین رأوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المنام فسألوا منہ یا رسول اللہ ھذا الحدیث روی منک شیبتنی سورۃ ھود وقصص الانبیاء علیھم السلام وھلاک امتھم قال لا بل ھذہ الآیۃ فاستقم کما امرت ومن تاب معک وفی الخبر لما نزل ھذہ الآیۃ فاستقم الآیۃ فصار بعض رأس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیبا من ھیبتھا بر اس فقرے فرمایا فرزند من بیان کرامت واستقامت کا جو میں نے بیان کیا اس کو لکھ لو یعنے

بعض صالحین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا پوچھا
یا رسول اللہ یہ حدیث آپ سے روایت کرتے ہیں کہ بوڑھا کر دیا مجھ کو
سورۂ ہود نے یعنی پیغمبروں کے قصوں نے اور اُن کی امتوں کے ہلاک
ہونے نے آپ کو بوڑھا کر دیا۔ فرمایا نہیں یعنے اس بات نے مجھے
بوڑھا نہیں کیا۔ بلکہ اس آیت نے بوڑھا کر دیا۔ فاستقم کما امرت
ومن تاب معک خبر میں ہے کہ جس وقت یہ آیت شریف نازل ہوئی
تو آپ کے سر مبارک کے چند بال سفید ہو گئے اس آیت کی ہیبت
سے کیونکہ استقامت ایک محکم و محنت کا کام ہے ہر کسی کو نہیں پہنچتا
ہے۔ فرمایا کہ مشائخ اس بیت کی تکرار کیا کرتے ہیں ؎

از ہیبت آں دو راہ خون شد دل من　　تا خود بکدام رہ بود منزل من

فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر بعد اس کے کرامت کا ذکر
نکلا فرمایا الکرامۃ خارق العادات تظھر للولی بنقض العادۃ
والولی یطیر فی الھوا ویمشی علی الماء ویُطوی لہ الارض والسماء
وغیر ذالک من الاشیاء ولا یکون ولیا ما لم یکن متبعا للنبی
قولاً وفعلاً وحالاً یعنے کرامت عادتوں کی پھاڑنے والی ہے
ظاہر ہوتی ہے واسطے ولی کے ساتھ توڑنے عادت کے، یعنے
جو چیز کہ نہیں ہوتی ہو وہ اُس میں پیدا ہو جاوے اور ولی ہوا میں اڑتا
ہے۔ پانی پر چلتا ہے۔ زمین و آسمان کی رگیں اُس کے واسطے
کھینچ دیتے ہیں۔ اور سوا اس کے اور باتیں اُس میں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اور دلی نہیں ہوتا ہے یہاں تک کہ گفتار و کردار و رفتار میں اپنے پیغمبر کا پیرو نہ ہو۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن ایک عزیز سوداگر نے نزدیک دعا گو کے ایک صندوق امانت رکھا۔ ایک لونڈی تھی۔ اس نے اس صندوق میں سے کچھ سامان چرا لیا اور بازار میں بیچا۔ مالک مال نے پہچان لیا۔ وہ ویسا ہی جلد دعا گو کے پاس آیا اور وہ سامان لایا۔ اور واقعہ کہا۔ میں نے کہا کہ مجھ کو تو اس کی خبر نہیں۔ میں نے وہ امانت اس کے روبرو رکھ دی۔ اس نے جب تفحص کیا تو کالا کے چہار صد تنکہ چاہیئے۔ اور اس صندوق میں ایک لاکھ تنکہ کے کالا تھے۔ اس نے تقاضا کیا۔ میں مخدوم والد رحمت اللہ علیہ کی خدمت میں گیا۔ واقعہ حال بیان کیا اور گھر میں کچھ وجہ نہ تھی۔ پس مخدوم والد نے مجھ سے فرمایا۔ بیا زد بستان کنکریاں اپنے نیچے سے کھینچ کر میرے ہاتھ میں دے دیں۔ میں نے دیکھا تو وہ سب سنہری ہو گئیں تھیں اور میں نے ان کو گنا تو برابر چہار سو تنکہ کے تھیں نہ کم نہ زیادہ۔ پس میں نے مالک مال کو دے دیں حکایت ایک دن اور کوئی قرضدار خدمت میں مخدوم والد کے آیا عرض کیا کہ میں قرضدار ہوں۔ اور اس قرض کے ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا ہوں ان کے پاس خولی تھی کہ صحن سے نیچے کھیلا کرتے ہیں۔ ان کو ہاتھ میں لیا۔ پھر ان کو اس قرضدار کو دے دیا وہ سب تنکہ زر تھے۔ اور اسی طرح اگر لڑکیوں کا باپ آتا اس کو بھی دے دیتے تھے۔ ایسے واقعات حاجت کے وقت ان میں

بہت تھے۔ ایک دن دعا گو نے عرض کیا بابا آپ کیا پڑھتے ہیں۔ فرمایا
اسم اعظم یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ پڑھتا ہوں حکایت یہ بھی فرمایا کہ اوچہ میں
ایک سوداگر حافظ تھا۔ اُس نے انتقال کیا اس کو قبر میں رکھ دیا۔
مخدوم والد دامت برکاتہ نے فرمایا کہ اُس کی قبر یہاں تک فراخ ہو گئی
کہ اُچہ کے حاشیے گزر گئی ہیں اب تک اُس حافظ کی زیارت کرتا
ہوں حکایت جس وقت مخدوم والد نماز ادا کرتے یا کوئی آیت قرآن شریف
کی پڑھتے تو ایسے روتے کہ اُن کے سینۂ مبارک سے نعرہ نکلتا تھا
و سے غر بید ند یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ ان کان الانین والبکاء من وجع
او مصیبۃ فی الصلوٰۃ تفسد صلوتہ وان کان الانین والبکاء من
ذکر الجنۃ او آیۃ الترغیب او النار او آیۃ الترھیب لا تفسد بل
یستحب لا سیما الانین والبکاء من خوف اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ
پھر رُخ مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا۔ فرزند من بگیر یعنی
اگر نالہ فریاد و گریہ نماز میں بہ سبب درد چوٹ یا مصیبت کے ہوگا۔ تو
اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر نالہ و گریہ ذکر جنت یا آیت ترغیب
یا دوزخ یا آیت ترہیب سے ہوگا تو نماز باطل نہ ہوگی بلکہ یہ مستحب
ہے مخصوصاً وہ نالہ و گریہ جو کہ اللہ عزوجل کے خوف سے ہو یہ ساری
کرامت مخدوم بزرگ کی تھی ایضاً فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
دنیا اپنے میں خود لائے ہیں۔ دعا گو چاہتا تھا کہ ہمراہ یاروں کے جائے
ہیزم لائے۔ میں نے ویسا ہی تحمل کیا اور تھک گیا ایضاً روز شنبہ

سترھویں ماہ مذکور کو بعد نماز ظہر کے بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ فرمایا فرزند
من سبق پڑھ ترتیب اس میں تھی کہ شیخ مرید کے خاطر میں القا کرتا ہے
اگرچہ شیخ نے وفات پائی ہو ایک فرشتہ فرشتوں میں سے اُس کے
شیخ کی روح سے کہتا ہے کہ تیرے مرید کا ایسا احوال ہوا شیخ کو
یاد رکھے۔ خاص کر ذکر میں جس وقت کلمہ ساتھ مد کے کہے تو نفی
میں شیخ کو مدد طلب کرے۔ اس نیت پر کہ ساتھ اس نفی کے جو کچھ کہ
غیر خدا کے ہے وہ منتفی ہو جائے۔ اور اثبات خالص دل میں بیٹھ
جائے بعد اس کے فرمایا الشیخ الذی یُعَرِّفُ من الکاف الی القاف
کاف سے مراد کینونت عالم کن فیکون ہے۔ اور قاف قیامت
عالم سے عبارت ہے۔ شیخ وہ ہے کہ بدایت عالم سے نہایت تک
جانے۔ پس احوال مرید کا بطریق اولیٰ اُس کو معلوم ہوگا۔ لیکن دعاگو شیخ
مدینہ عبداللہ مطری قدس سرہ سے عجب سماع رکھتا ہے۔ کہ یا ولد
رسول اللہ اقرأ بالمجهول من التعریف حتی لا یکون عالم الغیب
ولا یعلم الغیب الا اللہ یعنے اے فرزند پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
تو یعرف کو مجہول پڑھ تعریف سے تاکہ شیخ عالم غیب نہ ہو جائے۔ اگر
معروف پڑھیں گے کہ شیخ عالم غیب ہو جائے گا۔ حالانکہ سوا خدا کے
اور کوئی غیب نہیں جانتا ہے۔ پس معنی یوں ہوں گے کہ شیخ وہ ہے
کہ اُس کو معلوم کرایا جاتا ہے۔ بدایت عالم سے نہایت عالم تک یعنے
اُس کو خدا کی طرف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے لیکن دوسرے لوگ

اس کو معروف پڑھتے ہیں۔ یہ نہ چاہیئے واسطے علامت مذکور کے۔ ادب
یہی ہے جیسا کہ بعض پیغامبران مرسل صلوات اللہ علیہم نے کہا ہے۔
وانا اعلم من اللہ ما لا تعلمون یعنی میں جانتا ہوں طرف سے
اللہ کے جو تم نہیں جانتے ہو اور یہ بعد تصفیۂ قلب کے ہوتا ہے۔
جیسا کہ بعض مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم ندائے الست
بربکم اور جواب قالوا بلیٰ کو یاد رکھتے ہیں وھذا اجدا تصفیۃ القلب
کمثل المرأۃ یعنے جیسے کہ آئینہ بے درفش کو جس وقت صیقل کرتے
ہیں تو اس کے زنگار جاتی رہتی ہے۔ اور سب چیز اس میں دکھائی
دینے لگتی ہے۔ یہ وہی آئینہ ہے کہ اس سے پہلے زنگار بھرا ہوا تھا
جب تصفیہ پایا تو روشن ہو گیا۔ سب چیز کو دکھانے لگا وذلک
معنی قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الصحاح ان للقلوب صدأ
کصدأ النحاس وجلاؤھا الاستغفار یعنے آپ نے فرمایا کہ بیشک
واسطے دلوں کے ایک زنگار ہے مثل زنگار تانبے کے، اور روشن
کرنے والی اس کی استغفار ہے۔ فرمایا یوں چاہیئے کہ ساتھ جاننے علم
سلوک کے کفایت نہ کرے۔ اس کو عمل کے ساتھ مقرون کرے
نہ اس واسطے کہ خلق جانے کہ کیا سالک آدمی ہے یہ بات ضائع
کرنا عمر کا ہے، باوجود علم کے یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک
حق میں اس فقیر کے تھی۔

کاتب حروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ حدیث شریف مذکور جامع صغیر میں بایں لفظ ہے (ان
للقلوب صدأ کصدء الحدید) قال العلقمی ھو ان یرکبہا الرین
بارتکاب المعاصی والآثام فیذھب بجلائھا کما یعلو الصدأ
وجہ المرآۃ والسیف وغیرھما (وجلاؤھا) ای من تلک الصدأ
(الاستغفار) ای طلب غفران الذنوب من علام الغیوب
قال المناوی ولھذا ورد فی حدیث یاتی الاستغفار ممحات
الذنوب والمراد الاستغفار المعروف بحل عقدۃ الاصرار
وروی الحکیم ان الاستغفار یخرج یوم القیامۃ ینادی
یارب حقی حقی فیقال خذ حقک فیحتفل اھلہ (الحکیم
الترمذی (عد) کلاھما (عن انسؓ) ورواہ عنہ الطبرانی
ایضاً قال الشیخ حدیث ضعیف منجبر انتھے من شرح الجامع
الصغیر للعزیزی۔ ایضاً حکایت بیان فرمائی کہ اس زمانے
میں کہ دعا گو اچہ سے ملتان میں آیا۔ واسطے تحصیل ہدایہ و بزدوی
کے کہ جس قدر باقی رہ گئی تھی۔ قاضی اچہ قاضی بہاؤالدین علیہ الرحمۃ
علامہ تھے۔ انہوں نے وفات پائی تو دعا گو شیخ کی خانقاہ میں اترا۔
شیخ رکن الدین قدس اللہ سرہ نے دو آدمیوں کے حوالے کیا کہ
تو ان کے پاس پڑھ، ایک تو فرزند مہتر موسیٰ۔ یہ شیخ کے پوتے عالم
باعمل تھے۔ دوسرے مولانا مجد الدین جب میں نے بقیہ ہدایہ و

بزدودی کو تمام کر لیا تو شیخ نے فرمایا کہ تو اچہ میں اپنے گھر جا، اور اپنے والد کو میرا سلام پہونچا۔ میں نے عرض کیا کہ کشتی نہیں ہے تو خادم سے کہا کہ میری خاص کشتی دے اور پہونچا آ۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ اس کی کیا حکمت تھی۔ کہ شیخ نے مخدوم کو گھر بھیجا۔ جواب فرمایا حکمت یہ تھی کہ مخدوم والد دامت برکاتہ شیخ جمال الدین کی چنداں رعایت نہیں کرتے تھے۔ شیخ نے کہا کہ تو جا اور والد کو میرا سلام پہنچا۔ اور کہہ کہ برادرم جمال الدین کی رعایت نگاہ رکھے۔ اگر وہ تیرا حفظ نہ کرے تو تو مُولہ یعنے دیوانہ ہو جائے۔ اور اگر وہ تیری رعایت نہ کرے اور تجھ کو نگاہ نہ رکھے اور تیرا الحمد نہ ہو تو تو شوق کے مارے مولہ ہو جائے۔ اور وہ شوق یہ تھا کہ جس وقت مخدوم والد دامت برکاتہ نماز فرض و نفل میں کھڑے ہوتے تو نعرہ مارتے اور زار زار رونے لگتے۔ فرمایا کہ مولہ بفتح لام اسم مفعول المعنی ولہ زدہ ہے اور بکسر لام خطائے محض ہے کیونکہ مولہ بکسر لام اسم فاعل المعنی ولہ کنندہ ہے اور یہ خدا کی صفت ہے عز و جل۔ پس مولہ بفتح لام کہیں نہ بکسر لام۔ اس فقیر سے فرمایا فرزند من لو غریب ہے جب دعا گو اچہ میں آیا تو اپنے والد مخدوم کی پابوسی کی اور شیخ کا سلام پہونچایا۔ اور عرض کیا کہ آپ کو شیخ جمال الدین کی رعایت کرنے کا فرمایا ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر تم برادرم جمال الدین کی رعایت نگاہ نہ رکھو گے تو شوق کے مارے مولہ ہو جاؤ گے۔ وہ تم کو حفظ میں رکھتا ہے۔ جب میں نے یہ کہا تو اسی وقت مخدوم والد

سنے جوتا پہنا اور شیخ جمال الدین کے پاس گئے مجھے بھی اپنے ہمراہ لے گئے۔ ملاقات کی۔ اور پاؤں پر گرے۔ اور باہم معانقہ کیا۔ شیخ جمال الدین نے کہنا شروع کیا کہ اے مخدوم زادے تمہارے والد سید جلال بخاری دعاگو کے دادا کا نام لیا قدس اللہ سرہٗ جب تم پیدا ہوئے تو تم کو اس درویش کے پاس لائے اور کہا کہ برادر جمال الدین یہ میرا فرزند مولہ و باشوق ہوگا۔ چاہیئے کہ تم محافظت کرو شیخ نے کہا کہ میں وہ رعایت تمہارے والد سید جلال بخاری کی نگاہ رکھتا ہوں اور حمید رہتا ہوں۔ اُن کا وہ عہد وفا کرتا ہوں۔ اُس وقت سے مخدوم والدوامت برکاتہ نزدیک شیخ جمال الدین کے بہت جاتے تھے اور دعاگو اب تک واسطے ان کے فرزندوں کے وہ رعایت نگاہ رکھتا ہے **ایضاً** ذکر اس بات کا نکلا کہ دعاگو کہتا ہے کہ مرید شیخ کبیر کے ہوں اور تعلق اُن سے کریں اور میں کہتا ہوں کہ میں وکیل ہوں اگر کوئی متعلم سوال کرے کہ مُردے کی وکالت اور بیعت روا نہیں ہے۔ تو میں جواب دوں گا کہ وکیل الزمان اولیا درست ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اولیاء اللہ لا یموتون وانما ینقلون من دار الی دار یعنے بیشک اللہ کے دوست نہیں مرتے ہیں اور وہ تو نقل کئے جاتے ہیں ایک گھر سے طرف دوسرے گھر کے پس وکالت درست ہے لیکن بیعت زندے سے روا ہے۔ مردے سے روا نہیں ہے جس وقت خلیفہ شیخ کی طرف حوالہ کرتا ہے تو حق تعالےٰ

[illegible]

ایک فرشتے کو حکم دیتا ہے تاکہ اس شیخ کی روح کو معلوم کرے کہ فلاں بن فلاں نے تیرے خلیفہ سے بیعت کی ہے پس وہ شیخ اس کا ممد رہتا ہے۔ پھر اس فقیر اور یاران دیگر سے فرمایا کہ اگر کوئی یہ سوال کرے تو جواب دو۔ **ایضاً** فرمایا کہ اس طرف مشائخ جیسے **شیخ مکہ عبداللہ یافعی و شیخ مدینہ عبداللہ مطری** اور دیگر مشائخ قدس اللہ سرہم نے دعا گو سے کہا کہ زمین عراق میں شو کا رہ نام ایک شہر ہے وہاں شیخ الشیوخ کے خلیفہ اور شیخ بہاء الدین کے یادگار باقی رہے ہیں تو ان سے ملاقات کریں۔ دعا گو نے ان کو پایا۔ نام مبارک انکا شیخ شرف الدین محمود شاہ تستری قدس اللہ سرہ ہے جس دن میں نے ان کو پایا۔ تو وہ ایک سو تیس سال کے شیخ معمر تھے۔ میں نے ان سے خرقہ تبرک پہنا۔ اور انہوں نے پہنانے کی اجازت دی میں نے ان سے عوارف سنی۔ درمیان شیخ الشیوخ مصنف اس کتاب کے ایک واسطہ ہے اور جو کوئی مجھ سے سنے تو دو واسطے ہوں گے **ایضاً** فرمایا کہ جمعے کے دن میں ایک گھڑی ہے وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہے۔ اور خلق اس کو نہیں جانتی ہے۔ میں نے التماس کیا تو فرمایا کہ جمعے کے دن وقت جلسۂ خطیب کے مروی ہے۔ میں اپنے والد مخدوم دامت برکاتہ سے سماع رکھتا ہوں یہ بھی التماس کیا گیا کہ جلسہ کے وقت کیا دعا کریں۔ وہ تو ذرا سا وقت ہے۔ فرمایا کہ اس قدر کہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ بَیْنَ لَدُنْکَ وَاکُوْا صٰلِحِیْنَ اِلَیْکُمْ

دعا گو یہی دعا کرتا ہے اُس وقت تم بھی یہی دعا کرو۔ کیونکہ یہ اہم مقصود ہے
پس روئے مبارک برین فقیر آوردند فرمودند فرزند من تو لیس۔

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ اس ساعت کے تعین میں علما کا بڑا اختلاف ہے عزیزی
شرح جامع صغیر میں ۴۳ قول لکھے ہیں۔ آخر میں یوں کہا کہ راجح تران
قولوں کا گیارہواں اور بائیسواں قول ہے۔ گیارہواں یہ قول ہے
کہ وہ ساعت درمیان اس وقت کے ہے کہ امام بیٹھے یہاں تک کہ نماز پوری
ہو جائے اور یہ قول مسلم میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت
ہے۔ اور بائیسواں قول یہ ہے کہ آخر ساعت ہے بعد عصر کے اسکو
ابو داؤد و حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اور اصحاب سنن نے
عبداللہ بن سلام سے روایت کیا ہے۔ پھر ان دونوں قولوں میں
سلف کا اختلاف ہے کہ ان میں سے کون قول راجح تر ہے۔ سو
ترجیح دینے والوں نے ہر ایک کو ترجیح دی ہے۔ پس اول قول کو
تو بیہقی و قرطبی و ابن العربی نے ترجیح دی ہے۔ اور نووی نے کہا
کہ یہی صحیح یا صواب ہے۔ اور دوسرے قول کو امام احمد بن حنبل و اسحٰق
بن راہویہ و ابن عبدالبر و طرطوسی و ابن الزملکانی نے ترجیح دی ہے
ایضاً فرمایا سبق پڑھو۔ میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس میں کتی من
الصحاح روی عن علی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم انه قال ان فاتحة الکتاب وایة الکرسی والآیتین
من ال عمران شهد الله الی قوله عند الله الاسلام وقل اللهم
مالك الملك الی بغیر حساب ما بینهن وبین الله حجاب قلن
تهبطنا الی ارضك والی من یعصیك قال الله سبحانه بی
حلفت لا یقرء کن احد دبر کل صلوة الا جعلت الجنة مثواه
علی ما کان فیه والا اسکنته حظیرة القدس والا نظرت الیه
کل یوم سبعین نظرة والا قضیت له کل یوم سبعین حاجة
ادناها المغفرة والا اعیذه من کل عدو والا نصرته منه یعنے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک فاتحۃ الکتاب اور
آیۃ الکرسی اور دو آیہ مذکورہ آل عمران کی، ایک تو شهد الله عند الله الاسلام
تک اور دوسری قل اللهم حساب تک - نہیں ہے درمیان اُن کے اور
درمیان اللہ تعالےٰ کے کوئی پردہ، خدائے تعالیٰ نے ان آیتوں
میں آواز پیدا کیا - تو ان آیتوں نے بزبان حال کہا - کہ یا رب تو ہم
کو اتارتا ہے طرف اپنی زمین کے اور طرف اُس کے کہ تیری
نافرمانی کرتا ہے - اس جگہ فرمایا کہ یہ آیتیں بدرقہ ایمان میں داخل
ہیں اور جو کوئی پڑھے وہ مقرب ہو جائے - جب ان آیتوں نے
ایسا کہا - تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں
کہ نہیں پڑھیگا تم کو کوئی بعد نماز کے مگر میں اُس کو چھ چیزیں دوں گا ایک
یہ ہے کہ کروں گا بہشت جگہ اُس کی ہر اُس چیز پہ کہ جو اُس میں ہو دوسرے

یہ ہے کہ لیا دوں گا اُس کو اعلیٰ منازل فردوس میں تیسرے یہ ہے کہ
دیکھوں گا طرف اُس کے ہر روز ستر بار رحمت کی نظر سے چوتھے یہ ہے
کہ پوری کروں گا ہر روز اس کی ستر حاجتیں کم تر اُن کا مغفرت ہے پانچویں
یہ ہے کہ نگاہ رکھوں گا اس کو ہر دشمن سے، چھٹے یہ ہے کہ نصرت دوں گا
اُس کو اُس دشمن سے پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من بعد ہر نماز کے
بعد فقہ ایمان ہمیشہ پڑھو دعا گو پڑھتا ہے اور یہ آیتیں بعد فقہ ایمان میں داخل
ہیں ایضاً فرمایا صحاح میں ہے من قال لا حول ولا قوۃ الا باللہ
کل یوم مائۃ مرۃ استغنی بہا و عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الحول
ولا قوۃ الا باللہ کنز من کنوز اللہ یہاں العلی العظیم مروی نہیں
ہے یعنی جو کوئی سو بار ہر روز لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے تو وہ تونگر
ہو جاتے اور یہ بھی مروی ہے کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ایک خزانہ ہے
اللہ کے خزانوں سے، اس فقیر سے فرمایا فرزند من لو کیونکہ دعا گو
ہمیشہ ہر روز کہتا ہے۔ تم بھی کہو مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی
کہ ایک دن شیخ جمال الدین کے مریدوں میں سے ایک مرید آیا۔ اس
نے عرض کیا کہ میں متاہل اور محتاج ہوں۔ شیخ نے اُس سے فرمایا کہ تو
ہر روز سو بار لا حول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد کر بے ناغہ ہمیشہ کہہ۔ اُس نے
اس کا ورد کیا۔ بعد چند روز کے وہی مرید خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا
کہ میں مستغنی ہو گیا۔ خدائے تعالیٰ غیب سے پہنچاتا ہے۔ خوش ہوتا ہوں
یہ ہے برکت کلمہ مجید کی حکایت ایک دن ایک لشکری شیخ کی خدمت

ف: فضیلت لا حول ولا قوۃ الا باللہ

میں آیا۔ عرض کیا کہ میں کوئی کسب و کام نہیں جانتا ہوں محتاجی سے عاجز رہا ہوں۔ پر شیخ نے اُس سے بھی فرمایا کہ تو سو بار لا حول ولا قوۃ الا باللہ کا ہمیشہ ورد کر اُس نے ایسا ہی کیا۔ مستغنی ہو گیا ایضاً فرمایا الزهد فی الزهد والتوکل فی التوکل زہد در زہد یہ ہے کہ زہد سے ترک نظر کرے تاکہ عجب میں نہ پڑ جائے اور بڑائی نہ کرے کہ میں ایسا زاہد ہوں اور توکل در توکل کے بھی یہی معنی ہیں کہ اس پر نظر نہ کرے کہ میں متوکل ہوں کیونکہ یہ بات پندار لاتی ہے بلکہ خود کو درمیان میں کچھ نہ دیکھے سب انعام و توفیق طرف سے اللہ تعالیٰ کے جانے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما بکم من نعمۃ فمن اللہ اور فرماتا ہے ما زکی منکم من احد ولکن اللہ یزکی من یشاء

اٹھارہویں ماہ ذیقعد شب یکشنبہ تہجد کے وقت

قصیدۂ لامیہ کا سبق ہوتا تھا یہ فقیر اپنے حجرے سے حجرۂ مخدوم میں حاضر تھا سبق اس جگہ پہنچا تھا ؎

وغیر ان المکون (۹) کشئ مع التکوین خذہ (۱) کمثال

فرمایا کہ لفظ مکون اسم مفعول ہے اور یہ صفت ہے مخلوق کی۔ اور تکوین مصدر بمعنی فاعل ہے اور یہ صفت ہے خالق کی یعنی مخلوق نہیں ہے مثل کسی چیز کے ساتھ خالق کے۔ یعنی اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ مخلوق غیر صفت خالق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لیس کمثلہ

[illegible]

شئ وھو السمیع البصیر یعنے نہیں ہے مانند اُس کے کوئی چیز اور
وہ سنتا دیکھتا ہے۔ نسبت نہ کرے مخلوق کی کسی مخلوق کے جو کہ عالم
میں ہے ساتھ خالق کے۔ اگر کریگا۔ تو تشبیہ ہو جاوے گی۔ اور تشبیہ اللہ
تعالیٰ کے حق میں جائز نہیں ہے۔ یہ قول اہل بدعت کا ہے۔ بد مذہب
خذلہم اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ خدا جوہر ہے اس طائفے کا قول عقلاً و نقلاً
باطل ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص عمل کرے تو وہ عمل غیر ہے اُس شخص کا اسی
طرح اس جگہ صنع غیر ہے صانع کا بعد اس کے یہ بیت پڑھی ؎

وان السحت رزق مثل حل	وان یکرہ مقالی غیر قالِ

۹۔ در رزق حرام و حلال

السحت الحرام فرمایا کہ اس جگہ ایک سوال آتا ہے کہ حرام مثل حلال
کے ہے۔ حالانکہ درمیان حرام و حلال کے بہت فرق ہے۔ جواب
فرمایا کہ رزق الحرام مثل رزق الحلال من جہۃ التغذی لا من جہۃ التشبیہ یعنے
رزق حرام مثل رزق حلال کے ہے جہت غذا سے، نہ جہت تشبیہ سے
الرزق ما یتغذی بہ یعنے رزق وہ ہے کہ جس سے غذا کی جاوے۔ بد
مذہب کہتے ہیں کہ حرام رزق نہیں ہے۔ اور مقدر نہیں ہے۔ خود بندے
نے اپنے اختیار سے حرام کیا ہے۔ اس گروہ کا قول عقلاً و نقلاً باطل ہے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا
والرزق ما یتغذی بہ رزق یہی غذا ہے حلال ہو یا حرام بعد اسکے
یہ بیت پڑھی ؎

وفی الجدال عن توحید ربی	سیبلی کل شخص بالسؤال

ای سوال القبر عن توحید اللہ تعالیٰ حق من کل شخص مومناً
کان او کافراً صالحاً کان او فاسقاً صغیراً کان او کبیراً عاقلاً
کان او مجنوناً الاحداث ای القبور قولہ تعالیٰ لا یسال عما
یفعل وھم یسألون حرف سین واسطے تاکید کے ہے جیسے کہ لام
ابتدا واسطے تاکید کے آتا ہے یعنے سوال قبر کا سب پر حق ہے
ایک عزیز نے پوچھا کہ لفظ کل کا واسطے احاطہ افراد کے ہے پس
بچوں اور نبیوں سے کیونکر پوچھیں گے ، وہ تو معصوم ہیں جواب فرمایا
الصغائر یسألون لتعظیم البشر لانہ حیوان ناطق ولا سوال للحیوانات
غیر الناطق والاصح ان الانبیاء لا یسألون لان السوال لاثبات
الحجۃ وھم حجۃ اللہ فلا یسألون قال بعضھم الانبیاء لا یسألون
عن التوحید ولکن یسألون علی ماذا ترکتم امتکم لقولہ تعالیٰ
واذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی
وامی الھین اثنین من دون اللہ قال سبحانک ما یکون لی
ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما
فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت
لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیھم
شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم
وانت علی کل شئ شھید ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم
فانک انت العزیز الحکیم یعنے بچوں سے سوال ہوگا واسطے تعظیم بشر کے

کیونکہ جن حیوان ناطق ہے اور حیوان غیر ناطق سے سوال نہیں ہوتا۔
اور صحیح تر یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے سوال نہیں کیا جاتا ہے
اس لئے کہ سوال تو واسطے اثبات حجت کے ہے اور وہ خود اللہ
تعالیٰ کی حجتیں ہیں۔ پس وہ سوال نہ کئے جائیں بعض نے کہا کہ
انبیاء علیہم السلام توحید سے نہیں پوچھے جائیں گے لیکن اُن سے
اس بات کا سوال ہوگا کہ تم نے اپنی امتوں کو کس چیز پر چھوڑا کیونکہ
اللہ سبحانہ کا قول پاک ہے۔ جس وقت فرمایا اللہ نے کہ اے
عیسیٰ بیٹے مریم کے کیا تو نے لوگوں سے کہا کہ ٹھیراؤ تم مجھ کو
اور میری ماں کو دو معبود، حضرت عیسیٰ نے کہا۔ تو پاک ہے
مجھے سزاوار نہیں ہے کہ میں وہ بات کہوں جو کہ مجھے لائق نہیں
ہے اگر میں نے اُس کو کہا ہے تو کر تو اس کو جانتا ہے تو جانتا
ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا ہوں جو تیری ذات
میں ہے بیشک تو ہی غیب کی باتوں کا خوب جاننے والا ہے
میں نے اُن سے نہیں کہا مگر وہی کہ جس کا تو نے مجھ کو حکم دیا کہ تم
پوجو اللہ کو جو کہ میرا پروردگار اور تمہارا پروردگار ہے اور تھا میں اُن
پر گواہ جب تک کہ میں اُن میں تھا پھر جب تو نے مجھے وفات
دی تو تو ہی تھا اُن پر نگہبان۔ اور تو ہر شے پر گواہ و حاضر ہے اگر تو اُن کو
عذاب کرے تو بیشک وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو اُن کو بخش دے
تو مقرر تو ہی ہے بلے ہمتا زبردست اور حکمت والا اور دیواروں سے سوال

کریں گے اگرچہ وہ مخاطب نہیں ہیں۔ واسطے تعظیم کے، اسلیئے کہ
حیوانات غیر ناطق سے سوال نہیں ہے، میں اس بات کا سماع
رکھتا ہوں دوسری وجہ یہ ہے تاکہ فرشتے جانیں جس جگہ پہنچے جواب
دیویں تو بڑے بطریق اولیٰ جواب دیں گے انتہی درمیان میں ایک
بار سنے پوچھا کہ حضرت ابراہیم فرزند ارجمند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم رضی اللہ عنہ کو جس وقت قبر میں رکھا، تو سوال قبر کا شروع ہوا۔
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے تھے من ربک
قال ربی اللہ وربکم یعنے اُن سے پوچھا کہ کون ہے تمہارا رب،
تو انہوں نے کہا کہ رب میرا اللہ ہے۔ اور رب تمہارا ۔ جب اُس
جگہ پہنچے کہ ومن نبیک یعنے تمہارا نبی کون ہے تو انہوں نے
توقف کیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلقین کی یا ولدی
قل نبیی ابی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنے اے میرے
فرزند تو کہہ دے کہ نبی میرے والد میرے محمد رسول اللہ ہیں یہ بات
واقع میں تھی جواب فرمایا کہ ہاں میں اس کا سماع رکھتا ہوں آپ نے اسکے
یہ بیت پڑھی ؎

وللکفار والفُسّاق بعضا عذاب القبر من سوء الفعال

فرمایا کہ لام تخصیص کا ہے، یعنے خاص واسطے کفار اور بعض فاسقوں
کے بسبب بدکرداری کے عذاب قبر کا حق ہے فرمایا الفعال ھنا
بکسر الفاء یستعمل فی الشر وبفتح الفاء یستعمل فی الخیر یعنے لفظ

تعالیٰ اس جگہ بکسرہ فاتر میں مستعمل ہے۔ اور بفتح فا خیر میں مستعمل ہوتا ہے
میں اس بات کا سماع رکھتا ہوں۔ اور کفار جمع کافر کی ہے جیسے
فساق جمع ہے فاسق کی۔ بعض کی قید اسلئے لگائی کہ شاید بعض فاسقوں
کے واسطے کسی بزرگ کی شفاعت مقبول ہوگئی ہو۔ یا کوئی عمل ان
سے ہوا ہو۔ اور وہ مقبول ہو گیا ہو۔ یا یہ کہ خود حق تعالیٰ عفو فرمادے۔
بدمذہب کہتے ہیں کہ عذاب قبر کا نہیں ہے۔ آدمی جب مرجاتا ہے
تو جماد ہو جاتا ہے جماد پر کیا عقوبت کریں۔ یہ گروہ اور ان کا قول باطل
ہے صحیح قول اہل سنت وجماعت کا ہے۔ ہم کو چاہیئے کہ عذاب قبر
اور اس کی کیفیت میں مشغول نہ ہوں یہ وہ لوگ جس طرح کہ عذاب
قبر کے منکر ہیں اسی طرح سوال قبر کے بھی منکر ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ
ایک شخص ایک یہودی قبروں میں جاتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک یہودی
کی قبر سے سر دکھائی دیتا ہے۔ تمام گوشت و پوست اس کا ریزہ ریزہ
ہو گیا ہے۔ وہی ہڈی باقی رہ گئی تھی وہ اس کو ہاتھ میں لئے ہوئے
آتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو
دیکھا۔ تو وہ ان سے نزدیک ہوا پوچھا۔ یا علی تم کہتے ہو کہ عذاب قبر
کا حق ہے۔ اور وہ لوگ آگ میں جلتے ہیں۔ یہ سر ہے ایک یہودی
کا میں اس کو پہچانتا ہوں۔ اس شخص کے بزرگوں میں سے تھا۔ کچھ
بھی نشان اس میں ظاہر نہیں ہے۔ حضرت امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ نے
تامل کیا۔ اور اس یہودی سے فرمایا کہ وہ پتھر ہاتھ میں رکھ اور لے آوہ۔ یہودی

دو پتھر لے آیا حضرت امیر نے فرمایا کہ ان دونوں پتھروں کو ایک کو دوسرے پر مارو۔ اس نے مارا تو آگ کا شعلہ نکلا۔ یہ بات واقعی ہے کہ جب ایک پتھر کو دوسرے پر مارتے ہیں تو آگ کا شعلہ نکلتا ہے۔ پس حضرت امیر نے فرمایا اے فلاں جس طرح کہ حق تعالیٰ نے پتھر میں آگ کو پوشیدہ رکھا ہے اور کوئی نہیں جانتا ہے۔ اسی طرح آگ کا عذاب بھی قبر جانتا ہے۔ کہ جلتا ہے اور ظاہر میں کچھ اثر پیدا نہیں ہے۔ پھر جب تو مریگا تو تو بھی جان لے گا۔ اسی درمیان میں فرمایا کہ جب دعا گو مکہ و مدینہ مبارک میں گیا تو ساری کتابیں جو میں نے پڑھی تھیں اُنکا اعادہ کیا۔ پھر از سر نو اُن کو پڑھا۔ اسلیے کہ سبق وہی شخص دیتا ہے کہ جو اسناد رکھتا ہے۔ اُستادوں سے تا حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آرزو رکھتا ہوں کہ تو اس جگہ چند کتابیں میرے روبرو پڑھ لے۔ میں سماع رکھتا ہوں۔ سے سماع کے کچھ نہیں ہے اور ان کتابوں کے نام لیے۔ کہ جیسے صحیح بخاری صحیح مسلم موطائے امام مالک۔ صحیح حنبل۔ صحیح ابو عبداللہ الحکیم الترمذی۔ صحیح امام بیہقی۔ یہ سب علم حدیث شریف ہے۔ خارج ازیں ہفت صحاح کے بعد اسکے فرمایا المؤمن حلوی فرمایا حدیث صحاح کی ہے۔ میں سماع رکھتا ہوں المؤمن حلوی‌ای خلقی یعنے مومن باخلق ہوتا ہے نہ کہ یہ شیرینی خوار مراد ہے

اٹھارہویں ماہ ذیقعدہ روز یکشنبہ چاشت کے وقت

یہ فقیر سحر سے خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا ایک یار شیخ کبیر کے

اور اُودخدمت میں پڑھتا تھا۔ ذکر مضمضہ و استنشاق کا تھا فرمایا کہ المضمضۃ من حیث الاصطلاح تحریک الماء فی الفم ثم اخراجہ والاستنشاق جذب الماء فی الانف ثم اخراجہ یعنے مضمضہ ازروئے اصطلاح کے ہلانا پانی کا ہے موہنہ میں پھر اُس کا نکالنا اور استنشاق جذب کرنا پانی کا ہے ناک میں پھر اُس کا نکالنا۔ فرمایا قرئۃ میں اس کو لو۔ دعاء اور لکی اس جگہ پہونچی۔ حاسبنی حسابا یسیرا فرمایا الحساب الیسیر ما لیس فیہ شدۃ یعنے حساب یسیر یہ ہے کہ اس میں سختی نہ ہو میں نے شیخ مدینہ عبداللہ مطری سے سنا ہے کہ یہ دعا شیخ الشیوخ نے برسبیل تواضع کے ہے یعنے میں اُن لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ مجھ پر آسان حساب کریں۔ اس درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ حدیثوں میں ہے کہ جو ایسا کرے تو اس پر حساب نہیں ہے۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من[1] قال لا الہ الا اللہ خالصا مخلصا دخل الجنۃ بلا حساب عذاب یعنے جو شخص کہ لا الہ الا اللہ خالصا مخلصا کہے تو وہ بدون حساب عذاب کے جنت میں داخل ہو جواب فرمایا کہ بعض خاص بندے خدا کے ہیں

---

[1] یہ حدیث شریف جامع صغیر میں بایں لفظ ہے (من قال لا الہ الا اللہ مخلصا، قال المناوی وفی روایۃ صادقا وفی روایۃ من قلبہ (دخل الجنۃ) قال المناوی قم ان ہذا وما قبلہ مشروط بسلامۃ العاقبۃ (البزار عن ابی سعید) قال العلقمی بجانبہ علامۃ الصحۃ انتہی من شرح الجامع الصغیر للعزیزی ۱۲

کہ ان کا حساب نہیں کرتے ہیں نہ ان کا حساب ہوتا ہے۔ لیکن حساب
حق ہے۔ اگر کسی سے آسان حساب لیں تو گویا ایسے معنی ہیں سے کہ
حساب ہی نہیں لیا۔ جب دعا اوراد کی اس جگہ پہونچی کہ اَللّٰھُمَّ فُکَّ رَقَبَتِی
مِنَ النَّارِ یعنے اے اللہ تو میری گردن آگ سے چھڑا دے تو فرمایا کہ فَکَّ
متعدیۃ من نصر ینصر ولا مضاعف فی باب ضرب الا لازم مثل
خَبَّ یَخِبُّ و فَرَّ یَفِرُّ یعنے فک متعدی ہے باب نصر ینصر سے اور باب
ضرب میں مضاعف نہیں ہے مگر لازم، جیسے کہ خب یخب اور فر یفر
پس اس فقیر سے فرمایا فرزند من والفنا فرمایا من اشتغل بما لا یعنیہ
ای لا ینفعہ ولا یضرہ یعنے جو شخص کہ مشغول ہوا اس چیز میں کہ جو اس کو نہ
نفع دے نہ نقصان پہونچائے۔ جیسے مباحات تو فوت ہو جائے گی
اس سے وہ چیز کہ جو اس کو نفع دے جیسے سنت و مستحب، یعنی جو شخص
کہ مباح میں مشغول ہوئے تو اس میں ثواب و عقاب برابر ہے نہ ثواب
ہے نہ عقاب۔ اُس قدر وقت کہ مباح میں مشغول ہوگا سنت و مستحب
اُس سے فوت ہو جائیگا۔ کہ جس میں محض ثواب تھا۔ مناسب اس کے
حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن امام بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ چاہتے
تھے کہ ذکر کریں کلمہ لا الہ الا اللہ کا رہ گئے نہ کہہ سکے۔ پوچھا کہ اے امام
مسلمانوں کے، تم چاہتے تھے کہ ذکر کرو کیوں رہ گئے جواب دیا کہ ایک
دن میں نے حالت صغر میں ایک کلمہ منجملہ مباحات کے کہا تھا۔ وہ یاد
آگیا کہ میں نے کیوں کہا۔ میں اس کے فکر میں تھا۔ اس بارگاہ کی شرمندگی

آئی ذکر کی مانع ہو گئی قولہ تعالیٰ وتقولون علی اللہ ما لا تعلمون یعنے تم کہتے ہو اللہ پر وہ بات جس کو تم جانتے نہیں ہو۔ فرمایا جہاں کہ حالت صغر میں کوئی بات کہے اُس سے شرم کریں تو اُس شخص کی خرابی ہے کہ حالت بلوغ میں نالائق باتیں بکے اور نالائق کام کرے شرم نہ رکھے اور یہ بیت فرمائی جو کسی دیوانے سے سُنی ؎

شرم تو داری کہ گنہ مے کنی نامۂ خود در چہ سیہ مے کنی
مرگ نکند با سگ بیگانگاں آنچہ تو با حضرت حق مے کنی

فرمایا کہ ان ذنوب بنی آدم علی اقوالھم یعنے گناہ بنی آدم کے ان کی باتوں پر ہیں۔ اور یہ بیت عربی پڑھی ؎

احفظ لسانک لا تقول فتبتلی ان البلاء موکل بالمنطق

یعنے تو اپنی زبان کو نگاہ رکھ تو نہ کہے کہ مبتلا ہو جائے کیونکہ بیشک بلا مقرر کی گئی ہے ساتھ بات کرنے کے زبان سے کوئی بات ایسی نکل جاتی ہے کہ کفر لاحق ہو جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم یعنے البتہ کہا انہوں نے کفر کا کلمہ کہا اور کافر ہوئے بعد اسلام لانے کے۔ فرمایا کہ فرزند من یہ تا ہے سے لکھو لو القصا روز مذکور یک شنبہ بعد نماز ظہر کے یہ فقیر حجرے سے خدمت میں حاضر تھا۔ مخدوم کے پوتے سید عالم اللہ عمرہ خدمت میں قرآن شریف کا سبق پڑھتے تھے۔ اس آیت میں پہونچے تھے۔ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا ان اللہ غفور رحیم فرمایا الحمد

عبارت از یکان یکان شمردن دلالاحصاء سرجملہ شمردن یعنے عدد
زبان عربی میں ایک ایک گننے کو کہتے ہیں۔ اور احصار سرجملہ کے
شمار کرنے کو بولتے ہیں۔ یعنے اگر تم اللہ کی نعمتوں کو ایک ایک شمار
کرو تو سرجملہ کو شمار نہ کر سکو گے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی کوئی حد گنتی
نہیں ہے۔ بسبب اس کی کثرت کے لیے اس کے فرمایا کہ ان
حرف شرط ہے اور تعدوا فعل شرط ہے۔ اصل میں تعدون ہے
نون کا گرانا علامت جزمی ہے۔ اسلیئے کہ ان شرطیہ فعل وجزا کو
جزم دیتا ہے اور نعمۃ اللہ مضاف ومضاف الیہ ہے لاتحصوھا
میں لانہی کا نہیں ہے۔ لانفی کا ہے۔ یہ جزا ہے شرط کی اصل
میں لاتحصون تھا۔ نون کو حذف کر دیا۔ کیونکہ شرط کی جزا واقع ہوا
ہے۔ حرف شرط فعل وجزا ئے فعل کو جزم دیتا ہے اس جگہ
علامت جزمی سقوط نون ہے۔ اسلیئے کہ جمع ہے تاکہ کوئی وہم
کرنے والا وہم نہ کرے کہ یہ لانہی کا ہے۔ اور ان بھی جازم ہے
اور فعل مجذوم اس نوع کا نہیں ہے فقال بعضھم۔ وان تعدوا
نعمۃ اللہ ای فتنتم اس فقیر سے فرمایا فرزندمن بنولیس الیضًا ذکر اس
بات کا نکلا کہ قیامت کے دن فرزندوں کو ماؤں کی طرف
نسبت کرینگے۔ میں نے اس طرف کے محدثوں سے دو قول سنے
ہیں۔ ایک یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جہت سے
بنام والدہ پکاریں گے یا عیسے بن مریم دوسرا قول یہ ہے کہ ولد الزنا

کا ستر ہو جائے تاکہ کوئی نہ جانے کہ یہ ولدالزنا ہے حق سبحانہ وتعالے
حرامزادے کا ایسا ستار ہے۔ اکثر محدث قول اول پر ہیں پھر اس
فقیر سے فرمایا فرزند من اس کو لکھ لو۔

انیسویں ماہ مذکور روز دوشنبہ چاشت کے وقت

یہ فقیر حجرے سے خدمت میں حاضر تھا عوارف کا سبق فرماتے تھے۔
گفتگو اس میں تھی علم الیقین وعین الیقین وحق الیقین علم الیقین یہ ہے
کہ ایمان بغیب لائے کہ خدائے تعالیٰ ایک ہے اور فرشتے اسکے
بندے ہیں۔ اور ہرگز گنہ گار نہیں ہوتے ہیں سب وقت فرمانبردار
رہتے ہیں۔ اور اس کی کتابیں سچی ہیں۔ اور پیغمبر علیہم السلام خلق کے
واعظ وناصح ہوئے ہیں اور قیامت کا دن آنے والا ہے۔ اور
بہشت ودوزخ وعرش وکرسی ولوح وقلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ زمین و
آسمان وموجودات کا صانع ہے جہت کی طرف نظر کریں کہ یہ بنائے
ربانی ہے۔ اور عین الیقین یہ ہے کہ کائنات کا اس کو معائنہ و
مکاشفہ ہو جائے۔ اس کو دیکھے جس چیز کو کہ علم سے جانتا تھا اسکو
معاینۃً دیکھے۔ یہ مرتبہ دوسرا بالاتر اول سے ہے مناسب اسکے
حکایت بیان فرمائی کہ دعا گو ایک دن اپنی دادی کے بہن کے
گھر گیا تھا۔ وہ اور ان کے خاوند مولانا عبداللہ دونوں ایک جگہ بیٹھے
ہوئے تھے۔ میں بھی گیا۔ اور بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ مولانا عبداللہ

ناگاہ روبرو سے غائب ہو گئے۔ لحظہ بھر کے بعد پھر ظاہر ہو گئے ان کی بی بی نے کہا کہ تم کہاں گئے تھے۔ جانے کا دروازہ تو بند کر دیا ہے اگر تم کہہ دو گے تو میں تم کو مہر بخش دوں گی۔ انہوں نے کہا کہ مہر گردن سے اُترتا ہے کہہ دوں کہا کہ میں آسمان پر گیا تھا بہشت عنبر سرشت میں پہونچا اور تخت پر بیٹھا۔ اور تمہارے واسطے بھی بشارت لایا ہوں۔ میں نے سنا کہ یہ محل واسطے تیرے اور تیری بی بی کے ہے۔ تم یہاں ایک جگہ ہو گے۔ دعا گو نے بھی سنا۔ میں چھوٹا تھا میں نے یہ واقعات بہت کچھ بخبر ہوگئے ہیں یہ ہے.... کیا ادنے مرتبہ ہے علم کا اُن کے دلوں میں تو اللہ تعالی کی طرف سے معانی کا الہام ہوتا ہے سوائے اُن معانی کے جو لوح محفوظ میں لکھ رکھے ہیں۔ مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ دعا گو مکہ مبارک میں سات برس مجاور رہا۔ ایک عزیز دانشمند و محدث وفقیہ سات برس ہر روز وعظ کہتا۔ سورۃ فاتحہ کی تفسیر بیان کرتا تھا۔ وہ پوری ہونے پائی تھی کہ دعا گو اُس کو ویسا ہی چھوڑ آیا۔

حکایت ایک دن شیخ عارف صدر الحق والدین خدمت میں شیخ کبیر رحمتہ اللہ علیہ کے آئے۔ اور عرض کیا کہ بابا ہر روز جب میں سورہ فاتحہ پڑھتا ہوں، تو دوسرے معانی میرے دل میں واقع ہوتے ہیں سوائے اُس کے کہ جو اس سے پہلے تھے۔ اگر حکم ہو تو میں لکھوں شیخ نے فرمایا مت لکھ فتنہ ہوگا۔ لوگ اُن کو نہ سمجھیں گے تو انکار کریں گے۔ اور وہ معانی طرف سے اللہ تعالی کے ہونگے پس لوگ گمراہی میں پڑیں

جاویں گے۔ حکایت ایک عزیز محدث فقیہ مسافر اُچہ میں اندر خانقاہ مخدوم والد قدس اللہ سرہ کے مقیم ہوا۔ اور چند مدت رہا۔ دعاگو نے اُس سے مصابیح اور کتب دیگر کا سماع کیا۔ اُس نے سات جلد قرآن شریف کی تفسیر معانی من اللہ سے کی اور جب میں نے شیخ صدرالدین کی حکایت اُس سے بیان کی تو اُس نے تفسیر کرنا چھوڑ دیا۔ اور ساتوں جلدیں دعاگو کو دے دیں۔ اور مسافر ہو گیا۔ اب تک وہ جلدیں میرے پاس موجود ہیں۔ فرمایا کہ یہ معانی واسطے ذات عالم کے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی عامی شخص ذرا سے علم کے ساتھ مشغول ہوگا۔ تو اُس کو مکاشفہ ہو جائیگا۔ لیکن ان معانی کا الہام نہ ہوگا۔ کیونکہ علم وراثت کا موقوف ہے علم دراست پر یعنے انبیاء علیہم السلام کا علم موروث اولیائے کرام کو نہیں پہونچتا ہے۔ جب تک کہ اُن میں علم فقہ و اصول فقہ و علم کلام کا نہ ہو۔ معانی کا الہام اُسلئے نہیں ہوتا ہے کہ علم طریقت و حقیقت موقوف ہے علم شریعت پر جب تک شریعت کو خوب نہ جانے گا تب تک طریقت و حقیقت کو کہ مرتبے میں اس سے بڑہی ہوئی ہیں کب جانے گا ہرگز نہ جانے گا جس وقت یہ علم جان لیا تو انبیاء علیہم السلام کے اتباع و پیروی کرنے والوں کو علم موروث پہونچتا ہے۔ وھو ترک الدنیا مع الاخرۃ واختیار المولی بکلیتہ یعنے علم موروث چھوڑنا دنیا کا ہے مع آخرت کے، اور بالکل اختیار کرنا ہے مولے کا اور علم سلوک علم

د۔ تفسیر معانی من اللہ

موروث ہے اور علم شریعت ایسا ہے جیسا کہ درخت کا میوہ اور علم
طریقت ایسا ہے جیسا کہ مغز میوے کا۔ یہ خاص ہے پس عامی شخص
اگر مشغول ہوگا تو صاحب کشف ہو جائیگا۔ لیکن ان معانی کا الہام
اس کو نہ ہوگا، یہ الہام عالم ہی کے ساتھ خاص ہے مناسب اسکے
حکایت بیان فرمائی کہ ایک عامی شخص شیخ عبداللہ کا مرید تھا وہ
مشغول ہوا۔ اس کو مکاشفہ ہوگیا۔ یہاں تک کہ ایک دن کسی قاری
نے قصہ اصحاب کہف میں یہ آیت شریف پڑھی ویقولون سبعة
وثامنهم کلبهم یعنے کہتے ہیں کہ اصحاب کہف سات آدمی ہیں
اور آٹھواں اُن کا کتا ہے۔ تو اس مرید عامی صاحب کشف نے
کہنا شروع کیا کہ یہ ایک غار ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ سات جوان
اُس غار میں ہیں۔ اور آٹھواں ان کا کتا آگے دروازے کے ہے
قاری متعلم یعنے طالب العلم تھا۔ اس نے کہا کہ تو کافر ہوگیا۔ اسلیے
کہ اللہ تعالےٰ نے تو یوں فرمایا ہے قل ربی اعلم بعدتهم یعنے اے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کہہ دو کہ میرا رب اُن کی گنتی کو خوب جانتا
ہے۔ یعنے دوسرا کوئی نہیں جانتا ہے۔ شیخ کے پاس خبر لیکے گئے
کہ تمہارا فلاں مرید کافر ہوگیا ہے۔ کفر کا کلمہ کہتا ہے۔ شیخ نے کہا وہ
کیا کہتا ہے۔ لوگوں نے کہا وہ کہتا ہے کہ میں ایک غار دیکھتا ہوں
سات جوان اس کے اندر ہیں اور آٹھواں کتا ہے۔ شیخ نے فرمایا وہ
کفر نہیں بکتا ہے سچ کہتا ہے۔ اس کو مکاشفہ ہوا ہے۔ السید سبحانہ کا قول

پاک ہے۔ مایعلمھم الا قلیل یعنے نہیں جانتے ہیں ان کو مگر تھوڑے لوگ ہیں یہ مرتبہ بھی مجملاً نہیں تھوڑے لوگوں کے ہے وہ سچ کہتا ہے تیسرا حق الیقین ہے وھو اطلاع القلب علی اللہ تعالیٰ یعنے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو دل کی آنکھ سے دیکھیں۔ یہ حق الیقین ہے اکثر اوقات نماز میں دیکھتے ہیں اور غیر نماز میں بھی اور سر کی آنکھ سے بہشت میں دیکھیں گے۔ کتب تفسیر و علم کلام میں لکھا ہے کہ بعض لوگ تو اللہ تعالیٰ کو بعد ایک ہفتے کے دیکھیں گے۔ اور بعض ہفتے میں دو بار دیدار سے مشرف ہوں گے۔ اور بعض ہر روز ایک بار دیدار فائض الانوار سے فیض اندوز ہوں گے۔ اور بعض اولیائے کرام پروردگار عالم کو ساعت بساعت دیکھیں گے۔ ان کا حظ وبہرہ یہی دیدار پُر انوار ہوگا بہشت کے سارے تنعم و عیش و آرام کو بھول جائینگے الادنیٰ متروک بالاعلیٰ یعنے کمتر شے بڑی چیز کے سبب سے چھوڑ دی جاتی ہے اور یہ بیت فرمائی ؎

یراہ المومنون بغیر کیف	وادراک وضرب من مثال
فینسون النعیم اذا راوہ	فیا خسران اھل الاعتزال

فرمایا قولہ تعالیٰ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار اور فرمایا الادراک رؤیۃ الشیٔ مع الجوانب والجہات واللہ تعالیٰ متعال عن ذلک فیرٰی بغیر ادراک والابصار یعنے اللہ تعالیٰ کو بینائیاں نہیں پاتی ہیں اور وہ پاتا ہے بینائیوں کو اور ادراک دیکھنا شے کا ہے

مع جانوں جسموں ظرفوں کے، اور اللہ سبحانہ اس سے برتر و پاک ہے
پس وہ بغیر ادراک و ابصار کے دکھائی دیگا۔ پھر دو تے مبارک طرف اس
فقیر کے لاتے فرمایا فرزند میں لکھ لو اس کو کم کوئی جانتا ہے۔

نماز دیدار پر انوار حق سبحانہ و تعالیٰ در خواب

ایضاً فرمایا حدیث صحاح کی ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من صلی
بین الظہر والعصر رکعتین فی یوم الجمعۃ مسافرا کان او مقیما
صحیحا کان او مریضا عبدا کان او حرا رجلا کان او امرأۃ سواء
کان ادرک الجمعۃ اولم یدرک یجب الجمعۃ اولم یجب یقرأ
فی الرکعۃ الاولی بعد الفاتحۃ اٰیۃ الکرسی مرۃ و سورۃ الفلق
خمسا وعشرین مرۃ وفی الرکعۃ الثانیۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص مرۃ
والناس خمسا وعشرین مرۃ وفی روایۃ فیہما خمس عشر مرۃ واذا فرغ من
الصلوٰۃ یقول لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم خمسین مرۃ لایخرج من الدنیا
حتی یری مکانہ فی الجنۃ الخ۔ اس فقیر نے عرض کیا کہ بندے نے یہ حدیث شریف حضور کے
کے رو برو پڑھی ہے ایسی دیری ربی فی المنام بھی ہے۔ فرمایا ہاں تو خوب یاد رکھتا
ہے۔ یہی حدیث اس بات کی حجت ہے کہ اللہ سبحانہ کا دیکھنا دنیا
میں بحالت خواب ثابت ہے۔ پھر اس فقیر سے اور یاران دیگر سے
فرمایا کہ ان دو رکعتوں پر مواظبت یعنے مداومت و ہمیشگی کرد۔ دعا گو
ہمیشہ ان کو پڑھتا ہے۔ ایضاً ایک عزیز تیل کا پیالہ خدمت میں فتوح

لایا فرمایا کہ ہمارے مذہب پر اس میں کھانا درست ہے۔ خلافاً للشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فانہ یقول کالذہب والاحتیاط ان لا یاکل ولا یشرب فیہ یعنے اس میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا خلاف ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ پیتل مثل سونے کے ہے۔ احتیاط یہ ہے کہ اس میں نہ کھائیں پئیں۔ دعاگو نہیں کھاتا ہے۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن شیخ نصیر الدین قدس اللہ سرہ پیتل کے پیالے میں پانی پیتے تھے۔ ایک دانشمند ان کے مجلس فیض منزل میں حاضر تھا عرض کیا کہ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے مذہب میں اس پیالے میں پانی پینا درست نہیں ہے۔ شیخ نے جواب دیا کہ ہم اپنے مذہب میں عمل کرتے ہیں۔ یعنے مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایضاً فرمایا یکرہ مدّ الرّجل الی القبلۃ لانہ اساءۃ الادب الا ان یصلے المریض لانہ معذور فقہ میں لکھا ہے اذا تعذر علی المریض القعود استلقی ظہرہ وجعل رجلیہ الی القبلۃ واومیٰ بالرکوع والسجود وان استلقی علی جنبہ ووجہہ الی القبلۃ واومیٰ جاز یعنے قبلے کی طرف پاؤں لمبا کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ بے ادبی ہے۔ مگر بیمار کو قبلے کی طرف پاؤں لمبے کرنا درست ہے تاکہ توجہ حاصل ہوجائے فقہ میں یوں ہے کہ جس وقت بیمار کو بیٹھنا مشکل ہو تو چت لیٹ جائے اور اپنے دونوں پاؤں کو قبلے کی طرف کر دے اور رکوع سجدے کا اشارہ کرے اور اگر کروٹ پر لیٹے اور

(حاشیہ: [illegible])

اور اُس کا مونہہ طرف قبلہ کے ہو اور اشارہ کرے تو جائز ہے لیکن
دعاگو نے اُس طرف عجیب بات سُنی ہے کہ ہرگز ہندوستان میں
نہیں سنی تھی۔ وجہ یہ ہے کہ جس وقت بیمار کو لٹائیں تو اُس کے پاؤں
سمیٹ دیں اسلیئے کہ توجہ حاصل ہے۔ اسی درمیان میں ایک عزیز
استعمال کے واسطے پگڑی لایا۔ بیٹھے ہوئے اُس کو باندھتے تھے
اور فرماتے تھے کہ مجلس میں اگر کوئی شخص اس نیت سے بیٹھ کر
پگڑی باندھے کہ اگر میں کھڑا ہو جاؤں گا تو ساری مجلس والے کھڑے
ہو جائیں گے تو روا ہے .... ورنہ نہیں چاہیئے پھر
اس فقیر سے فرمایا فرزند من لکھ لو۔ ایضاً روز مذکور انیسویں ماہ
ذی قعدہ کو بعد نماز ظہر کے یہ فقیر حجرے سے خدمت میں حاضر
تھا۔ ایک عزیز قرآن شریف بآواز بلند پڑھتا تھا۔ ایک یار نے
پوچھا کہ قرآن شریف کا سننا اور چپ رہنا بر سبیل الاطلاق واجب ہے
یا مقید ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول پاک ہے واذا قرئ القران فاستمعوا
له وانصتوا یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو تم اس کو سنو اور چپ
رہو۔ جواب فرمایا قیل واجب فی الصلوٰۃ قال عبد الرحمن بن
عباس رضی اللہ عنہما انما نزلت هذه الاية للصلوٰة خلف الامام
یعنے کہا گیا ہے کہ نماز میں واجب ہے عبد الرحمن بن عباس رضی اللہ
عنہما نے کہا کہ سوا اس کے نہیں کہ یہ آیت اتری ہے واسطے نماز کے
پیچھے امام کے۔ یعنے قرآن شریف کے سننے اور چپ رہنے کو نماز میں

واجب کہا ہے لیکن دعاگو نے اُس طرف عجب بات سُنی ہے۔
لو قرأ القاری من القران وجاء احد بعدہ وجب لہ الاستماع
وقد صمات فی العکس لایجب یعنے اگر قاری قرآن شریف پڑھتا
ہے اور کوئی شخص بعد اُس کے آیا تو اس شخص کے واسطے سننا اور چپ
رہنا واجب ہے۔ اور اگر برعکس اس کے ہے یعنے مثلاً قاری بعد
کو آیا اور ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی تو کسی شخص پر واجب نہیں ہے
کیونکہ وہ لوگ قاری سے سابق ہیں۔ لیکن درست تر یہ ہے کہ چپ
رہیں۔ اور اگر وہ لوگ چپ نہ رہیں گے تو پڑھنے والا گنہگار ہوگا۔ اذا
قرأ القران واحد لطمع الدنیا لایجب الاستماع نقل من جامع
الفتاوی یعنے اگر کوئی شخص طمع دنیا کے واسطے قرآن شریف پڑھے
تو سننا واجب نہیں ہے۔ یہ بات جامع الفتاوی سے منقول ہے
پھر اس تقیر سے فرمایا فرزند من ان مسئلوں کو لکھ لو ایضاً فرمایا سبق پڑھو
ترتیب اس میں تھی کہ خلوت اختیار کرنا ایک مسنون فعل ہے اسلئے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتدائے حال میں کوہ حرا میں خلوت
فرماتے تھے۔ ہفتہ ہفتہ دس دس دن مہینہ مہینہ بھر حتی روی انہ کان
فی جبل حراء بالخلوۃ اربعینا یعنے یہاں تک روایت کیا گیا ہے
کہ آپ نے جبل حرا میں چالیس دن کا خلوت فرمایا تھا۔ اس فقیر
سے فرمایا کہ جیسے تم نے ہمارے ساتھ دو چلے کئے تاثیر خلوت
کی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل انبیاء اور مرسل یعنے

پیغمبر اور مقتدا و پیشوا ہو گئے۔ اسی طرح اگر سالک خلوت کرے تو اس کو ثمرہ ولایت میسر ہو جائے کیونکہ نبوت تو ختم ہو چکی پس چاہیے کہ خلوت اختیار کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پہاڑ میں کھانا پانی پہنچتا تھا آپ وہاں بفراغ دل مشغول رہتے۔ اس وقت اُس پہاڑ میں ایک عورت رہتی ہے وہ ولی ہے مشغول ہے اس کو کھانا پانی پہنچتا ہے۔ بفراغ خاطر مشغول ہے۔ شب جمعہ کو خانہ کعبہ میں آتی ہے۔ اور طواف کرتی ہے۔ دعا گو نے اُس عورت کو دیکھا ہے کوہ حرا مکے سے دو کوس ہے۔ وہاں سے آتی ہے اور فرمایا جیسے کہ خدائے تعالیٰ ایک ہے اور دین ایک ہے اور ایمان ایک ہے اور پیغمبر ایک ہے تو شیخ بھی ایک چاہیئے اُس کو سبب وصول اور رہبر کل بحق جانے اور دوسرے مشائخ سے اعتقاد رکھے اور اپنے شیخ کو حسن اعتقاد بہتر جانے جیسے کہ دوسرے پیغمبروں کا منکر نہیں ہوتا ہے اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہتر جانتا ہے۔ سارے پیغمبر علیہم السلام اصول دین و ایمان کی جہت سے ایک ہیں تغیر فروع میں ہے جیسے احکام شریعت میں مثلاً چند چیزیں اور پیغمبروں کی امت پر حرام تھیں۔ اس امت پر حلال ہو گئیں اور چند چیزیں حلال تھیں وہ حرام ہو گئیں جیسے کہ غنیمت لڑائی کی پہلے امتوں سے حرام تھی۔ اس امت پر حلال ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کا قول پاک ہے فکلوا مما غنمتم حلالاً طیباً اس کی مثل اور بہت چیزیں ہیں اگر واسطے وعظ کے مشائخ دیگر سے

پاس جائیے یا خرقہ تبرک وصحبت ومحبت کا پہنے تو درست ہے کیونکہ خرقہ محبت کا خرقہ ارادت نہیں ہے۔ اور شیخ کی ارادت سے مرتد نہ ہو جائیے۔ کیونکہ واسطے مرتد طریقت کے رجوع نہیں ہے۔ اور مرتد شریعت کے لئے رجوع ہے اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیرید یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ایضاً شب بستم ماہ ذیقعدہ شب شنبہ تہجد کے وقت

یہ فقیر تہجد سے خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا۔ شیخ زادہ نجم الدین عوارف کا سبق خدمت میں پڑھتا تھا۔ حدیث شریف پڑھی۔ قولہ علیہ السلام فضل العالم علی العابد کفضلی علی امتی وقولہ علیہ السلام العلماء ورثۃ الانبیاء یعنے فضل عالم کا عابد عامی پر مثل فضل میرے کے ہے۔ میری امت پر اور علماء میراث وار ہیں انبیاء کے یعنے پیغمبروں کے فرمایا کہ مراد اس سے علمائے حقائق ہیں نہ مجرد علماء جو کہ بیع وشراء جانتے ہیں جیسا کہ روایت کیا ہے کہ بعض صحابہ جبکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آتے اور پوچھتے تو انسؓ فرماتے سلوا مولانا الحسنؓ فانہ قد حفظ ونسینا لان الذی متروک بالا علی یعنے تم مولانا حسن سے پوچھو کیونکہ مگر انہوں نے یاد رکھا ہے۔ اور ہم بھول گئے جبکہ حقائق میں مشغول ہوئے تو شرائع خاطر میں نہ رہی اگر کوئی شخص

معرفت وحقائق سے پوچھتا تو فی الحال بیان کر دیتے اس لئے کہ اس کے اہل تھے۔ فالعلم ثلثة علم الاقوال هو الشریعة وعلم الافعال هو الطریقة وعلم الاحوال هو الحقیقة کما نطق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الشریعة اقوالی والطریقة افعالی والحقیقة احوالی یعنی علم تین قسم ہے ایک تو علم اقوال یہ شریعت ہے۔ دوسرا علم افعال یہ طریقت ہے تیسرا علم احوال یہ حقیقت ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ شریعت میرے اقوال ہیں اور طریقت میرے افعال ہیں۔ اور حقیقت میرے احوال ہیں۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من بگیر بگیر۔

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ چند حدیثیں فضل عالم کے واسطے تکثیر فائدے کی یہاں لکھی جاتی ہیں اول (فضل العالم علی العابد کفضلی علی امتی) قال المناوی قال الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ اراد العلماء باللہ (الحرث) بن اسامة (عن ابی سعید) الخدری رضی اللہ عنہ دوسری (فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم) ای نسبة شرف العالم الی شرف العابد کنسبة شرف النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم الی ادنی شرف الصحابة (ان اللہ عزوجل وملائکتہ

واهل السموات والارضين حتى النملة في حجرها وحتى الحوت في البحر ليصلون على معلم الناس الخير) وله رتبة فوق رتبة من يرحمه الله وتشتغل الملائكة وجميع الخلق بالاستغفار والدعاء له (ت عن ابي امامة) وهو حديث حسن (تيسيري) (فضل العالم العامل بعلمه (وكذا يقال فيما قبله وما بعده) على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب) المراد بالفضل كثرة الثواب الشامل لما يعطيه الله للعبد في الآخرة من درجات الجنة ولذاتها ومأكلها ومشاربها ومناكحها وما يعطيه الله تعالى للعبد من مقامات القرب ولذة النظر اليه وسماع كلامه (حل عن معاذ) بن جبل (جوهري) (فضل العالم على العابد سبعين درجة ما بين كل درجتين كما بين السماء والارض) لان نفعه متعد بخلاف العابد (ع عبد الرحمن بن عوف) (بالجوهري) (فضل المومن العالم على المومن العابد سبعون درجة) فيه الحث على تعلم العلم والاجتهاد فيه (ابن عبد البر عن ابن عباس) واسناده ضعيف (جوهري) (فضل العالم على غيره كفضل النبي على امته) لانه وارثه وقائم مقامه في التبليغ والهداية (خط عن انس) رضي الله تعالى عنه (ساقوريلي) (فضل العلم احب الي من فضل العبادة) قال المناوي اي نفل العلم افضل من نفل العمل كما ان فرض العلم افضل من فرض العمل

(وخیر دینکم الورع) ای من ارفع خصال دینکم الورع (البزار
طس ک عن حذیفۃ) بن الیمان (ک عن سعد) بن ابی وقاص
رضی اللہ عنہ انتہی من شرح الجامع الصغیر للعزیزی ایضاً
(العلماء ورثۃ الانبیاء یحبھم اھل السماء) ای سکانہا من
الملائکۃ (ویستغفر لھم حیتان فی البحر اذا ماتوا الی
یوم القیامۃ) وفی حیاتھم ایضاً (ابن النجار عن انس) رضی اللہ
عنہ انتہی من شرح جامع الصغیر المذکور ایضاً فرمایا کہ ہنسا
تین قسم ہے۔ القہقہۃ والضحک والتبسم اما القہقہۃ فہو ما ھو
مسموع لہ ولجیرانہ فانہ تحرم من الکبائر واما الضحک فہو ما ھو
مسموع لہ دون جیرانہ وھو اثم واما التبسم ما لم یکن مسموعاً
لہ ولا لجیرانہ فانہ مباح وسنۃ یعنے ایک قہقہہ دوسرا ضحک تیسرا
تبسم ہے قہقہہ وہ ہنسی ہے کہ ہنسنے والے کو اور اُس کے
پڑوسیوں کو سنائی دے سو یہ حرام ہے منجملہ کبائر ہے۔ ضحک یہ ہے
کہ اُس شخص کو سنائی دے اُس کے پڑوسیوں کو سنائی نہ دے اور یہ
گناہ ہے اور تبسم یہ ہے کہ اُس شخص کو اور اُس کے پڑوسیوں کو
سنائی نہ دے۔ پس یہ مباح اور سنت ہے۔ اسی اثنا میں اس فقیر
سے اور یاران دیگر سے پوچھا کہ صبح نزدیک ہو تو سونا نہ چاہیئے ورنہ
سو جاؤں تا کہ دن کو نیند تکلیف نہ دے۔ صبح کے وقت اٹھنا نہ پڑے
ورد نہ پڑھ سکوں گا۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نوم الصبح یمنع الرزق

یعنے صبح کی نیند رزق کو روکتی ہے۔

بیسویں ماہ مذکور روز سہ شنبہ چاشت کے وقت

یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا عبدالرحمٰن ظفاری دعوات برنی کا سبق خدمت میں پڑھ رہا تھا فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کو حاضر جاننے اُس کو نہ چاہیئے کہ ہو کہے یہ خطاب تو غائب کا ہے۔ اُس کو تو چاہیئے کہ انت انت کہے۔ کیونکہ یہ حاضر کا خطاب ہے۔ اسی اثنا میں نذانہ لوگ پہنچے بعض نے تعلق و پیوند کا التماس کیا۔ فرمایا سبق کو موقوف رکھو کہ میں اُن کو توبہ کی تلقین کر دوں۔ میں نے شیخ قطب عالم رکن الحق والدین سے سنا ہے کہ توبہ میں توقف نہ کرنا چاہیئے۔ جیسے کہ اگر کوئی کافر مسلمان ہونا چاہے تو توقف نہ کرے اُسی وقت اسلام پیش کرے۔ اسی طرح اُسی وقت تلقین کرے۔ مگر جبکہ فوت فریضہ کا خوف ہو۔ پس توقف نہ چاہیئے۔ سبق کو موقوف رکھا۔ توبہ کی تلقین کر دی۔ پھر اس فقیر سے فرمایا فرزندمن بگیر بیدہ۔

ایضاً تزکیہ نفس کا ذکر نکلا

فرمایا اگر کوئی شخص کسی عالم سے فوق بیٹھ جائے۔ تو وہ کیا کچھ حکم دے یہاں تک کہ اگر وہ فرماندہ یعنے حاکم ہو تو انتقام لے۔ تزکیہ نفس کا ایک یہ ہے کہ جس جگہ بیٹھ جائے صدر و نعال اُس کے دل میں برابر ہو

شیخ جمال الدین قدس سرہ ہمیشہ صف نعال میں بیٹھتے تھے۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ تھے کوئی اور بزرگ ان کی زیارت کو آئے۔ انہوں نے دیکھا کہ اُن کے پہلو میں ایک مست بیٹھا تھا۔ وہ اُٹھا اور چلا گیا۔ ان بزرگ نے کہا کہ تم نے اس مست کو نہی منکر کا وعظ کیوں نہیں کیا۔ اُن بزرگوار نے جواب دینا شروع کیا کہ ہم اس مست سے بھی زیادہ تر مست ہیں۔ وہ مست تو شراب کا مست ہے۔ ہم حب دنیا کے مست ہیں۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حب الدنیا راس کل خطیئۃ یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی دوستی سر ہے سارے خطاؤں کا۔ اگرچہ اُس کو نہی منکر کیا تھا۔ اور وہ حب دنیا کا مست نہ تھا لیکن تواضع وانکسار کیا۔ بزرگی نہیں کی۔ کہ میں نڈا ہوں۔ کیونکہ تکبر صفت ہے شیطان کی۔ اللہ تعالیٰ کا قول پاک ہے کہ ابیٰ واستکبر یعنے شیطان نے آدم علیہ السلام کے سجدے سے انکار اور تکبر کیا اور خلق کرنا صفت ہے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں یوں خبر دی ہے کہ انک لعلیٰ خلق عظیم اس میں تین تاکیدیں ہیں اول تاکید یہ ہے کہ شروع میں حرف انّ آیا جو کہ واسطے تحقیق و تاکید کے ہے دوسری تاکید یہ ہے کہ حرف علیٰ پر لام تاکید کا آیا تیسری تاکید یہ ہے کہ خلق کی صفت عظیم آئی یعنے بیشک تم اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم البتہ بڑے خلق پر ہو۔

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ، فانہ یوقع فی الشبہات ثم فی المکروہات ثم فی المحرمات قال الغزالی رحمہ اللہ تعالی وکما ان حبہا راس کل خطیئۃ فبغضہا راس کل حسنۃ (ھب عن الحسن البصری رضی اللہ عنہ (مرسلاً) انتہی من شرح الجامع الصغیر للعزیزی۔ ایضاً ایک عزیز نے پوچھا کہ سونے کی انگوٹھی پہننا کیسا ہے۔ جواب فرمایا لا یجوز خاتم الذہب للرجال الا ان تکون الفضۃ غالبۃً او کان من خرف النقرۃ یعنے سونے کی انگوٹھی مردوں کے واسطے جائز نہیں ہے، مگر یہ کہ چاندی غالب ہو یا خالص چاندی کی ہو جیسا کہ کتاب منتقی میں مذکور ہے سہ

خاتم الفضۃ لا باس بہ	وترکہ جزلۃٌ فاتبعہ
وجاز للامیر والکُتّاب	لحاجۃ الختم علی الکتاب
وخاتم الحدید والنحاس	والصفر مکروہ لکل الناس

او کان من خرف الفضۃ خلافاً للشافعی رحمہ اللہ تعالی فیُسدّ یا الرجال حتی یخرج النساء وفی الخبر المشہور ان یوماً خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی الصحابۃ فاشار الی الذہب والابریسم فقال ھذان محرمان لذکور امتی وحل لاناثہم یعنے خبر مشہور ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ پر

نکلے پس آپؐ نے اشارہ کیا طرف سونے اور ریشم کے پھر فرمایا کہ یہ دونو حرام کئے گئے ہیں واسطے میری امت کے مردوں کے اور حلال ہیں واسطے ان کی عورتوں کے پھر فرمایا فرزندمن ان فائدوں کو لکھ لو۔

ایضاً بدھ کی رات تہجد کے وقت اکیسویں ماہ مذکور

کو یہ فقیر حجرے سے خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا ایک عزیز خدمت میں قصیدۂ لامیہ کا سبق پڑھتا تھا۔ نظم اس باب میں تھی ؎

حساب الناس بعد البعث حق　　فکونوا بالتحرز عن وبال

الوبال ای العقوبۃ قولہ تعالی ان الینا ایابھم ثم ان علینا حسابھم یعنے حساب لوگوں کا بعد البعث یعنے دوبارہ زندہ کرنے کے ثابت و راست و استوار ہے۔ پس تم عذاب سے ڈرو اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ بیشک طرف ہمارے ہے بازگشت اُنکی پھر بیشک ہمارے اوپر ہے حساب اُن کا۔ بعد اسکے یہ نظم پڑھی ؎

وحق وزن اعمال وجری　　علی متن الصراط بلا انتحال

وفی نسخۃ بلا احتمال یعنے راست و درست ہے تولنا اعمال کا اور چلنا پشت پر پل صراط کے بدوں محال اور بے احتمال کے اللہ تعالے فرماتا ہے والوزن یومئذ الحق فمن ثقلت موازینہ فاولئک ھم المفلحون ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا

فائدہ اعمال

انفسھم بما کانوا بایاتنا یظلمون یعنے تولنا اعمال کا اُس دن حق
ہے۔ پس جس شخص کے موازین بھاری ہوئے۔ سو وہی لوگ ہیں
خلاصی پانے والے، اور جس کے موازین ہلکے ہوئے پس وہ وہی
لوگ ہیں کہ نقصان کیا اُنہوں نے اپنی جانوں کا بسبب اُس چیز
کے کہ تھے ساتھ نشانیوں ہمارے کے ظلم کرتے۔ فرمایا کہ میں نے
اعمال کا تلنا تین طرح سنا ہے احدھا یوزن صحائف اعمالکل
ماکتبت کرام کاتبون من الخیر والشر والثانی للمیزان کفتان
یسمی لاحدھما کفۃ الحسنۃ والاٰخر کفۃ السیئۃ وان ثقلت کفۃ
الحسنۃ ورجحت فقد افلح وفاز وان خفت کفۃ الحسنۃ وثقلت
کفۃ السیئۃ فقد ھلک وخسر والثالث المیزان کفۃ واحدۃ
یجعل المرء فیھا ان ثقلت الکفۃ فقد فاز وان خفت الکفۃ
خسر یعنے وزن اعمال کے تین طریق بیان فرماتے۔ ایک طریق
یہ ہے کہ اُس کے نامۂ اعمال تولے جائیں گے۔ ہر وہ چیز کہ جس
کو کرام کاتبین نے لکھا ہے بھلائی اور بُرائی سے، اگر نیکی کے
صحیفے بھاری ہوئے تو چھوٹ گیا۔ اور اگر ہلکے نکلے تو زیان کار ہوا
دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ترازو کے دو پلے ہیں جیسے کہ ہوتے ہیں ایک
پلے کو نیکی کا پلہ کہتے ہیں اور دوسرے کو بدی کا پلہ، اگر نیکی کا پلہ
بھاری ہوا تو نجات پائی اور اگر نیکی کا پلہ ہلکا ہوا اور بدی کا پلہ بھاری
ہوا تو ہلاک و زیاں کار ہوا۔ تیسرا طریق یہ ہے کہ ترازو کا ایک ہی پلہ ہے

کہ آدمی اُس میں رکھا جائے گا۔ اگر وہی پلہ بھاری ہوا تو نجات پائی اور اگر ہلکا ہوا تو خسارے میں رہا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کلام مجید میں فرماتا ہے فاما من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ راضیۃ واما من خفت موازینہ فامہ ھاویۃ وما ادراک ماھیہ نار حامیۃ پھر یہ بیت پڑھی ؎

ویعطی الکتب بعضاً نحو یمنی — وبعضاً نحو ظھر او شمال

فرمایا کہ بعضاً مفعول اول ہے۔ اور الکتب مفعول ثانی نظم کے واسطے مفعول ثانی کو اول پر مقدم کر دیا ہے۔ تقدیر کلام کی یوں ہوئی۔ یُعطی بعضٌ الکتبَ یعنی بعض لوگوں کو نامہ اعمال سیدھے ہاتھ کی طرف دیے جاویں گے۔ اور بعض کو بائیں ہاتھ کی طرف یا پیٹھ کے پیچھے فرمایا کہ جن لوگوں کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے تو وہ ہاتھ آگے ہوگا۔ لیکن طوق و زنجیر میں کھچا ہوا اور جن لوگوں کو پیٹھ کے پیچھے دیں گے تو ان کے ہاتھ پشت پیچھے ہوئے ہوں گے پس بضرورت نامہ اعمال کو ہاتھ پر رکھیں گے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔ فاما من اوتی کتابہ بیمینہ فیقول ھاؤم اقرؤا کتابیہ انی ظننت وقولہ تعالیٰ واما من اوتی کتابہ بشمالہ الی قولہ فاسلکوہ وقولہ الآخر فاما من اوتی کتابہ بیمینہ فسوف یحاسب حسابا یسیرا وینقلب الی اھلہ مسرورا واما من اوتی کتابہ وراء ظھرہ فسوف یدعو ثبورا ویصلی سعیرا یعنے جس شخص کو کہ

نامہ اعمال اُس کے سیدھے ہاتھ میں دیں گے تو اس کو بشارت بہشت کی ہے۔ اور اُس کا حساب آسان کریں اور لوٹے گا طرف اپنے گھر والوں کے خوش ہوتا ہوا۔ اور جس کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں یا پس پشت دیں گے تو اس کے گردن میں آگ کے طوق ڈالیں گے اور زنجیر آگ کی پاؤں پر رکھیں گے۔ جو کہ بستر گز کی ہوگی پھر دوزخ میں داخل کریں گے اور جزئی معطوف ہے وزن اعمال پر یعنے حق جری علی متن الصراط یعنے پل صراط کے پشت پر چلنا حق ہے۔ متن ظہر کو کہتے ہیں۔ یعنے پشت یہ پل درمیان دوزخ کے ہے۔ وذلک قولہ تعالیٰ فوربک لنحشرنھم والشیاطین ثم لنحضرنھم حول جہنم جثیا الی قولہ جثیا یعنے نہیں ہے تم میں سے کوئی گروہ دوزخ کا وارد ہونے والا ہے۔ یہ تمہارے رب پر اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجب واستوار و مضبوط کیا ہوا۔ اِن نافیہ ہے اسلئے کہ بعد اُس کے اِلا واقع ہوا ہے۔ ای ما منکم الا واردھا جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ متحیر رہ گئے اس کے بعد اُن کے تسکین خاطر کے واسطے یہ آیت نازل ہوئی ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین جثیا یعنے پھر ہم نجات دیں گے اُن لوگوں کو کہ پرہیزگاری کی اور ڈرے اور تقویٰ اختیار کیا۔ اور چھوڑ دیں گے ہم اُس میں ظالموں کو ماننی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ انبیاء بھی اُس میں گزر کریں گے۔ جواب فرمایا کہ یہ خطاب اُن پر نہیں ہے۔ وہ دوسری

راہ جائیں گے۔ پھر اس فقیر سے فرمایا کہ یہ فرزندمن یہ فائدہ لکھ لو
ایضاً نیز شب مذکور میں تہجد کے وقت یہ فقیر حجرے سے خدمت
میں حاضر تھا۔ خواجہ محمد ظفاری بھی اپنے حجرے سے آئے چونکہ
وہ عربی تھے۔ انہوں نے عربی زبان میں عرض کیا کہا یا مخدوم
كُنْتُ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اَذْكُرُ الْخَفِيَّ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ يَمِيْنِيْ فَقَالَ
لِيْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ عِنْدَ رَاسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
شَجَرَةٌ ثَمَرُهَا يَا رَبِّ اَنْتَ اِلٰهٌ عَالِمٌ وَاَنَا عَبْدٌ جَاهِلٌ اَسْأَلُكَ
اَنْ تَرْزُقَنِيْ عِلْمًا نَافِعًا حَتّٰى اَعْبُدَكَ بِعِلْمِكَ وَاِلَّا هَلَكْتُ
وَقَالَ لِيْ قُلْ هٰذَا يَا عَبْدَ اللّٰهِ قَدْ قَالَهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَاَيُّ شَيْءٍ
تَاْوِيْلُ هٰذِهِ الْوَاقِعَةِ يَا مَخْدُوْمُ جواب فرمایا یا اَخِيْ سَيِّدُنِيْ
تَحْصِيْلِ الْعُلُوْمِ بِاِشَارَةِ هٰذِهِ الْوَاقِعَةِ هٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى تَحْصِيْلِ
الْعُلُوْمِ الدِّيْنِيَّةِ نَحْصِلُهَا یعنے اے مخدوم میں اس رات ذکر
خفی کرتا تھا۔ پس ایک مرد میرے داہنے طرف سے آیا۔ مجھ سے کہا
اے اللہ کے بندے نزدیک سر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے ایک درخت ہے۔ اُس کا پھل یہ دعا ہے۔ یعنے اے
رب تو معبود عالم ہے۔ اور میں بندہ جاہل ہوں میں تجھ سے اس بات
کا سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے علم نافع دے۔ تاکہ میں تیری عبادت کروں
ساتھ علم تیرے کے، ورنہ میں ہلاک ہوجاؤنگا۔ اور مجھ سے کہا کہ اے
اللہ کے بندے تو اس کو کہہ مقرر اُس نے اس کو تین بار کہا۔ پس اے

مخدوم اس واقعے کی کیا تاویل ہے۔ جواب فرمایا کہ اے بڑے بھائی
اے میرے سید۔ تو علوم کی تحصیل کر ساتھ اشارے اس واقعے کے یہ
دلیل ہے علوم دینیہ کے حاصل کرنے پر۔ پس تو ان کو حاصل کر۔

اکیسویں تاریخ ماہ مذکور بدھ کے روز چاشت کے وقت

یہ فقیر حجرے سے خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا۔ شیخ زادہ نجم عوارف
کا سبق خدمت میں پڑھتے تھے۔ گفتگو محبت میں تھی۔ فرمایا کہ اگر ایک
شخص محب ہو اور محبوب نہ ہو تو پریشان ہو جائے۔ مثلاً اگر کوئی شخص
کسی معشوقہ پر عاشق ہو اور وہ اس کو دوست نہ رکھے۔ اور نہ اس کی
پرداخت کرے۔ تو وہ کس قدر پریشان ہوگا۔ اولیاء نے اس سے
استعاذہ کیا ہے۔ یعنے اس بات سے پناہ مانگی ہے اور یہ نظم پڑھی

انت الحبیب ولکنی اعوذ بہ   من ان اکون محبا غیر محبوب

یعنے تو حبیب دوست ہے لیکن میں ساتھ اسکے اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں
محب غیر محبوب ہوں یعنی میں اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں تو تجھے چاہوں
اور تو مجھے نہ چاہے اور فرمایا کہ محبوبیت جو حاصل ہوتی ہے سو وہ نزدیک
مشائخ قدس سرہم کے پیروی کرنا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فعل
وحال یعنے گفتار وکردار ورفتار میں۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل
ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ
غفور رحیم یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کہہ دو کہ اگر ہو تم محبت

رکھتے ہو اللہ سے۔ تو تم میری پیروی کرو۔ اللہ تم کو دوست رکھے گا اور بخشش کرے گا واسطے تمہارے۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا ہے۔ بہت رحم کرنے والا، جو کوئی اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعوے کرے تو وہ اللہ کے پیغمبر کی پیروی اختیار فرمائے تا کہ محبوب ہو جائے جو شخص اتباع پیغمبر کی مخالفت کرے قول و فعل و حال میں وہ ہرگز محبوب نہ ہو گا۔ یہ ایک اصل عظیم ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشراق و چاشت و تہجد ہمیشہ پڑھا ہے۔ آپ پر فرض تھا۔ اور امت پر سنت ہے۔ اسلئے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فتہجد بہ نافلۃ لک ای زائدۃ لک علی خمس اوقات والنفل فی اللغۃ ھو الزیادۃ وقیل نافلۃ لامتک پھر رُخِ مبارک طرف اس فقیر کے لاتے۔ فرمایا فرزند من یہ فائدہ لکھ لو۔ ایضاً فرمایا فرزند من سبق پڑھ۔ میں نے شروع کیا ترتیب اس میں تھی التوفیق جعل فعل العبد موافقا لرضاء الرب یعنے توفیق کر دینا بندے کے فعل کا ہے موافق واسطے خوشی پروردگار کے پس توفیق خیر میں ہے۔ شر میں نہیں ہے۔ کیونکہ رضا شر میں نہیں ہے اس فقیر کی طرف اشارہ کیا کہ فرزند من اس کو لو غریب ہے کم کوئی جانتا ہے ؎

یرید الخیر والشر القبیح ولکن لیس یرضی بالمحال

ای بالمعاصی والقبائح ایضاً فرمایا حدیث صحاح ہے عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ

قال من قال اذا اصبح اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ مِنْكَ فِیْ نِعْمَةٍ وَّعَافِيَةٍ وَّسِتْرٍ فَاَتِمَّ نِعْمَتَكَ عَلَیَّ وَعَافِیَتَكَ وَسِتْرَكَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ثلث مرات اذا اصبح واذا امسیٰ کان حقًا علی اللہ عز وجل ان یتم نعمته علیه یعنے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہے جبکہ صبح کرے۔ الٰہی بیشک میں نے صبح کی تیری طرف سے نعمت وعافیت وستر میں سو تو پورا کر اپنے نعمتوں کو مجھ پر اور اپنی عافیت وستر کو دنیا وآخرت میں۔ اس کو تین بار کہے جب صبح کرے اور جب شام کرے اور اول وآخر درود شریف پڑھے۔ تو حق ہے اللہ عزوجل پر کہ تمام کرے اپنی نعمت کو اس پر رات کو بجائے اصبحت کے امسیت کہے وعن ابی سلام رضی اللہ عنه قال مرّ بنا رجل طوال اشعث فقیل هذا خادم رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم فقمت الیه فقلت اخادمت النبی علیه السلام قال نعم فقلت حدثنی عنه حدیثا لم یتداوله الرجل بینه وبینك قال سمعت رسول اللہ یقول من قال حین یصبح وحین یمسی ثلث مرات رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّاحِدًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰهِ اَنْ یُّرْضِیَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یعنی ابو سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہا کہ گزر گیا ہم پر سے ایک مرد نے کہ اس کا دراز قد تھا اور بالوں کو

آگے ڈالے ہوئے تھا یعنی بالوں کی مانگ نکالی تھی پس کہا گیا کہ یہ خادم ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پس میں طرف اُسکے کھڑا ہوا میں نے کہا
کیا تو نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔
پس میں نے کہا کہ تو مجھے اُن سے ایسی حدیث کر کہ درمیان تیرے اور
درمیان اُنکے کوئی واسطہ نہو خاص تو نے ہی اُنکی زبان مبارک سے سُنی ہو
اُس نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے
تھے جو شخص کہے جبکہ صبح کرے اور جبکہ شام کرے تین بار یعنے اس دعا کو
تو حق ہے اللہ پر کہ وہ راضی کرے اُس کو قیامت کے دن۔ دعا کے
معنی یہ ہیں کہ راضی ہوا میں ساتھ اللہ کے ایک پروردگار سمجھ کر، اور
ساتھ اسلام کے دین جان کر اور ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
نبی جان کر۔ فرمایا کہ حق اس جگہ بایں معنی ہیں کہ کرمًا وعدلًا لان
الالوھیتہ تنافی الوجوب یعنے یہ وعدہ بطریق کرم وعدل کے ہے
نہ بطریق واجب کے کیونکہ الوہیت وجوب کی منافی ہے اور مراد
صبح سے سورج کے طلوع ہونے سے ڈھلنے تک ہے اور مساء عبارت
ہے حد مثلیہ سے، یعنے دوگنا ہونا ہر چیز کا سایہ جب تک کہ شفق غائب ہو جائے

ان الغداء من طلوع الفجر — الی زوال الشمس قبل الظهر
اما العشاء من صلوة الظهر — الی انتصاف اللیل فاعلم فادر
ثم السحور من مضی الشطر — من اللیل الی طلوع الفجر

یعنے غدا فجر نکلنے سے لے کر سورج کے ڈھلنے تک ہے ظہر سے پہلے

ف۔ بیان اوقات نماز

اور عشا نماز ظہر سے لے کر آدھی رات تک ہے۔ تو اس بات کو خوب سمجھ بوجھ لے۔ پھر سحور ہے۔ آدھی رات گذرنے سے فجر نکلنے تک۔ پھر اس حقیر سے فرمایا فرزند من ان فائدوں کو جو میں نے کہے لکھ لو۔ فرمایا کہ اول مبتدی سے خلوت کرائیں اور ذکر کا حکم دیں۔ سنتیں اور فرض بجا لائے اور باقی جب فارغ ہو تو ذکر میں مشغول ہو جائے۔ یہاں تک کہ سارے ظلمانی حجاب دور ہو جائیں۔ پھر نورانی حجاب پیدا ہو جائے جب اس حجاب سے گزر جائیگا تو آگے وصال ہے۔ اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ظلمات بعضہا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یراہا ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور ای حجاب ظلمات منا۔ اس کے حکایت بیان فرمائی کہ دعا گو گازرون میں تھا۔ شیخ امین الدین گازرونی کی خانقاہ میں حجرے ہیں۔ ان میں طالبین کو شیخ امام الدین برادر شیخ امین الدین نے مشغول کیا ہے۔ بعض ہندوستانی لوگ دہلی کے وہاں مشغول ہوئے ہیں۔ ایک دن ایک شخص انہیں خلوتیوں سے نزدیک شیخ امام الدین کے آیا اور عرض کیا میں دیکھتا ہوں کہ میرے آگے پیچھے نور ہے۔ شیخ نے فرمایا تو اس کو دفع کر آگے چل تو وہاں تک پہونچا ہے کہ نورانی حجاب رہا ہے۔ شیخ نے اس سے فرمایا کہ تو نزدیک پہونچ گیا ہے۔ یہاں تک کہ وصال ہو جائے بعد اس کے فرمایا کہ بے چارہ وہ آدمی کہ اس کے پاس شیخ حاضر نہ ہو کہ اس کو خلوت کا حکم دے۔ یا یہ کہ اس نے علم سلوک نہ پڑھا ہو۔ تو وہ اس لئے میں رہ جائے۔ جاننے

شیخ امام الدین ۔۔۔ وصال

کہ میں پہونچ گیا اور یہ تو خود حجاب ہے۔ کام تو آگے ہے۔ پہلے مقام وصال سے باز رہ جائے۔ حدیث صحاح ہے الزاھد بلا علم کالحمار فی الطاحونتہ یعنے زاہد بدوں علم کے مثل گدھے کے ہے چکی میں، پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران دیگر کے لائے فرمایا بھائیو میں تم کو کہتا ہوں۔ کہ تم یہ طریق لو۔ اگر تمہارا کام میسّر ہو جائے تو تم دعاگو کے پاس آؤ۔ کہو تاکہ میں تم کو خبر کروں۔ اور آگاہ کروں۔ ہم سب نے قدم بوسی کی بعد اس کے فرمایا کہ جس طرح سر کی آنکھ میں سیاہی کے اندر پتلی ہے۔ اسی طرح دل کی آنکھ میں بھی پتلی ہے۔ تصفیہ باطن سے ظاہر ہوتی ہے۔ ان چیزوں سے باطن کو پاک کرے غل و غش و بغض و غضب و کینہ و کبر و حسد و حقد و حقارو جاہ و حب دنیا و طلب دنیا و قبول خلق و مدح خلق و ریا و عجب اور ما نند ان کے جب تک کہ ان سے پاک نہ ہو گا۔ تب تک وہ پتلی روشن نہ ہو گی[1] کہ جس سے اللہ عزوجل کو دیکھتے ہیں۔ مثلاً اگر ظاہر کی آنکھ کو خوار رکھے گا اور اس کی تیمارداری نہ کریگا تو وہ زنگ پکڑ جائے گی۔ اندھی ہو جائیگی۔ پس سالک کو چاہیئے کہ چشم باطن کی تیمارداری کرے۔ کیونکہ وہ بھی پتلی رکھتی ہے۔ یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ذکر کا ذکر نکلا

فرمایا کہ مشائخ مریدوں کو کثرت ذکر کا حکم دیتے ہیں ذکر خفیہ کلمہ لا الہ الا اللہ

---

[1] بن ملے بے کیا ہوئے جوگی زمن کی آس   جوں تیلی کے بیل کو گھر گھر کوس پچاس

کا یوں کرے کہ لا کے نفی میں مد کرے بائیں طرف سے داہنے طرف
لے جائے پھر اثبات بائیں جانب کرے دل سے نفی کرے اور
دل ہی سے پھر اثبات کا القا کرے۔ کیونکہ دل بائیں طرف مائل ہے
اور حرکت ذکر خفی کی ویسی ہی ہے کہ جیسے ذکر جہر کی حرکت ہوتی ہے
جیسا کہ میں نے بھائیوں کو تلقین کیا ہے۔ پھر روئے مبارک طرف اس
فقیر کے اور یاران خلوتیان دیگر کے لائے۔ فرمایا کہ ذکر جہری واسطے
تصفیہ نفس کے ہے۔ اور تصفیہ باطن کا عام تر ہے اور ذکر خفیہ مخصوص
ہے ساتھ تصفیہ باطن کے۔ ذکر بضم الذال ذکر الباطن اعنی القلب
بالخفیۃ وذکر بکسر الذال عام یتناول الظاہر والباطن بالتصفیۃ
جبکہ مرید یعنے طالب صادق خلوت وجلوت میں ذکر کی مداومت وہمیشگی
کرے تو اس کے دل کا دروازہ کشادہ ہو جائے۔ اور آواز دیکھے اور اس
کے سارے اعضا میں خلق صوت ہو جائے۔ وہ بھی ہمراہ اس کے ذکر
میں موافقت کریں۔ ذکر میں ہو جائیں۔ مناسب اس کے حکایت بیان
فرمائی۔ کہ قاضی شمس الدینؒ برادر قتلغ خان کعبہ مبارک کے مجاور ہو گئے
تھے۔ اُن دنوں میں دعاگو وہیں تھا۔ جب وہ سوتے تو ان کے سینے سے
بسبب کثرت استعمال ذکر کے ذکر کی آواز نکلتی تھی۔ جس وقت انہوں
نے انتقال کیا تو دعاگو ان کے جنازے پر حاضر تھا۔ اور شیخ عبداللہ
یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی حاضر تھے۔ اور مشائخ دیگر بھی حاضر تھے۔ جنازے
میں اُن کے وجود سے ذکر نکلتا تھا۔ سب لوگ سنتے تھے۔ اور سارے

قصہ۔ آواز ذکر از جنازہ

مشائخ و آئمہ دعد و اخلائق دیگر ذکر میں مشغول ہو گئے۔ اور جنازے سے
ویسا ہی ذکر نکلتا تھا۔ یہ ہے تاثیر ذکر کی۔ پھر قاضی شمس الدین کو دعا گو
کے حوالے کیا۔ کیونکہ وہ تیری ولایت کے ہیں۔ تو گورغریباں میں لے جا
دفن کریں ان کو گورستان غریباں میں لایا۔ ام المومنین حضرت خدیجہ
رضی اللہ عنہا اپنی دادی کے پائینتی نزدیک قبر حضرت ابراہیم ادھم
رضی اللہ عنہ کے دفن کیا بعد اس کے فرمایا کہ صحابہ کرام مصطفٰے صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو خلوت کی حاجت نہ تھی۔ وہ تو صحبت مبارک نبوی کے
ملازم و مصاحب رہے ہیں۔ وہ اُن لوگوں سے بہتر ہیں جو کہ خلوت اختیار
کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس خطاب سے مشرف ہوئے اصحابی کالنجوم
بایھم اقتدیتم اھتدیتم وان ابیتم غویتم یعنے میرے اصحاب
مثل ستاروں کے ہیں۔ تم نے ان میں سے جس کسی کا اقتدا کیا راہ پالی
اور اگر انکار کرو گے اور ان کی مخالفت اختیار کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے
صحابہؓ کی ستاروں کی طرف نسبت کی۔ اسلیئے کہ قافلہ شب کے چلنے
والے ستاروں سے راہ کی سمت پاتے ہیں اور دریا میں بادبان باندھتے
ہیں۔ اسی طرح اُمت کے لوگ دنیا کی تاریکی میں جو کہ رات کے مشابہ
ہے۔ حاجتمند رہتے ہوتے ہیں۔ اگر ان دین کی ستاروں سے رستہ
لیں تو کبھی بے راہ نہ ہوں گے اسی طرح اگر کوئی مرید اپنے پیر کی
صحبت اختیار کرے تو یہ اُس سے بہتر ہے کہ خلوت کرے۔ اس
صحبت سے ہاتھ آئے گا جو کچھ کہ آئے گا۔ پھر روئے مبارک طرف اس

فقیر کے اور دیگر یاران مصاحب کے لئے فرمایا جیسے کہ یہ بھائی لوگ صحبت دعاگو کے مصاحب رہتے ہیں اور ہمیشہ میں ان کے لیے دعا کرتا ہوں اور وہ مجھ سے طریقت اخذ کرتے ہیں۔ دوسروں کو واجب ہے کہ اُن کا اقتدار کریں تاکہ راہ پائیں ورنہ وہ لوگ کہ جنہوں نے دعاگو سے تعلق و پیوند کیا ہے۔ لاکھوں سے گزر گئے ہیں لیکن مرید بھی چند نفر ہیں کہ جنہوں نے صحبت اختیار کی ہے۔ ہم سب نے خدمت کی یعنے تسلیم عرض کی

ایضاً اکیسویں ماہ مذکور کو بعد نماز ظہر کے

یہ فقیر حجرے سے خدمت میں حاضر تھا۔ شیخ زادہ نجم الدین خدمت میں عوارف پڑھتے تھے اور ہم چند یار ملازم سامع تھے۔ بات اس میں تھی کہ بعض لوگ جب سلوک میں پہنچتے ہیں تو سنن و فرائض کے ساتھ کفایت کرتے ہیں اور نوافل و مستحبات کا ترک اختیار کرتے ہیں یہ نقصان ہے۔ کمال یہ ہے کہ جتنی قربت زیادہ تر ہو تو طاعت وعبادت بھی زیادہ ہو۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ قطب عالم رکن الحق والدین قدس سرہ کا کام جس وقت کمال قرب کو پہنچا تو انہوں نے زیادہ تر عمل کیا۔ یہاں تک کہ دعاگو نے دیکھا ہے کہ تہجد کے وقت سے دوپہر تک مشغول رہتے تھے۔ بعد اس کے گھر میں جاتے کچھ فتور نہیں ہوتا تھا جس طرح کہ فرشتوں کو فتور نہیں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والملائکۃ یسبحونہ ولا یفترون یعنے فرشتے اس کی

کی تسبیح کرتے ہیں اور سست نہیں ہوتے ہیں۔

ایضاً بائیسویں ماہ مذکور جمعرات کے دن

یہ فقیر حجرے سے خدمت میں حاضر تھا شیخ زادہ نجم الدین عوارف کا سبق خدمت میں پڑھتے تھے بات اس میں تھی کہ سالک کو چاہیئے کہ کتاب و سنت یعنے قرآن مجید و حدیث شریف پر عمل کرے۔ اور ادب کی محافظت کو نگاہ رکھے۔ کیونکہ بے ادب کسی جگہ نہیں پہونچتا ہے مناسب اسکے **حکایت** بیان فرمائی کہ کسی شہر میں ایک عزیز مشہور ہو گیا تھا۔ شیخ ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے مع یاروں کے اُس کے زیارت کا قصد کیا۔ چنانچہ ایک دن وہ عزیز گھر سے واسطے کسی مصلحت کے باہر آیا تھا اس نے کعبہ مکرمہ کے جانب تھوک دیا۔ امام ابو یزید اُس وقت مع یاروں کے لوٹ گئے۔ اور اُس کی ملاقات نہ کی۔ یاروں نے پوچھا کہ آپ نے اُس کی زیارت کا قصد فرمایا۔ اور اُس سے ملاقات نہ کی۔ جواب دیا کہ میں نے اُس سے سنت کی مخالفت دیکھی۔ پوچھا وہ کیا مخالفت تھی۔ فرمایا کہ اُس نے کعبے کی طرف تھوک ڈالا۔ اگر وہ ولی ہوتا تو ہرگز سنت کی مخالفت نہ کرتا۔ والایکون ولیا مالم یکن متبعا لنبیہ قولاً و فعلاً و حالاً یعنے آدمی ولی نہیں ہوتا ہے جب تک کہ اپنے نبی کا گفتار و کردار و رفتار میں پیرو نہ ہو مناسب اسکے **حکایت** بیان فرمائی کہ جس وقت امام شبلی قدس سرہ کی موت نزدیک پہونچی تو ان کے ہاتھ پاؤں سست

ہو گئے اُٹھنے کی قوت نہ رہی اللہ سبحانہ فرماتا ہے۔ وجاءت سکرۃ الموت بالحق ذلک ما کنت منہ تحید نماز کا وقت آگیا ایک یار سے فرمایا کہ مجھ کو وضو کرا دے۔ جب اُس نے وضو کرائی تو داڑھی میں خلال کرنا اس کو یاد نہ آیا امام شبلی اُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی داڑھی کے نزدیک لے گئے اور اُس کی انگلیوں کو داڑھی میں گھسایا ہلایا داڑھی کا خلال ہو گیا۔ سنت کا احتیاط ایسا کرنا چاہیئے۔ موت کی حالت میں بھی سنت کے ضائع کرنے کو روا نہیں رکھتے مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ مخدوم بزرگ والد میرے اُس رات کہ انتقال کریں گے دعا گو خدمت میں حاضر تھا۔ اور اُس رات عشا کی نماز وقت مستحب میں نہ پڑھ سکے۔ جب آدھی رات ہوئی۔ تو مجھے بلایا۔ پورا وضو کیا۔ عشا کی نماز اور وتر پورا ادا کیا۔ ویسے ہی قبلے کی طرف منہ کر کے جان بحق تسلیم کی۔ اُس جگہ آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ یاران اعلیٰ نے بھی چشم پر آب کی۔ ایک وقت تھا فرمایا ایسے بندے ہوئے ہیں۔ اور بعض لوگ خود ہی سنت کی مخالفت کرتے ہیں اور باک نہیں رکھتے ہیں اور اُس کو قربت جانتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول پاک ہے من ترک سنتی لم ینل شفاعتی جس شخص نے میری سنت کو ترک کیا وہ میری شفاعت کو نہ پائیگا۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر ومن یتول فان اللہ

هو الغنی الحمید۔ اسوۃ حسنۃ ای اقتداء حسن یعنی البتہ مقرر ہے خاص واسطے تمہارے اللہ کے پیغمبر میں اقتدائے نیک واسطے اس شخص کے کہ وہ اُمید رکھتا ہے اللہ کی، اور پچھلے دن کی اور جو شخص کہ منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی ہے بے نیاز ستودہ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من یہ تقریریں جو میں سنتے کہیں سب کو لکھ لو ایضاً فرمایا سبق پڑھ۔ ترتیب اس میں تھی کہ جب سالک کو بسبب خلوت کے مداومت کا ذکر کلمہ لا الہ الا اللہ بامدد سے ترقی ہو جاتی ہے تو اول یہ بات ہوتی ہے کہ زمین پر نظر پڑتی ہے۔ جو کچھ روئے زمین پر ہے اُس پر اُس کا مکاشفہ ہو جاتا ہے، بعد اس کے کشف قبور ہوتا ہے۔ قبروں میں دیکھتا ہے۔ کہ ہر ایک کا کیا احوال ہے بعد اس کے ارواح طیبہ انبیاء علیہم السلام کا مکاشفہ ہوتا ہے اور اُن کو دیکھتا ہے اور سب سے آخر اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا ہے۔ اس کو مکاشفہ نہایت کہتے ہیں بعد اس کے اللہ سبحانہ کا وصال ہوتا ہے اُس کی ذات پاک کو دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے اکثر نماز میں اور غیر نماز میں بھی مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ دعا گو شیخ مکہ عبد اللہ یافعی قدس سرہ سے سماع رکھتا ہے۔ ایک دن حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ منبر پر وعظ فرماتے تھے۔ عین وعظ میں منبر سے اُتر آئے اور آخر زینے پر بیٹھ گئے۔ اور مونہہ منبر کی طرف کیا اور پشت خلق کی طرف اور چپ رہے۔ تھوڑی

دیر کے بعد اُٹھے۔ خلق کہنے لگی کہ شاید شیخ دیوانے ہو گئے۔ ایک
عزیز اُن کا معتقد تھا۔ اُس نے پوچھا کیا تھا کہ اثنائے وعظ میں
آپ منبر پر سے اتر پڑے اور آخری زینے پر بیٹھ گئے اور ساکت
رہے۔ کتنی بار آپ نے وعظ کہا یہ واقعہ کبھی نہیں ہوا۔ خلق کہتی تھی
کہ شیخ دیوانے ہو گئے۔ جواب فرمایا میں نے پیغمبر علیہ السلام کو دیکھا
کہ منبر پر آئے اور بیٹھ گئے میری کیا مجال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے مقابل میں بیٹھا رہوں۔ میں اتر آیا۔ اُن کی طرف
پشت کیونکر کروں۔ میری کیا طاقت تھی کہ آگے رسول علیہ السلام
کے بات کروں اور وعظ کہوں۔ اس سبب سے میں چپ رہا۔ بعد ازاں
مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ جن دنوں میں دعا گو
گازرون میں خانقاہ شیخ امین الدین میں تھا۔ ان کے بھائی شیخ امام الدین
کے پاس چند طالبین ہندوستان کے اور دوسرے ملکوں کے خلوت
میں مشغول تھے۔ ایک عزیز جوان عراقی خلوتی حجرۂ خلوت سے خدمت
میں شیخ امام الدین کے آیا۔ اور عرض کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ شیخ نے کہا کہ اب تو نزدیک پہنچ گیا ہے کہ مقام
وصال ہو جائے جب وہ چلا گیا تو دعا گو اس کے حجرے میں گیا۔ میں
نے پوچھا۔ عزیزی تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں
دیکھا یا بیداری میں اُس نے کہا میں نے بیداری میں دیکھا۔ عین
معاینہ کیا مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ نجم الدین صفانی

نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واقعہ بیداری میں دیکھا۔ اور التماس
کیا یا رسول اللہ آپ مجھ کو کوئی دعا سکھائیں۔ آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھ
تو خدا کی طرف پہنچے گا۔ اُن بزرگوار نے اس دعا کو مشہور کر دیا ہے۔
اُن کے خلیفہ نے وہ دعا دعا گو کو لکھ کر دی اور خرقہ پہنایا اور اجازت
پہنانے کی بطور وکالت کے دی پھر روئے مبارک طرف اس فقیر
کے لائے فرزند من یہ دعا پڑھو اور لکھو ایضاً آہستہ فرمایا کہ اس فقیر
نے اور چند دیگر خلوتی یاروں نے سن لیا کہ دعا گو کو سنوایا ہے کہ تم اپنے
یاروں کے واسطے دعا کرتا ہے۔ یارب اجعل اصحابی من المقربین
لدیک والواصلین الیک ان سے کہہ دے کہ وہ اوراد کو نگاہ رکھیں
تاکہ اس کی برکت سے مقرب و واصل ہو جائیں کیونکہ لا وجد لمن لا
ورد لہ مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ قطب عالم رکن الحق
والدین قدس سرہ فرماتے تھے کہ اس زمانے میں مریدوں کو اوراد
کا حکم دیتے ہیں تاکہ اس کی برکت سے واصل و مقرب ہو جائیں
اور دعا گو کو بھی اسی کا حکم دیتا ہے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر
کے اور یاران خلوتی اعلیٰ کے لائے۔ فرمایا بھائیو اوراد کو نگاہ رکھو۔
مجھ کو حکم ہوا ہے۔ اس سبب سے میں تم کو کہتا ہوں۔ ہم سب نے قدمبوسی
کی ایضاً ایک عزیز خدمت میں اوراد پڑھتا تھا۔ بات فجر کی سنت
میں تھی۔ فرمایا کہ سنت فجر میں چار اذ سنت ہیں احدٰھا ان یصلی
فی اول الصبح والثانی یصلی فی بیتہ لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام

من صلی سنۃ الفجر فی بیتہ یوسع لہ فی رزقہ ونقل المنازعۃ بینہ وبین اہلہ ویختم لہ بالایمان والثالث یقرأ فیہما الم نشرح والم تر کیف او قل یا ایہا الکافرون والاخلاص والرابع ان لایتکلم بین ہذہ السنۃ وفریضۃ الفجر ولو تکلم فالافضل ان یعیدہا یعنے فجر کی سنت میں چار سنتیں یہ ہیں۔ اول یہ ہے کہ فجر کی سنت شروع صبح میں ادا کرے تاکہ جو دعائیں کہ درمیان میں آئی ہیں انکو پڑھ سکے۔ دوسری سنت یہ ہے کہ گھر میں پڑھے۔ اسلیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی صبح کی سنت گھر میں پڑھے تو فراخی کی جائے واسطے اُس کے روزی اُس کی میں۔ اور جھگڑا کم ہو درمیان اُس کے اور درمیان اُس کے بی بی کے اور ختم کا اُس کا ایمان پر ہو۔ یہ تین چیزیں اُس کو کرامت ہوں گی۔ حدیث صحاح کی ہے۔ تیسری سنت یہ ہے کہ معین سورتیں پڑھے۔ اول رکعت میں الم نشرح دوسری میں الم تر کیف (اور یہ بھی آیا ہے کہ پہلی رکعت میں قولوا امنا باللہ تا آخر آیہ اور دوسری میں امنا بما انزلت تا آخر آیہ پڑھے۔ تو خوب ہے) یا یہ کہ اول میں یا ایہا الکافرون اور دوسری میں اخلاص چوتھی سنت یہ ہے کہ درمیان سنت وفرض کے بات نہ کرے اور اگر بات کرے تو بہتر یہ ہے کہ پھر پڑھے ایضاً بالمشافہ تاریخ ماہ مذکور روز پنجشنبہ کو یہ حقیر مجرے سے خدمت میں حاضر تھا۔ مصابیح کا سبق فرماتے ہے۔ حدیث شریف یہ تھی۔ قولہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام للولد علی الوالد حقوق احدھا ان یحسن اسمہا و یحسن مرضعہا و یحسن تادیبہا یعنے اولاد کے والد پر کئی حق ہیں ایک یہ ہے کہ اُس کا اچھا نام رکھے۔ کیونکہ حدیث صحاح میں ہے۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خیر الاسماء ما عبد و حمد یعنے بہترین نام عبداللہ یا عبدالرحمٰن یا عبدالرحیم اور مانند ان کے ہیں اور بہترین ناموں کا محمد یا احمد یا حامد یا حماد یا حمید ہے یہ بہترین نام ہیں دوسرا حق یہ ہے کہ اُس کی دودھ پلانے والی نیک رکھے۔ میں سماع رکھتا ہوں کہ اگر دایہ خرید کرے تو چاہیئے کہ صالح و نیک ہو دوسرے یہ کہ دودھ بہت ہو کہ برادر پئے۔ اور یہ بات ظاہر ہی ہے تیسری بات یہ ہے کہ دودھ پلانے والے کو برادر رکھے یعنے اچھی طرح سے رکھے۔ تیسرا حق یہ ہے کہ بچوں کی تادیب اچھی طرح سے کرے پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من یہ فوائد جو میں نے بیان کئے ان کو لکھ لو غریب ہیں بعد سبق مصابیح کے عوارف کا سبق شروع ہوا گفتگو ادب میں تھی۔ یہ سبق مصابیح کے سبق کے ساتھ مناسب ہے۔ اور مسکرائے

العبد بالطاعۃ یصل الی الجنۃ و بادبہ فیہا یصل الی اللہ تعالی یعنے بندہ بسبب طاعت و عبادت کے بہشت میں پہنچتا ہے۔ اور طاعت میں ادب نگاہ رکھنے سے خدا کی طرف پہنچتا ہے۔ نماز کا ادب یہ ہے کہ دائیں بائیں طرف التفات نہ کرے۔ حضور کے ساتھ ادا کرے۔ یہ ادب وصول کا سبب ہوتا ہے کیونکہ حدیث صحاح میں ہے

قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لو علم المصلی بمن یناجی ما التفت والمصلی
یناجی ربہ یعنے اگر نماز پڑھنے والا جان لے کہ کس کے ساتھ مناجات
کرتا ہے۔ کس سے سرگوشی کرتا ہے۔ کس سے بھید کہتا ہے۔ تو وہ داہنی
بائیں طرف التفات نہ کرے اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ اور نماز پڑھنے والا
اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔ اور فرمایا ادب النفس خیر من
ادب الدرس یعنے ادب درس کا تو ایک وقت ہے اور ادب نفس
کا ہر حال میں ہے۔ پس بالضرور بہتر ہوگا اسی درمیان میں حکایت
بیان فرمائی کہ دعاگو نے عوارف کو شیخ مدینہ عبداللہ مطری سے سنا ہے
میں نے اس کو ان سے پڑھا ہے۔ ہر روز بعد تہجد کے حجرہ دعاگو
میں خود آتے ایک ہاتھ میں چراغ اور دوسرے ہاتھ میں کھانا۔ میں نے
ان سے عربی زبان میں کہا یا شیخ انا اجئ الیک انت المخدوم وانت
استاذی یعنے اے شیخ میں تمہارے پاس آؤں آپ مخدوم ہو۔ اور آپ
میرے اُستاد ہو۔ انہوں نے فرمایا لا تجئ انت قط بل انا اجی الیک
واعلمک انت ولد رسول اللہ یعنے تو ہرگز مت آ بلکہ میں خود تیرے
پاس آؤنگا۔ اور تجھے تعلیم کروں گا۔ تو فرزند ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا۔ دعاگو ایک سال اُن کی صحبت کا ملازم رہا۔ میں نے پوری
عوارف پڑھے دعاگو مدینہ مبارک مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
میں معتکف ہوا وہاں کسی کو معتکف اربعین نہیں ہونے دیتے ہیں۔ اخیر
عشرے میں ہر ستون کے پاس معتکف ہوتے ہیں۔ کسی ستون کو ضائع

نہیں کرتے ہیں کیونکہ الاعتکاف فی العشر الاخیر من رمضان سنۃ مؤکدۃ وقیل واجب یعنے عشرۂ اخیر رمضان میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ کسی نے کہا واجب ہے۔ لیکن میں بقوت شیخ مدینہ کے اربعین کا معتکف ہوا۔ اور ایک عزیز اور تھا۔ پس شیخ مدینہ وقت افطار کے میرے واسطے دو قرص لاتے اور کھلاتے۔ اُس وقت جانتے۔ دعاگو نے عرض کیا یا شیخ ھذا خلوۃ فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیو کل قلیلا یعنے اے شیخ یہ تو خلوت ہے مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں۔ پس کھانا کم کھایا جائے وہ یوں کہنے لگے یا ولد رسول اللہ لک زوجۃ ولک والد ولک الاقرباء وانت تروح الیھم فقد ضعف بدنک فی الطریق فکل یعنے اے فرزند رسول اللہ کے۔ تیری بی بی ہے اور تیرا والد ہے اور تیرے رشتہ دار ہیں اور تو طرف اُن کے جائیگا سو راہ میں تیرا بدن مقرر ضعیف و کمزور ہو جائیگا پس تو کھا۔ اس سے تیرا دین ضعیف نہ ہوگا۔ بلکہ قوی ہو جائیگا۔ ایسی تمثیلیں فرماتے تھے۔ بعنایت خدائے تعالیٰ ان کی برکت سے وہ دو قرص کچھ تشویش نہ دیتے تھے۔ اور طاعت میں مقوی ہوتے۔ فرمایا کہ ایک دن مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز کے وقت امام حاضر نہ تھا۔ دعاگو نے امامت کی جس جگہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مصلے تھا۔ میں اُس سے بقدر ایک صف کے پیچھے کھڑا ہوا اور نماز شروع کی۔ چونکہ شیخ عبداللہ مطری حاضر تھے انہوں نے مجھ سے یہ ادب

ملاحظہ کیا۔ تو تحسین کی اور دعا فرمائی اور کہا ما رایت قط ھذا الادب الامنک یا ولد رسول اللہ یعنے اے فرزند رسول اللہ کے میں نے یہ ادب کبھی کسی سے نہیں دیکھا مگر تجھ سے کہ تو نے اس کو نگاہ رکھا۔ ایضاً فرمایا کہ جس وقت دعا گو مدینے سے مکہ مبارک میں آیا تو شیخ مکہ عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تربیتیں فرمائیں۔ اور مصلے شیخ قطب عالم رکن الحق والدین کا اور مصلے شیخ نصیر الدین کا بتایا۔ شیخ رکن الدین کا مصلا رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصلے کے متصل دیوار کعبہ سے متصل ہے اور مصلا شیخ نصیر الدین کا اُس سے اس قدر پیچھے ہے کہ چار آدمی کھڑے ہوں۔ ایک عزیز نے پوچھا کیا حکمت ہے۔ کہ مصلے شیخ نصیر الدین کا پیچھے ہے۔ جواب فرمایا کہ شیخ رکن الدین قریب تر تھے۔ پس شیخ مکہ عبداللہ یافعی نزدیک مصلے کے لے گئے اور فرمایا صل ھھنا واشتغل یعنے تو یہاں نماز پڑھ اور مشغول ہو۔ دعا گو دونوں مصلوں کے پیچھے مشغول ہوا۔ میری کیا مجال ہے کہ اُن کی جگہ میں نماز پڑھوں۔ جبکہ شیخ مکہ عبداللہ یافعیؒ نے مجھ سے یہ ادب دیکھا تو تحسین کی اور دعا فرمائی اسلیے کہ میں نے ادب کو نگاہ رکھا اور فرمایا کہ جن دنوں میں دعا گو واسطے تحصیل علم کے اوچہ سے ملتان میں آیا۔ تو نزدیک شیخ رکن الدین کے گیا۔ شیخ رکن الدین نے مجھ کو مدرسہ میں اُتارا اسلیئے کہ واسطے تحصیل علم کے آیا ہے۔ خانقاہ میں نہیں اُتارا۔ جہاں میں اُترا تھا۔ وہ ایک مقام تھا۔ دہلیز کے اوپر دعا گو کے واسطے ہر روز چار قرص اور ایک پیالہ آشام کا پہنچاتے تھے ہر شیخ نے

بیٹے کی ماں سے فرما دیا تھا۔ کہ ایک پیالہ آش ہر شام کا جو میرے واسطے بنتے ہیں سید کے واسطے بھی وہی بھیجو۔ چند قسم کے میوے اس میں ہوتے دودھ یا روغن میں جوش دیتے تھے۔ ہر روز وہی بھیجتے۔ میں نے کسی وقت ویسا نہیں کھایا۔ خادموں سے کہا کہ تم میرے واسطے ایسا نہیں بناتے ہو اور مسکرائے لیکن چند تنکہ چاہیے تنہا کیونکر کھاؤں۔ ملعون من اکل وحدہ یعنے جو شخص تنہا کھائے وہ ملعون ہے بعد اس کے فرمایا کہ جن دنوں میں سلطان محمد نے دعا گو کو شیخ الاسلام کیا تو چالیس خانقاہیں میرے تصرف میں کردیں میں نے شیخ رکن الدین کو واقعہ میں دیکھا فرمایا کہ تو چلا جا ہلاک و غرق ہو جائیگا۔ حج کو جا۔ میں نے ترک کیا۔ اور حسب فرمودہ شیخ چلا گیا۔ کتنی سعادتیں پائیں۔ روئے مبارک طرف ہمارے لائے تم جانتے ہو کتنا تکبر ہوتا اس زمانے میں اگر کسی کے واسطے ایک خانقاہ ہو جاتی ہے تو کتنا پندار ہو جاتا ہے۔ خاص کر میری ملک تو چالیس خانقاہیں تھیں۔ میں نے سب کو ترک کیا۔ اور حسب فرمودۂ شیخ چلا گیا۔ میں نے کتنی سعادتیں پائیں چھ برس مجاور رہا۔ اور صحبت مشائخ کی ملازمت کی۔ جیسے شیخ مکہ عبداللہ یافعیؒ و شیخ مدینہ عبداللہ مطری قدس اللہ اسرارہما اور کتب صحاح کی قرارت کی ساتویں برس عدن میں واسطے زیارت فقیہ بصال قطب عدن قدس سرہ کے آیا انہوں نے دعا گو سے فرمایا یا ولد رسول اللہ ارجع الی مکۃ ولا تخرج من مکۃ حتی یاذن لک من ارسلک وھو الشیخ قطب

العالم رکن الحق والدین یعنے اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو طرف مکے کے لوٹ جا۔ اور مکے سے مت نکل یہانتک کہ تجھے اذن دے وہ شخص کہ جس نے تجھ کو بھیجا ہے۔ اور وہ شیخ قطب عالم رکن الدین ہیں میں نے اپنے جی میں کہا کہ ان کو اس حال کی کس نے خبر دی پھر میں نے کہا کہ کرامت سے دریافت کیا ہوگا۔ بعد چند دن کے فقیہ بصال نے وفات پائی وہ بیمار تھے میں نے جو اُن کو پایا تو وہ بستر بیماری پر تھے۔ میں نے تیسری رات وفات فقیہ بصال سے شیخ رکن الدین کو واقعہ میں دیکھا کہ انھوں نے میرے سر پر خرقہ پہنایا۔ اور فرمایا کہ کل فقیہ بصال کی وفات کو تیسرا دن ہے۔ تو یہ خرقہ فقیہ بصال کے چھوٹے بیٹے کو پہنا دینا۔ جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ ٹوپی آگے پڑی ہوئی ہے۔ اور وہ خرقہ جو کہ شیخ رکن الدین نے پہنایا میں نے اس کو بعینہٖ اپنے سر پر پایا۔ تیسرے دن واسطے زیارت فقیہ بصال کے حاضر ہوا سارے مشائخ و ائمہ وصدور واکابر وخلائق حاضر تھے۔ ایک بزرگ اُٹھے اور خاص دعا گو سے کہا یا سیدی البس الخرقۃ التی البسہا لک الشیخ قطب العالم رکن الحق والدین فی الواقعۃ وعینہا لھذا الصغیر یعنے اے سید تو پہنا دے وہ خرقہ کہ جس کو تجھے شیخ قطب عالم رکن الحق والدین نے واقعے میں پہنایا ہے۔ اور اس کو واسطے اس چھوٹے لڑکے کے معین کیا ہے میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ عزیز تو اس جگہ حاضر نہ تھا اس واقعہ

کی کس نے خبر کی ہیں نے کہا کہ کرامت سے جان لیا ہوگا۔ پس ہیں
نزدیک اس چھوٹے لڑکے کے گیا اور وہ خرقہ ہیں نے سر سے اتارا اور
اُس کو پہنا دیا ہیں نے دیکھا کہ اُسی وقت اُس کے بڑے بھائی دست
بستہ ہوئے۔ اور کہا کہ ہم خادمی کریں گے۔ اُس دن وہ لڑکا بالغ
تھا۔ اور اب تو وہ شیخ کامل ہو گیا ہے۔ مشائخ و ائمہ چاہتے تھے کہ
بڑے بیٹے کو سجادے پر بٹھا ئیں۔ دعا گو نے چھوٹے بیٹے کو سجادہ
پر بٹھا دیا۔ ایک یار نے پوچھا کہ وہ مرید مخدوم کا ہوگا۔ جواب فرمایا
کہ میں شیخ نہیں ہوں۔ وکیل ہوں۔ دعا گو کے واسطے سے شیخ رکن الدین
کا مرید ہوا۔ بعد اس کے فرمایا کہ دعا گو سے فقیہ بھال نے کہا تھا اوجہ
الی مکۃ ولا تخرج منہا حتی یاذن لک من ارسلک دعا گو عدن سے
مکے کو لوٹ گیا ایک سال اور رہا۔ سات برسیں ہوگئیں۔ اِن اللہ
وتر یحب الوتر بیشک اللہ تعالیٰ طاق ہے طاق کو دوست رکھتا ہے
اور اس ایک سال ہیں شیخ مدینہ عبداللہ مطری قدس اللہ روحہ ہر
رات تہجد کے وقت نزدیک دعا گو کے آتے۔ ایک ہاتھ ہیں چراغ
اور دوسرے ہیں کھانا۔ یہاں تک کہ اگر دعا گو کے تہجد سے کچھ باقی
رہ جاتا تو نہ آتے جب تک کہ ہیں پورا نہ کر لیتا۔ صاحب کشف تھے۔
یہاں تک کہ جب ہیں تہجد سے فارغ ہو جاتا تو وہ دعا گو کے مقام
ہیں آتے۔ اور سبق کتب صحاح احادیث کا اور عوارف و رسائل سلوک
کا دیتے۔ دعا گو نے پورے عوارف ان کے روبرو عرض کی ہے۔

ایسی شفقت رکھتے اور تربیت کرتے تھے اسی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ شیخ مدینہ لڑکا نہیں رکھتے تھے کہ خود کھانا لاتے۔ جواب فرمایا کہ ایک دن میں نے عرض کیا یا شیخ انت استاذی انا اجی الیک یعنی اے شیخ آپ میرے استاذ ہیں میں ہی آپ کے پاس آؤں تو فرماتے لا تجی قط بل انا اجیٔ وا علیك انت ولد رسول اللہ یعنے تو ہرگز مت آ بلکہ میں خود آؤں اور تجھے تعلیم کروں تو تو فرزند ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بعد اس کے شیخ رکن الدین کو میں نے واقعہ میں دیکھا۔ فرمایا تو گھر جا۔ تیرے والد تیرا اشتیاق رکھتے ہیں۔ پس میں رخصت ہوا شیخ مدینہ و شیخ مکہ اور دیگر مشائخ نے بھی دعا گو سے کہا کہ زمین عراق شہر شوکارہ میں خلیفہ شیخ الشیوخ شیخ معمر شرف الدین محمود شاہ تستری قدس اللہ روحہ باقی رہے ہیں تو ان سے ملاقات کر وہ بھی تجھے خرقہ پہنائیں گے۔ اور قطب عالم کی طرف سے پہنانے کی اجازت دیں گے تاکہ تو دوسروں کو پہنائے! پس دعا گو لوٹا۔ ویسا ہی زمین عراق میں پہونچا۔ شوکارہ نام شہر میں اُن بزرگوں کو پایا۔ وہ شیخ الشیوخ کے خلیفہ تھے۔ اُن کا نام شیخ شرف الدین محمود شاہ تستری تھا۔ قدس اللہ سرہ جس دن کہ میں نے ان کو پایا ایک سو تیس برس کے تھے۔ جامع مسجد میں عصا ہاتھ میں لے کر پیادہ جاتے تھے۔ دعا گو نے پورے عوارف اُن پر عرض کی ہے۔ درمیان میرے اور اسکے مصنف شیخ شیوخ کے وہی ایک واسطہ ہیں جو شخص دعا گو سے

سے نے تو وہ واسطے ہوں گے۔ پس انہوں نے دعاگو کو خرقہ پہنایا اور اجازت دی۔ اور روانہ کیا۔ بعد اس کے میں نزدیک خلیفہ شیخ رکن الدین کے آیا میں نے اُن کو پایا نام ان کا شیخ قوام الدین تھا۔ انہوں نے بھی دعاگو کو خرقہ پہنایا اور پہنانے کا اجازت نامہ اپنے خط سے لکھ کر دیا ایضاً فرمایا کہ فتاوی کامل میں ایک مسئلہ ہے ولو ان واحدا یقعد ویشد المتکا فیاخذہ سنۃ او نوم لا ینقض وضوءہ لان مقعدہ متصل علی الارض وھذا القول ھو الاصح ولو نام بغیر ھذا الطریق ینقض وضوءہ یعنے اگر کوئی شخص بیٹھے اور تکیہ باندھ پھر وہ اونگھے یا سو جائے تو اُس کا وضو نہ ٹوٹے گا۔ کیونکہ اُس کی دبر زمین سے متصل ہے اور یہ قول صحیح تر ہے۔ اور اگر بغیر اس طریق کے سو جائے گا یعنی اُس کی دبر زمین سے چپکی ہوتی نہ ہو گی تو اُس کا وضو ٹوٹ جائیگا۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند میں اس مسئلے کو لکھ لو غریب ہے۔

باب ۔۔۔ (حاشیہ: [illegible])

ایضاً چوبیسویں تاریخ ماہ ذیقعدہ روز شنبہ

بعد اشراق کے یہ فقیر حجرے سے خدمت میں حاضر ہوا زائر لوگ پہنچے تھے۔ ہر ایک شخص زیارت کرتا تھا۔ فرمایا کہ جس وقت شیخ قطب عالم رکن الحق والدین دامت برکاتہ دلی میں سوار ہوتے تو ہر دو دست مبارک اپنے باہر کر دیتے تھے۔ خلق دست بوسی کرتے تھے اور فرماتے کہ شاید

کسی مغفور کا ہاتھ مجھ سے لگ جائے تو میں بھی مغفور ہو جاؤں لان من زار مغفورا صار مغفورا یعنی جو کوئی بخشے ہوئے کی زیارت کرنے تو وہ بھی بخشا ہوا ہو جاتا ہے فرمایا یعنی حضرت مخدوم نے کہ برادرم حاجی محمد ظفاری کہتے تھے کہ شیخ مکہ عبداللہ یافعی قدس اللہ روحہ کے فرزند باین عبارت کہتے تھے کہ خلق اللہ الکعبۃ فی مکۃ یزار وخلق فی الشام بیت المقدس یزار وخلق فی المدینۃ روضۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تزار وخلق الشیخ جلال الدین فی الھند یزار یعنی اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو مکے میں پیدا کیا ہے کہ وہ زیارت کیا جاتا ہے۔ اور شام میں بیت المقدس کو پیدا کیا کہ وہ زیارت کیا جاتا ہے۔ اور مدینے میں روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا ہے کہ وہ زیارت کیا جاتا ہے۔ اور شیخ جلال الدین کو ہند میں پیدا کیا کہ ان کی زیارت کی جاتی ہے۔ اسی جگہ فرمایا کہ جس وقت شیخ مکہ عبداللہ یافعی اور شیخ مدینہ عبداللہ مطری نے وفات پائی تو اپنے فرزندوں کو وصیت کی کہ تم نزدیک شیخ قطب الدین دمشقی صاحب رسالہ مکیہ کے جا کر سلوک سیکھو وہ ایک سالک عظیم تھے۔ انہوں نے وفات پائی قدس اللہ اسرارہم ایضاً عوارف کا سبق فرما رہے تھے بات فقر و تصوف میں تھی۔ حدیث شریف یہ تھی قال علیہ الصلوٰۃ والسلام یدخل الجنۃ فقراء امتی قبل الاغنیاء بخمسمائۃ عام وکل یوم منتھا الف سنۃ من الدنیا قولہ تعالیٰ وان یوما عند

ربك كالف سنة مما تعدون وروی انس ابن مالك رضی اللہ عنه عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه قال اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرة المساکین فقالت عائشة رضی اللہ عنھا لم یا رسول اللہ قال انھم یدخلون الجنة قبل اغنیائھم باربعین خریفا یا عائشة لا تردی المساکین ولو بشق تمرة یا عائشة احبی المساکین وقربیھم فان اللہ یقربك یوم القیامة اخرجه الترمذی یعنے داخل ہوں گے جنت میں میری امت کے فقیر پہلے توانگروں سے پانسو برس، اور ہر دن اُس میں کا دنیا کے ہزار برس کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اور بیشک ایک دن نزدیک تیرے رب کے مثل ہزار برس کے ہے۔ اُس چیز سے کہ تم شمار کرتے ہو۔ فرمایا کہ درویش صوفی کو چاہیئے کہ نظر ثواب پر نہ کرے کہ ذنب حال اہل طریقت کا ہے حسنات الابرار سیئات المقربین یعنے نیک لوگوں کی نیکیاں مقرب لوگوں کے گناہ ہیں۔ ثواب تو خود حاصل ہے۔ براہ کرم ووعدہ اگر یہ اذا وعد وفا یعنے کریم جب وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے۔ چاہیئے کہ فقر کو واسطے خدا کے اختیار کرے نہ واسطے ثواب کے بعض لوگ تصوف کا فقر سے مرتبہ بالا رکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ فقر تو تصوف میں داخل ہے نہ تصوف فقر میں۔ اسلئے کہ بعض فقرا ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کو تصوف نہیں ہوتا محتاج دربدر پھرتے ہیں اور شاکی رہتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فقر تصوف

دونوں شخص واحد کی صفت ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اگر فقر ہے تو تصرف رکھتا ہے اسلیئے کہ تصوف کمل پہنتا ہے اور کمل پوشش ہے فقراکی نہ پوشش اغنیار کی اور اس آیت سے تمسک کرتے ہیں قولہ تعالی للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لایستطیعون ضربا فی الارض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیماھم لایسأون الناس الحافا فی التفسیر الحاحا فاما سمعت فی الیمن ای حیاء من اللہ وھو الیق قال المفسرون کلھم من اھل الشام المتصوفون نزلت ھذہ الآیۃ فی صفۃ اصحاب الصفۃ فانھم کانوا فقراء المتصوفین مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت اصحاب صفہ کی صفت میں اتری ہے اسلیئے کہ وہ فقیر متصوف تھے۔

ایضاً ذکر ادب کا نکلا

فرمایا حدیث صحاح ہے کان رجل یصلی عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یعبث بثوبہ وبدنہ فقال علیہ السلام ان کان فی قلبہ ادب لادب جوارحہ یعنے ایک آدمی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز پڑھتا تھا اور اپنے جامہ وتن سے کھیلتا تھا۔ پس آپ نے فرمایا کہ اگر اس کے دل میں ادب ہوتا تو اپنے اعضا کو با ادب کرتا ادب ظاہر علامت ہے ادب باطن کی کل اناء یترشح بما فیہ ؏ می تراود ازکوزہ ہماں کہ درآوند من ست۔ عربی کے معنی اس مصرع

ہیں ہیں یعنے برتن میں جو ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے۔

ایضاً ذکر توکل کا نکلا

فرمایا کہ بعض درویش خدا سے بھی کچھ نہیں مانگتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا یعنے نہیں ہے کوئی چلنے والا حرکت کرنے والا زمین میں مگر اللہ پر ہے روزی اسکی! فرمایا کہ مراد رزق سے یہی طعام و شراب نہیں ہے۔ بلکہ جو کچھ طرف سے خدا کے پہونچتا ہے اُس کو روزی کہتے ہیں۔ اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولنا و علی اللہ فلیتوکل المؤمنون یعنے تم کہدو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہرگز نہ پہونچے گی ہم کو مگر وہی چیز کہ جس کو اللہ نے ہمارے واسطے لکھا ہے۔ وہی ہمارا مولی ہے، اور اللہ ہی پر پس چاہیئے کہ بھروسہ کریں مومن لفظ عام ہے قل کل من عند اللہ یعنے تو کہدے کہ ہر ایک چیز اللہ کے نزدیک سے ہے اور یہ نظم پڑھی ؎

الرزق مقسوم فلا ترحل لہ	والموت محتوم فلا تحتل بہ
الرزق یاتینا وان لم ناتہ	ویصیبنا المقدر فی میقاتہ

یعنے رزق قسمت کیا ہوا ہے۔ پس تو واسطے اُس کے سفر نہ کر اور موت یقینی ہے پس تو اُس کے ساتھ حیلہ مت کر۔ رزق ہمارے پاس آئیگا اگرچہ ہم اُس کے پاس نہ آئیں اور پہونچیگا ہم کو مقدور اپنے وقت

مقرر ہیں ع رزق تست چو مقدر نست مخور چندیں غم ۔ روی عن عمر الفاروق رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لو انکم تتوکلون علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما ترزق الطیر تغدو خماصا وتروح بطانا اخرجہ الترمذی یعنے اگر تم توکل کرو اللہ پر جیسا کہ حق ہے اُس پر توکل کرنے کا تو البتہ وہ تم کو رزق دے، جیسے کہ پرندے رزق دیئے جاتے ہیں۔ کہ صبح کو پیٹ خالی جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے آتے ہیں۔ ایضاً ایک بڑھا آدمی مولانا صفی الدین علیہ الرحمۃ کے مُریدوں میں سے خدمت میں آیا خرقے کا التماس کیا۔ فرمایا کہ میں نے اس کے پیر کے پیر شیخ نجم الدین صفاہانی قدس اللہ روحہ سے خرقہ پہنا ہے اور پہنانے کی اجازت رکھتا ہوں۔ پھر اُس کو خرقہ پہنایا۔ اسی درمیان میں شیخ نجم الدین کی صفت فرمائی کہ جس وقت وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرتے تو سلام کا جواب سنتے تھے۔ ایک دن وہاں کو خدمت میں شیخ مدینہ عبداللہ مطری قدس اللہ سرہ کے حاضر تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ عین مجلس میں اُٹھے اور کھڑے ہوگئے۔ میں نے کہا یا شیخ ایش قمت لی یعنے اے شیخ آپ کیوں کھڑے ہوگئے کہا شیخ نجم الدین یسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویسمع رد السلام یعنی شیخ نجم الدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کرتے ہیں اور سلام کا جواب سن رہے ہیں۔ ایسا مرتبہ رکھتے تھے۔ اسی اثنا میں ایسا آہستہ فرمایا کہ ہم چند یا خلوتی

جواب سلام شیخ نجم الدین

سنے سن لیا کہ دعا گو جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام
کرتا ہے تو سلام کا جواب پاتا ہے ایک یار ہے کہ وہ بھی یہ جواب
سنتا ہے **ایضاً** ایک زائر خدمت میں آیا اور التماس کیا کہ ایک شخص
نے غیبت میں شیخ شرف الدین سے پیوند کیا اور انہوں نے اس جگہ
سے خرقہ بھیجا۔ جس کے واسطے بھیجا اس نے نہ پہنا ویسا ہی رکھ چھوڑا۔
چند مدت گزری یہاں تک کہ ایک دن ایک درویش کے پاس گیا
اس کا نام علی غلوتی ہے۔ اُس سے اپنا واقعہ کہا۔ علی غلوتی نے کہا
کہ بیعت غیبت کی روا نہیں ہے اپنی ٹوپی اُس کو پہنائی اور یہ شخص کارہ
یعنی ناخوش تھا۔ جواب فرمایا کہ بیعت غیبت کی اور خرقہ غیبت کا روا
ہے۔ دعا گو نے کتاب میں پڑھا ہے اور میں ایسا ہی کرتا ہوں دعا گو
کا خرقہ بغیب کہاں کہاں عرب و شام و یمن و خراسان و ہندوستان
کو لے گئے ہیں۔ اور میں قبول کرتا ہوں۔ اسلئے کہ اصل قبول شیخ
کا شرط ہے لیکن اُس نے تو فساد طریقت کیا ہے۔ ایسے آدمی کو
مرتد طریقت کہتے ہیں۔ اس وقت اُسے چاہیئے کہ کسی شیخ کامل کے
پاس جائے کہ جس کا وہ معتقد ہو۔ از سر نو توبہ کرے اور بیعت و پیوند کرے
ایضاً فرمایا طالب کو چاہیئے کہ جس شیخ سے بیعت کی ہو اسی کو موصل بحق
جانے نہ اس کے غیر کو، اور اگر کسی دوسرے کی زیارت کو جائے تو روا
ہے اور اگر خرقہ تبرک لیوے تو اس کو بھی جائز رکھا ہے۔ پس جس وقت
طالب کمالی کو پہونچتا ہے تو سوا خدا کے کوئی اور دل میں نہیں رہتا ہے

عاشقان بیت

اسی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا۔ بعض کہتے ہیں کہ شیخ کا نام ہزار وصد بار درود کرے۔ جواب فرمایا خیر این نیست ربط قلب با شیخ امداد مے طلبد یعنے مدد خواہد وہمیں کلمہ لا الہ الا اللہ بامد گوید محمد رسول اللہ اثبات رسالت کردہ است چوں ایمان آوردہ ست وہمیں یکبار فریضہ است تا غیر شاغل لیفتد جہاں کہ پیغمبر کے ذکر کو شامل نہیں وہاں شیخ کے نام جپنے کو کب فرمائیں گے۔ پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیرید اسی درمیان میں ایک عزیز سندیسے واسطے پیوند کے آیا اور نہایت عامی تھا کچھ نہیں جانتا تھا۔ یہاں تک کہ استغفار و توبہ کہنا زبان پر نہیں آتا تھا۔ ہزاروں شیرازی سندی زبان میں تلقین کی مناسب اسکے **حکایت** بیان فرمائی کہ دعا گو قطب عالم رکن الدین قدس اللہ سرہ سے سماع رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایسے آدمیوں کو توبہ واستغفار تلقین کرنا کیا ہے۔ حاجت نہیں ہے یہی کلاہ دے دیں وہ اسی کلاہ لینے کو توبہ جانتے ہیں۔ **ایضاً** فرمایا فرزند من سبق پڑھ سبق میں ترتیب یہ تھی ینبغی للسالک ان لا یغتر باجتماع الناس علیہ وقبولھم لہ لان تسخیر السموات ومافیھا اعلی الملائکۃ فضل من تسخیر الناس وقبولھم لہ یعنے سالک کو چاہیئے کہ مغرور نہ ہو بسبب جمع ہونے لوگوں کے اس پر اور بسبب قبول کرنے ان کیلئے اس کو، اسلیئے کہ مسخر ہونا آسمانوں کا اور جو کچھ کہ ان میں ہے یعنے فرشتے فاضل تر ہے لوگوں کے مسخر ہونے سے اور ان کے قبول کرنے سے

مناسب ایک حکایت بیان فرمائی کہ جب کسی ولی کو اولیاء اللہ سے
آسمانوں کی ترقی ہوتی ہے تو وہ اوپر چلا جاتا ہے اور ساتوں آسمانوں
کو طے کر جاتا ہے بہشت میں پہنچتا ہے لحظہ بھر میں اتنے ہزار برس کی
راہ سے لوٹ آتا ہے۔ جس وقت وہ لوٹتا ہے تو خلق پر نظر پڑتی ہے
اطلاع پاتا ہے کہ ہر ایک دنیا و سود و سودا میں مشغول ہو رہا ہے۔
اور اس درجے سے محروم رہا ہے۔ کہ جس کو وہ ولی پہونچا ہے براہ
شفقت کہتا ہے کہ بیچارے لوگ کس چیز میں مشغول ہوئے ہیں ان
فاخر نعمتوں اور ان وافر درجوں سے باز رہے ہیں۔ ان کو ملامت
نہیں کرتا ہے بلکہ شفقت کرتا ہے یہ واقعہ دعا گو نے دیکھا ہے مناسب
اس کے حکایت بیان فرمائی کہ دعا گو بچہ تھا ایک دن اپنی دادی
کی بہن کے گھر گیا۔ ذرا دیر بیٹھا کہ ان کے خاوند عبدالرحمن نام آگئے
سے اوپر گئے پھر آگئے۔ دادی کی بہن نے اپنے خاوند سے پوچھا
اے فلاں تم کہاں گئے تھے۔ دروازہ و کنڈی ویسی ہی بند ہے اگر
تم کہہ دو تو میں تم کو بخش دوں گی انہوں نے کہا کہ مجھے آسمان
میں لے گئے تھے بلکہ میں بہشت میں گیا۔ اپنے محل میں تخت پر بیٹھا
اور تمہارے واسطے بشارت لایا ہوں۔ کہا کہ تو مع اپنی بی بی کے
اس محل میں رہیگا یہ تقریر دعا گو کے روبرو ہوئی ہے میں بچہ تھا مجھ سے
نہ چھپایا ایضاً فرمایا بعض اولیاء سے سورج چاند ستارے باتیں کرتے
ہیں۔ ایک غلوتی یار نے پوچھا کہ وہ تو جماد ہیں وہ کیونکر باتیں کرتے

ہیں۔ جواب فرمایا کہ میں اس باب میں دو وجہیں سماع کی لکھتا ہوں ایک وجہ یہ ہے کہ یخلق اللہ لھن الصوت والھد فینطقون والثانی تنطق الملائکۃ الذین ھم مسلطون علیھن ویحرکھن یعنے اللہ تعالیٰ اُن کے واسطے آواز پیدا کرتا ہے اور الہام فرماتا ہے۔ پس وہ بولتے ہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ جو فرشتے ان پر مسلط ہیں اور اُن کو کھینچتے ہیں وہ بولتے ہیں ورنہ وہ تو جماد ہیں۔ لیکن وجہ اول پر اکثر لوگ ہیں اسی جہت سے مکروہ لکھا ہے کہ سورج چاند کے مقابل پاخانہ پھرنا نہ چاہیے کیونکہ فرشتوں کے محاذی و برابر بیٹھے گا۔ یہ کراہت واسطے تعظیم فرشتوں کی ہے نہ واسطے تعظیم سورج چاند کے القعود فی المستراح الی الشمس والقمر مکروہ لتعظیم الملائکۃ الذین ھم مسلطون معھن یعنے پاخانے میں سورج چاند کی طرف بیٹھنا مکروہ ہے واسطے تعظیم فرشتوں کے، جو اُن کے ساتھ مسلط ہیں اسی درمیان میں روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران خلوتی کے لائے فرمایا۔ بھائیو اگر تمہارے درمیان میں کسی کو ترقی ہو جائے تو چاہیے کہ دعا گو کے پاس آوے اور پیش کرے تاکہ میں تعلیم کردوں۔ میں نے عرض کیا کہ ہم بے ادبی کے جہت سے نہیں کہہ سکتے ہیں فرمایا کہ کہو۔ اور اسی طرح بعض خلوتیوں کو کہ میرے ساتھ خلوت میں بیٹھے ہیں ترقی ہو جاتی ہے۔ امید ہے کہ مزید علیہ ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب نے قدمبوسی کی ایک اچھا وقت تھا۔ اس طرح دعائیں کیں الٰھی اسألك الذین اتخذ وامعی خلوۃ واعتکافا

ان تجعلھم من المقربین لدیک والواصلین الیک وان تختم امورھم بالایمان وان تجعل عاقبتھم بالخیر یعنے اے اللہ میں تجھ سے اُن لوگوں کے واسطے سوال کرتا ہوں۔ کہ جنہوں نے میرے ساتھ خلوت واعتکاف کیا اس بات کا کہ تو ان کو اپنے مقربین وواصلین سے کردے اور اُن کے کاموں کا ایمان پر خاتمہ کرے اور ان کی عاقبت بخیر فرمائے یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ایضاً روز مذکور شنبہ بعد نماز ظہر کے

چوبیسویں ماہ مذکور ذیقعدہ کو یہ فقیر حجرے سے خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا۔ عوارف کا سبق فرما رہے تھے۔ بات اس میں تھی کہ سالک کو دو طریق چاہئیں۔ اگر کچھ پہنچے تو خرچ کر ڈالے اور نہ پہنچے تو سکون اختیار کرے۔ جیسا کہ کہا ہے بذل الموجود وعدم طلب المفقود یعنے شے موجود کا خرچ کر ڈالنا اور مفقود کا طلب نہ کرنا۔ اگر سالک کو وسعت ہو جائے تو طرف سے اللہ تعالیٰ کے جانے۔ کارہ نہ ہو نہ ترک کند و ایثار۔ جیسے ہمارے مخدوم لوگ کہ جو کچھ ہوتا قبول کرتے وسعت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتے تھے۔ یہاں تک کہ چند گاؤں اپنے ملک سے خریدے اور خانقاہ میں وقف کرتے تھے وہ اب تک ہیں یہ بات بلندی مرید کو نہ چاہیئے۔ اس لئے کہ وہ اس سے خوش ہوتا ہو۔

اور دوست رکھتا ہے اور منتہی کو ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہے۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ جمال الدین نے آخر عمر میں گاؤں قبول کیا۔ ان سے پوچھا کہ آپ نے آخر عمر میں گاؤں قبول کیا اب تک قبول نہ کیا تھا۔ شیخ نے جواب دیا۔ تاکہ مخدوموں کے طریقے کو نگاہ رکھوں اور ان کی سیرت یعنے چال چلن پر جاؤں۔ بعد چندے وفات پائی۔ اب تک گاؤں کی میراث سے ان کے فرزندوں کو پہنچتا ہے۔ لیکن مبتدی مرید کہے کہ ہمارے پیروں نے قبول کیا ہے میں بھی قبول کروں۔ زیادہ سعی کریگا تو وہ منتہی نہ ہوگا بلکہ جب دنیا میں پیچھے چلا جائیگا۔ اور وہ منتہی ہوئے ہیں۔ اس وقت قبول کیا ہے۔ اور ہونا نہ ہونا دونوں ان کو برابر تھا۔ پھر روئے مبارک طرف ہمارے لائے۔ فرمایا۔ جیسے کہ تم عوارف سنتے ہو امید کا محل ہے کہ اس کے ثمرات دیوے انشاء اللہ تعالیٰ اور اس پر عمل کرو۔ ہم میں سے ہر ایک نے قدمبوسی کی۔ ایک خوش وقت تھا۔ انواع واقسام کی دعائیں کیں بعد اس کے فرمایا اگرچہ کسی شخص کا پیر نہ ہو وہ اگر عوارف پڑھے اور اس پر عمل کرے تو ولی ہو جائے خاص کر تم تو اس عوارف کو پیر سے سنتے ہو۔ امید ہے کہ ثمرہ دیوے۔

ایضاً روز مذکور چوبیسویں ماہ ذیقعدہ

کو شکم مبارک رحمت دیتا تھا۔ دو تین بار واسطے وضو کے اٹھے آہستہ فرمایا

ایسا کہ ہم چند خلوتی یاروں نے سُن لیا کہ دعا گو نے واقعہ میں دیکھا کہ آج طعام ثرید لائے ہیں۔ اور مجھ کو کھلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ثرید بہشت کا ہے۔ جب میں بیدار ہوا تو میں پیٹ کی زحمت میں بہت تخفیف دیکھتا ہوں۔ مقوی پڑا فرمایا مسئلہ ہے وان الصائم یری فی رؤیاہ ان یاکل شیئًا لا یفطر وکذلک اذا احتلم وجامع فی رؤیاہ لا یفطر مالم ینزل المنی لایجب علیہ الغسل یعنے اگر روزہ دار اپنے خواب میں دیکھے کہ گویا وہ کوئی چیز کھاتا ہے۔ تو وہ افطار نہ کرے روزہ اُس کا قائم ہے۔ اور اسی طرح جس وقت وہ محتلم ہو اور اپنے خواب میں جماع کرے تو بھی اُس کا روزہ درست ہے۔ جب تک کہ بیداری میں نہ کرے اور جب تک منی نہ نکلے گی تب تک اُس پر غسل واجب نہ ہوگا اور اس جگہ بھی جب تک کہ بیداری میں نہ کھائیگا تب تک اُس کا روزہ تباہ نہ ہوگا یہ بات اس واسطے فرمائی کہ آپ لسبب اعتکاف کے روزہ دار تھے۔ طعام ثرید کا فائدہ بیان فرمایا حدیث صحاح ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام علیکم بالثرید ای الزموہ یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لازم پکڑو ثرید کو حسن خادم نے عرض کیا کہ کبھی کبھی واسطے مخدوم کے ثرید بنائیں فرمایا کہ جو کچھ یار لوگ کھائیں گے ہم بھی وہی کھائیں گے۔ پھر روتے میری طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من اس مسئلے کو اور اس حدیث وفائدے کو جو میں نے بیان کیا لکھ لے غریب ہے۔

فائدہ: بیان ثرید

ایضاً پچیسویں ماہ ذیقعدہ روز یکشنبہ چاشت کے وقت

یہ فقیر حجرے سے خدمت میں حاضر تھا بات اس میں تھی کہ علم سلوک طریقت کے اصول ہیں۔ شریعت سے مستخرج ہیں۔ جیسے کہ دودھ سے خالص گھی۔ جب تک دودھ نہ ہوگا تب تک گھی کیونکر ہوگا۔ اول دودھ چاہیئے بعد اسکے گھی طریقت احیان من وبات ہے۔ یعنے مستحبات کا ادا کرنا اور مباحات کا ترک کرنا کہ جن کے حاجت نہیں ہے۔ اگرچہ حاجت باشد اعراض نماید۔ اس کو طریقت کہتے ہیں۔ شریعت میں رخصت وحیلہ روا ہے۔ اور طریقت میں حیلہ ورخصت روا نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے سبب سے ارباب طریقت کو ترقی سے وقوف ہوجاتا ہے۔ اور یہ وصول کا مانع پڑتا ہے۔ اور ان کا ذنب حال ہوتا ہے۔ اصحاب شریعت کو ابرار کہتے ہیں۔ اور ارباب طریقت کو مقربین بولتے ہیں یہ اس معنی کا ہے جو کہ کہا ہے حسنات الابرار سیئات المقربین اگر کسی مسئلے میں حیلہ ورخصت ہو تو اس کو حسنہ شریعت کہتے ہیں اور سیئہ طریقت بولتے ہیں۔ اسلیے کہ ان کو ترقی سے وقوف پڑجاتا ہے۔ اور وصول سے مانع ہوتا ہے۔ اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر۔ ایضاً شیخ جمال الدین ہانسی رحمتہ اللہ علیہ کے مناقب میں فرمایا کہ اگر کچھ شبہ کی وجہ فتوح پہونچتے تو ذرا دیر سر جھکاتے۔ یہاں تک کہ آواز سنتے ملکتک یعنے میں نے یہ تیری ملک کردی پس قبول کرلیتے

ایک عزیز نے پوچھا کہ جو چیز شبہ کی ہے وہ بیلے شبہ کیونکر ہو جائیگی جواب فرمایا العبد ومافی یدہٖ مالک لمولاہ یعنے بندہ اور جو کچھ کہ اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اُس کے مالک کے ملک ہے تب اس کے فرمایا کہ اوصاف شیخ جمال الدین کے جو کہ دعا گو نے اُس طرف مشائخ سے سنے ہیں اگر اُن کو لکھے تو دفتر ہو جائیں۔ بڑے معظم مرد تھے میں نے اس طرف کے مشائخ صوفیہ سے سنا ہے۔ جیسے شیخ عبد اللہ یافعی و شیخ مدینہ عبد اللہ مطری قدس اللہ اسرارہم کو یہ مرتبہ جو کہ درمیان مشائخ صوفیہ کے شیخ جمال الدین رکھتے ہیں ہمارے زمانے میں کوئی آدمی نہیں رکھتا ہے۔ اور میں نے اُس طرف مشائخ سے یہ بھی سنا ہے کہ شیخ جمال الدین کی لونڈی سے ایک بچہ پیدا ہوا تھا۔ ان کے وفات کے بعد شیخ کے فرزند شبہ کرتے تھے۔ دعا گو نے اس طرف سنا کہ یہ شیخ کا صحیح فرزند ہے میں نے ان کے فرزندوں سے کہہ دیا اُس وقت سے پھر وہ اُس کو دوست رکھتے ہیں اور بھائی کہتے ہیں۔

ایضاً پیر کی رات چھبیسویں ماہ مذکور تہجد کے وقت

یہ فقیر حجرے سے خدمت میں حاضر تھا۔ ایک عزیز اس جگہ سے قصیدہ لامیہ کا سبق پڑھتا تھا ؎

ومرجو شفاعة اهل خیر ۔۔۔ لاصحاب الکبائر کالجبال

ای شفاعة المتطھرین حق ومقبول للمذنبین یعنے بے گناہ لوگوں

ملفوظات خواجہ ... [illegible]

کی شفاعت واسطے گناہگاروں کے حق و مقبول ہے گو بڑے بڑے مثل پہاڑوں کے ہوں۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعتی لاھل الکبائر من امتی وعنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ لیدخل الجنۃ لاھل الکبائر بشفاعۃ الصالحین یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری شفاعت واسطے کبیرہ گناہ والوں کے ہے میری امت سے اور یہ بھی آپ سے مروی ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ البتہ داخل کرے گا بہشت میں کبیرہ گناہ والوں کو بسبب شفاعت نیک مردوں کے۔ بعد اس کے یہ نظم پڑھی ؎

وللدعوات تاثیر بلیغ　　وقد ینفیہ اصحاب الضلال

دعوات جمع دعوۃ اے للدعوات اثر کلی یعنے واسطے دعاؤں کے اثر کلی ہے دعا گو نے اس طرف نشا ہے کہ الدعوات مستجابۃ فی صرف قضاء المعلق دون المبرم ای المحکم یعنے دعائیں مستجاب ہیں پھیر لینے میں قضائے معلق کے۔ نہ محکم کے کیونکہ محکم کے واسطے پھیرنا نہیں ہے۔ لاراد لما قضیت یعنے اس چیز کا کوئی رد کرنے والا نہیں ہے کہ جس کو تو جاری کر چکا ہے۔ بد مذہب لوگ کہتے ہیں کہ دعا کے واسطے اثر نہیں ہے۔ اور اثر کے منکر ہیں۔ اور جف القلم بما ھو کائن سے تمسک کرتے ہیں یعنی جو چیز ہونے والی ہے اس سے قلم سوکھ گئے۔ یعنے اب کچھ نہیں ہوتا جو ہونا تھا سو ہو چکا یہ قول صحیح نہیں ہے۔ قول صحیح اہل سنت وجماعت ہی کا ہے کہ لایرد القضاء الا الدعاء

یعنے قضا کو نہیں پھیرتی ہے مگر دعا والدعاء واجب لون الامر یدل
علی الوجوب قولہ تعالیٰ وقال ربکم ادعونی استجب لکم وقال واذا سالک
عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی
ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون یعنے دعا واجب ہے۔ اسلئے کہ امر
دلالت کرتا ہے وجوب پر اور کہا رب تمہارے نے۔ تم پکارو مجھ کو
ساتھ دعا کے۔ میں قبول کرونگا تمہاری دعا کو۔ اور جس وقت پوچھیں
تجھ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے بندے مجھ سے تو بیشک میں
نزدیک ہوں۔ قبول کرتا ہوں میں دعا کرنے والے کی دعا کو۔ جس
وقت کہ اس نے مجھے پکارا۔ پس چاہیئے کہ مجھ سے قبولیت چاہیں
اور چاہیئے کہ میرے ساتھ ایمان لائیں۔ شاید وہ ہدایت پائیں بعض سب
لوگ دعا سے منکر ہیں۔ جیسے معتزلہ اور کہتے ہیں جف القلم بما ھو کائن
اس گروہ کا قول باطل ہے۔ صحیح قول مذہب سنت وجماعت کا ہے
بعد اس کے یہ بیت پڑھی ؎

ودیناناحدیث والھیولیٰ ھدیم الکون فاسمع یا جنا الی

ای الدنیا والھیولے محدث وھو اصل کل شئی۔ ہیولی اصل اشیا
کو کہتے ہیں کہ جس سے خداوند تعالیٰ اشیا کو وجود میں لایا ہے۔ اور وہ
قدیم نہیں ہے محدث ہے۔ جیسے کہ چوب نسبت کرسی کے اور گیہوں اور
آٹا نسبت روٹی کے۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ ہیولی قدیم ہے اور وہ کلی
ہے کہ حق تعالیٰ نے سارے اشیا کو اس سے پیدا فرمایا ہے۔ یہ گروہ

اور اس کا قول باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس ہیولی کا پیدا کرنے والا ہے کیونکہ ہیولی ایک شے ہے۔ واللہ تعالیٰ خالق کل شیٔ یعنے اللہ تعالیٰ ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے۔ باری تعالیٰ سارے اشیا کو کتم عدم سے طرف وجود کے باہر لایا ہے۔ وقولہ تعالیٰ وقد خلقتك من قبل ولم تك شیئا بعد اسکے یہ بیت پڑھی ہے۔

وللجنات والنیران کون　　　　علیہا مرّ احوال خوال

ای الجنات الثمانیة والنیران السبعة وجودھما مخلوقان وموجودان یعنے آٹھ بہشت اور سات دوزخ مخلوق وموجود ہیں۔ فرمایا مر احوال معہ مضاف ومضاف الیہ ہے۔ مر مصدر ہے اور احوال حول کی جمع بمعنی سال ہے بہشت ودوزخ پر گزرنا برسوں کا ہے جیسے کہ ہم پر برسیں گزرتی ہیں قولہ تعالیٰ وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضھا السموات والارض اعدت للمتقین وانا اعتدنا للظالمین نارا ذکر بلفظ الماضی وھو یدل علی الوجود یعنے جنت ونار کو بلفظ ماضی ذکر فرمایا اور ماضی وجود پر دلالت کرتی ہے۔ بعض اولیاء اللہ خدا معاینہ دیکھتے ہیں اور جانتے ہیں مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن وعا گو نے ایک درویش کو دیکھا کہ وہ اوپر گئے اور ذرا دیر میں پھر آگئے۔ میں نے پوچھا تم کہاں گئے تھے۔ کہا واسطے کسی مصلحت کے بہشت میں گیا تھا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو خطاب کیا طرف بہشت کے پس وہ موجود ہے قولہ تعالیٰ یا آدم اسکن انت وزوجك الجنة وکلا

بہشت ودوزخ اب بھی موجود ہیں

منہا رغداً یعنے اے آدم تو ساکن ہو قرار پکڑ اور تیرا جوڑا بہشت عنبر سرشت
میں اور کھاؤ تم اُس سے جو کچھ چاہو بعد اسکے یہ بیت پڑھی ؎

وما اہلوہما اہل انتقال — ولا تفنی الجحیم ولا الجنان

یعنے دوزخ و بہشت فنا نہ ہوں گے اور نہ مومن بعد دخول بہشت کے
اور نہ کافر بعد دخول دوزخ کے فنا ہوں گے۔ طائفہ جہمیہ بد مذہب
اس کے بھی منکر ہیں۔ اُن کا قول درست نہیں ہے۔ باطل ہے قولہ تعالےٰ
خالدین فیہا ابداً یعنے وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے بسیں گے ایک
عزیز نے اس آیت شریف کا پوچھا۔ کل شئی ھالک الا وجہہ جواب
فرمایا کہ اُس طرف سنا ہے کبھی ہندوستان میں نہ سنا تھا۔ ای جہۃ ابقائہ
یعنے جس کو وہ باقی رکھے و ذلک قولہ تعالیٰ واذا نفخ فی الصور فصعق
من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ای ھلک من فی السموٰت
یعنے جس وقت صور میں پھونکا جائیگا تو ہلاک ہو جائیں گے وہ لوگ کہ
آسمانوں میں ہیں۔ اور وہ لوگ کہ زمین میں ہیں مگر جس کو چاہے اللہ
یعنے سارے آسمان والے اور زمین والے ہلاک ہو جائیں گے مگر
جس کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا پروردگار چاہے اور وہ چھ چیزیں
ہیں بہشت و دوزخ و عرش و کرسی و لوح و قلم اور یہ بات حدیث مشہور
میں ثابت ہے۔ بعد اسکے یہ بیت پڑھی ؎

بشوم الذنب فی دار اشتعال — وذو الایمان لا یبقی مقیما

فرمایا کہ شوم کو ہمزے سے پڑھتے ہیں۔ اور اشتعال شعلہ برافروختن آتش

فنا - عدم فنائے بہشت و دوزخ و اہل ہر دو

کو کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ایمان پر مر جاتے اور شومی گناہ سے دوزخ میں جائے تو پھر کبھی اس کو نکالیں گے اور بہشت جاودان میں لے جائینگے یہ بیت پڑھی ؎

از ہیبت آن دو راہ خون شد دل من — تا خود بکدام رہ بود منزل من

قولہ تعالیٰ فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر۔

ایضاً ۲۶ ماہ مذکور ذیقعدہ روز دوشنبہ چاشت کے وقت

یہ فقیر خلوت کے حجرے سے خدمت میں حاضر ہوا عوارف کا سبق ہوتا تھا بات ادب میں تھی۔ اور وہ یہ تھی کہ ان رجلا فی یوم رائی غلام رجل وصاحب الغلام کان ولیا من اولیاء اللہ عزوجل فقال لہذا الرجل قد بلغک ھذا ای عقوبۃ منذ ستین سنۃ فنسیت القران وکنت حافظا یعنی ایک مرد نے کسی دن ایک شخص کے غلام کو نظر بے ادبی دیکھا اور مالک اس غلام کا ایک ولی تھا۔ اولیائے اللہ عزوجل سے پس اُس ولی نے اس مرد سے کہا کہ مقرر تجھ کو برسوں کے بعد اس نظر کی عقوبت پہنچے گی جو کہ تو نے اس غلام پر کی۔ اس مرد نے کہا کہ اُس بزرگ کی بات نے بعد ساٹھ برس کے اثر کیا۔ اور وہ یہ تھا کہ میں قرآن شریف بھول گیا۔ حالانکہ میں حافظ تھا۔ فرمایا کہ مشائخ صوفیہ قدس اللہ ارواحہم اگر راہ میں جاتے ہیں جس وقت کوئی مرد سامنے آتا ہے تو آستین آنکھ پر رکھ لیتے ہیں یا آنکھ بند کر لیتے ہیں۔ اور نیچے نظر کر کے گذر کرتے ہیں۔ اگرچہ اُنکی

وہ نظر نہیں سے ہے۔ شیطان لعین گھات میں ہے۔ بلائیں پڑجاتے اور اتنے لوگ پڑگئے ہیں۔ پس سالک کو بلکہ سب مومنوں کو چاہیئے کہ سب حال میں ادب کو نگاہ رکھیں۔ خاصکر سالک۔ اسلیئے کہ المؤمن بطاعته یصل الی الجنة وادبه فیها یصل الی اللہ یعنے مومن بسبب اپنی طاعت کے بہشت میں پہنچتا ہے اور طاعت میں ادب نگاہ رکھنے سے خدائے تعالی تک پہنچ جاتا ہے۔ واصلین مقربین سے ہو جاتا ہے دوسرا ادب یہ ہے کہ مسجد میں پاؤں نہ پھیلا کے نہ سوتے خاصکر معتکف۔ فتاوی کامل میں ہے یکرہ للمعتکف فی المسجد مد رجلیه یعنے مکروہ ہے۔ واسطے معتکف کے مسجد میں دراز کرنا اپنے پاؤں کا پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لاتے فرمایا فرزندمن یہ مسئلہ اور یہ فوائد جو میں نے بیان کئے لکھ رکھو غریب ہیں مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن امام سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ مسجد کے محراب میں مشغول تھے۔ بعد کچھ دیر کے بیٹھ گئے اور پاؤں لمبا کیا۔ آواز سنا اے بے ادب کیا ادب ہے شیخ جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب سے انہوں نے یہ آواز سنی پھر پاؤں لمبا نہیں کیا نہ سوئے اور ادب یہ ہے کہ بے وضو نہ سوئے۔ خاصکر وہ شخص کہ بے وضو سوتے اسکے واسطے تو تہدید و وعید ہے۔ من نام بلا طہارة لا یفتح له الباب فی السلوك قط یعنے جو شخص کہ بے وضو سوتے ہرگز اسکے واسطے سلوک میں فتح باب نہ ہوتے اور اُس کے سبب سے دروازہ سلوک کا اُس پر بند ہو جاتے الخ اثنا میں ایک عزیز نے پوچھا کہ اگر کسی وقت بسبب

کسی عذر کے مانع ہو تو کیا کرے جواب فرمایا تیمم کر لے لیکن بے طہارت نہ سوئے۔ کیونکہ تیمم طہارت ہے سونے کے واسطے اور واسطے بیداری کے خواب سے اور واسطے مسجد میں داخل ہونے کے اور واسطے جواب دینے سلام کے اور واسطے لینے قرآن شریف اور کتاب کے اور واسطے لکھنے پڑھنے وغیرہ کے روایت کیا ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اثنائے راہ میں۔ تو آپ نے پورا وضو کیا۔ سلام کا جواب دیا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے تیمم کیا۔ سلام کا جواب دیا۔ اسلئے کہ سلام اسمائے صفات سے ہے السلام اسم من اسماء اللہ تعالیٰ یعنے سلام ایک نام ہے اللہ سبحانہ کے اسماء مبارک سے مناسب اس کے حکایت شیخ جمال الدین قدس سرہٗ کے مناقب بیان فرمائی کہ وہ کسی وقت روانہ رکھتے کہ بے وضو رہیں۔ یہاں تک کہ اگر وہ مسجد میں ہوتے اور وضو کی حاجت ہوتی تو طشت و آفتابہ لاتے۔ وضو کرتے۔ ضعیف ہو گئے تھے۔ ایک دن شیخ جمال الدین کے گھر میں پانی موجود نہ تھا۔ شیخ نیند سے جاگے۔ تہجد کی نماز میں مشغول ہو گئے۔ کہریہ نام ایک عزیز شیخ کا مرید گستاخ تھا۔ اس نے ملتانی زبان میں کہا خوند شیخ تم نیند سے جاگے بے وضو نماز پڑھتے ہو۔ ہم کہ تمہارے مرید ہیں ہرگز بے وضو نماز نہیں پڑھتے ہیں۔ کیا سبب ہے کہ تم یہ کرتے ہو۔ شیخ نے اس کو نزدیک بلایا اور ملتانی زبان میں کہا کہ گھر میں پانی موجود نہ تھا۔ میں آب باب میں گیا وضو کر آیا اس دن

ہیں آبیاب اوچہ سے دُور تھی۔ اب اُوچہ کے نیچے بہتی ہے۔ اسی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ جب وہ یعنے اولیاء اللہ چلے جاتے ہیں تو اس ولی کی جگہ خالی رہتی ہے یا کیا ہوتا ہے۔ جواب فرمایا کہ خدائے تعالیٰ بصورت اُس ولی کے ایک فرشتہ بھیجتا ہے۔ وہ آتا ہے اُس کی جگہ بیٹھتا ہے۔ ساکت رہتا ہے۔ یہاں تک کہ دوسرا آجاتے پھر پوچھا کہ اگر کوئی شخص پوچھے تو جواب وہ دیتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں کوئی اُس کی زبان سے کہتا ہے بعد اس کے فرمایا کہ شیخ جمال الدین قدس اللہ روحہ علی الدوام سبق ہدایہ و بزدوی و مشارق و مصابیح و عوارف وغیرہ کا اور جو کچھ کوئی پڑھتا پڑھاتے تھے۔ انہوں نے آخر عمر تک پڑھایا ہے۔ دعاگو سبق پڑھانے میں اُن کے طریقے کو نگاہ رکھتا ہے۔ اور اُن کی خدمت میں شیخ قاری مولانا شمس الدین تھے اور شریک شیخ فخرالدین گازرونی تھے۔ ایک سرفرد بزرگ تھے اور ہم سامع تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن اثنائے سبق میں شیخ نے سر نیچا کر لیا۔ ذرا دیر تقریر سے باز رہے۔ پھر سر اونچا کیا۔ اور فرمایا پڑھو۔ قاری سبق نے پوچھا مخدوم یہ واقعہ سر نیچا کرنے کا کیا تھا۔ شیخ نے کہا تم تو پڑھو تم کیا پڑتے ہو سبق کو بیٹھو۔ بولا ہم نہ پڑھیں گے جب تک آپ نہ فرمائیں گے۔ شیخ نے کہا طالب العلم سخت کردہ ہیں۔ تو سنو نزدیک عدن کے دریا میں جہاز غرق ہوتا تھا اور اس میں فقیر کے احباب تھے انہوں نے اس درویش کو یاد کیا۔ میں نے اس جہاز کو کھینچا آستین

پانی سے بھیگی ہوئی دکھائی۔ تاریخ و وقت و ساعت لکھ لی۔ واقعہ ویسا ہی تھا دعاگو سے اُس طرف کے مشائخ نے جیسے شیخ بکر عبد اللہ یافعی و شیخ مدینہ عبد اللہ مطری اور مشائخ دیگر نے جیسے فقیہ جمال قطب عدن نے کہا کہ جب کسی وقت اُس طرف شیخ جمال الدین آتے تو اس جگہ دریا میں وضو کرتے۔ عدن کا کنارہ اور وہ جگہ بتائی۔ دعاگو نے دیکھی ہے اس کو طے الارض مطلق کہتے ہیں زمین کو لپیٹ دیتے ہیں۔ اور کوتاہ کر دیتے ہیں۔ مثل صحن گھر کے۔ دعاگو نے جو چیزیں کہ شیخ جمال الدین کے مناقب میں ہیں مشائخ سے اُن کو سنا ہے۔ اگر لکھے تو دفتر ہو جائیں اور میں نے یہ بھی مشائخ سے سنا ہے کہ اُس زمانے میں مثل شیخ کے مرتبے میں دوسرا نہ تھا اسی درمیان میں حسن خادم نے شروع کیا کہ میں نے سنا ہے کہ مرتبہ مخدوم کا شیخ جمال الدین سے بالاتر ہے۔ وہ قطب نہ تھے اور مخدوم قطب عالم ہیں۔ فرمایا میں کون ہوں میں اُن کے نزدیک کہاں پہونچوں۔ میں تو اُن کے تشنبہ کرونگا۔ دکھتا ہوں حکایت بعد اسکے فرمایا کہ ایک دن اوچہ میں ملک مردان کا بیٹا دعاگو کے پاس آیا کہا آپ دعا کریں ملک پر میں نے بادشاہ کی خفگی سنی ہے۔ ایک یار عزیز میرے نزدیک بیٹھا ہوا تھا۔ مکاشف ہے اور اُس نے بواسطہ دعاگو کے شیخ کبیر کا خرقہ پہنا ہے۔ اور اور اکو نگاہ رکھتا ہے اس نے دعاگو سے کہا کہ مخدوم میں دیکھتا ہوں کہ ملک مردان پر رحمت

حضرت مخدوم جہانیاں قطب عالم ہیں

بادشاہ کی بہت ہے۔ اور اس وقت اُس نے خاص صحناک پائی ہے اور بادشاہ نے اپنے کپڑے اُس کو دیئے ہیں۔ دیکھ رہا ہوں۔ یہ ہے جیسے کہ کوئی شخص گھر کے صحن میں اشارہ کرتا ہے۔ کہاں دہلی اور کہاں اوچھ کی بُعد مسافت۔ بلکہ واسطے اولیائے خدا کے یہاں تک ہو جاتا ہے کہ سارے عالم کا مقدار اُن کے گھر کے صحن کا ہوتا ہے پس دعا گو نے مردان کی بیٹی کو بلایا اور کہا کہ کسی نے جھوٹ کہا ہے اور میں نے کہا کہ ایک درویش نے دعا گو سے واقعہ ایسا کہا ہے۔ کہ ملک پر بادشاہ کی مرحمت ہے۔ اُس نے صحناک خاص اور کپڑے پائے ہیں۔ اُنھوں نے تاریخ وقت ساعت و روز لکھا۔ واقعہ ویسا ہی تھا۔ اور وہ یار بھی اسی جگہ نزد یک دعا گو کے ہے۔ لیکن اُس نے مجھ کو منع کر دیا ہے۔ کہ جب تک میں زندہ ہوں میرا نام کسی سے مت کہو۔ ایسا پوشیدہ رکھتے ہیں ایضاً اس فقیر سے فرمایا فرزند من سبق پڑھو ترتیب اس میں تھی الطہور نصف الایمان فرمایا کہ یہ سبق عوارف کے سبق کا مؤید ہے۔ وضو کے بیان میں فرمایا کہ الطہور بضم الطاء الطہارۃ وبفتح الطاء صفۃ الماء قال اللہ تعالیٰ وانزل من السماء ماء طہوراً ای طاھراً ومطھراً یعنے طہور بضم طا سے بمعنی طہارت ہے یعنے پاکی اور بفتح طا پانی کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اُتارا آسمان سے پانی پاک اور پاک کرنے والا طہارت نصف الایمان کیوں ہے۔ دعا گو نے اس طرف سے تو لی سے سنا ہے کبھی ہزار سنا

میں نہیں سُنا تھا۔ معنی یہ ہیں کہ جس وقت کوئی کافر ایمان لاتا ہے تو دو
چیزیں اُس سے محو کر دیتے ہیں۔ ایک تو کفر دوسرے گناہ الکفار
مخاطبون بالامور الشرائع فی حق الاخرۃ اتفاقاً یعنے کفار امور
شرائع کے ساتھ مخاطب ہیں۔ حق آخرت میں باتفاق۔ پس جب
مومن وضو کرتا ہے تو اُس کے سارے گناہ گر جاتے ہیں۔ اور وہ کفر
نہیں رکھتا ہے۔ پس بالضرور اُس کو آدھا ایمان لانے کا ثواب دینگے
کہ کافر ایمان آورد باریں معنی اور یہ آیت پڑھی قولہ تعالیٰ رجال
یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المتطھرین وضو والوں کو مرد
کہتے ہیں۔ یعنے مرد ہیں کہ وہ دوست رکھتے ہیں کہ باوضو باطہارت
رہیں۔ اور اللہ دوست رکھتا ہے باوضو رہنے والوں کو فرمایا کہ یہ
آیت شریف اُتاری گئی ہے حق میں صفت اصحاب صفہ کے اور
جس جگہ کہ وہ وضو کرتے تھے مدینہ مبارک میں دعاگو نے اُس کو دیکھا
ہے۔ اور اُس کی زیارت کی ہے۔ وحق تعالیٰ ان ایشان نیز دست
آید بھر دوئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرزند من ایں تقریرات
کہ گفتم غریب است بگیرید ایضاً سبق فقیر کا اس جگہ پہنچا جس وقت
سالک کا فتح باب ہو جاتا ہے اور سلوک کا دروازہ اس پہ کھول
دیتے ہیں۔ تو انوار اُس کے باطن میں وارد ہوتے ہیں۔ چنانچہ
اُس انوار کا عکس ظاہر بھی پیدا ہوتا ہے۔ منہ اور ناک اور آنکھ اور
کان سے باہر آتا ہے جن چیزوں کو کہ دن میں نہیں دیکھا تھا ان کو

اندھیری رات میں دیکھتا ہے۔ اور یہ ویسی بات ہے کہ جیسے کوئی شخص آئینہ دیکھے تو اپنی صورت کو آئینے میں دیکھتا ہے۔ اس جگہ بھی نور کے عکس کو جو کہ اس میں ہے دیکھتا ہے۔ اور یہ بات وہ آدمی جانتا ہے کہ اس کو واقع ہے ہر آدمی کیا جانے مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن شیخ کبیر قدس اللہ سرہ کے خانقاہ میں ایک شخص خلوت میں مشغول تھے اور خانقاہ کے حجرے میں چراغ نہ تھا فراش آیا چاہتا تھا کہ چراغ لے جائے۔ شیخ قطب عالم رکن الحق والدین قدس سرہ نے فراش کو منع کیا۔ کہا کہ تو چراغ مت لے جا فراش نے عرض کیا کیونکر نہ لے جاؤں۔ حجرہ تو تاریک ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ ان کا نور عکس ایسا طالع ہوا ہے کہ اس نے سارے حجرے کو گھیر لیا ہے۔ تو مت جا تو بے ہوش ہو جائیگا۔ تاب نہ لا سکے گا۔ وہ نور تو خدا کا ہے اگر بال کا تار یا سوئی گم ہو جائے تو فی الحال اس کو دیکھ لے۔ اور لے لے۔ فرمایا کہ خانقاہ عہد شیخ رکن الدینؒ میں ایسے خلوتی لوگ ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ نزدیک دعا گو کے ہزار نفر سے زیادہ وظیفہ دار ہوں گے۔ سب کو وظیفہ پہونچتا ہے[1]۔ خدائے عزوجل کسی کو نہیں چھوڑتا ہے۔ اس نے بادشاہ کے دل میں ڈال دیا ہے وجہ خوب سے اس نے تعین کر دیا ہے۔ ہر ماہ کے اتنے ہزار ہوتے ہیں۔ میرے نزدیک جو پانی کہ ہے۔ برتن سے خالی ہو جاتا ہے اور ذخیرہ نہیں رہتا ہے۔ جو کچھ پہونچتا ہے بانٹ دیا جاتا ہے واقع

---

[1] مناقب حضرت شاہ رکن الدین صفحہ م

میں ایسا ہی لکھا۔ کیونکہ درویش کو ذخیرہ نہیں چاہیئے یوم جدید رزق جدید نیا دن نئی روزی قوت القلوب میں ذکر کیا ہے لا تجوز الذخیرۃ للسالک الا لاجل نفقۃ عیالہ او لاجل قضاء دیونہ یعنی سالک کے واسطے ذخیرہ کرنا جائز نہیں ہے مگر واسطے خرچ عیال کے یا واسطے ادائے قرض کے۔ ذخیرہ کرنے کے باب میں وعید قرآنی ہے۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون یعنی جو لوگ کہ خزانہ کرتے ہیں سونے اور چاندی کو، اور خرچ نہیں کرتے ہیں اسکو اللہ کی راہ میں پس تو خوشخبری دے اُن کو ساتھ عذاب دردناک کے جب دن قیامت کا ہوگا تو اس کو دوزخ کی آگ میں گرم کریں گے پھر اُس سے اُن کی پیشانیوں کو داغ دیں گے۔ وہ سوراخ کر دیگا۔ گُدی کے پیچھے سے نکلے گا۔ اور اُن کے پہلو پر رکھیں گے۔ سوراخ کر دیگا۔ دوسرے پہلو سے نکلے گا۔ اور اُن کی پیٹھ پر رکھیں گے سینہ و شکم کی طرف نکل آئے گا۔ ایسی عقوبت چکھائیں گے۔ فرشتے کہیں گے یہ خزانہ ہے کہ جس کو تم نے اپنی جانوں کے واسطے ذخیرہ کیا تھا پس تم چکھو عقوبت اس چیز کی کہ جس کو تم خزانہ کرتے تھے وہ کیا فائدہ رکھتا ہے۔ مناسب اس کے حکایت شیخ

جمال الدین اچی قدس سرہ کے مناقب کی بیان فرمائی کہ وہ کچھ
ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔ جو کچھ پہنچتا ہے خرچ کر ڈالتے۔ نگاہ نہیں
رکھتے تھے۔ ایک دن اُن کے گھر میں فاقہ گذرا۔ یہاں تک کہ رات
آگئی۔ شیخ کی قوم نے کہنا شروع کیا کہ تو اہل ہے۔ تو شیخ ہے ان
چھوٹے بچوں کا کیا حال کرے گا۔ وہ بھوک کے مارے ہلاک ہو جائینگے
ملتانی زبان میں تقریر فرمائی۔ کہ دروازے کے آگے جاؤ اور دروازہ
کھولو۔ پھر شیخ کی قوم نے کہا کہ نوبت بجا دی ہے۔ پہر رات گذر چکی ہے
میں کہاں جاؤں۔ شیخ نے فرمایا جاؤ۔ تو جب گئے تو دیکھتے ہیں۔
کہ چند عورتیں کھانے کا خوان لائے ہیں۔ اور اندر آئیں اور کہا کہ
ہم نے شیخ کے واسطے نذر کی تھی۔ جبکہ ہماری حاجت روا ہو گئی
تو ہم نے اپنی نذر وفا کی۔ شیخ نے فرمایا بچوں کو بیدار کرنا کہ کھا لیں
خدائے عز و جل کسی کو نہیں چھوڑتا ہے۔ لیکن ہر وہ چیز کہ موقوف ہے
جب اُس کا وقت ہو جاتا ہے تو وہ چیز موجود ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولانا و علی اللہ
فلیتوکل المتوکلون یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کہہ دو کہ ہرگز
ہم کو نہ پہنچے گی مگر وہ چیز کہ جس کو اللہ نے ہمارے واسطے لکھا
ہے۔ وہی ہمارا مولی ہے اور اللہ ہی پر بس چاہیئے کہ بھروسہ
کریں بھروسا کرنے والے اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر یدا لیقنا
ایک عزیز نے پوچھا کہ کل مدع کذاب حدیث ہے جواب فرمایا

حدیث ہے پھر پوچھا کہ اس کے کیا معنی ہیں اور لفظ کل کا احاطہ ہر افراد کا ہے فرمایا من ادعی نفسہ قولہ تعالیٰ ان النفس لامارۃ بالسوء اگر وہ کسی چیز میں ہوتا تو ہرگز دعوےٰ نہ کرتا بلکہ انکسار و شکستگی بہت کریں جیسا کہ کہا ہے "اگر یافتی دم مزن اگر نیافتی فریاد چیست" یعنے اگر تو نے پایا ہے تو دم مت مار اور اگر نہیں پایا ہے تو فریاد کیوں ہے پھر بھی پوچھا کہ الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل حدیث ہے جواب فرمایا حدیث ہے یعنے جو چیز کہ سوا خدا کے ہے اور اُسکا دل خدا کے ذکر سے غافل ہے تو وہ باطل ہے پھر روئے میری طرف فقیر کے لئے فرمایا قرآن من سبق پڑھو۔ میں نے شروع کیا ترتیب میں یہ لکھی۔ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما من احد یصلی الفجر ثم یقول حین ینصرف لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا حِیْلَةَ وَلَا اِحْتِیَالَ وَلَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ سبع مرات الا دفع اللہ عنہ سبعین نوعًا من البلایا اس فقیر نے پوچھا حین ینصرف کے کیا معنی ہیں جواب فرمایا ای حین تفرغ اور یہ بھی میں نے پوچھا کہ حیلہ و احتیال ایک معنی ہیں تکرار کیوں ہے جواب فرمایا کہ احتیال ابلغ ہے یعنے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے نہیں ہے کوئی شخص کہ پڑھے نماز فجر کی، پھر کہے جبکہ فارغ ہو جائے دعائے

مذکور کو سات بار مگر اللہ عزوجل دفع کرے اُس سے ستر قسم کی بلا کو ما من احد میں من زائدہ ہے ای ما احد ما نفی کا ہے۔ احد اسم ہے ما کا یصلی فعل مستقبل خبر ہے ما کی رو سے مبارک طرف اس فقیر کے واسطے اور یاران دیگر کے فرمایا تھا کہ تو اس دعا کو یاد کر لو لیے ناغہ پڑھو۔ ہر صبح کو بعد فراغ کے فرض سے سات بار پڑھو۔ دس بلاؤں کو دفع کریگا۔ سات کو دس میں ضرب دو ستر ہوتے ہیں تھا عظیم دعا ہے کہا تو دعا کو یاد دلا دلیا اس حدیث شریف کے سبق اس فقیر کا اس حدیث شریف میں پہنچا۔ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ انہ قال من قال فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَهُ النُّوْرُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ مَرَّةً وَاحِدَةً ثم قال اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ثَوَابَهَا لِوَالِدَيَّ لَمْ يَبْقَ لِوَالِدَيْهِ عَلَيْهِ حَقٌّ اِلَّا اَدّٰى اِلَيْهِمَا وَاَتَمَّ بِرَّهُمَا فَاِنْ قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَجَعَلَ ثَوَابَهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اَدْخَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُوَحِّدِيْنَ الضِّيَاءَ وَالنُّوْرَ وَالْفُسْحَةَ وَمَنْ زَادَ فَعَلَى قَدْرِ ذٰلِكَ مِنَ الثَّوَابِ یعنے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جو کوئی اس دعا مذکور کو ایک بار پڑھے اور اس پڑھنے کا ثواب خاص بار

باپ کو بخشے تو باقی رہ لیوے گا واسطے اُس کے ماں باپ کے اُس پر کوئی حق مگر اس نے ادا کر دیا اس حق کو طرف ماں باپ کے، اور پورا کر دیا اُن کے حق کو اور جو کوئی اس دعا کو تین بار پڑھے اور اُسکے پڑھنے کا ثواب مؤمن مردوں اور عورتوں کو بخشے تو داخل کرے اللہ تعالیٰ اُن موحدوں کی قبروں پر مثل روشنی سورج اور چاند کے اسلیے کہ ضیاء عبارت ہے سورج سے اور نور عبارت ہے چاند سے اللہ تعالیٰ کا قول پاک ہے وجعل الشمس ضیاء والقمر نورا معنی ضیاء و نور کے ایک ہیں لیکن ضیاء ابلغ ہے اسلیئے کہ یہ صفت ہے سورج کی، اور سورج زیادہ تر روشن ہے چاند سے اور اُن موحدوں کی قبروں کو فراخ کر دے موحدین کی قید اسلیے لگائی تا کہ کفار خارج ہو جائیں کیونکہ اُن کو بھی قبر میں دفن کرتے ہیں اور جس کو قبر میں دفن نہیں کرتے ہیں تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے تو وہ ہوا کو حکم دیتے ہیں کہ اُس خاک کو جمع کر دے پھر فرشتے قبر میں دفن کرتے ہیں۔ اسلیے کہ وعدہ بعث کا قبروں سے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان اللہ یبعث من فی القبور یعنی بیشک اللہ اُٹھائیگا اُن لوگوں کو جو قبروں میں ہیں۔ اور جو کوئی اس دعا کو تین بار سے زیادہ پڑھے تو اُس کے اندازے پر ثواب ہوگا پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من اس دعا کو ایک بار تلقین کر کہ ہم پڑھیں ماں باپ کو ثواب بخشیں اور تین بار تلقین کر کہ سارے اہل اسلام

کو ثواب بخشیں۔ اسلیئے کہ اُس طرف محارث عنایت بیان کرتے ہیں،
چون عامل می افتد تا عمل نمیکند بیشتر نے درود دعا گو بھی اُن کے طریقہ
ورسم کو نگاہ رکھتا ہے پس اس فقیر نے تلقین کی ہم سب یاروں نے
پڑھا اور ثواب بخشا پھر روئے مبارک طرف یاروں کے لائے فرمایا
فرزند من سید علاء الدین اہل علم ہے۔ نزدیک دعا گو کے مجاور رہتا ہے
یعنی خوب سعی و کوشش بجا لاتا ہے۔ اور دو لو الیعین کا ہمارے پاس
اعتکاف کیا اور ملفوظ فوائد جمع کرتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بمراد ثمرہ دیگا
یہ فقیر اس امیر کے قدم مبارک میں گر پڑا فرمایا فرمائیے فرزند من۔

ایضاً ستائیسویں ماہ ذیقعد منگل کے دن چاشت کے وقت

یہ فقیر خلوت کے حجرے سے خدمت میں حاضر تھا عوارف کا سبق
ہوتا تھا بات تجلی میں تھی قولہ تعالیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ یہ
آیت حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے بواسطہ لا مکان
کے ہے پس نسبت اس مکان کی طرف رسول خدا کی ہے نہ طرف
خدا کے یعنے قاب قوسین کے مکان سے خدا کو دیکھا یا لامکان
جبکہ مکان ممکن مخلوق ہے تو بالضرور مکان سے دیکھتا ہے اور
لامکان صفت ہے خداوند کی رایت ربی فی قلبی دسبق
البصیرۃ علی البصر بصیرت دل کی بینائی کو کہتے ہیں قولہ تعالیٰ
قل هذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی

اور بصر آنکھ کی بینائی کو کہتے ہیں وذالک قولہ تعالیٰ وما زاغ البصر
وما طغیٰ یعنے بصر کی آنکھ کو ملایا۔ دل کی آنکھ سے دیکھا۔ ادب کو
نگاہ رکھا۔ پس بصر کی آنکھ کو کھولا۔ جب یہ ادب نگاہ رکھا تو دوسری
بار بھی دکھلایا وذالک قولہ تعالیٰ ولقد رآہ نزلۃ اخریٰ ای تارۃ
اخریٰ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اوپر لے
جاتے تھے تو آپ پر ساری چیزوں کو پیش کرتے تھے۔ آپ اُن
کے تماشے میں مشغول نہ ہوئے یہاں تک کہ قاب قوسین کے
قرب میں پہنچے۔ خدائے تعالیٰ کو دیکھا جب پھرے تو جملہ
اشیاء کو کہ نہ دیکھا تھا بطفیل اُس کے دیکھا۔ مارے غایت رشک
کے یہ ہے علو ہمت قولہ تعالیٰ وما زاغ البصر وما طغیٰ فرمایا کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متابع و پیرو کو بھی چاہیئے کہ یہی ادب
نگاہ رکھے۔ جس وقت کہ اُس پر اشیاء کا مکاشفہ معاینہ ہو جائے
تو نظر نہ کرے۔ ان کی طرف نہ دیکھے۔ یہاں تک کہ مشاہدہ کو پہنچے
پس بطفیل مشاہدہ کے دیکھے۔ جیسا کہ بعض مشائخ صوفیہ رضوان اللہ
علیہم نے فرمایا ہے۔ رایت اللہ قبل کل شئی یعنے میں نے خدا
کو ہر چیز سے پہلے دیکھا یعنے رشک کے مارے اشیاء کا مکاشفہ
ہوا تو ہم نے طرف اُن کے نظر نہ کی۔ یہاں تک کہ ہم نے وصال
پایا۔ پھر بطفیل اُس کے دیکھا۔ بعض درویشوں نے رشک کیا ہے
جب تک کہ بادشاہ کے پاس نہ پہنچیں۔ تب تک دہلیز و بارگاہ کی

طرف نہ دیکھیں بعد اس کے حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ
کا ذکر چلا کہ انہوں نے دیدار کی درخواست کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
رب ارنی انظر الیک یعنے اے پروردگار میرے تو مجھے دکھا
کہ میں طرف تیرے نظر کروں۔ غایت اشتیاق سے درخواست
کی۔ جلدی فرمائی۔ ادب نگاہ نہ رکھا چونکہ قضا ویسے ہی تھی تو یہ
جواب سنا کہ لن ترانی ای فی الدنیا بعین الراس یعنے تو ہرگز
مجھے نہ دیکھے گا۔ دنیا میں سر کی آنکھ سے اگر کوئی سائل سوال
کرے کہ نفی تاب کی ہے۔ دنیا و آخرت دونوں میں ہوگی۔ تو ہم
جواب دیں گے کہ تاب دنیا میں ہے۔ آخرت میں نہیں ہے
جیسے کہ اس قول باری تعالیٰ میں ہے۔ فتمنوا الموت ان کنتم
صادقین ولن یتمنوہ ابدا یعنے بندے ہرگز موت کی تمنا نہ کرینگے
یہ دنیا میں ہے۔ رہی آخرت سو اس میں شدت عذاب کے
مارے موت کو طلب کریں گے۔ قول ہے اللہ پاک کا یامالک
لیقض علینا ربک یعنے اے مالک تو کہہ کہ حکم کرے ہم پر موت
کا پروردگار تیرا ہم عقوبت کی تاب نہیں رکھتے ہیں۔ پس یہ نفی
تاب کی ہے۔ دنیا میں نہ آخرت میں۔ پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند
من بگیر بدیں محبت تمام ست نیز اگر کوئی سائل سوال کرے کہ حضرت
موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو پیغمبر مرسل تھے۔ ان پر یہ امر خوب واضح
تھا کہ دیدار دنیا میں سر کی آنکھ سے نہیں ہے انہوں نے اس کی درخواست

کیوں کی تو اس کے جواب میں دو قول لکھے ہیں ایک یہ ہے
کہ انہوں نے گمان کیا کہ جس طرح وہ مجھ سے بات کرنے کا دریغ
نہیں کرتا ہے بلے واسطہ مجھ سے بات چیت فرماتا ہے۔ اسی طرح
اگر میں اس سے دیدار کا سوال کروں تو شاید ارزانی فرمائے۔ دوسرا
جواب یہ ہے کہ حق کے ساتھ کلام کرنے میں ایسے مستغرق ہوئے
اور فرحت و بہجت ان میں پیدا ہوئی کہ انہوں نے جانا کہ یہ خوشی
دنیا میں تو نہیں ہوتی ہے۔ شاید میں بہشت میں پہونچ گیا اور
بہشت سے دیدار سر کی آنکھ کے ساتھ روا ہے۔ اسلئے درخواست
کی۔ یہاں تک کہ جواب لن ترانی سنا تو بیدار ہو گئے۔ سوچا کہ میں
تو دنیا میں ہوں۔ پس بمعذرت و توبہ پیش آئے قال انی تبت
الیك وانا اول المؤمنین یعنے حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے کہ
بیشک میں نے توبہ کی طرف تیرے اور میں اول ہوں مومنین کا
اگر کوئی سائل سوال کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو دیدار فائض الانوار نصیب ہوا یہ کیونکر ہے تو جواب دیں
کہ آپ نے دنیا میں نہیں دیکھا۔ قاب قوسین سے دیکھا۔ اور
وہ نہ دنیا ہے نہ آخرت ہے۔ وہ مقام قرب کا ہے۔ کوئی شخص
اس جگہ پر نہیں پہونچتا ہے۔ مگر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کہ
صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ لی مع اللہ وقت لا یسعنی
فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل یعنے میرے لئے ساتھ خدائے تعالےٰ

سکے ایک محل ہے کہ اس میں نہ کوئی مقرب فرشتہ پہنچتا ہے نہ کوئی پیغمبر مرسل یہ وہ خاص مقام ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چونکہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادب کو نگاہ رکھا اور قضائے حق تعالیٰ بھی ایسی ہی تھی تو آپ نے بار دیگر بھی دیکھا وذلک قولہ تعالیٰ ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ ای تارۃ اخریٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب لن ترانی کی حکمت یہ تھی کہ جب تک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ دیکھیں تب تک حضرت موسیٰ اور اُن کے سوا اور کوئی نہ دیکھے جیسا کہ کلمات قدسیہ میں آیا ہے لولاک لما خلقت الافلاک یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر تو نہ ہوتا میں آسمانوں کو اور آسمان والوں کو پیدا نہ کرتا اور نہ اپنی خدائی کو آشکارا کرتا۔ مناسب اس ادب کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن خانقاہ شیخ کبیر میں شیخ قطب عالم رکن الحق والدین قدس اللہ اسرارہما کی خدمت میں ایک عرب درویش فروکش ہوئے۔ شیخ نے خادم کے ہاتھ اُن کے واسطے کھانا بھیجا خادم نے کہا کہ تم شیخ کو دیکھو گے وہ درویش کہنے لگے کہ میری کیا مجال ہے کہ میں شیخ کو دیکھ سکوں جب خادم لوٹ کر گیا تو اس نے یہ واقعہ شیخ سے عرض کیا شیخ نے خادم سے فرمایا کہ ہم ان کے پاس جائیں گے جس وقت وہ درویش ہمد سے فارغ ہوئے تو شیخ تشریف لے گئے اور ان سے

ملاقات فرمائی اور ذرا دیر میں اُن درویش کو طرف مقصود کے پہنچا
دیا اور اُسی وقت رخصت فرما دیا۔ روئے مبارک طرف اس
فقیر کے اور یاران دیگر کے لائے فرمایا۔ برادران عزیز یہ جہاں
کہ مخلوق میں ادب کا یہ حال ہے تو خاص کر خالق کا بھی اسی پر
قیاس کرو اور ادب کو نگاہ رکھو جب سالک بے ادبی کرتا ہے
تو قبض ہو جاتا ہے اُس سے زیادہ کہ بسط ہوا ہو۔ وھذا
نوع من الابعاد الی ان یتوب یعنے یہ ایک قسم ہے دوری کی
یہاں تک کہ اُس سے رجوع کرے۔ برسر ادب آئے جیسے
کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام برسر ادب آئے تبت الیک
وانا اول المؤمنین کہا تو حکم ہوا کہ یا موسیٰ انی اصطفیتک
علی الناس برسالاتی وبکلامی فخذ ما اتیتک وکن من
الشاکرین یعنے اے موسیٰ بیشک میں نے تجھ کو برگزیدہ کیا لوگوں
پر ساتھ اپنی رسالتوں کے۔ اور ساتھ اپنے کلام کے پس لے لے
جو کچھ کہ میں تجھ کو دوں اور ہو شکر کرنے والوں سے اسی اثنا
میں سادات عراق سے واسطے زیارت خدمت کے پہنچے
اور ایک قطعہ جامے کا فتوح لائے قبول فرمایا۔ انہوں نے
عرض کیا کہ خاص کر ہم بوجہ اشتیاق مخدوم کے آئے ان کا اکرام
کیا۔ اور حسن خادم سے فرمایا کہ ان کے واسطے شیرینی لا اور یہ حدیث
شریف پڑھی من زار حیا ولم یذق منہ شیئا فکانما زار میتا

بے ادبی سے قبض ہوتا ہے

یعنے جو شخص کہ کسی زندے آدمی کی ملاقات کرے اور اُس سے کوئی
چیز نہ چکھے تو گویا اُس نے کسی مردے کی زیارت کی۔ بعد اس
کے اُن سے فرمایا کہ تم کو دو ذوق حاصل ہو گئے ذوق معنوی تو یہ
ہے کہ تم نے عوارف کا سبق سنا اور ذوق صوری بھی حاصل ہوا
کہ تم نے شیرینی کھائی اور تبسم فرمایا۔ اور فرمایا کہ جو شخص روزہ دار نہ ہو
وہ کھائے صائم نہ کھائے حدیث صحاح ہے قولہ علیہ الصلوۃ والسلام
الصائم اذا اکل عندہ استغفرت لہ الملائکۃ مادام یا
کلون یعنے روزہ دار کہ جس وقت کھانا کھایا جائے نزدیک اُسکے
تو مغفرت مانگتے ہیں واسطے اُس کے فرشتے جب تک کہ وہ کھاتے
ہیں۔ فرمایا تم جانتے ہو کہ اس کا کیا سبب ہے یہ ہے کہ اُس کا دل
تو چاہتا ہے اور وہ اُس کو روکتا ہے یہ ثواب بسبب روکنے کے
ہے ایضاً مولانا حسام الدین صوفی پر شیخ شیوخ قدس سرہ
کے اوراد خدمت میں پڑھتے تھے پوچھا کہ تم نے بواسطہ دعا گو
کے خرقہ پہنا ہے جواب دیا کہ میں نے چشتیوں سہروردیوں دونو
کے پہنے ہیں فرمایا خوب نہیں ہے ایک جگہ تو بیعت کریں اور
دوسری جگہ خرقہ تبرک پہنیں وہ بولے کہ میں نے چشتیوں کا تو خرقہ
بیعت پہنا ہے اور سہروردیوں کا خرقہ تبرک فرمایا تم کو واجب ہے
کہ تم اُن کے اوراد کو نگاہ رکھو وہ بولے کہ میں چشتیوں کے اوراد
کو کتنا زیر پڑھتا ہوں فرمایا کہ جس شخص کے مرید ہوں اُسکے اوراد

کو کنارے پر ڈالیں انہوں نے عرض کیا کہ چشتیوں کے اوراد چھوٹے
ہیں فرمایا کہ وہ جس مقدار کے ہوں انہیں کو نگاہ رکھو اور اُن کی
رعایت کرو فارسی دو میان میں حکایت بیان فرمائی کہ ایک لڑکا مراہق
یعنے قریب بلوغ تھا بالغ نہیں ہوا تھا۔ بیعت کے واسطے نزدیک
دعاگو کے آیا میں نے پوچھا جیسا پوچھتا ہوں کہ تو کس کا خرقہ پہنیگا
سہروردیوں کا یا چشتیوں کا تو اس لڑکے نے ہندی زبان میں کہا
فارسی نہیں جانتا تھا۔ تم مجھے اُس آدمی کا خرقہ دو کہ جس کے
اوراد بڑے ہوں میں نے دلیل کی کہ یہ لڑکا عالی ہمت ہوگا۔
میں نے اُس کو شیخ شیوخ کا خرقہ پہنایا اسلئے کہ ان کے اوراد
بڑے ہیں۔

(خرقہ اوراد بڑے)

ایضاً شیخ زادہ نجم الدین عوارف کا سبق
خدمت میں پڑھتا تھا۔ گفتگو صوف و صوفی میں تھی۔ قال
بعضھم سمی صوفیا للبسہ الصوف وبعضھم قال للبسھم
الصوفۃ وبعضھم قالوا الصفاء بطواطنھم بعضھم قالوا نسبت
لاصحاب الصفۃ یعنے بعض نے کہا کہ صوفی کو صوفی اسلئے کہتے
ہیں کہ وہ صوف پہنتا ہے۔ یعنے گلیم کمل بعض نے کہا اسلئے کہتے ہیں
کہ وہ صوفہ پہنتے ہیں۔ اُن کی نسبت طرف صوفہ کے کرتے ہیں جیسے
کہ منسوب بکوفہ کو کوفی بولتے ہیں۔ عرب میں صوفہ پارۂ گلیم یعنے کمل
کے ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ فارسی صوفہ کی ژندہ ہے اور صوفی ژندہ
پوش ہوا۔ اور یہ اسی سے ماخوذ ہے کہ مرد دلق گلیم ست یعنے وہ منقرب

(تحقیق صوفی)

نے خود کو گلیم سے پوشیدہ رکھتا ہے بعض لوگ اُس کے اہل نہیں ہیں۔ اُس کو پہنتے ہیں تاکہ تم جانو کہ وہ مثل اُس قوم کے ہیں
ے لیعرفنا من کان من جنسنا وکل الناس لنا منکر
یعنے ہر آئینہ پہچانتا ہے ہم کو وہ شخص کہ ہمارے جنس سے ہے۔ اگرچہ سارے لوگ ہمارے منکر ہیں۔ معنی صوفی و مقرب کے ایک ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد و دولت میں ہیں صوفی نہیں لکھتے تھے۔ مقرب بولتے تھے۔ یہ نام عہد تابعین رضی اللہ عنہم میں رکھا گیا۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے فاما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنۃ نعیم بعض نے کہا کہ اُن کی صفائی باطن کی جہت سے صوفی کہتے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ صوفی کو صفہ سے لیا ہے۔ یہ نسبت ہے طرف اصحاب صفہ کے ایک بار نے پوچھا کہ لفظ صفہ کا تو مضاعف ہے اور صوفی مثل عین ہے پس وجہ اشتقاق کے کیونکر درست ہوگی جواب فرمایا کلام عرب میں رسم ہے کہ مضاعف کو حرف علت سے بدل کرتے ہیں۔ جیسے تقضی کہ اصل میں تقضض تھا قد افلح من زکیہا وقد خاب من دسیہا اصل میں دسسہا تھا۔ دوسرے سین کو حرف علت سے بدل کیا ولھذا الابدال لہ صحیح لھدا بروزۃ احد حرفیہ حرف العلۃ یعنے خاص اُس مضاعف کو صحیح نہیں کہتے ہیں اسلیے کہ اس کے دو حرفوں میں سے ایک کو حرف علت سے بدل کرتے ہیں جیسے تقضی البازی کہ

اصل میں تَخَفِّیَ تھا۔ حرف ثانی کو حرف علت سے بدل کر دیا۔
ومثل ھذا فی کلام العرب کثیر یعنی اس کے مثل کلام عرب
میں بہت سے۔ پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر یعنی یہ تقریر لیعنی
اس کے فرمایا کہ صوفی کو صفہ سے لیا ہے اور اصحاب صفہ عہد دولت
مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے
کلام مجید میں ان کی صفت یوں بیان فرمائی ہے للفقراء الذین
احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبھم
الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیماھم لا یسألون
الناس الحافا تفاسیر میں بیان کیا ہے الحافا ای الحاحا۔
الحاح کہتے ہیں گڑگڑانے کو یعنی یہ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم
فقیر تھے۔ نادان لوگ جانتے کہ وہ توانگر ہیں وہ خود کو لوگوں کی
نظر میں توانگر بناتے تھے۔ اس لئے کہ ان اللہ یحب الفقیر الغنی
یعنی اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے درویش توانگر نما کو۔ اے محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پہچانتے ہو انہیں اصحاب صفہ کو جو کہ
فقیر ہیں ان کے چہرے کے نشان سے وہ نہیں مانگتے ہیں
لوگوں سے بالحاح لیکن دعا گو نے اس حرف الحافا کے عجب
معنے سنے ہیں کہ ہرگز کبھی ہندوستان میں نہیں سنے تھے۔ اور نہ
کسی تفسیر میں ہیں وہ یہ ہیں کہ لا یسئلون الناس الحاحا ای حیاء
من اللہ تعالیٰ یعنی ان اصحاب صفہ کی یہ صفت ہے کہ خدا تعالیٰ

ف۔ صفہ اصحاب صفہ

کی شرم کے مارے لوگوں سے نہیں مانگتے ہیں تو نہیں دیکھتا ہے کہ اس زمانے میں اگر بادشاہ مجازی کا کوئی بندہ ہوتا ہے تو وہ شرم و ننگ کے مارے دوسرے سے نہیں مانگتا ہے۔ پس رو کے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من این معنی بگیر بدیع غریب است۔ پھر اصحاب صفہ کے باب میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمراہ ان کے بیٹھتے اور اُن کے ساتھ کھانا تناول فرماتے اور اگر فتوح آتی تو اس میں سے ان کو حصہ دیتے۔ اور اگر اُن سے مصافحہ فرماتے تو اپنے دست مبارک کو نہ کھینچتے یہاں تک کہ وہ نہ کھینچ لیتے تھے۔ چنانچہ ایک دن عرب کے رئیس لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ آپ سب وقت انہیں ژندہ ودلق پوش درویشوں کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور ہم ان کے پیچھے بیٹھتے ہیں۔ کوئی دن تو ایسا ہو کہ آپ ہم کو اپنے نزدیک جگہ دیں اور ان کو پیچھے بٹھائیں ہم سے خوشبو آتی ہے۔ ہم عطر ملتے ہیں اور اُن سے کمل دپسینے کی بدبو آتی ہے اسی بات چیت میں تھے کہ وحی نازل ہوئی جبرئیل امین علیہ السلام یہ آیت تشریف لائے۔ ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ما علیک من حسابھم من شئی وما من حسابک علیھم من شئی فتطردھم فتکون من الظالمین یعنی اے محمد تم ان مٹھی بھر لوگوں کو اپنے پاس سے جگہ کے کہنے سے میری دوستوں کو

مت ہنکاؤ جو کہ پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو صبح و شام اور چاہتے ہیں اُسی کی ذاتِ خاص کو۔ نہ دنیا اُن کی نظر میں آتی ہے نہ عقبیٰ۔ نہ تم پر (۱) کے حساب سے ہے کچھ نہ تمہارے حساب سے ہے اُن پر کچھ۔ اگر تم اُن کو ہنکاؤ گے تو ظالموں گنہگاروں سے ہو جاؤ گے۔ حالانکہ تم ہرگز گنہگاروں سے نہیں ہو۔ ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ یعنے تم اطاعت مت کرو اُن لوگوں کی کہ جن کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے۔ اور انہوں نے اپنی ہوا کی پیروی کی ہے یعنے تم ان غافل دل والوں کا کہا مت مانو کیونکہ وہ تو ہوا کے پیرو ہیں۔ اور ہوا کے بندے ہیں افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ یعنے کیا پس دیکھا تو نے اُس شخص کو کہ ٹھہرایا اس نے معبود اپنا اپنی ہوا کو

مے اندریں مشتِ ریاست جو ئے زعنا ہیچ نکشاید
مسلمانی زمسلم جوئے در دو دین ز بوان دردا

ع من ملک النفس فحر ماھو والعبد من یملکہ ھواہ

یعنے جو شخص کہ اپنے نفس کا مالک ہوا سو مرد آزاد وہی ہے۔ اور غلام وہ ہے کہ جس کی ہوا اُس کی مالک ہوتی ہے۔ اس طائفہ اصحاب صفہ کی صفت یہ ہے لا الی ضرع ولا الی زرع ولا الی تجارۃ ویحملون الحطب ویاکلون التمر کانوا متوکلین علی اللہ و مستغرقین فی اللہ یعنے نہ ان کی گائیں بکریاں تھیں کہ انکو دوہیں۔

نہ ان کی کھیتی تھی کہ اُس کو جوتیں بو دیں۔ نہ ان کی تجارت تھی کہ اُس سے قوت بسری کریں۔ بیشتر اوقات اپنا اپنا ہی آپ لاتے اور کھجور کھاتے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتے اور اُس کی ذات میں غرق رہتے تھے۔ اُن کا قوت خرما تھا۔ یہاں تک کہ بعض اصحاب صفہ آئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ احرقتنا التمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا تعلمون ان التمر طعام المدینۃ فترسل الیکم ما ناکل ثم صعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی المنبر فقال والذی نفس محمد بیدہ ان فی بیتی شہرین لا یرفع فیہا الدخان فہو اولیٰ۔ یعنی اے رسول خدا کھجور نے ہم کو جلا دیا۔ یعنی اسلئے کہ کھجور گرم ہے۔ پس آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ کھجور کھانا ہے مدینے کا، یعنی اسی کو کھاتے ہیں دوسرا کھانا کمتر ہے پس ہم بھی تمہارے طرف وہی بھیجتے ہیں جو ہم کھاتے ہیں۔ دوسرا کھانا کمتر ہے۔ پس ہم بھی تمہارے طرف وہی بھیجتے ہیں جو ہم کھاتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر چڑھے۔ پس فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے دستِ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے کہ بیشک دو مہینے ہیں کہ میرے گھر میں دھواں بلند نہیں ہوا ہے۔ فرمایا یعنی حضرت مخدوم نے کہ گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسا فقر تھا۔ فقر و فاقہ کا دہواں نکلتا تھا۔ کبھی کھجور پر کفایت فرماتے۔

پھر اصحاب صفہ کا عدد بیان فرمایا کہ وہ ایک سو چار نفر تھے گھر نہیں
رکھتے تھے۔ مسجد میں رہتے بستے۔ انہیں کے حق میں ہے کہ المسجد
بیت کل تقی یعنے مسجد گھر ہے ہر پرہیز گار کا۔ کپڑے پورے اور
درست نہیں رکھتے تھے۔ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے۔ وقت
سے پہلے مستعد و تیار ہو جاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
قول پاک ہے کہ عجلوا بالصلوۃ قبل الفوت وعجلوا بالتوبۃ
قبل الموت یعنے جلدی کرو تم نماز کی فوت سے پہلے اور جلدی کرو
توبہ کی موت کے پہلے انہیں اصحاب صفہ کا کپڑا ایسا ہوتا کہ زانو پر
بدشواری پہنچتا۔ یہاں تک کہ نماز میں درست نہیں باندھ سکتے پکڑ
کر زانو پر پکڑتے اور نماز پڑھتے تھے۔ ایک دن اُن میں سے ایک
شخص نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا کچھ کام تھا۔
آپ گھر میں تشریف لے گئے۔ اُس کی پروا نہیں فرمائی تو عتاب
آیا۔ جبرئیل علیہ السلام یہ آیت تشریف لائے عبس وتولی ان جاءہ
الاعمی یعنے تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا اس لیے کہ اُس کے پاس
اندھا آیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے معذرت
کی اور فرمایا کہ تمہارے گروہ سے عتاب کی برق آئی اور یہی آیت
مذکور اُن پر پڑھی اور یہ آیت شریف بھی انہیں کے حق میں ہے۔ ولا
تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ
اس جہت سے کہ وہ لوگ عالی ہمت ہیں۔ اس سے نہیں چاہتے ہیں مگر

اُسی کی ذات پاک کو دعا گو نے مدینہ مبارک میں ان کی زیارت کی ہے۔ نام ان کا معلوم ہے۔ قبر ان کی معلوم نہیں ہے انہیں اہل صوفہ و صوف پوش کے مناسب حکایت بیان فرماتی وکلم اللہ موسیٰ تکلیما کان علیہ جبۃ من الصوف ولہ القلنسوۃ من الصوف وکساء من الصوف یعنی جس وقت کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدا وند تعالیٰ نے کلام کیا تھا تو اُن پر صوف کا جبہ صوف کی ٹوپی صوف کا کمل تھا۔ کموف کے معنے از روئے لغت کے گلیم و پشم کے ہیں۔ یعنے کمل و اون فرمایا کمۃ بالتاء القلنسوۃ وبغیر التاء آستین جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے سہ

ولا تطلب من الدنیا نصیبا	سوی خبز المشعیر وکوذماء
ولا تلبس لباسا دون صوف	فان الصوف لبس الانبیاء

یعنی تو طلب مت کر دنیا سے کوئی حصہ مگر جو کی روٹی اور آبخورہ بھر پانی اور سوائے صوف کے اور کوئی لباس مت پہن کیونکہ صوف انبیاء علیہم السلام کا پہناوا ہے یعنی وہ لوگ نزدیک خدا وند تعالیٰ کے قرب رکھتے ہیں۔ اور مقرب لوگ اسی سے قرب پاتے ہیں۔ ولہذا قال الشیخ العارف صاحب عوارف المعارف الصوفی ھو المقرب یعنے صوفی مقرب کو کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد دولت میں مقرب کو کہتے تھے اور

یہ نام صوفی کا زمانہ تابعین میں رکھا گیا۔ وقال البعض تسمیۃ الصوفی لانھم کانوا فی الصف الاول بین یدی اللہ عزوجل یوم القیامۃ یعنی صوفی کا نام مقرب اسلیئے رکھا ہے۔ کہ مقرب پہلی صف میں ہوں گے۔ روبرو اللہ عزوجل کے روز قیامت کو صوف یعنی صفیں ہوں گے جیسا کہ تفاسیر میں کہتے ہیں۔ ویصف الانبیاء ثم العلماء ای الصدیقون اولئک المقربون قولہ تعالیٰ اولئک الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا والعالم ھو الصدیق لاجل ھذا قال ثم العلماء ثم الشھداء ثم الصلحاء ثم الامثل فالامثل یعنے پہلی صف پیغمبروں کی ہوگی پھر علماء صدیقین کے اسلیئے کہ وہ مقرب صوفی ہیں، پھر شہدا ہوں گے۔ والمراد من الشھداء الحاضرون[1] بین یدی اللہ لاغائبون عنہ ساعۃ یعنے ان شہدا سے مراد وہ لوگ ہیں کہ حضرت رب العزت میں حاضر رہتے ہیں۔ گھڑی بھر اُس سے غائب نہیں ہوتے۔ یعنے سب حال میں خداوند تعالیٰ کو خود پر حاضر و ناظر و قادر و قاہر جانتے ہیں۔ ایک وقت بھی اُس کو غائب نہیں سمجھتے۔ قولہ تعالیٰ وھو معکم اینما کنتم ونحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنے وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو، اور ہم قریب تر ہیں طرف بندے کے اسکی رگ جان سے پھر صالح نیک مرد لوگ ہوں گے ان کے بعد دوسرے

---

[1] شہدا کا عجیب معنی

مومن ہوں گے اور دانشمندان معنوی صدیقین ہیں اور یہ قول موافق قول خدائے عزوجل کے ہے اولئك الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا لیو اس کے فرمایا کہ اس طرف دعا گو نے صدیق کی وجہ اشتقاق دوستی ہیں کہ ہرگز ہندوستان میں نہیں سُنی تھیں قال بعضهم الصديق فعيل من الصداقة وهو المحبوبية وفعيل للمبالغة وهو كثير المحبة وشدتها يعني المحب لله والله محبه اى المحب والمحبوب وقال بعضهم من الصدق وهو كثرة التصديق بان لا يشك فى شئ جاء من الله ونطق رسوله وهذان الصفتان كانتا فى وجود ابى بكر رضى الله تعالىٰ عنه فانه كان محبا ومحبوبا ومصدقا لما جاء من الله ونطق رسوله یعنے ایک قول یہ ہے کہ صدیق صیغہ مبالغے کا ہے مشتق ہے صداقت سے، اسلئے کہ فعیل کا وزن واسطے مبالغے کے ہے اور صداقت کثرت محبت کو کہتے ہیں۔ یعنے وہ خدائے تعالیٰ کو بہت سخت دوست رکھتا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ اُس کو بہت سخت دوست رکھتا ہے یعنے وہ محب بھی ہوتا ہے اور محبوب بھی، اولیائے کرام نے محب غیر محبوب ہونے سے پناہ مانگی ہے ؎

انت الحبيب ولكنى اعوذ به من ان اكون محبا غير محبوب

یعنے تو دوست ہے لیکن پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں محب ہوں

اور محبوب نہ ہوں اس لئے کہ محب مثلاً اگر محبوب نہ ہوگا تو فتنے میں پڑیگا اور اسی لئے تو نہیں دیکھتا ہے کہ اگر کوئی عاشق کسی معشوقہ کا محب ہو گیا تو جب تک وہ معشوقہ اُس کو دوست نہ رکھے گی تب تک وہ پریشان رہے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ صدیق مشتق ہے صدق سے اور صدق عبارت ہے کثرت تصدیق سے بایں طور کہ اصلاً شک نہ لائے کسی چیز میں جو کہ طرف سے اللہ تعالیٰ کے آئے۔ اور اُس کے رسول نے فرمائی جو کچھ کہ اُس کو راست و درست جانتے۔ اسلئے کہ صدیق صیغہ مبالغہ کا ہے۔ یہ دونوں صفتیں وجود مبارک امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں موجود تھیں۔ یعنے وہ محب و محبوب حق تھے اور مصدق بھی تھے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من یہ دونوں خوبیاں صدیق کی اور فوائد جو میں نے بیان کیے ان کو لکھ لو۔ غریب ہیں۔ میں نے اُس طرف سُنے ہیں ہرگز ہندوستان میں نہیں سُنے تھے۔ ایضاً فرمایا کہ عسل یعنے شہد انگبین کو چاہیئے کہ آب باراں کے ساتھ پئیں۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے یخرج من بطونھا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس و انزلنا من السماء مبارکا یعنے نکلتی ہے شہد کی مکھی سے ایک شراب یعنے پینے کی چیز کہ جس کے رنگ مختلف ہیں اس میں شفا ہے واسطے لوگوں کے اور اتارا آسمان سے مبارک پانی پس شفا و

برکت دو تو ایک جگہ جمع ہو جائیں تو ساری خیریت ہے بھائیو اس کو لو۔

اٹھائیسویں ماہ ذیقعدہ بدھ کے دن اشراق کے بعد

یہ فقیر حجرۂ خلوت سے خدمت میں حاضر تھا۔ شیخ زادہ معظم جو بخارا سے خدمت میں پہنچے شرف پابوسی حاصل کیا۔ ان کی تعظیم و تکریم فرمائی۔ اُن کو بغل میں لیا تھیں اور چند نفر برابر تھے۔ خاص شیخ زادے سے پوچھا کہ کس مصلحت کے واسطے اس طرف قدم مبارک لائے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ خاص خدمت میں مخدوم کے آیا ہوں تاکہ شرف پابوسی حاصل کروں۔ اور تربیت پاؤں۔ فرمایا مبارک ہو۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اول تم شیخ الاسلام کے پاس اترو وہ مخدوم زادے ہیں۔ اور جملہ مشائخ کے سردار ہیں۔ یہ بات میں ادب کی جہت سے کہتا ہوں نہ اسلئے کہ میں تم کو اپنے پاس سے ہٹکاتا ہوں۔ جہاں تمہارا انشراح خاطر ہو وہیں نزول فرماؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں تو اسی جگہ زیر قدم مخدوم کے اترونگا پس حسن خادم سے فرمایا کہ کچھ وجہ کرو اور ان کو دو ہم تو دودہ والے ہیں۔

ایضاً دعاؤں کا ذکر نکلا

فرمایا دعا استجاب ہے یعنے دعا قبول ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا قول

پاک ہے قال ربکم ادعونی استجب لکم یعنے فرمایا تمہارے رب نے کہ تم مجھ کو پکارو یعنی دعا کرو۔ میں تمہاری دعا کو قبول کرونگا۔ لیکن دنیا میں تعجیل نہیں ہوتی ہے۔ اس میں ایک بھید ہے۔ اگر آدمی سالک ہے تو دعا حاجت دنیاوی کی دنیا میں اور دین میں بھی مزید ترقی درجات ہوتی ہے۔ اور یہ اس کی خیریت ہے۔ اور اگر عامی آدمی ہے تو ذخیرہ کرتا ہے اس کو آخرت میں دینگے۔ قیامت کے دن ندا کرینگے۔ اور کہیں گے کہ فلاں فلاں کی بیٹی یہ تیری دعا ہے کہ تو نے دنیا میں کی تھی۔ ہم اس کو قبول کر چکے تھے۔ اب تو لے یہاں باقی ہے۔ اور وہاں فنا ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے ادعونی استجب لکم یہ امر ہے والامر یدل علی الوجوب یعنے لام وجوب پر دلالت کرتا ہے پس دعا واجب ہے استجب جزا ہے امر ادعونی کی یعنی تمہاری طرف سے تو دعا ہے۔ اور ہماری طرف سے قبولیت پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من بنیر مایہ ایضاً اسی درمیان میں چند درویش پہنچے قدم بوسی کی بیعت کا التماس کیا۔ فرمایا کون خاندان میں۔ انہوں نے عرض کیا کہ سیدی احمد کبیرؒ کی خاندان میں۔ فرمایا کہ دعا گو نے ان کا خرقہ پہنا ہے اور پہنانے کی اجازت بھی رکھتا ہے۔ اور جس شخص سے کہ میں نے خرقہ پہنا ہے وہ مرد صوفی تھا۔ بطریق سنت کپڑے پہنتا تھا۔ اور عرب کا تھا۔ عرب کی رسم ہے کہ سیدی بزرگ کو کہتے ہیں۔ اور فرمایا کہ سیدی احمد بھی صوفی تھے۔ مولہ نہ تھے ہم نہیں

جانتے ہیں۔ بعض لوگوں نے کہاں سے لیا ہے کہ سر کو لمن کرتے ہیں یعنے سر کو لمندے کی طرح بناتے ہیں۔ یہ غیر مشروع ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اُن کی جنابت ویسے ہی جنابت رہتی ہے اور ہمارے قول پر پاک ہو جاتی ہیں۔ جبکہ بالوں کی جڑیں تر ہو جائیں۔ لیکن ایک شخص سیدی احمد کبیر کے پوتوں سے مجذوب دیوانہ تھا۔ اپنی خبر نہیں رکھتا تھا۔ اُس کا نام بھی دادا کا نام سیدی احمد کبیر تھا۔ اُس کے سر کے بال لمبے ہو گئے تھے۔ چونکہ وہ خود سے بے خبر تھا۔ تو سر کون دھوئے، کنگھی کون کرے، سر کون منڈائے۔ وہ لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ تو دیوانہ تھا یہ لوگ ہوشیار ہیں۔ وہ اپنے اختیار سے سر کو لمن نہیں رکھتا تھا۔ المجانین والصغائر لایخاطبون بالمخاطبات یعنے الاوامر والنواھی لاھن لاعقول لھم والخطاب بالاوامر والنواھی انما ھو للعقلاء یعنے دیوانے اور بچے مخاطب بخطاب نہیں ہیں۔ اسلئے کہ خطاب اوامر ونواہی کا خاص واسطے عاقلوں کے ہے۔ اس بات کو لو۔ تم کو چاہیئے کہ دیوانے کا اتباع نہ کرو وہ تو دیوانہ تھا۔ سنت کی پیرو ہونا چاہیئے اور ان درویشوں سے فرمایا کہ تم کو چاہیئے کہ تم شریعت کا علم پڑھو۔ اور سنت پر رہو۔ اور بدعت سے بچو اور دعا گو کی حیثیت کو نگاہ رکھو۔ پھر توبہ کی تلقین کی اور خرقہ پہنایا ایضاً اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند من سبق پڑھ ترتیب اس میں تھی ینبغی للسالک ان یکون عالی الھمۃ ولا ینظر بالمکاشفات

اذا کشف علیہ من عالم الملکوت السماویۃ وامثالہ لا یلتفت لان مقصود السالک ومطلوبہ ھو اللہ تعالیٰ لقولہ علیہ السلام ان اللہ یحب معالی الھمم وکان السلف مشغولین باللہ لا لاجل المکاشفۃ وکانوا صادقین فی طلبہ وبطفیل صدقھم کوشف لھم اذا زکت نفوسھم وصفت قلوبھم مثل المرآۃ من الصداء

یعنے سالک کو چاہیئے کہ عالی ہمت ہو مکاشفات کی طرف نظر نہ کرے جبکہ اُس پر کشف کیا جائے۔ جیسے کشف قبور، وکشف ملکوت آسمان وکشف ارواح اور مانند اُس کے اُن پر کچھ التفات نہ کرے اسلئے کہ اُس کا مطلوب ومقصود حق تعالیٰ ہے۔ جب وہ ان میں رہے گا تو واصل کو کب پہنچے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ عالی ہمتوں کو دوست رکھتا ہے کیونکہ اُس کے دوسرے کی طرف ملتفت نہیں ہوتے ہیں۔ اور درویش سلف کے رضی اللہ عنہم خدا کے واسطے مشغول ہوئے ہیں نہ واسطے مکاشفہ کے، اور اُس کے طلب میں صادق ہوئے ہیں۔ اس کے طفیل میں وہ سب اُن کو حاصل ہوتا تھا۔ جبکہ اُن کے نفوس نے تزکیہ پایا اور اُن کے دل مثل آیئنے کے زنگ سے صاف پاک ہو گئے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک ولی عورت سندھ سے اُچہ میں دعاگو کے پاس واسطے زیارت کے آئی روتی اور کہتی تھی زبان سندی میں کہ تو نے مجھے یہ تماشا کیا دکھاتا ہے میں کیا

کروں گی یں تو تیری فریفتہ ہوں نہ ہے حالی ہمت اور یہ بیت پڑھی ۔

مراہمتے ہیں بلند روزی کن، کہ ہمیں من از تو تراخواہم

جیسے اصحاب صفہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے ساتھ مصابرت کرنے کا حکم فرمایا ہے واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ یعنے تو روک اپنی جان کو ہمراہ ان لوگوں کے کہ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام چاہتے ہیں اس کی ذات کو نہ واسطے طمع جنت کے، اور نہ واسطے خوف دوزخ کے، اسی کی ذات کے واسطے اسکی طاعت کرتے ہیں ۔

چوں گلشن بہشت نیاید بچشم شاں ، کے سر درون گلخن دنیا در آورند

فرمایا ینبغی للمحب ان یراعی مخاطبات محبوبہ ای الاوامر والنواھی ولا یقصر فیھا بنوع ما وان ادعی المحبۃ ولم یحافظ مخاطبات محبوبہ لا یکون محبا قط یعنے محب کو چاہیئے کہ اپنے محبوب کی مخاطبات سے یعنے اوامر و نواہی کو نگاہ رکھے اُن کی مراعات فرمائے اُن کو بجا لائے کسی نوع کا ان میں قصور و فتور نہ کرے ۔ اور اگر محبت کا دعی ہو، اور اپنے محبوب کی مخاطبات کو بجا نہ لائے انکی محافظت نہ کرے تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے کبھی محب نہ ہوگا مناسب اس کے حکایت فرمائی کہ تو نہیں دیکھتا ہے کہ اگر کوئی کسی معشوقہ کا عاشق ہو جائے تو جو کچھ معشوقہ کہے وہی کرے ۔ اگر وہ اُس کو کہے

کلیے کو نہ دیگا تو معاملہ قطع ہو جائیگا۔ اور اگر وہ معشوقہ کنارہ کر لگی
خصوصاً باری تعالیٰ کا محب و دوست کہ جس کی عبادت ہم پر واجب
ہے۔ اگر ہم نہ کریں تو لائق عقوبت کے ہو جائیں وہ تو ہمارا
خداوند ہے۔ اور ہم اس کے گندے بندے ہیں قولہ تعالیٰ
وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ای لیطیعون فی حذف
الیاء للدلالۃ الکسر علی حذفہا مثل یارب یا قوم کان فی الاصل
یاربی ویا قومی ومثل ہذا کثیر فی کلام العرب یعنی نہیں پیدا
کیا میں نے جن و انس کو مگر اسلئے کہ وہ میری طاعت و فرمانبرداری
عبادت و بندگی کریں۔ اس لئے ہم کو اپنے کرم سے دوست
کیا ورنہ ہم کیا اس کے لائق ہیں۔ ان اولیاؤہ الا المتقون
ان نافیۃ بمعنی ما النافیۃ بدلالۃ استثناء الا یعنے اسکے
دوست نہیں ہیں۔ مگر متقی پرہیزگار لوگ۔ فرمایا کہ ایک مخاطبات
سے یہ ہے قولہ تعالیٰ اطیعوا اللہ بالفرائض والواجبات
واطیعوا الرسول بالسنن والمستحبات واطیعوا اولی الامر
بالشرائع والمعاملات حتی لو امر اولو الامر غیر مشروع لا یطاع
وفی التفسیر فی اولی الامر قولان فی قول الفقہاء وفی قول
الولاۃ حتی ان من لا یطیع اللہ ولا یطیع رسولہ لا یقبل منہ
طاعۃ ولا یطیع الرسول ولا یطیع اولی الامر علی وفق الشرائع
لا یقبل منہ طاعۃ اللہ وطاعۃ رسولہ پھر اس فقیر سے فرمایا فرزندم

ف۔ اہل حدیث ہذا اولی الامر ولاۃ

من یہ تقریر غریب ہے۔ اس کو لو یعنی تم اطاعت و فرمانبرداری
کرو اللہ کی فرائض و واجبات ہیں اور تخلق باخلاق ہیں یعنی
اللہ سبحانہ کے اخلاق و عادات کو اختیار کرو۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کا قول مبارک ہے تخلقوا باخلاق اللہ یعنی تم
اللہ تعالیٰ کے اخلاق و عادات کی عادت کرو اور اطاعت
کرو رسول کی سنن و مستحبات ہیں موافق اُن کے پیروی کے گفتار
و کردار و رفتار میں اللہ سبحانہ فرماتا ہے۔ وما اتاکم الرسول فخذوہ
وما نھاکم عنہ فانتھوا یعنی جو کچھ کہ بجا لایا رسولؐ تم اُس کو لو۔
اور جس چیز سے وہ باز رہا اور باز رکھا تم اس سے باز رہو اور باز
رکھو۔ قول ہے اللہ پاک کا والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم
وما غوی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی علمہ
شدید القوی ای ورب النجم یعنی قسم ہے خداوند پروردگار ستارے
کی کہ اے یاران محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بے راہ نہیں ہے
یار تمہارا یعنی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، اور وہ بات نہیں کرتا ہے
اپنی ہوا سے، نہیں ہے وہ مگر وحی بھیجی کی جاتی ہے تعلیم کیا
اس کو سخت قوت والے نے اور اطاعت کرو اولی الامر کی موافق
شریعت و معاملت کے، یہاں تک کہ اگر اولوالامر بغیر مشروع حکم فرمائے
تو اس کو نہ کریں، اگر کرینگے تو لائق عقوبت کے ہوں گے۔ اس لئے
کہ اولوالامر معصوم نہیں ہے۔ اور پیغمبر معصوم تھے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم،

یہاں تک کہ اگر کوئی شخص خالق کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اور رسول کی اطاعت نہ کرے تو اُس کی وہ اطاعت قبول نہیں ہے اور اگر ایک شخص خدا کی اطاعت کرے اور رسول کی اطاعت کرے اور اولوالامر کی اطاعت نہ کرے تو وہ سب اُس سے قبول نہ ہو فائدہ عطف قرینہ کا یہ ہے کہ عطف معنی میں مثل معطوف علیہ کے ہے سب کے مطیع ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس ساری طاعت میں خدا کی اطاعت ہے۔ کیونکہ اسی کا فرمودہ ہے۔ کتاب تفسیر میں ہے کہ مفسرین نے اولوالامر میں دو قول کہے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ فقہا مراد ہیں یعنی علمائے فقیہ، دوسرا قول یہ ہے کہ ولاۃ مراد ہیں یعنی والی حاکم لوگ اور ایک قول میں فقہا بھی مراد ہیں اور ولاۃ بھی وقال بعضھم من امر بالمعروف ونھی عن المنکر فھو اولوالامر یعنے بعض نے کہا کہ جو شخص نیک بات کا حکم کرے اور بُری بات سے منع فرمائے تو وہ اولوالامر ہے۔ مناسب اُس کے حکایت بیان فرمائی کہ جس زمانے میں دعاگو مکہ مبارکہ سے شیراز میں پہونچا تو ہر آدمی دعاگو کے پاس سبق پڑھتا تھا۔ بات اولوالامر میں پہونچی یہ وجاہت بادشاہ شیراز کو پہنچا میں لہ سید جلال الدین کی سے لوٹتا ہے۔ اور یہ وجاہت تقریر کرتا ہے۔ بادشاہ واسطے زیارت دعاگو کے آیا دو طشت چاندی کے فتوح لایا۔ ایک طشت تو تنکھائی زر سے اور دوسرا تنکھائے نقرہ سے بھرا ہوا تھا۔ اور کہا کہ بیت المال سے تمہارا حق ہے۔

قبول فرماؤ۔ معذرت کی تو میں نے قبول کر لیا۔ پھر اس بادشاہ
نے کہا یہ تقریرات وجوہات جو میں نے تم سے سنیں کسی وقت
ہرگز ہم نے نہیں سنی تھیں غریب ہیں دعاگو نے کہا یہ وجوہات جو میں
نے تقریر کیے ان کو میں نے مکہ مبارکہ میں مفسرین و فقہا و مشائخ
سے سنا ہے۔ پھر وہ بادشاہ لوٹ گیا۔ میں نے اس کی تعظیم و تکریم
کی اس دن خادم دعاگو کا برادر اودری تھا۔ سید شمس الدین خوش
ہوتے ہوئے اُٹھے کہ ان تنکوں کو جمع کریں۔ اتنے میں سید شمس الدین
مسعود کے والد سید حمید الدین آئے اور دعاگو سے کہا کہ ایک بیہ
ہے اُس نے کہا کہ مجھ پر چار سو تنکہ کا قرض ہے چار سو تنکہ تو اس کو
دیئے۔ باقی کو خود لے گئے۔ اور دعاگو سے کہا کہ تم کو بہت فتوح
پہنچے گی۔ واقع میں اس برادر بزرگوار کی برکت ویسی ہی ہے کہ اب
تک بہت فتوحات پہنچتی ہے۔ ایضاً اس فقیر سے فرمایا فرزند امین
سبق پڑھ ترتیب اس میں لکھی ینبغی للسالک ان یصلی الصلوات
الخمس اجماعا و اتفاقا فی الفرائض یعنے سالک کو چاہیے
کہ پانچوں نمازیں فرائض میں باتفاق و اجماع پڑھے یعنی ایسی
نماز پڑھے کہ چاروں مذاہب کے فرائض اس میں متفق ہو جائیں
یہاں تک کہ اگر کوئی شخص دوسرے مذہب کی کوئی سنت برعایت
سنت اپنے مذہب کے ترک کردے تو روا ہے۔ جیسے کہ
نزدیک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ارسال ید یعنے ہاتھ چھوڑنا

نماز میں سنت ہے اور نزدیک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے تو
سر ہو اور اُٹھیں فرمایا فتاوی کامل میں مسطور ہے یجوز فی العبادات
ان یعمل فی مذهب غیره لیصیر اتفاقا وفی المعاملات
لا یجوز الا فی مذهبه یعنی عبادات میں جائز ہے کہ اپنے غیر
کے مذاہب میں عمل کرے تاکہ اتفاق ہو جائے اور معاملات
میں روا نہیں ہے کہ دوسرے کے مذہب میں عمل کرے مگر
اپنے مذہب میں یہ نظم کتاب متفق کی پڑھی ہے

وکل ما هو فیه مختلف فعله اولی ولا یختلف
کی یخرج المرء بلا ارتیاب عن عهدة التکلیف والایجاب

یعنے عبادت میں روا ہے کہ اختلاف کو اتفاق کر لے تو نہیں
دیکھتا ہے کہ دعا گو اسی جہت سے امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتا ہے
اور فرمایا کہ عوارف میں ایک دعا درمیان فاتحہ اور ضم سورت
کے مروی ہے اُس کو اتنی دیر میں پڑھیں کہ فاتحہ پڑھ سکیں کیونکہ
قرآن کا سننا واجب ہے۔ امام اگرچہ رکوع میں چلا جاتا ہے
میں جب تک فاتحہ کو تمام نہیں پڑھ لیتا ہوں تب تک رکوع نہیں
کرتا ہوں یہ مسعود درویش دیوانہ ہے وہ نہیں جانتا ہے سمجھتا ہے
کہ دعا گو کو امام کے حال کی خبر نہیں ہے تکبیر با آواز بلند کہتا ہے تاکہ
میں سُن لوں تو رکوع کر دوں۔ اُس کو اس حال کی خبر نہیں ہے کہ جب
تک میں فاتحہ پوری نہیں پڑھ لیتا ہوں رکوع نہیں کرتا ہوں جس وقت

لوگ نماز سے فارغ ہو جاتے ہیں اس وقت مسعود دیوانہ کہتا ہے کہ اس کی کیا عقل ہے۔ دعویٰ تو فصیحی کا کرتا ہے اور اتنی غفلت وہ بیچارہ نہیں جانتا ہے اور تسلیم کرتے تھے فرمایا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر پوری سورت مع سورۃ فاتحہ کے نماز میں فرض ہے اور اس حدیث صحاح سے تمسک کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا ہے لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب وضم سورۃ معہا یعنے نماز نہیں ہے مگر ساتھ فاتحہ کے اور ملانے ایک سورت کے ساتھ اس کے دعا گو نے امام کو حکم دیا ہے کہ نماز میں سورۃ مع فاتحہ کے پڑھے تا کہ جواز نماز کا باتفاق ہو جائے اور ہمارے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ سورۃ کو فاتحہ کے ساتھ ملائے۔ کتب فقہ میں ہے

ویقرأ الفاتحۃ ویضم سورۃ مع الفاتحۃ او ثلاث ایات من ای سورۃ شاء والاول اولیٰ لان ثلاث آیات ملحق بضم سورۃ ومعطوف علیہ وقال الشافعی فاتحۃ الکتاب فی الصلوۃ فرض للمقتدی وللمقتدی وفی روایۃ عندنا قراءۃ الفاتحۃ خلف الامام مستحب کما قال فی المتفق ؎

وکل ما وجوبہ مختلف ففعلہ اولیٰ ولا یختلف

یعنے سورۃ فاتحہ پڑھی جائے اور ایک سورۃ فاتحہ کے ساتھ ملائی جائے یا تین آیتیں جس سورۃ سے چاہے، اور قول اول اولیٰ ہے اسلیئے کہ تین آیتیں ملحق ہیں ساتھ ملانے سورت کے اور معطوف ہیں

اس پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فاتحۃ الکتاب نماز میں فرض ہے۔ امام و مقتدی دونوں پر اور ایک روایت میں نزدیک ہمارے پڑھنا فاتحہ کا پیچھے امام کے لائق ہے۔ جیسا کہ منتقی میں کہا ہے۔ ہر وہ چیز کہ اس کا وجوب مختلف فیہ ہے پس کرنا اس کا بہتر ہے۔ یعنی جو فعل کہ عبادت میں مختلف فیہ ہے تو اسکا بجالانا اولیٰ ہے۔ یہ بھی چاہیئے کہ اتفاق اوقات کو نگاہ رکھے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من ان فائدوں کو لو۔ اور چاہیئے کہ ہر چاروں مذہب پر باتفاق عمل کرو یوں اگر بھی اتفاق کی رعایت کرتا ہے۔ کیف یقبل تطوع مالم تکن فرائضہم اتفاقا یعنی لوگوں کے نوافل کیونکر قبول ہوں جب تک کہ ان کے فرائض کا جواز باتفاق نہ ہو۔ نمازی جس وقت نماز کا وقت آتا ہے تو ہزار کام چھوڑتا ہے۔ احتیاط سے استنجا کرتا ہے۔ احتیاط سے وضو کرتا ہے۔ پس نماز بھی ایسی ادا کرے کہ جیسا کہ اس کو حکم ہوا ہے۔ ایضاً رسالہ مکیہ کے سبق میں گفتگو تقلیل طعام میں تھی۔ ینبغی للسالک تقلیل الطعام یعنی سالک کو کھانا کم کھانا چاہیئے فرمایا کہ اس تقلیل سے وسط مراد ہے یعنے نہ زیادہ کھائے نہ کم، اوسط درجہ کھائے۔ اسلیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول پاک ہے خیر الامور اوساطھا یعنے بہترین کاموں کے میانہ کام ہیں۔ نہ تو نہایت تھوڑا کھائے نہ بہت کھائے

اگر تھوڑا کھائیگا تو گراں ہو جائیگا عبادت نہ کر سکے گا۔ پس حرج کریگا اور اگر بہت کھائیگا تو بھی گراں ہو جائیگا۔ کاہل و سستی لائیگا۔ آسودگی ہوگی۔ عبادت نہ کر سکے گا۔ پس اسراف کریگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین یعنے تم کھاؤ اور پیو اور اسراف مت کرو۔ بیشک اللہ نہیں چاہتا ہے اسراف کرنے والوں کو یعنی کھانے پینے میں حد سے مت بڑھ جاؤ۔ اس میں کئی قول ہیں ایک یہ ہے کہ ایسا نہ کھائے کہ ڈکار آئے دوسرا یہ ہے کہ اگر تین روٹی کی اشتہا ہے تو دو کھائے تیسرا یہ ہے کہ ایسا نہ کھائے کہ کاہلی لائے اور پری لائے۔ اوسط درجہ کھائے اسلئے کہ حدیث صحاح سے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان الحکمۃ لفی قلب جائع ولو کان کافرا لاسیما اھل الایمان یعنے بیشک حکمت ہر بھوکے کے دل میں رہے۔ اگرچہ وہ کافر ہو۔ خاصکر ایمان والے یعنی ایمان دار لوگ جن کے دل گرسنہ رہتے ہیں ان میں تو حکمت بالخصوص ہوگی فرمایا سالک کو چاہیئے کہ اکثر احوال میں روزہ دار رہے کیونکہ روزے کی فضیلت حدیث صحاح میں ہے۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان الصوم لی وانا اجزی بہ یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ سبحانہ سے حکایت فرماتے ہیں کہ بیشک روزہ واسطے میرے ہے۔ اور میں ہی اُس کی جزا دونگا۔ حضرت مخدوم روزانہ بیٹھے جس وقت حدیث شریف اور کلمات قدسیہ آتے ہیں تو اس طرف محبت و ذوق والو با ادب

بیٹھتے ہیں اور یاروں سے کہتے ہیں اُدکھوار کا بکم تعظیما لکلمات القدسیۃ لانہا حکایۃ عن اللہ تعالیٰ یعنی تم اپنے گھٹنوں کو کھڑا کر کے بیٹھو واسطے تعظیم کلمات قدسیہ کے اسلئے کہ وہ حکایت ہے طرف سے اللہ تعالیٰ کے چید دو بیست نفر طالب العلم اُستاد کے پیچھے باادب بیٹھتے ہیں اور سر جھکاتے ہیں۔ دعا گو بھی ان کا طریقہ نگاہ رکھتا ہے دعا گو نے اُس طرف محدثوں سے اس حدیث شریف کے معنی سنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کہا روزہ خاص واسطے میرے ہے اور خاصہ میرا ہے لام تخصیص کا ہے۔ اور میں اُس کی جزا ہوں۔ یعنی ذات میری نہ جنت وغیرہ۔ اور اگر یہ معنی نہیں کہ میں جزا دونگا تو سارے اعمال کی وہی جزا دیگا۔ یہ تخصیص کیوں ہے۔ پس روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران دیگر کے لائے فرمایا یہ معنی لو کیونکہ اُس طرف محدث کہتے ہیں والمعنی ھذا فی الحدیث لا غیر یعنے معنی یہی ہیں حدیث میں نہ غیر اسکے، اور جو کچھ محدث کہتے ہیں اُس کا اثبات کرتے ہیں۔ کیونکہ محدث عن عن کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اسناد رکھتے ہیں۔ فرمایا اسی جہت سے کہ روٹی کھانا میری صفت نہیں ہے جبکہ کم خوار ہو جائیگا تو کم خوار ہوگا۔ اور میری صفت لے گا۔ تخلقوا باخلاق اللہ اور حدیث صحاح کی اجیعوا بطونکم واظمئوا اکبادکم وعاروا اجسادکم لعل قلوبکم تری ربکم عیانا فرمایا میں محدثوں سے سماع رکھتا ہوں عیاناً ای دنیا یعنے

والقلب یعنی دنیا ہی میں خدائے تعالیٰ کی ذات کو دل کی آنکھ سے دیکھے گا۔ ایک عزیز نے یاروں میں سے پوچھا عین ذات کو دیکھنا ہے تسلیم کیا۔ اللہ عین ذات کو دیکھتا ہے جیسا کہ میں نے حدیث صحاح میں دیکھا کہا اور یہ تو سنت وجماعت کا مذہب ہے کہ الرؤیۃ بعین القلب حق ای ثابت یعنی اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھنا ثابت ہے بعد اس کے فرمایا کہ بالکل ترک طعام نہ کرے اسلئے کہ ترقی سے وقوف ہو جائیگا مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ عماد الدولہ کا ایک مرید تھا۔ چار برس اُس نے کچھ نہ کھایا اُس کے پیر شیخ عماد الدولہ کو اس کی خبر پہنچی انہوں نے کہا کہ وہ بیچارہ کیا کرے گا ترقی سے رہ گیا۔ لیکن لوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا کہ چار برس اس کو ترقی سے وقوف ہو جائیگا۔ بعد چوتھے برس کے پیر اس کو بلائے گا اور کھانا کھلائے گا۔ جس وقت اُس نے کھانا کھا لیا تو اُسی دم ترقی کا حکم ہوا ایک یار نے یاروں میں سے پوچھا کہ روٹی نہ کھانا تو فرشتوں کی صفت ہے۔ جواب فرمایا کہ اس مرتبے سے ایک اور عالی مرتبہ ہے۔ وہی جو میں نے کہا۔ تم اس کو لوا پنا مواذنہ دیکھو۔ مثلاً اگر چار روٹیاں کھانا ہے تو دو کھائے۔ اگر ایک کھائیگا اور حرج ہوگا تو ضعیف ہو جائیگا۔ کام سے رہ جائیگا۔ مگر وہ آدمی کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوت ہوگی تو اس کو اتنا کھانا ضعف نہ لائیگا۔ آج کی رات میں نے سحری میں چند لقمے زیادہ کھائے

اس جہت سے کہ افطار کے وقت میں نے تھوڑا کھایا تھا اگر ہوا نہ ہو جاوے۔ جبر نقصان ہو گیا اور یہ بھی چاہیے کہ رسوم میں اس کو زیادہ نہ ہو بلکہ ساری عبادات و طاعات میں اخلاص واجب ہے کیونکہ عبادت بمنزلہ درخت کے اور اخلاص بمنزلہ ثمر کے ہے ورنہ درخت بے ثمر ہو گا۔ اللہ سبحانہ کا فرمان ہے اعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین اخلاص میں عجب نہیں ہوتا ہے۔ و آنچہ باید ماند کہ نیز۔ او ہمن حنین مخلصم اخلاص می ورزم تا مبطل عمل نگنند۔ سب حال میں سب طاعتوں میں توفیق من اللہ جانے۔ کیونکہ اگر توفیق نہ ہوتی تو بندے سے کچھ نہ بنتا پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران حالی کے لائے فرمایا تکبیر پاپہ۔ ایضاً

بعد ظہر کی نماز کے بارہ کے دن اٹھائیسویں ماہ ذیقعدہ

کو یہ فقیر حجرۂ خلوت سے غائبت میں اُس امیر کبیر کے حاضر تھا۔ اور یاران حالی بھی۔ سر مبارک پر پگڑی نہ تھی۔ ٹوپی پہنے ہوئے تھے خلوت کا وقت تھا۔ ہم چند یار خلوتی تھے، روئے مبارک ہم پر لائے فرمایا تھا یہ ستر کیا بھید ہے۔ تم جانتے ہو کہ میں نے پگڑی دور کر دی ہے۔ اس کا کیا سبب ہے۔ ہم نے التماس کیا کہ آپ ہی فرمائیں۔ فرمایا کہ ایک عزیز اپنے لڑکے کو مکتب میں بٹھاتا تھا شروع کرنے کو میرے پاس لایا۔ میں نے تختی پر الف یا لکھ دیا اور تعلیم کر دی

حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے یوں کہنا شروع کیا کہ خونٹا یات فلجنب پیر بہلو خانجہاں جس کے سو نفر داخل ہیں۔ یعنی سو آدمی اُس کے متعلق ہیں۔ وہ شخص کپڑے لایا تھا۔ اس پر فرمایا کہ ہاں میں نے اُن کپڑوں میں سے پگڑی باندھ لی۔ تو یہ آواز سنی کہ ھذا احرام الق من راسک یعنے یہ حرام ہے اس کو سر سے دور کر ڈال میں نے دور کر ڈالی۔ اس سے پہلے جس شخص کی پگڑی تھی وہ لے گیا۔ برکت کے واسطے لایا تھا میں اس سبب سے بغیر پگڑی کے رہ گیا اور فرمایا اگر کپڑے میں ایک تار حرام سے یا وجہ حرام سے ہووے یا کھانے میں ایک لقمہ حرام سے ہووے تو اُس شخص کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا کیونکہ قبولیت کے واسطے تقویٰ شرط ہے وشرائط التقوی عظیمۃ قولہ تعالیٰ انما یتقبل اللہ من المتقین ای لا یتقبل اللہ الا من المتقین یعنے تقویٰ کی شرطیں بڑی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ قبول نہیں کرتا ہے۔ مگر متقی پرہیزگار لوگوں سے کلمہ انما حصر کے واسطے ہے منجملہ یاران عالی کے ایک یار نے پوچھا کہ یہ آواز جو سنتے ہیں اللہ کے طرف سے ہے جواب فرمایا کہ میں نے دو طرح سنے ہیں۔ اگر تیرے واسطے اوپر سے آواز نکلے تو بلے واسطہ بخلق صوت ہوگی اور اگر دائیں یا بائیں جانب سے نکلے تو اس طرح کہا ہے کہ وہ شخص جس پیر کے نزدیک تعلق پیوند رکھتا ہے یہ آواز اُس سے نکلتی ہے اور اگر آواز قریب سے نکلتی ہے تو اللہ

کی طرف سے ہے۔ قولہ تعالیٰ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید
یعنی ہم نزدیک تر ہیں طرف جان بندے کے، رگ جان تیرے
سے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ من اللہ سے خلق صوت ہو جاتا ہے اکثر
لوگ بھی اس پر ہیں کہ خلق اللہ صوتاً یعنی اللہ پاک ایک آواز پیدا
کردیتا ہے۔ پھر پوچھا کہ جو کلام کہ ذات کے ساتھ قائم ہے اُس کے
ساتھ بھی کسی سے باتیں کرتا ہے۔ جواب فرمایا کہ خدائے تعالیٰ
حروف و اصوات سے منزہ ہے۔ خلق صوت ہو جاتا ہے۔ پوچھا
کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو کلام کیا وکلم اللہ موسیٰ تکلیما
تو اس وقت ایک بات کی خلق صوت کردیا۔ اسی جگہ ہم نے یہ
بھی التماس کیا کہ مخدوم اس آواز کو سنتے ہیں جواب فرمایا من
اللہ تعالیٰ بے واسطہ پوچھا یہ کیونکر معلوم ہو کہ آواز اللہ کی
طرف سے ایسی ہوتی ہے اور اس کے غیر سے ایسی۔ جواب
فرمایا کہ جس شخص کا دل روشن ہے وہ معلوم کر لیتا ہے۔ اس کام
کو زیرک لوگ جانتے ہیں۔ لیکن فرق یہ ہے کہ آواز من اللہ خیراتے
میں ہوتی ہے۔ اگرچہ ظاہر میں شر معلوم ہو کیونکہ حضرت موسیٰ نے منع
کیا اور واقع میں وہ کام خیر تھا جیسے بیان کردیا یعنی حضرت خضر نے
قولہ تعالیٰ وعسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا
شیئاً وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون ایضاً رسالہ مکیہ
کا سبق فرما رہے تھے۔ ذکر اس بات میں تھا کہ ینبغی للعبد ان یعتقد

علی شیخہ ولا یعلم ان لہ موصلا الی اللہ غیرہ یعنے مرید کو چاہیے
کہ اپنے شیخ پر اعتقاد رکھے۔ اور غیر پیر کو موصل الی اللہ اپنا نہ جانے
اگر اپنے پیر کے سوا اور کوئی اس کا موصل ہو جائے تو بھی اس کو اپنے
پیر کے برکت سے جانے۔ اور اُسی کو پیر و مرشد سمجھے۔ اُس کا منکر
نہ ہو جائے۔ اگرچہ مرشد بہت ہوں ان کو بھی مرشد جانے اور اگر مرید
معتقد اپنے پیر کو خواب میں دیکھے تو کوئی شیطان نہ ہوگا اور اگر برعکس ہوگا
تو ہو سکتا ہے کہ کوئی شیطان ہو۔ اصحاب خلوت میں سے ایک یار نے
پوچھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب
میں دیکھے تو کوئی شیطان نہ ہوگا۔ جواب فرمایا آہ ہے یعنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیکھنا برحق ہے۔ اس باب میں حدیث
صحاح وارد ہوئی ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مَنْ رَاٰنِی فَقَدْ رَاَی
الْحَقَّ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِصُوْرَتِی والمراد من الحق خلاف الباطل
یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مجھ کو
خواب میں دیکھے پس تحقیق اُس نے مجھے سچ دیکھا ہے۔ کیونکہ
بیشک شیطان میری مثل و صورت نہیں ہو سکتا ہے۔ کلمہ قد واسطے
تحقیق کے ہے۔ لیکن میں نے اُس طرف کے محدثوں سے سنا ہے۔
ہندوستان میں کبھی نہ سُنا تھا کہ شیطان اور صورت ہو سکتا ہے اور
کہے کہ میں پیغمبر ہوں۔ لیکن مثل حلیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ہرگز نہیں ہو سکتا ہے۔ اسلئے واجب یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک کو حفظ رکھے یاد کرلے تاکہ سچ جھوٹ معلوم ہو جائے اگر حلیہ مبارک سے ایک بات بھی نہ ہوگی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوں گے۔ کیونکہ شیطان قدیم راہزن ہے پھر اس فقیر سے اور یاران دیگر سے فرمایا۔ بھائیو جو میں نے بیان کیا اس کو لو۔ نادر بات ہے اسی درمیان میں فرمایا کہ شیخ مدینہ عبداللہ مطری نے اپنے بھائی کو اور شیخ عبداللہ یافعی رحمہا اللہ تعالیٰ نے اپنے فرزند کو وقت انتقال کے یہ وصیت کی کہ ہم نے تمہاری پوری تربیت نہیں کی ہے۔ تم کو چاہیئے کہ تم دمشق میں شیخ قطب الدین مصنف رسالہ مکیہ کے پاس جاؤ وہ تمہاری تربیت کریں گے یہ شخص ایک مرشد عظیم تھے۔ ایک برس ہوا کہ انہوں نے بھی انتقال کیا۔ یہ رسالہ پیر دعا گو کے پاس بھیجا قدس اللہ اسرارہم رسالہ مکیہ اسلئے کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں اس کی تصنیف شروع کی تھی کچھ باقی رہ گیا تھا جب دمشق میں گئے تو وہاں تمام کیا پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من سبق پڑھو۔ میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس باب میں تھی کہ حدیث صحاح سے عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من صَوْتٍ اَحَبَّ الی اللہ من صَوْتِ عبدٍ مذنبٍ تائبٍ اِذا قال یاربِّ یقول من فوق عرشہ لبیک عبدی سَلْ تُعْطَ انت عبدی کبعض ملائکتی انا عن یمینک وعن شمالک ومن فوقک ومن تحتک سل تُعْطَ

اُشھِدُ کہ یا ملائکتی اَنّی قد غفرت لہٗ فرمایا کہ ما نفی کا ہے۔ مِن زائدہ ما اسم و خبر چاہتا ہے اپنے اسم کو رفع خبر کو نصب دیتا ہے صوت اسم ہے ما کا ۔ احب خبر ہے ما کی ۔ تقدیر یہ ہے ای ما صوتٌ احبّ یعنی نہیں ہے کوئی آواز دوست تر طرف اللہ کے بندہ گنہگار تائب کی آواز سے۔ تائب یعنی گناہ سے رجوع کرنے والا جبکہ وہ کہتا ہے یا رب یعنی اے میرے خداوند پروردگار اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے اوپر سے فرماتا ہے۔ اور وہ مکان و جہات سے منزہ ہے کہتا ہے لبیک عبدی یعنی میں تیرے جواب کے واسطے کھڑا ہوں اے میرے بندے غلق صوت ہو جاتا ہے تو مانگ ۔ تو کیا مانگتا ہے تا کردیا جائے۔ تو میرا بندہ ہے مثل بعض فرشتوں میرے کے ایک یار نے پوچھا کہ اس سے ملائکہ مقربین مراد ہیں یا عوام جواب فرمایا کہ مقرب فرشتے مراد ہیں۔ کبعض ملائکتی فرمایا لان المحبوب ھو المقرب یعنے اللہ عز و جل نے دوست محبوب کہا اور محبوب مقرب فرمایا پس وہ مقرب فرشتوں سے ہوگا۔ تو نہیں دیکھتا ہے کہ جس شخص کی آواز جب دوست تر ہوتی ہے وہ محبوب ہوتا ہے وھذا یوافق قولہ تعالیٰ فی التنزیل ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین یعنے یہ بات موافق قرآن مجید کے ہے بیشک اللہ دوست رکھتا ہے اُن لوگوں کو جو کہ گناہ سے پھرتے ہیں۔ اور پاک لوگوں کو جو کہ اصلاً گناہ پر قادر نہیں ہوسکتے ہیں اس فقیر نے پوچھا کہ انا عن یمینک وعن شمالک ومن فوقک ومن تحتک کیا

سے جواب فرمایا کہ اس سے حفظ و علم مراد ہے لیکن حق تعالیٰ جہات
سے منزہ ہے یعنی انا حافظ و عالم عن یمینک و عن شمالک و من
فوقک و من تحتک یعنی میں تیرا حافظ و نگہبان ہوں۔ ارکاب مالک کہ
دیا جائے تو کیا چاہتا ہے۔ میں گواہ کرتا ہوں تم کو اے خضر حرف
قد واسطے تحقیق کے ہے۔ کہ بیشک میں نے تحقیق بحق دیا اسے
سننے کو پھر اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند میں اس تقریر کو عجیب سے
اس کو میں نے اُس طرف کے محدثوں سے سنا ہے یہ ساری حرف
آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔ ایضاً

انتیسویں ماہ مذکور ذی القعدہ روز چہار شنبہ چاشت کے وقت

یہ فقیر حجرۂ خلوت سے خدمت میں حاضر تھا جلال دیوانہ آیا بیٹھ کر
کفر کے کلمے بکنے لگا کہ گرد ادر و خواہر ز آمدن علائل ست فرمایا کہ
باہر کردو جب باہر کر دیا تو چہرۂ مبارک کو ہماری طرف کیا کہ جہاں
کہیں جاہل بے علم مشغول ہو جاتا ہے تو اس کا یہ حال ہوتا ہے اس
اطراف میں مشائخ کبار جاہلوں کو مشغول نہیں کرتے ہیں اور حجرہ معین
نہیں فرماتے ہیں کیونکہ وہ خراب ہو جائے گا جس وقت آنے والا
آتا ہے تعلق پیوند کرتا ہے اگر وہ عالم ہے تو حجرہ معین کرتے ہیں
مشغول فرماتے ہیں اور اوراد دیتے ہیں اور اگر عامی ہے تو خانقاہ میں
چار دن نوبت کے چار مدارسے ہیں جو نہیں رہ سکتے اُن

علم سیکھے۔ بعد اُس کے حجرہ دیتے ہیں۔ اور راہ میں مشغول کرتے ہیں اُس اطراف میں خواجگان تجار کی خانقاہیں ہیں۔ وجہ حلال سے نہ ملک بادشاہوں کی جو کہ بیت المال ہے اور خانقاہ کے نیچے دکان وقف کرتے ہیں۔ اسلئے کہ اول راہ سلوک کی لقمہ حلال ہے اگر کھانے میں ایک لقمہ اور ایک تار کپڑے کا وجہ حرام سے ہوگا تو کوئی طاعت قبول نہ ہوگی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انما یتقبل اللہ من المتقین ایضاً عوارف کا سبق فرماتے ہے کہتے گفتگو اس آیت کریمہ میں تھی قولہ تعالیٰ ما زاغ البصر وما طغی فرمایا لم یسبق البصر علی البصیرۃ بصر اور بصیرت میں فرق ہے۔ بصر عبارت ہے سر کی آنکھ سے اور بصیرت دل کی بینائی کو کہتے ہیں جیسا کہ اللہ پاک کے اس قول مبارک میں ہے۔ قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی فرمایا یہ خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے کہ اول دل کی آنکھ سے دیکھا بعد اس کے سر کی آنکھ سے دیدار فرمایا واسطے رعایت ادب کے جیسا کہ حدیث صحاح میں آیا ہے۔ رایت ربی فی قلبی یعنی میں نے اپنے رب کو اپنے دل میں دیکھا یعنے اول میں نے اپنے خداوند کا دیدار دل کے آنکھ میں کیا اور ہی۔ آپ کی امت کے اولیاء کرام سوا ان کو بھی بصیرت ہوتی ہے یعنے اللہ عز وجل کی علیم ذات کو دل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور اکثر علماء میں ملاحظہ فرماتے ہیں سر کی آنکھ سے آخرت میں دیکھیں گے۔ یہ فرق ہے درمیان نبی و ولی کے

شب معراج کا ذکر نکالا

فرمایا کہ براق نزدیک قدم رکھتی ہے اور اگر نظر دور پڑتی تو قدم وہاں رکھتی تھی ایسی با کرامت و فرمایا نیز دالہ براق تھی براق برق سے ماخوذ ہے یعنے چندہ آپ وہاں تک پہنچے کہ سارے پیغمبروں کو دیکھا صلوات اللہ علیہم اجمعین حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں رب ارنی انظر الیک پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق سے اترے ہر ایک سے مصافحہ کیا۔ ہر ایک مرحبا کہتا تھا مرحباً بالاخ الصالح والنبی الصالح یعنے مرحبا ہے برادر صالح نیک مرد و پیغمبر نیک کو پھر ان سب نبیوں نے صف باندھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امامت فرمائی اور نماز پڑھائی اسی جگہ سے آپ کو امام الانبیاء کہتے ہیں جیسا کہ لامیہ میں کہا ہے ؎

امام الانبیاء بلا اختلاف وتاج الاصفیاء بلا احتمال

یعنے آپ بالاتفاق سب نبیوں کے امام پیشوا ہیں اور بلا شک برگزیدہ لوگوں کے تاج ہیں پھر آپ وہاں سے چلتے رہے یہاں تک کہ عرش سے گزر گئے مقام قاب قوسین او ادنیٰ میں پہنچے یہاں تک کہ دولت وصال جمال جلال لایزال سے مشرف و مکرم ہوئے یہ وہی قول ہے اللہ پاک کا ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ ما زاغ البصر وما طغیٰ ای اسبق البصیرۃ علی البصر یعنی دل کی بینائی آنکھ کی بینائی پر سابق ہوگئی جب

آپ نے بہ ادب نگاہ رکھا تو دوسری بار بھی مشرف ہوئے۔ وہ یہ قول ہے اللہ پاک کا ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ اے راٰی ذاتہٗ تارۃً اُخریٰ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند میں اس کو کو غریب کلام ہے بعد اس کے عوارف کی صفت میں فرمایا یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ گو پیر نہ ہو اور نہ پیر کو دیکھا ہو اگر اس پر عمل کرے تو بھی کتاب موصل ہو جائے۔ خاص کر وہ آدمی کہ اس کو پیر سے سُنے اور اس پر عمل کرے تو جلد واصلین سے ہو جائے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران اعلیٰ کے لائے یعنی کہ تم عوارف کو سُنتے ہو میں امید رکھتا ہوں کہ تم کو ثمرات دیگی سلوک کے باب میں نہایت موجز کتاب ہے اور معتبر اعتقاد ہے۔ ہم سب سلسلے قدم بوسی کی ایضاً فرمایا کہ ایک صوفی ہے دوسرا متصوف تیسرا متشبہ بمتصوف صوفی نام ہے مقرب کا وضع المقرب وترك ذكر الصوفی

قولہ تعالیٰ فاما ان کان من المقربین ای من الصوفیین یعنی قرآن شریف میں مقرب سے مراد صوفی ہے متصوف نام ہے ابرار کا قریب اس کے ہے کہ صوفی یعنی مقرب ہو جائے متشبہ اس سے مراد تشبہ معنوی ہے جہت سیرت سے نہ صوری یعنی صوفی کا کام کرتا ہے لیکن تمام نہیں کر سکتا ہے۔ قصور رکھتا ہے۔ اگر یہ متشبہ صادق سچا ہو جائے کوئی قصور نہ کرے۔ تو صوفی ہو جائے۔ یہ بھی قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کہ من تشبہ بقوم فهو

منھم یہ حدیث صحاح ہے یہیں سے اُس طرف کے محدثوں سے سُنا ہے کہ اس سے معنوی تشبہ مراد ہے۔ باین دلیل کہ آپ نے فھو منھم فرمایا۔ یعنی جو شخص کسی قوم کے ساتھ تشبہ کرے تو وہ اُسی قوم سے ہے اگر اس سے صوری تشبہ مراد ہوتا تو منافقوں کو اخلاص ہوتا یہاں تشبہ معنوی مراد ہے۔ پھر اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند من اس تقریر کو لو غریب ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو صوفی نہیں کہتے تھے۔ صوفی کا نام زمانہ تابعین میں رکھا گیا۔ وجہ یہ ہوئی کہ ایک دن امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کو ایک شخص نے صوفی کہا۔ یا انہوں نے کسی کو صوفی کہا۔ راوی کا شک ہے۔ صحابہ کو صحابہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت بابرکت کا شرف حاصل ہے۔ یہ نسبت ان کے حق میں صوفی سے زیادہ تر اشرف ہے ولھذا افضل الخلائق بعد الانبیاء الصحابۃ یعنے چونکہ نسبت صحابیت اُن کا شرف ہے اسلئے بعد انبیاء علیہم السلام کے ساری خلق سے بہتر صحابہ ٹھہرے والصحیح انہ من رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو احدۃ فی الیقظۃ فھو من الصحابۃ ولو زمان یقال علیہ رضی اللہ عنہ یعنے فاضل ترین جملہ اولیاء جملہ خلائق کے بعد پیغمبروں کے صحابہ ہیں صحیح قول یہ ہے کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بار بیداری میں یعنی حیات میں دیکھا وہ منجملہ صحابہ

ہے۔ اور واجب ہے کہ اُس پر رضی اللہ عنہ کہیں پھر اس فقیر سے فرمایا فرزندا من بگیر یا۔

ایضاً ترک و تجرید و محبت کا ذکر نکلا

فرمایا ترک و تجرید یہ ہے کہ درویش کے پاس اتنی فتوح پہونچتی ہے رات تک کچھ نہیں رہتا ہے، یہاں تک کہ پانی بھی نہیں رہتا ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو وظیفہ دار سے جاتے ہیں۔ بارہا قرض بھی کیا جاتا ہے اور یہی ترک و تجرید دوستان دُنیا ترک کے مشام باطن میں محبت و دوستی کی بو پہونچاتی ہے۔ ترک دنیا کے وقت سے مال و منال و جاہ کو بلکہ آخرت کو نہیں چاہتی ہیں محض محبوب کی خواہاں ہوتی ہیں۔ اور خلق ظاہر اُن کو دیوانہ کہتے ہیں۔ اسلئے کہ انہوں نے دنیا و منال کا ترک اختیار کیا ہے اور فقر و مسکنت کو پسند فرمایا ہے۔ بھی اس بات کا حدیث صحاح میں آیا ہے۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا یکمل ایمان المرء حتی یظن الناس انہ مجنون یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کامل نہیں ہوتا ہے ایمان آدمی کا یہاں تک کہ لوگ اس بات کا گمان کریں کہ وہ دیوانہ ہے یعنی دنیا کو ترک کیا ہے۔ آخرت پر متوجہ ہوا ہے دیوانہ ہے جیسا کہ قائل نے کہا ہے سہ

لیعرفنا من کان من جنسنا وکل الناس لنا منکر

ہر آئینہ پہچانتا ہے ہم کو ہر وہ شخص جو ہمارے جنس سے ہے اور سارے

لوگ ہمارے منکر ہیں۔ اور اسی لیے تو ایں دیکھتا ہے کہ حضرت یعقوب صلوات اللہ علیہ نے اپنے بیٹوں پوتوں سے کہا کہ اِنِّی لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ یعنی جس وقت مشام یعقوب علیہ السلام میں بوئے یوسف علیہ السلام پہونچائی تو حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں پوتوں سے کہا کہ بیشک میں بوئے یوسفؑ پاتا ہوں۔ اگر تم مجھ کو ملامت نہ کرو۔ اللہ پاک نے اُن کا جواب یوں نقل فرمایا کہ قالوا تاللہ انک لفی ضلالک القدیم یعنے قسم ہے اللہ کی اسے دادا بیشک تم دیوانے ہوا اور پُرانی گمراہی میں ہو۔ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا وہ کہاں ہے کہ ہوا اُس کی بولائی اور تم اُس کو یاد کر کے تم کو ہوائے یوسف میں جو کچھ خوش آتا ہے وہ کہہ دیتے ہو تم اپنی خبر نہیں رکھتے ہو۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو نسوب بدلوا لگی گیا۔ یہاں تک کہ بشیر پیرہن یوسف علیہ السلام لایا اور خوشخبری دی تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا انی اعلم من اللہ ما لا تعلمون یعنی میں خوب جانتا ہوں اللہ سے جو تم نہیں جانتے ہو۔ اس پر وہ لمعارت پیش آئے کہ یا بانا استغفر لنا ذنوبنا انا کنا خاطئین قال سوف استغفر لکم ربی انہ ھو الغفور الرحیم یعنے اے ہمارے باپ تم ہمارے واسطے ہمارے گناہوں کی بخشش مانگو بیشک ہم تھے خطاکار۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا سر انجام کروں تمہارے واسطے اپنے رب سے بخشش مانگوں گا۔ بیشک وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ ایضاً فرمایا کہ ایک عزیز دینی لونڈیاں واسطے لونڈی بنانے کے

پانسو تنکہ فتوح لایا ہے۔ حسن خادم سے فرمایا بحفاظت رکھو تاکہ خانگی چور نہ دیکھے، ورنہ بالکل لے جائے گا یعنے میرا فرزند احمد اور محمود درویش و وظیفہ خوار ضائع رہ جائیں گے۔ اور وہ جو تنکہ لونڈیا ہیں اپنے واسطے رکھوں گا تاکہ استنجا و وضو کرایں۔ میں ضعیف ہو گیا ہوں۔ خدایا کچھ سکھ لیں میں ان کو دم پر کھینچ سکوں گا۔ یا وہ مجھے اوپر کھینچیں گی اور بطور خوش طبعی مسکراتے تھے۔ شیخ زادہ فخر الدین گازرونی رخصت ہوا جاتا ہے۔ روانہ ہوتا ہے وہ پانسو تنکہ اُس کو دیدوں گا کہ گھر تک پہنچ جائے۔ ایضاً ایک عزیز نے مسئلہ پوچھا کہ کنویں میں چوہا گر پڑا تھا اور اُس کو کھینچ لیا اور بیس ڈول جو کہ چوہے کے گرنے میں معین ہیں وہ بھی کھینچ ڈالے۔ پھر جب کھینچتے ہیں بال باہر آتے ہیں۔ جواب فرمایا کہ کنواں پاک ہو گیا شعر المیتة وعظمها طاهران ان لم یکن علیها دسم یعنے مردار کے بال اور ہڈی دونوں پاک ہیں اگر اُس پر گوشت و چربی چپکی ہوئی نہ ہو۔

ایضاً تاثیر محبت کا ذکر نکلا

ان یوما جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا رسول اللہ متی قیام الساعة فقال علیہ السلام ماذا اعددت للقیامة حتی تسأل عنها فقال الرجل محبة اللہ تعالیٰ ومحبة رسولہ علیہ السلام فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المرءُ مع مَن اَحَبَّ او انت مع من

(۱) اجبت بالخطاب شك راوی یعنی بیشک ایک دن ایک شخص آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا پس عرض کیا یا رسول اللہ قیامت
کب قائم ہو گی۔ آپ نے فرمایا اے شخص تو نے قیامت کی کیا
تیاری کی ہے کہ تو اُس کو پوچھتا ہے اُس نے عرض کیا کہ محبت
اللہ تعالیٰ کی اور محبت اُس کے رسول کی، پس آپ نے فرمایا کہ
آدمی ہمراہ اُس شخص کے ہے کہ جس کو اُس نے دوست رکھا یا تم
شخص سے خطاب فرمایا کہ تو ہمراہ اس شخص کے ہے کہ جس کو تو نے
دوست رکھا راوی کا شک ہے محبت کا ایسا اثر ہوتا ہے یہاں تک
کہ تم میں سے اگر کوئی شخص محبت کرے تو کس قدر تاثیر ہو گی۔ منجملہ
یاران ایک یار نے التماس کیا کہ یہاں معیت کے کیا معنی ہیں جواب
فرمایا کہ اس معیت سے قرب مراد ہے جس طرح کہتے ہیں کہ جاء
زید مع عمرو ای قربہ پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیرید الصفا
منجملہ اصحاب ایک یار خلوتی نے مسئلہ میں التماس کیا کہ اگر کوئی
شخص معتکف ہو اور کپڑے دھلوانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو
تو وہ کیا کرے جواب فرمایا کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ
کے قول پر ایک مسئلہ حیلے کا ہے بعض فتاویٰ میں کہا ہے لو خرج
المعتکف للوضوء ثم عاد المریض او صلی الجنازۃ وامثال ذلک لا
یفسد اعتکافہ عند ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ وھذا حیلۃ وبعکس
ذلک یفسد الاعتکاف فی الحال ولو کان زمانا قلیلا وعندنا ایی

یوسف ومحمد رضی اللہ عنہما لو خرج المعتکف وهو فی مصلحته اقل من نصف النهار دنصفه لا یبطل اعتکافه وان کان اکثر النهار یفسد بالاجماع ولکن الفتوی علی قول صاحب المذهب یعنے اگر معتکف وضو کے واسطے باہر نکلے پھر بیمار کی بیمار پرسی کر لے یا جنازے کی نماز پڑھ لے اور مثل اُس کے کوئی کام کر لے تو اُس کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا نزدیک امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے، اور یہ ایک حیلہ ہے اور اُس کے عکس میں اگر بغیر نیت وضو کے باہر نکلے گا تو اُس کا اعتکاف فاسد ہو جائیگا فی الحال گو زمانہ ذرا ہی سا کیوں نہ ہوا ور نزدیک امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے اگر باہر نکلے واسطے کسی اپنی مصلحت کے نصف دن سے کمتر یا نصف دن تو اُس کا اعتکاف باطل نہ ہوگا اور اگر اکثر ہو گا تو بالاجماع فاسد ہو جائیگا۔ لیکن فتوی صاحب مذہب کے قول پر ہے یعنے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ پھر لب ہائے مبارک طرف اس فقیر کے لاتے فرمایا فرزندا میں اس حیلے کو لکھ لے نادر ہے۔

ایضاً آخر شب جمعہ اول شب ماہ ذیحجہ کو

یہ فقیر حجرۂ خلوت سے نکل کر خدمت میں حاضر تھا لب ہائے منور طرف اس فقیر کے اور یاران دیگر کے لاتے پوچھا تھا کہ کوئی شخص جانتا ہے کہ ہلال شفق سے پہلے غائب ہوا یا بعد شفق کے بعض یاروں نے کہا

کہ شفق کے بعد غائب ہوا۔ فرمایا کہ فتاوی کابل میں ایک مسئلہ ہے کہ
الهلال اذا غاب قبل الشفق فیحکم انہ من اول اللیل وان کان
یغیب بعد الشفق فیحکم انہ من اللیلۃ الماضیۃ یعنے جب ہلال شفق
سے پہلے غائب ہوجائے تو ہم حکم کریں گے کہ اول رات کا ہے
اور اگر بعد شفق کے غائب ہوجائے تو حکم کریں گے کہ شب گذشتہ
کا ہے۔ اور یہ بعد شفق کے غائب ہوا تو ہم نے حکم کیا کہ دوسری
رات کا ہے پھر اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند من اس مسئلے کو لکھ لو غریب
ہے اسی رات تہجد کے وقت یہ فقیر حجرہ خلوت سے خدمت میں
حاضر تھا خواجہ محمد ظفاریؒ نے خدمت میں عرض کیا یا مخدوم
ارید ان اخذ الطی فی هذا العشر فرمایا یا سیدی من کان فی قلبه
محبة الدنيا لو طی اربعین لا یفید وان لم یکن فی قلبه محبة الدنیا
فاکله وطیه سواء والاصل ترك الدنیا لقوله علیه الصلوۃ والسلام
ترك الدنیا راس کل عبادة وحب الدنیا راس کل خطیئة کل یا
سیدی ما تکون معنا یعنے خواجہ محمد ظفاری نے التماس کیا اور اجازت
چاہی کہ عشرہ ذی حجہ کے طے رکھے یعنے صف ولہ ولہ کا روزہ رکھے
فرمایا سیدی جس شخص کے دل میں محبت دنیا کی ہے اگر وہ ایک
چلہ طے کرے تو فائدہ نہ دیوے اور اگر محبت دنیا کی نہیں ہے
تو اس کا کھانا اور طے کرنا دونوں برابر ہے۔ اصل دنیا کا ترک ہے
اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ترک دنیا

سر ہے ساری عبادت کا اور دوستی دنیا کی سر ہے ہر گناہ کا کیونکہ فنا ہے یا سیدی، دُکھ جب تک کہ تمہارے ساتھ ہے پس خواجہ محمد ظفا دی نے سطے کی نیت فسخ کر ڈالی۔

ایضاً اُسی رات اول ماہ ذوالحجہ میں

یہ فقیر حجرۂ خلوت سے خدمت میں حاضر تھا جو دعا کہ تہجد کے بعد اوراد میں آئی ہے۔ اُس کو پڑھتے تھے۔ اس جگہ پہنچے مارا از یاد خود معدول مگردان و مارا بقہر خود مخذول مگردان منجملہ اصحاب ایک یار نے پوچھا۔ یہ کیا عبارت ہے سب لوگ اُس کی یاد میں ہیں جواب فرمایا کہ میں نے ایک عجیب چیز سُنی ہے یہ خطاب ہے اللہ تعالیٰ کو مناجات کرتا ہے کہ خلا و ملا میں ہم کو اپنی یاد میں رکھ۔ کہ ہم ایک لحظہ تیری یاد سے غافل نہ رہیں اور تیرے غیر کی یاد کو ترک کر دیں۔ اسلیے کہ اللہ پاک نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں خطاب فرمایا ہے۔ واذکر ربک اذا نسیت یعنے تو یاد کر اپنے رب کو جبکہ تو بھول جائے اور یہ مضمون مستنبط ہے حدیث قدسی سے جو کہ منجملہ صحاح ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے یوں حکایت کیا ہے کہ من ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی ومن ذکرنی فی ملأ ذکرتہ فی ملأ خیر منہ یعنے جو شخص یاد کرے مجھ کو اپنے جی میں یعنے خفیہ یا آہستہ و تنہا یاد کروں میں اُس کو اپنے

نفس میں یعنے خفیہ اور جو کوئی مجھ کو یاد کرے مجمع میں بلند میں یاد کروں
اُس کو مجمع میں بلند جو کہ اُس سے بہتر ہے۔ یعنے ہمراہ فرشتوں
کے عرش سے فرش تک فرشتے کہتے ہیں خداوندا فلان بندہ بلند
یاد کرتا ہے۔ وہ سب اللہ پاک کے واسطے اُس کی یاد میں ہو
جاتے ہیں یہ ذکر اُس ذکر سے بہتر ہے جو خفیہ کیا کرتا تھا پس
ذکر بلند اور مجمع کے ساتھ کی یہ تاثیر ہے حدیث صحاح میں آیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَخیرُ الخیرِ
الخیر المتعدی یعنے بہترین خیر خیر متعدی ہے۔ یعنے وہ خیر جو
دوسرے کو پہونچائے، مذاکرہ ہو اس ثواب کی حد کہاں ہے
معنی مذکورہ سے یہ مطلب ہے کہ ہم کو ہمراہ جماعت فرشتوں
کے یاد کرے کہ تو بھی یاد کرے اور مقرب فرشتے بھی یاد کریں
یہ ذکر ذکر خفی سے بہتر ہے والذکر بالجھر طرد الشیطان وجنودہ
یعنے بلند ذکر کرنا بھگاتا ہے شیطان کا اور اس کے لشکروں کا۔
جہاں تک ذکر کی آواز پہونچتی ہے وہاں تک شیطان اور اس
کے لشکر کو قدرت نہیں ہوتی ہے کہ گرد بھٹک سکے بعض نے کہا
ہے یہ بات کہ بندہ اللہ عزوجل کو یاد کرتا ہے اس کی یہ حکمت
ہے کہ اللہ عزوجل اُس کو یاد کرتا ہے قولہ تعالیٰ واذکرونی اذکرکم
یعنے یاد کرو تم مجھ کو تاکہ میں یاد کروں تم کو یعنے توفیق صاحب مناجات
کا مطلب و مقصود یہ ہے کہ تو مجھ کو توفیق کے ساتھ یاد کرتا کہ میں

تجھ کو ثنا کے ساتھ یاد کر دل پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور
یاران دیگر کے لائے فرمایا فرزند اور بھائیو اس کو لو۔ جو میں نے
بیان کیا فرمایا یہ مناجات بعد تہجد کے اوراد شیخ کبیر میں ہے
اُس طرف بعض درویشوں نے اس کو یاد کر لیا ہے۔ فارسی میں
پڑھتے ہیں اس کو سیکھ لیا ہے بعد تہجد کے پڑھا کرتے ہیں۔ اور
اُس طرف مکہ مبارک و مدینہ مشرف میں درویش لوگ شیخ کبیر کے اوراد
کے عمل رعایت کرتے ہیں اور معتبر جانتے ہیں۔ اسلئے کہ یہ سب اوراد
حدیث شریف سے مستنبط ہیں۔ سارے ادعیہ و صلوات منقول
و مروی ہیں ان کی اوراد کی رعایت عمل کے ساتھ نہیں کر سکتا ہے
مگر وہی شخص جو کہ ولی ہوتا ہے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر
کے لائے فرمایا فرزند من ان اوراد کی رعایت کرو ثمرات کلی رکھتے ہیں۔

ایضاً دوسری تاریخ ماہ ذیحجہ روز شنبہ وقت چاشت

کے یہ فقیر حجرہ خلوت سے خدمت میں حاضر تھا ایک سید خدمت میں
آیا ہوا تھا۔ اُس نے جامہ کفن کا التماس کیا۔ فرمایا کہ کپڑا موجود نہیں
ہے۔ اور وجہ یعنی دام بھی موجود نہیں ہیں۔ بستر کا کپڑا اُس کو عطا فرمایا
کہا کہ موسم سرما چلا گیا ہے، خادموں سے فرمایا کہ روئی کھینچ لو۔
وظیفہ درویشان و اصحاب کے واسطے بیچ ڈالو اور کپڑا اُس کو دیدو
کیونکہ وہ کفن طلب کرتا ہے۔ خواجہ حسن خادم نے کہنا شروع کیا کہ تھے

قطب عالم کیا شفقت رکھتے ہیں۔ اور یہ آیت پڑھی قولہ تعالیٰ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین آپ نے نماز شروع کر دی تھی۔ توڑ ڈالی اور فرمایا کہ یہ خاص حق ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے انہیں کو خطاب ہے آپ کی اولاد اس میں داخل نہیں ہے اللہ پاک نے وما ارسلناک واولادک نہیں فرمایا ہے حسن خادم نے عرض کیا کہ تم متابع پیغمبر کے ہو۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نزدیک حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے تھے۔ امیر المومنین امام زین العابدین خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور روتے جاتے تھے۔ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو امام حسن بصری نے عرض کیا یا ولدی رسول اللہ بینک وبین جدک ابوک حسین بن علی رضوان اللہ علیہم فما یبکیک ولم تبکی فقال زین العابدین یا حسن انسیت القرآن فاذا نفخ فی الصور فلا انساب فسکت المحسن عن کلام یعنے اے فرزند شائستہ دلبند رسول خدا آپ کیوں روتے ہو آپ کے درمیان اور آپ کے نانا کے درمیان جو کہ رسول خدا ہیں یہی آپ کے والد ماجد حسین بن علیؓ ہیں۔ پس امام زین العابدینؓ نے جواب دیا کہ اے حسنؒ کیا تو قرآن بھول گیا اور یہ آیت کریمہ پڑھی۔ یعنی جس وقت صور پھونکی جاوے گی تو کوئی نسب نفع نہ دے گا پس امام حسن بصری بات کرنے سے ساکت

ہے اور مناسب اس کے حدیث صحاح ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من ابطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی کو پیچھے ڈالا اس کے عمل نے رہائی نہ دے گا اس کو نسب اس کا۔ فرمایا کہ اس آیت کریمہ اور اس حدیث شریف پر سادات کو چاہیئے کہ عمل کریں اس بات کا پندار اور گھمنڈ نہ کریں کہ ہم صحیح النسب ہیں۔ اپنے دادا امام زین العابدین رض کی متابعت کریں بعد اس کے حسن خادم نے یہ آیت کریمہ پڑھی قولہ تعالیٰ واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض یعنے جس شخص سے نفع و سود آدمیوں کا ہوتا ہے وہ زمین میں مکث کرتا ہے یعنے دیر تک رہتا ہے دراز عمر پاتا ہے فرمایا کہ بہت جینا کیا مصلحت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جلد تر وفات پائیں اور یہ حدیث صحاح پڑھی قولہ علیہ السلام الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب یعنے موت ایک پل ہے کہ پہونچا دیتا ہے دوست کو طرف دوست کے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ جب شیخ قطب عالم رکن الحق والدین قدس اللہ سرہ پر رحلت کی زحمت پڑی تو آخر کو خادم پوچھنے کو آیا کہ کچھ صدقہ کریں جس طرح کہ ہر بار صدقہ دیتے تھے۔ حالت زحمت میں بھی خادم برسم قدیم آیا شیخ نے فرمایا اے خادم چند فراق کشیم ہمیں بار است یعنے کب تک فراق کے صدمے سہیں کچھ صدقے کا حکم نہ دیا آخر کو اسی زحمت میں رحلت فرمائی اس جگہ چشم پرآب کی

اور اصحاب اعلیٰ بھی روئے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من بگیر ایں تفریر امام زین العابدین یا حسن بصری رضی اللہ عنہما و آیت وایں احادیث جملہ بنویسید۔

ایضاً خلوت و اعتکاف کی فضیلت کا ذکر نکلا

فرمایا کہ سالک کے واسطے ابتدا میں اس سے بہتر کوئی بات نہیں ہے کہ خلوت میں مشغول ہوتا کہ ثمرہ دے اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شروع میں ظہور نبوت سے پہلے کوہ حرا میں بخلوت رہتے تھے۔ ہفتہ ہفتہ عشرہ عشرہ ایک ایک ماہ یہاں تک کہ ایک ایک چلہ مروی ہے۔ وظہرت ثمرات النبوۃ ونزل جبرئیل بامر اللہ وحیا وعانقہ وقال اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق الی مالم یعلم یعنی ثمرات نبوت ظاہر ہوئے جبرئیل علیہ السلام بامر الٰہی وحی لے کر آئے اور آپ سے معانقہ کیا۔ اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اقرأ باسم ربک الذی خلق مالم یعلم تک فرمایا کہ اول یہ سورت نازل ہوئی یہ ایک حجت ہے خاص واسطے حنفیوں کے اگر بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن سے ہوتی تو اس سے بھی شروع ہوتا تسمیہ تو درمیان ہر سورت کے فاصلہ ہے حجت درست ہے۔ منجملہ اصحاب ایک یار نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ظہور نبوت سے پہلے مشغول ہوتے تھے کس چیز

کے ساتھ عمل کرتے تھے۔ جواب فرمایا میں نے سنا ہے تم سنو آپ انبیاء گزشتہ کے اوراد کی رعایت فرماتے تھے۔ جیسے حضرت ابراہیمؑ و انبیاء دیگر علیہم السلام والتحیۃ۔ جس طرح کہ احادیث صحاح میں آیا ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وضوئی کوضوء الانبیاء من قبلی یعنے آپ نے فرمایا کہ وضو میرا مثل وضو پیغمبروں کے ہے۔ جو مجھ سے پہلے تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے الہام سے انہیں کی ترتیب کو نگاہ رکھتے اور ذکر میں مشغول ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ وحی نازل ہوئی عمل کا حکم ہوا۔ اولیاء امت کو بھی یہی حکم ہے کہ مرید لوگ پیروں کے اوراد کی رعایت کریں۔ اور بعمل مقرون ہوں۔ چونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے اسلئے ثمرہ ولایت ظاہر ہوگا۔ فرمایا ذکر کے واسطے خلوت چاہیئے۔ حجرہ ایسا تاریک ہو کہ کوئی روزن اس میں نہ رہے۔ تاکہ دیوار کے نقش پر نظر نہ پڑے۔ ذکر اللہ میں مشغول ہو جائے سراً و جہراً۔ اور پیر مرید کے سر پر چاہیے جیسا کہ تم نے نزدیک دعاگو کے خلوت اختیار کیا ہے۔ روئے مبارک ہماری طرف لائے اور یہ فرمایا کہ امر یہ ہے کہ مراد کلمہ طیبہ ابتدا میں لا الہ الا اللہ کو بلا صوت و حرکت بدن کہنا چاہیئے اور اگر شیخ مرید کو بخفیہ مشغول کرے تو جائز وصول ہو جائے

طریق ذکر

مروی یہ ہے کہ حالت ذکر میں مربع یعنے چار زانو بیٹھے بائیں پاؤں

کو بیٹھے یا دائیں زانو پر رکھے اور دونوں ہاتھوں کو زانوں پر رکھے اور نفی
لا الٰہ الا اللہ کی شروع کرے۔ پھر اثبات بائیں طرف کرے
وہاں تک کہ سانس باری ہو اسلئے کہ دل بائیں طرف ہے پس
دل سے غیر حق کی نفی کرے۔ پھر حق کا اثبات دل میں القا کرے
جس طرح کہ میں نے تم کو تلقین کیا ہے۔ آپ خود چار زانو بیٹھے اور کلمہ لا الٰہ
الا اللہ تین بار بلند صوت کہا۔ اول و آخر میں درود شریف پڑھا
اور فرمایا کہ ذکر خفی میں بھی حرکت بدن کا طریق یہی ہے۔ لیکن زبان
سے نہ کہے۔ ساتھ شدت حرکت وجود کے دل سے کہے۔ چند
دانشمند معتقیان کبار واسطے زیارت کے آئے ہوئے تھے۔ انہوں
نے عرض کیا ہم چاہتے تھے کہ ذکر کی تلقین حضرت مخدوم سے سنیں
آپ نے بکرامت تلقین فرمادی۔ پہلے اس سے کہ ہم التماس کریں
فرمایا کہ یہ کرا ادنی ہے۔ والفرق بین المعجزۃ والکرامۃ
ان الکرامۃ تحتمل الاستدراج اتفاقاً والمعجزۃ لا تحتمل
الاستدراج اتفاقاً یعنے درمیان معجزہ و کرامت کے فرق یہ ہے
کہ کرامت باتفاق استدراج کا احتمال رکھتی ہے۔ اور معجزہ باتفاق
استدراج کا احتمال نہیں رکھتا ہے اس کا کیا اعتبار ہے۔ اور وہ
کیا بقا رکھتی ہے۔ ضرورت کو تو اولے کہتے ہیں۔ اور کرامت خارق عادت
ہے۔ جو چیز کہ ہوتی نہ ہو وہ پیدا ہو جائے اس ذاکر کے دل میں انوار
پیدا ہو جائیں۔ اس کے دل کو منور کر دیں۔ پس ایسا ہو جائے کہ

جس چیز کو روشنائی میں نہیں دیکھتا تھا۔ اُس کو تاریکی میں معائنہ کرے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی سوئی اُس کے حجرے میں گم ہو جاتی تو اندھیری رات میں اُسی دم اُس کو لے لیتے۔ مناسب اُس کے **حکایت** بیان فرمائی کہ مرتبے کرامت کے اس سے فوق اور ہیں۔ سیر ہوتا ہے۔ ساتوں آسمانوں پر جاتے ہیں۔ اور ایک لحظہ میں لوٹ آتے ہیں۔ آسمان مثل زینے کے ہو جاتے ہیں۔ اللہ پاک کے حکم سے۔ مناسب اس کے **حکایت** بیان فرمائی کہ سفر میں ایک روز نزدیک ایک درویش کے اُترا ذرا دیر میں ٹھیرا کہ میں نے دیکھا کہ وہ سامنے سے غائب ہو گیا۔ پھر ذرا دیر میں آ گیا آنکھ اُس کی پُر آب تھی میں نے پوچھا تو کہاں تھا۔ کہا میں مملکت ملکوت یعنے آسمانوں کے ملک میں گیا تھا۔ میں نے کہا یہ تیری آنکھ پر آب کیوں ہے۔ کہا کہ میں خلق کے احوال پر مطلع ہوا۔ میں نے دیکھا کہ سب کے سب خلاش[1] دنیا کی غرقاب میں غرق ہوئے ہیں۔ اس کی خبر نہیں رکھتے ہیں۔ مجھے شفقت آئی اسلئے میں آنکھ بھر لایا۔ بیچارے چند روزہ مہمانی کے واسطے ایک مردار پر اُترے ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب یعنے دنیا مردار ہے۔ اور اس کے طالب کتے ہیں بعد اس کے فرمایا کہ میں نے جو کہا یہ بھی خلوت کی تاثیر ہے بلکہ انجام کار

---

[1] بکسر خاء معجمہ گل ولائے کہ در راہ ہائے آب یا باشد یعنے کیچ

یہاں تک ہو جاتا ہے۔ کہ اللہ عز و جل کی عین ذات کو دل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں فرمایا یہ بھی خلوت ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے نفس کو حبس کیا ہے اصحاب عالی نے عرض کیا کہ مخدوم نے تو خلوتیں کی ہیں اس وقت منتہی ہو گئے ہیں۔ آرام پا چکے ہیں۔ اب آپ ارشاد فرماتے ہیں فرمایا جس شخص کے واسطے یہ شرط ہے وہ وصال پاتا ہے قال المشائخ الصوفیۃ قدس اللہ اسرارھم الطھارۃ فصل والصلوۃ وصل فمن لم ینفصل فی الطھارۃ عن الکونین لم یتصل الی صاحب الکونین یعنے مشائخ صوفیہ قدس اللہ ارواحہم نے فرمایا ہے کہ وضو فصل ہے اور نماز وصل ہے پس جو شخص کہ وضو میں کونین یعنی دنیا و آخرت سے جدا نہیں ہوتا ہے وہ نماز میں صاحب کونین یعنی اللہ پاک کے طرف نہ پہونچے گا۔ فرمایا اگر کوئی سائل سوال کرے کہ دنیا میں وصال حق بچشم دل ہوتا ہے۔ اس پر کونسی حجت ہے۔ جواب فرمایا کہ اس باب میں حدیث صحاح وارد ہے منجملہ اصحاب صفہ ایک صحابی کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا کہ یا ابا رزین اذا خلوت فاکثر ذکر اللہ وزر فی اللہ فانہ من زار فی اللہ شیعہ سبعون الف ملک ویقولون اللھم وصلنا ہ فیک فصلہ دل ھذا الحدیث علی کینونۃ الوصال بین العبد وربہ تعالی یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب صفہ میں سے ایک صحابی کو اس حدیث شریف کے

ساتھ تلقین فرمائی۔ اس صحابی کا نام ابورزین رضی اللہ عنہ تھا۔ اے ابورزین جس وقت تو خلوت میں ہو تو اللہ کا ذکر بہت کر اور زیارت کر واسطے اللہ تعالیٰ کے فی اللہ کے معنی ہیں۔ لاجل اللہ یعنے فی بمعنی لام ہے پس تحقیق جس شخص نے زیارت کی واسطے اللہ کے تو مشایعت کرتے ہیں اُس کے ستر ہزار فرشتے اور کہتے ہیں اے اللہ ملایا ہم نے اس بندے کو واسطے تیرے پس تو اس کو ملا یعنے تو اپنا وصال اُس کو روزی کر فرمایا اگر کوئی سائل سوال کرے کہ یہ وصال شاید آخرت میں ہو دنیا میں وصال ہونے کا ذکر نہیں ہے تو اس کا یہ جواب دیں کہ فصلہ فرمایا اسلیئے کہ حرف فا واسطے تعقیب کے ہے۔ تراخی کے لئے نہیں ہے اگر تراخی ہوتی تو ثم صلہ فرماتے۔ اس صورت میں وصال آخرت ہوتا۔ سمیت الاخرۃ اخرۃ لاجل التراخی یعنے آخرت کو آخرت اس لیے کہتے ہیں کہ تراخی رکھتے ہیں۔ چونکہ حرف فا صلہ میں واسطے تعقیب کے ہے تو یہ وصال بھی دنیا میں ہوگا۔ یعنے جو کوئی ایسا کرے تو اُس کے عقب میں ایسا ہو جس طرح کہتے ہیں ضربنی زید فضربتہ یعنے زید نے مجھ کو مارا پس اُس کے عقب میں اس کو میں نے مارا پھر لیٹے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من یہ حدیث صحاح کی پوری حجت ہے مع لوازم ولواحق جملہ اقوال مشائخ و سوال و جواب جو میں نے بیان کئے سب کو لکھ لو۔

ایضاً سبق عوارف شیخ زادہ نجم الدین کا

خدمت میں ہو رہا تھا گفتگو اس آیت کریمہ میں تھی۔ قولہ تعالیٰ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات سئل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ھم قال کلھم فی الجنۃ لقولہ تعالیٰ اصطفینا من عبادنا فرمایا کہ میں نے اس آیت میں ہزار قسم کے قول سنے ہیں۔ ان میں سے چند قول تم سن لو۔ الظالم المتشبہ بالصوفیۃ سمی ظالما لقصورہ وفتورہ لا من جھۃ المعصیۃ والمقتصد المتصوف والسابق الصوفی وقال بعضھم الظالم الزاھد سمی ظالماً لقصورہ وفتورہ من ترک الدنیا بلا ترک الاخرۃ لا من جھۃ المعصیۃ والمقتصد طالب الاٰخرۃ والسابق طالب اللہ وقال بعضھم الظالم طالب غیر اللہ والمقتصد طالب اللہ والسابق واصل اللہ وقال بعضھم الظالم محب غیر اللہ والمقتصد الولی والسابق النبی یعنی ہمارے برگزیدہ بندے تین گروہ ہیں سو اُن میں سے بعض تو اپنے جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض میانہ رو ہیں، اور بعض سابق ہیں پیش قدمی کرنے والے۔ اس کے بیان میں بہت قول ہیں بعض نے کہا کہ ظالم تو تشبہ بصوفیہ ہے۔ پورا کام نہیں کر سکتا ہے۔ قصور و فتور کی جہت سے اسکا نام

ظالم رکھا ہے نہ معصیت کی جہت سے، مراد اس تشبیہ سے معنوی ہے۔ نہ یہ کہ ظاہر کو آراستہ کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے من تشبہ بقوم فھو منھم اگر تشبیہ صوری مراد ہوتو روز قیامت میں منافق لوگ مومنوں سے اور مومنوں کے ساتھ ہو جائیں۔ حالانکہ وہ ان کے ساتھ نہ ہوں گے۔ بلکہ وہ پیچھے سے پیچھے دوزخ میں ہوں گے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار اور میانہ رو متصوف ہے۔ اور سابق صوفی ہے۔ بعض نے یوں کہا کہ ظالم زاہد ہے اُس کے قصور و فتور کے جہت سے اُس کا نام ظالم رکھا کہ اُس نے ترک دنیا سے بدول ترک آخرت کے قصور و کم ہمتی کی۔ یعنے آخرت کو ترک نہ کیا۔ معصیت کی جہت سے اُس کا نام ظالم نہیں رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے سیروا سبق المفردون قالوا یا رسول اللہ من هم قال المستهترون لذکر اللہ یہ حدیث صحاح سے ہے یعنے تم چلو کیونکہ سابق ہو گئے تفرید کرنے والے غیر حق کے یعنے سبکبار لوگ ع

یا خانہ جائے رخت بود یا خیال دوست

التجرید عن العلائق والتفرید بالخلائق العلائق سوی اللہ تعالی والحقائق مع اللہ من اللہ یعنے علائق تعلقات سے مجرد ہونا چاہیئے۔ پھر تفرید بحقائق ہونا چاہیئے۔ علائق تو غیر خدا ہے اور حقائق ساتھ خدا کے ہیں۔ اور خدا سے ہیں۔ قلب المومن حرم اللہ تعالی فحرام

علی حرم اللہ تعالیٰ ان یلج فیہ غیر اللہ یعنے دل مومن کا حرام ہے اللہ پاک کی۔ سوا اللہ تعالیٰ کے حرم پر حرام ہے کہ اُس میں غیراللہ داخل ہو۔ پس اول اس راہ کا یہ ہے کہ صغیرہ و کبیرہ سے سبکبار ہو جائے بعد اس کے جو کچھ کہ غیر خدا ہے اُس سے سبکبار ہونا چاہیئے۔ ولہذا اگر از بار راہ تنوا اندرفت حاضر راہ طالب خدا وند تبارک و تعالیٰ سر این معنی است لقولہ علیہ السلام سیروا سبق المفردون اُس طرف میں دعا کرنے دو وجہ سے ہیں۔ المستھترون بفتح التا الثانیہ باسم المفعول المولعوق ای خائفون وبکسر التاء الثانیہ باسم الفاعل المتحیرون یعنے خوف حق کے ولہ زدہ لوگ اور اسی لئے سائر مفرد ایک قافلے میں چلتے ہیں لیکن چونکہ مفرد لوگ سبکبار ہلکے پھلکے ہیں اس لئے منزل کو پہونچ گئے۔ اور باقی ذرع کے لوگ چونکہ بوجھ رکھتے ہیں معصیت کا بوجھ مراد نہیں ہے قصور و فتور کم ہمتی و کاہلی کا بوجھ مراد ہے جس وقت سبکبار ہو جائیں گے تو البتہ منزل کو پہنچ جائیں گے قولہ علیہ السلام من تشبہ بقوم فھو منھم سر ہے اس معنی کا باقی ذرع کے لوگ تشبہ رکھتے ہیں از جہت چوں میرود تجسید وبا بماند۔ چوں بمنزل میرسد ہر گز نرسد پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں حدیث صحاح و وجہاً کہ تقریر کردم غریب است بنویسید بایدیہ سالک است ایضاً ایک عزیز آپ کے روبرو آیت کریمہ پڑھتا تھا۔ یا ایھا الذین امنوا اذا

نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ سو اُس نے بسکون میم پڑھا فرمایا کہ تو نے خطا پڑھا۔ بسکون میم کوئی قرأت نہیں آئی۔ مذہبی نہیں ہے ولو قرأ فی الصلوٰۃ تفسد صلوتہ لتغیر المعنی من الفاعل الی المفعول لان الجمعۃ جامع لا مجموع یعنے اگر کوئی شخص نماز میں اس طرح پڑھے گا تو اُس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اسلئے کہ معنی تغیر ہو جاتے ہیں فاعل سے طرف مفعول کے، جمعہ جامع ہے مجموع نہیں ہے۔ اور اسی لئے مسجد جامع کہتے ہیں نہ مجموع بعد اس کے فرمایا علم صرف میں کہا ہے الفعلۃ بضم الفاء والعین للفاعل، وبسکون العین للحالۃ وبفتح الفاء والعین واللام للمصدر کرھبۃ ورغبۃ قولہ تعالیٰ یدعوننا رغبا ورھبا پھر دست مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من ان پانچ ترکیبوں کو لکھ لو کیونکہ اگر اس علم کو نہ جانے گا تو خطا کرے گا۔ اور اصحاب اعلیٰ سے بھی فرمایا کہ بھا یہ تو غریب بات ہے۔ اور اس فقیر سے فرمایا فرزند من سبق پڑھو۔ میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس باب میں تھی حدیث صحاح ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال من صلی المغرب ثم صلی بعدھا ست رکعات قبل ان یتکلم بسوء کتب لہ عبادۃ ثنتی عشرۃ سنۃ ای قبل ان یتکلم من الدنیا یعنے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ

[illegible]

نے فرمایا کہ جو شخص پڑھے نماز مغرب کی پھر پڑھے بعد اس کے چھ رکعت پہلے اس سے کہ بری بات بولے۔ تو لکھی جائے گی اس کے واسطے عبادت بارہ برس کی۔ اس فقیر نے عرض کیا کہ ان چھ رکعتوں میں کیا نیت کرے۔ فرمایا تکمیلاً للفرائض یعنے فرائض کے کامل کرنے کی نیت کرے۔ متن کنز میں ہے وندب الست بعد المغرب وندب الاربع قبل العصر و قبل العشاء و بعد العشاء یعنی مسنون ہے چھ رکعت بعد نماز مغرب کے اور چار رکعت قبل عصر کے اور قبل عشا کے اور بعد عشا کے اس سنت میں متابعاً لرسول اللہ کے اور مغرب کے بعد چھ رکعتوں میں تکمیلاً للفرائض کی کیوں نیت کرے جواب فرمایا القیاس متروک بالمنقول یعنی یہ بات مروی ہے اسی طرح نیت کرے۔ فرزند حسن بگیر باید وہ چھ رکعتیں یہ ہیں جن کو شیخ کبیرؒ نے اوراد میں ذکر کیا ہے دو رکعت صلوٰۃ الفردوس دو رکعت صلوٰۃ النور دو رکعت صلوٰۃ الاستجاب بات نہ کرے جبتک ان تینوں دوگانوں کو ادا نہ کرلے جیسا کہ تم دیکھتے ہو، دعا گو کا معمول ہے مولانا فریدالدین سلمہ اللہ نے التماس کیا کہ مخدوم بعد دو رکعت سنت مغرب کے دو رکعت ہدیۂ رسول کی ادا کرتے ہیں۔ جواب فرمایا کہ دو رکعت ہدیۂ رسولؐ زائدہ ہیں۔ دعا گو نے ان کو اختیار کیا ہے۔ شیخ کبیر کے اوراد میں نہیں ہیں۔ میں نے جو بیان کیا تم اس کو لو پھر عرض کیا کہ اوراد مخدوم میں جس کو مولانا نظام الدین نے جمع کیا ہے یہ ہے کہ صلوٰۃ الحفظ کو متصل سنت مغرب کے ادا کرتے ہیں جواب فرمایا کہ خطا لکھا ہے۔

صلوٰۃ الحرز آخر صلوٰۃ ہے۔ بعد میں تو فراغ اوابین اور دو رکعت احیاء قلب کی صلوٰۃ الحرز کو پڑھتا ہوں اور اشراق میں بھی آخر کو ادا کرتا ہوں اس لیے کہ یہ آخری نماز ہے۔ واقع میں ایسا ہی ہے کہ صلوٰۃ الحرز کو آخر میں ادا کرتے ہیں۔ اس فقیر نے عرض کیا کہ یہ چھ رکعتیں بعد مغرب کے مع سنت کے ہیں۔ یا بغیر سنت کے، جواب فرمایا کہ بغیر سنت کے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ صلوٰۃ فردوس صلوٰۃ کرد صلوٰۃ استجاب وعنہ علیہ السلام روی عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عادہ وانہ عاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا رسول اللہ بابی وامی ای الکلام احب الی اللہ عز وجل قال ما اصطفاہ اللہ تعالیٰ الملائکتہ سبحان ربی وبحمدہٖ سبحان ربی وبحمدہٖ یعنی ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی عیادت فرمائی۔ اور اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیادت کی۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ ماں آپ کے قربان ہوں اللہ عز وجل کو کون بات دوست تر ہے۔ فرمایا وہ بات جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے واسطے برگزیدہ کیا وہ یہ تسبیح ہے سبحان ربی وبحمدہٖ اس فقیر نے التماس کیا کہ اس سے کل فرشتے مراد ہیں یا بعض جواب فرمایا کہ سب فرشتے مراد ہیں۔ اس لیے کہ لام تخصیص کا ہے۔ کوئی فرشتہ نہیں ہے کہ یہ تسبیح

کہے۔ اور محبوب و مقرب نہ ہو جائے یہ ساری ترتیب شروع سلوک سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ایضاً روز مذکور شنبہ دوم ماہ مذکور ذیحجہ

کو قاضی ابراہیم برادر شیخ خضر مع فرزند و چند یار دیگر واسطے زیارت مخدوم کے آئے چونکہ اس فقیر کو اُن سے معرفت تھی۔ اسلئے اسی فقیر کے حجرے میں اُترے میں نے حضرت مخدوم کی خدمت میں ان کو پیش کیا۔ اور پہنچا دیا۔ تعظیم و اکرام بقیام کیا حسب رسم قدیم پوچھا کہ کون خاندان کے ہو۔ سہروردی کے، یا چشت کے، اس فقیر نے عرض کیا کہ اس فرزند کا باپ شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ روحہ کی خدمت میں تعلق و پیوند رکھتا ہے۔ فرمایا ہم از اں خاندان تعلق شود و بار دیگر، نیز ہر دو تعلق و پیوند کردند و خرقہ پوشانیدند۔ وصیت کی کہ علم پڑھو اور آخر شب کو زندہ رکھو اور تہجد ادا کرو۔ وقت سونے کے تین بار استغفار بعد آمن الرسول کے پڑھتے رہو۔ ساری آفتوں سے بچے رہو گے یہ بات حدیث صحاح میں ہے۔ اور اور اد شیخ نصیر الدین کو نگاہ رکھو قاضی ابراہیم کو ایک چیز مشکل تھی اس کو عرض کیا۔ وہ یہ بات تھی کہ جس وقت دعا گو کے والد نے شیخ نصیر الدین سے حلق یعنی سر منڈانے کا التماس کیا تو شیخ نے ذرا دیر مکث فرمایا اور سر جھکایا یہ مکث کیا تھا جواب فرمایا کہ شاید بی بی باباں ہوں گی گران کا اذن چاہیئے۔ قاضی

ابراہیم نے عرض کیا کہ بی بی وہاں نہ تھیں فرمایا کہ یہ حکمت تمہاری خیریت کا دیکھا کہ فرق یعنے مانگ نکالنے میں خیر ہے ۔ یا سر منڈا لے میں حکمت حکمت کے یہ تھی اور کتاب منتقی کی یہ نظم پڑھی ؎

وخیر الرجال بین الحلق　　من غیر تفریعہ وبین الفرق

یعنے مردوں کو اختیار دیا گیا ہے درمیان حلق کے بدون تفریع کے اور درمیان فرق کے رجال کی قید لگائی تاکہ عورتیں نکل جائیں کیونکہ اُن کے واسطے حلق نہیں ۔ تفریع یہ ہے کہ بعض سر منڈائیں بعض کو رہنے دیں یہ بدعت ہے ۔ یا تو سارا سر منڈائیں یا تمام سر کے بال رکھیں ۔ اور مانگ نکالیں دغ شعرک یسجد معک یعنے تو اپنے بالوں کو آگے چھوڑ دے تاکہ تیرے ساتھ سجدہ کریں ۔ یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے وکل ما سوی الحلق والفرق فھو عقص والعقص مکروہ وبدعۃ یعنے فرق وحلق کے سوا جو کچھ ہے پس وہ عقص ہے اور عقص مکروہ بدعت ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں کسی صحابی نے عقص نہیں کیا ہے نہ کسی تابعی نے نماز عقص کے ساتھ مکروہ ہے قبول نہیں ہے ۔ باتفاق ہر چہار مذہب بسبب مخالفت سنت اور عورتوں کے واسطے یہ حکم نہیں ہے ۔ اُن کیلئے روا نہیں ہے کہ سر منڈائیں واہذا در حج قصر ہم نمے کنند مگر آنکہ محرم باستند[1]

---

[1] اس عبارت میں شاید کچھ رہ گیا ہے کیونکہ عورتیں جس وقت حج کا احرام کھولیں تو انکو یہ حکم ہے کہ سر نہ منڈائیں تقصیر نہ کریں یعنے بال کتروائیں واللہ اعلم ۱۲

تیسری تاریخ ماہ ذیحجہ روز یکشنبہ کو چاشت کے وقت

یہ فقیر حجرہ خلوت سے خدمت میں حاضر تھا۔ شیخ زادہ نجم الدین عوارف کا سبق خدمت میں پڑھ رہا تھا۔ گفتگو تجلی و معراج میں تھی۔ قولہ تعالی فلما جاء موسٰی لمیقاتنا وکلمہ ربہ قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسی صعقا فلما افاق قال سبحانک تبت الیک وانا اول المؤمنین۔ ای لن ترانی فی الدنیا بعین الراس جب حضرت موسٰی علیہ السلام نے دیدار فاکہ الانوار کی درخواست کی کہ اے میرے پروردگار تو مجھے دکھا دے کہ میں تیری طرف دیکھوں۔ حکم ہوا کہ تو مجھے ہرگز نہ دیکھے گا۔ دار دنیا میں سر کی آنکھ سے، اسلیے کہ تو تاب نہ لاسکیگا۔ ولیکن تو پہاڑ کی طرف دیکھ، سو اگر وہ اپنی جگہ ٹھیرا رہے تو تو مجھے دیکھے گا۔ پس جس وقت تجلی کی ان کے رب نے واسطے پہاڑ کے تو کر ڈالا اُس کو ٹکڑے ٹکڑے اور گر پڑے موسٰی بے ہوش ہوکر پھر جب ہوش میں آئے تو بولے تو پاک ہے۔ میں نے توبہ کی طرف تیرے اس کہنے سے اور میں ہوں اول گردن رکھنے والوں کا خبر میں آیا ہے کہ حضرت موسٰی علیہ السلام پیغمبر مرسل تھے۔ اس بات کو جانتے تھے کہ دنیا میں دیدار سر کی آنکھ سے نہیں ہے۔ پھر کیوں درخواست کی سو وجہ اس کی

یہ ہے کہ انہوں نے جانا کہ اللہ پاک بے محابا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے
اور میں بے واسطہ اُس کی بات سنتا ہوں۔ بخت آزمائی کروں دیدار
کی درخواست کروں۔ شاید ارزانی فرمائے دوسری وجہ یہ ہے کہ کلام
میں ان کو ایسی بہجت وخوشی ہوئی کہ گمان کیا کہ بہشت ہے کیونکہ
دنیا میں شادی وخوشی نہیں ہے، اور دیدار بہشت سے ہے اسلئے
دیدار کی درخواست کرتے تھے۔ عاشق تھے کچھ اندیشہ نہ کیا جس وقت
ہوش میں آئے تو لن ترانی سنا بولے انی تبت الیک وانا اول
المسلمین جب بابِ معذرت پیش آئے تو یہ حکم آیا قال یا موسی
انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی فخذ ما ایتتک
وکن من الشاکرین یعنے اے موسیٰ میں نے تجھ کو اپنے واسطے
پیدا کیا ہے تو میری یاد سے غافل مت رہ بیشک میں نے تجھ کو
برگزیدہ کیا لوگوں پر ساتھ اپنی رسالت کے۔ اور ساتھ اپنے کلام
کے۔ سو لے اُس چیز کو جو میں نے تجھے دی یعنے کتاب توراۃ،
اور ہو تو شکر کرنے والوں سے منجملہ یاران ایک یار نے پوچھا کہ
تجلی خاص واسطے پہاڑ کے تھی یا خاص واسطے حضرت موسیٰ کے جواب
فرمایا کہ خاص واسطے پہاڑ کے۔ قولہ تعالیٰ فلما تجلی ربہ للجبل
لام تخصیص کا ہے پھر پوچھا کہ پہاڑ تو جماد ہے خاص اُس کے واسطے
تجلی کیوں تھی۔ جواب فرمایا کہ پہاڑ کے واسطے حیات پیدا کر دی تھی
میں اسی طرح سماع لکھتا ہوں۔ پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر بید

ایضاً رسالہ مکیہ کا سبق پڑھا رہے تھے۔ فرمایا کہ یہ ایک موجز یعنی عمدہ رسالہ ہے مکہ مکرمہ میں اس رسالے کو **عبداللہ یافعی شیخ** مکہ رضی اللہ عنہ کے روبرو درویشان طالب پڑھتے تھے۔ دعاگو سامع تھا کاغذ کے دام نہ تھے کہ اُس کو لکھتا۔ اس وقت وہ سننا کام آتا ہے۔ اس رسالے کے مصنف **شیخ قطب الدین دمشقی** رحمہ اللہ تعالے نے جس وقت اس رسالے کو تمام کیا تو آنے والوں کے ہاتھ دعاگو کے پاس بھیج دیا۔ **گفتگو مشیخت میں تھی** الشیخ الذی یکون عالما بالعلوم الثلاثۃ شریعۃ وطریقۃ وحقیقۃ وکان عالما بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویتبعھما ولا یکون کل عالم شیخا لان الشیخ سلک الطریق وابصر المحمود والمذموم فی عینہ ولا یکون المجذوب شیخا لانہ مغلوب العقل ای المجنون فان المجذوب لا یسلک الطریق ولا یری المحمود والمذموم ولا یصلح للمشیخۃ والتربیۃ والاقتداء ولکن الناس یعتقدونہ یعنی شیخ کی شرط یہ ہے کہ تین علم کا عالم ہو علم شریعت علم طریقت علم حقیقت اور علم معانی کتاب کا عالم ہو یعنی تفسیر واحکام فقہ کو جانتا ہو اور علم سنت کا عالم ہو یعنی احادیث کو جانتا ہو محدث مسند ہو اسناد اُس کے سماع کا حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہو۔ ہر عالم شیخ نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ شیخ وہ شخص ہے جو کہ سالک طریقت ہو اور اُس نے راہ سلوک میں محمود و مذموم کو دیکھا

ہو اور تجربہ کیا ہو یعنے راہ کے نیک و بد امن و خوف کو پہچان چکا ہو۔
امن کی راہ کو اختیار کیا ہو۔ خوف کی راہ کو ترک کیا ہو یعنے انبیاء
علیہم السلام کی راہ کیونکہ یہ راہ سیدھی اور جائے آزمیدہ ہے یعنے
بے خوف آوراخوف بدرقہ گویند و بدرقہ راہبر پختہ و ناہموار آکہ آزراہبر
[1] و شیخ نیز رہبر ست چنانکہ راہبر کسے ست کہ در راہ امن و خوف [1] یا فتن
دریا فتہ باشد اورا بدرقہ کنند و شیخ آنرا گویند کسی کہ معائنہ چیزے
نباشد اور اغیب بیند بلے آنکہ معائنہ کند وایں محض کرامت ست
درا ینجا یمن کہ شاید مرید شوند اور اس کو شیخ حقانی کہتے ہیں اسلیے
کہ حق کی طرف پہنچاتا ہے اور جو شخص کہ شیخ کا وکیل ہوتا ہے وہ
ایسا ہے جیسا کہ دعا گو جو مشائخ سے وکالت رکھتا ہے۔ ایسے
شخص کی بھی چاہیئے کہ مرید ہوں کیونکہ جس شخص کی طرف سے یہ
وکیل ہے۔ شیخ وہی شخص ہے۔ پس براہ نظر بر اصل حقیقت میں
شیخ کا مرید ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص سوال کرے کہ بسبب مرنے
موکل کے وکیل سے وکالت مرتفع ہو جاتی ہے مسئلہ شرعی ہے۔
کہ جب تک موکل زندہ ہے تب تک اُس کے وکیل کو وکالت
کا تصرف ہے جس وقت مرگیا تو وکالت جاتی رہے اس سوال کا
یہ جواب دیں گے فی المعنی اولیاء اللہ زندہ ہیں دلیل اُس کی یہ
حدیث صحاح ہے قولہ علیہ السلام ان اولیاء اللہ لا یموتون ولکن
ینقلون من دار الی دار یعنے بیشک دوستان خداوند تبارک و تعالیٰ

نہیں مرتے ہیں لیکن نقل کئے جاتے ہیں ایک گھر سے طرف دوسرے
گھر کے، یعنے سرائے فانی سے سرائے باقی کی طرف چلے جاتے
ہیں پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من
ذات مشیخت و وکالت و حدیث صحاح کو لکھ لو۔ پوری صحبت پس جبکہ وہ زندہ
ہیں۔ تو ان کی وکالت سے باز نہ رہیں۔ مجذوب یعنے مغلوب العقل
شیخ نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ مجنون ہے تو اس کو جاذبہ ہوا ہو۔ اسلئے
کہ مجذوب سالک طریقت نہیں ہے۔ اس لئے رستہ نہیں چلا ہے
اور رستے میں اس کے امن و خوف کو نہیں پہچانا ہے۔ محمود و مذموم یعنے
راہ راست و راہ مخالف کو نہیں دیکھا ہے۔ ناگاہ جاذبہ آگیا اس کو
مجذوب کر دیا۔ اور جھپٹ لیا۔ بدول اس کے کہ مقامات پر گذر
کر کے مقصود اصلی کو پہنچا ہو۔ اس نے تو ان مقامات کو دیکھا ہی نہیں
ہے۔ تو وہ اُن کو کیا جانے اور دوسرے کو کیونکر پہنچا سکے کیونکہ اسکو
تو جاذبہ نے پہنچایا ہے۔ ابتر کے رسانا اس کے واسطے تو ایسا شیخ
چاہیئے کہ اس نے راہ مقامات کو خوب دیکھا ہو۔ اور منزل مقصود
کو پہنچا ہو وہ دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔ کیونکہ اُس نے خوب دیکھا
بھالا ہے۔ مجذوب اس لائق نہیں ہے کہ شیخ ہو۔ نہ تربیت و اقتدا
کے واسطے لیاقت رکھتا ہے، اسلئے کہ وہ تو مغلوب ہو گیا ہے۔
لیکن لوگ اُس کے حق میں اعتقاد کریں اور مرید نہ ہوں اور فرمایا
کتاب میں ہے ان الشیخ المرشد یجھر فی العبادات نیۃ الارشاد

یجوز فان اصحابہ ومتبعیہ یاخذون العمل ولا یکون ذلک ریاء لان المطلوب منہ اخذ الاوراد للاصحاب قولہ تعالیٰ وأمر اھلک بالصلوٰۃ یعنے اگر شیخ مرشد بہ نیت ارشاد عبادات میں یعنے قرات دنیات صلوات میں باآواز پڑھے تو روا ہے کہ اس کے یار و مرید و پیرو اُس سے عمل اخذ کرتے ہیں۔ اور یہ کام ریا نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ مطلوب اس سے لینا اوراد کا اور برانگیختہ کرنا اصحاب کا ہے۔ اور اسی لئے تو نہیں دیکھتا ہے کہ دعاگو رات کی نماز میں باآواز بلند پڑھتا ہے۔ اور نیت بلند کرتا ہوں۔ اور دعائیں اور تسبیحیں بھی بلند پڑھتا ہوں۔ اور سارے وظیفے درمیان یاروں کے ادا کرتا ہوں۔ کوئی عمل خلوت میں پوشیدہ نہیں کرتا ہوں تہجد و اشراق و چاشت و ظہر یہ و اوابین سب درمیان یاروں کے ادا کرتا ہوں تاکہ وہ سیکھ لیں۔ اگر آہستہ پڑھوں اور عبادت خلوت میں پوشیدہ کروں تو یار لوگ کہیں کہ ہمارا پیر کبھی کرتا ہے اور کبھی نہیں کرتا ہے۔ مداومت نہیں ہے۔ تو وہ بھی عمل ترک کریں اور جس وقت کہ دعاگو کو اس طرح دیکھیں تو کہیں گے کہ ہمارا پیر پیرانہ سالی میں سارے وظائف ادا کرتا ہے۔ ہم تو جوان ہیں یعنے ہم کیونکر ادا نہ کریں پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر یہ بحث است ایضاً خلق کثیر تو بہ و بیعت کر رہی تھی۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا کسی ایک گناہ سے باز آئیں گے تو وہی نجات ہے مرید مصاحب کو کہتے ہیں اور

اور ان لوگوں کو متعلق کہتے ہیں۔ یہ لوگ تعلق و پیوند کرتے ہیں صحبت کو اختیار نہیں کر سکتے ہیں۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی عوارف میں لکھا ہے شیخ شیوخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ضیاء الدین ابو النجیب میرے چچا اور میرے شیخ اور شیخ محمد احمد غزالی قدس اللہ ارواحہم دونو بغداد میں ایک زمانے میں تھے فرمایا کہ بغداد اصل میں بذال معجمہ ہے۔ بدال مہملہ بھی کہتے ہیں۔ ایک دن ایک عزیز ابناء دنیا سے خدمت میں شیخ ضیاء الدین کے آیا ارادہ تعلق و پیوند کا کیا شیخ نے اُس کو شیخ محمد غزالی کے پاس بھیجا کہ ان سے تعلق و پیوند کرے جس وقت وہ عزیز شیخ محمد غزالی کے پاس آیا تو انہوں نے اُس کے واسطے مریدی کی شرطیں بیان کیں۔ اس کا دل شکستہ ہو گیا فقہ منہ یعنے وہ شخص اُن کے پاس سے بھاگا۔ دل کو جما نہ سکا پھر شیخ ضیاء الدین کے نزدیک آیا عرض کیا کہ آپ نے مجھ کو ایسے شخص کے پاس بھیجا کہ اُس نے اتنی چیزیں بیان کیں کہ میں تو بہ سے گم ہو گیا۔ پس شیخ ضیاء الدین نے شیخ محمد غزالی کو کہلا بھیجا کہ تم نے کیوں اُن چیزوں کا بیان کیا کہ یہ آنے والا متنفر ہو گیا اور دل نہ جما سکا۔ اس زمانے میں تو اسی قدر بہت ہے۔ کہ کسی گناہ سے باز آئیگا تو وہی اس کی نجات کا سبب ہو جائیگا مریدی و صحبت کے اعلے مرتبے کا ہر ایک خریدار نہیں ہے اس کے لئے تو عالی ہمت لوگ ہوتے ہیں۔ روئے مبارک طرف اس فقیر کے

اور یاران اعلیٰ کے لاتے۔ فرمایا جیسے یہ چند یار اور مصاحب دعاگو کے مسجد میں ملازم رہتے ہو اور سبق پڑھتے ہو اور سنتے ہو تمہارے واسطے امید ہے کہ صحبت ثمرات دیوے پھر شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب قدس اللہ روحہ نے اس کو تعلق دیپہ ماند کا خرقہ عطا کیا۔ کوئی شرط شرط مریدی کی اس پر مش نہ کی اور صحبت کا حکم نہ دیا مناسب اس کے **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک دن نزدیک **شیخ رکن الدین** قدس اللہ روحہ کے ایک دانشمند یعنے عالم بیٹھا ہوا تھا۔ شیخ مرید کر رہے تھے۔ اس دانشمند نے کہنا شروع کیا کہ مخدوم جو کوئی آتا ہے آپ اس کو خرقہ دے دیتے ہو۔ خرقہ کے واسطے اہلیت چاہیے شیخ نے فرمایا بھائی اگر بسبب میری ایک ٹوپی کے گناہ سے باز آویں۔ تو اس شخص کی نجات کا سبب ہو جائے۔ یہ بات تواضع وانکسار کی جہت سے فرمائی پھر رو دیئے مبر طرف اس فقیر کے لئے فرمایا فرزند من بگیر باید۔

ایضاً شب دو شنبہ چہارم ماہ مذکور ذیحجہ وقت تہجد

یہ فقیر حجرہ خلوت سے خدمت میں حاضر تھا۔ عوارف کا سبق فرماتے تھے گفتگو **اخلاص** میں تھی۔ حدیث صحاح ہے قولہ علیہ السلام من شاء من عبادی اودعتہ قلبا احببتہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب سے حکایت فرمائی کہ اخلاص ایک سر ہے میرے سر سے بتر

پوشیدہ بات کو کہتے ہیں۔ خبر کی ضد ہے امانت رکھتا ہوں اخلاص کو خاص اُس دل میں کہ جس کو میں دوست رکھتا ہوں اور سر اس بات کا یہ قول ہے اللہ پاک کا عبادنا المخلصین فرمایا دو قرأتیں آئی ہیں بکسر لام بصیغہ اسم فاعل دوسری بفتح لام بصیغہ اسم مفعول، اول قرأت کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے بندے اخلاص کرنے والے ہیں۔ دوسرے کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے بندے اخلاص دیئے ہوئے ہیں۔ یہ قرأت احسن ہے۔ بہتر ہے اسلیئے کہ اللہ کی طرف سے اُن کو اخلاص حاصل ہوا ہے یعنے وہ خالص ہیں اور وہ اخلاص جو اللہ پاک کا دیا ہوا ہے اُس کو شرف ہے اُس اخلاص پر جو بہادر جانوں کے طرف سے ہے۔ کیونکہ اس اخلاص کو بقا ہے بدوں کسی احتمال کے، اور اس اخلاص کے لیئے احتمال ہے۔ اخلاص کیئے گئے بہتر ہیں اخلاص کرنے والوں سے۔ اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر یہ بعد اس کے فرمایا الاخلاص عن الاخلاص کے کیا معنی ہیں اخلاص سے اخلاص کے یہ معنی ہیں کہ خود کو درمیان میں نہ دیکھے اور خود سے نہ جانے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جانے تا کہ کوئی پندار و خود رنگی اُس میں ظاہر نہ ہو کہ میں اخلاص رکھتا ہوں اگر اللہ عز و جل اخلاص عطا نہ فرماتے تو بندہ کب مخلص ہووے۔ اخلاص سے اخلاص کے یہ معنی ہیں جو میں نے بیان کیے بگیر یہ۔
ایضاً ایک عزیز اپنے دو فرزند واسطے تعلق و بیعت کے خدمت میں

لایا۔ پیوند کا التماس کیا۔ قبول فرمایا۔ ایک لڑکا بالغ تھا۔ دوسرا مراہق، یعنے قریب بلوغ۔ بالغ نے تعلق و پیوند کیا۔ مراہق نے نہ کیا۔ فرمایا کہ ایک ذمی زیارت کے واسطے آیا تھا۔ اور اُس کے ساتھ ایک چھوٹا لڑکا مراہق تھا ہیں نے دعا گو سے کہا کہ آپ میری ہدایت کے واسطے دعا کریں میں نے ہندی زبان میں دعا کی اور ایک مراہق یہ ہے کہ پیوند نہیں کرتا ہے۔

ایضاً پیر کے دن چوتھی تاریخ ماہ مذکور ذیحجہ کو بعد نماز ظہر کے

یہ فقیر حجرہ خلوت سے خدمت میں حاضر تھا عوارف کا سبق پڑھا رہے تھے گفتگو اخلاص و ریا میں تھی۔ ریاء العارف اخلص من اخلاص الابرار یعنی دکھاوا عارف کا اخلاص ہے۔ عبادت میں جیسے روزہ و نماز و زکوٰۃ و حج و تسبیح و ادعیہ۔ سو یہ ریا عارف کی خالص تر ہے۔ اخلاص ابرار سے۔ کیونکہ یہ عارف کامل ہے۔ ریا اس جہت سے کرتا ہے تاکہ عجب میں نہ پڑ جائے۔ کہ میرے مثل کون ہے۔ میں تو خلوت میں کام کرتا ہوں واسطے انکسار کے، دفع عجب کے لئے باہر نکلتا ہے۔ اور درمیان خلق کے عمل کرتا ہے۔ تاکہ اُس سے عمل اختیار کریں یعنی خلق اُس سے عمل دیکھے تو اُن کو نفع ہو۔ اُس سے عمل کرنا

سیکھیں۔ گویا عارف حقیقت میں معلم ہوتا ہے اور یہ ابرار لوگ گوشے میں کام کرتے ہیں۔ اور معجب ہیں عجب کرتے ہیں۔ کہ ہمارے مثل کون ہے۔ ہم تو گوشہ خلوت میں کام کرتے ہیں۔ یہ عجب طریقت کا گناہ ہے حسنات الابرار سیئات المقربین۔ جو کہا ہے سو بھید اس کا یہی بات ہے۔ یعنی ابرار کی نیکیاں مقرب لوگوں کی برائیاں ہیں۔ کیونکہ ابرار شارع ہے اور مقرب طارق اہل حقائق ہیں فرمایا جبکہ حضرت آدم صفی صلوات اللہ وسلامہ علیہ مقرب تھے۔ تو نسیان ذنب حال ہو گیا۔ بھول کر گیہوں کھا لیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولقد عہدنا الی ادمؑ من قبل فنسی ولم نجد لہ عزما یعنے البتہ مقرر ہم نے عہد کیا تھا آدم سے سو آدمؑ اُس عہد کو بھول گیا۔ وہ عہد یہ تھا کہ ان کو منع کیا تھا کہ درخت گندم کے قریب نہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تقربا ھذہ الشجرۃ جبکہ انہوں نے بنسیان عصیان کیا۔ تو اُن کا ذنب حال ہو گیا۔ نہ ذنب شرعاً اور یہ خطا ہو گئی وعصی ادمؑ ربہ فتوی اور جو کہے کہ کسی پیغمبر نے عمداً گناہ کیا ہے تو وہ شخص کافر ہو جائے قصیدہ لامیہ کی یہ نظم پڑھی ؎

وان الانبیاء لفی امان | عن العصیان عمداً والعزال
وما کانت نبیا قط انثی | ولا عبد وشخص ذو افتعال

یعنے بیشک پیغمبر علیہم السلام البتہ امن میں ہیں یعنے معصوم ہیں عمداً گناہ کرنے سے، اور نبوت سے معزول ہونے سے اور کبھی

کوئی عورت نبی نہیں ہوئی، نہ کوئی غلام کسی کا مملوک نہ کوئی شخص بدکار کہ اُس نے گناہ سے توبہ کی ہو۔ بلکہ انبیا نبوت سے پہلے معصوم ہوتے ہیں۔ تو نبوت میں بطریق اولیٰ معصوم ہیں۔ پس پیغمبروں کی ذلّت کو ذنب طریقت کہتے ہیں۔ نہ ذنب شریعت۔ فارسی میں ذلت اس کو کہتے ہیں کہ لغزیدن شتر بے قصد نہ آنکہ بیفتد در زماں خود را گرد آورد۔ یعنے بے ارادے اونٹ کا پھسلنا۔ بغیر اس کے کہ گر پڑے اُسی دم خود کو سنبھال لے۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین یعنی اے رب ہمارے ظلم کیا ہم نے اپنی جانوں پر اور اگر تو ہم کو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو البتہ ہم ہو جاویں زیاں کاروں سے۔ فتاب علیہ واجتبٰہ پس اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کی آدم کی اور برگزیدہ کیا اُن کو اور اسی لئے اگر کوئی شخص بھول کر بے قصد گناہ کرلے تو اتنا مواخذہ نہ ہوگا جتنا کہ عمداً گناہ کرنے پر ہوگا جس شخص نے بھول کر بے قصد گناہ کر لیا ہے تو وہ اُسی وقت باز آتا ہے اور انابت کرتا ہے اسلئے کہ النسیان مرکب علی الانسان والانسان مشتق من النسیان وفی الحدیث من الصحاح ان ابراھیم خلیل اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ تفکر لیلۃ من اللیالی فی امر ادم علیہ السلام فقال یا رب خلقتہ بیدک ونفخت فیہ من روحک واسجدت لہ ملائکتک واسکنت الجنۃ بلا عمل ثم بزلۃ واحدۃ نادیت علیہ

بالمعصیۃ واخرجتہ من الجنۃ فاوحی اللہ تعالی الیہ یا ابراھیم اما علمت ان مخالفۃ الحبیب علی الحبیب شدید یعنے حدیث صحاح میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک رات فکر کی حضرت آدم صفی علیہ السلام کے کام میں پس مناجات کی۔ عرض کیا یا رب تو نے آدمؑ کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا۔ اور تو نے اُس میں جان پھونکی اپنی قدرت سے، اور سجدہ کرایا اُس کو اپنے فرشتوں سے اور بسایا اُس کو بہشت عنبر سرشت میں بدون کسی کام کے جس کو اُس نے کیا ہو۔ پھر بسبب ایک زلت کے یعنے بسبب ایک لغزش کے جو کہ نسیان و فراموشی سے ہو گئی تو نے نافرمانی کی اُس پر ندا کی یعنے عصی آدم ربہ فغوی اور باہر نکالا اُس کو بہشت سے پس اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی کی کہ اے ابراہیم کیا تو نے نہ جانا کہ بیشک مخالفت دوست کی دوست پر سخت ہے۔ دوست کو بالکل ایذا نہیں دیتے ہیں۔

اور یہ بیت پڑھی ؎

نزدیکاں را بیش بود حیرانی ۔ ایشاں دانند سیاست سلطانی

حسنات الابرار سیئات المقربین اس بات کا بھید ہے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ اُچہ میں منجملہ یاران شیخ جمال الدین قدس سرہ ایک مرید صائم الدہر تھا جس وقت اربعین میں معتکف ہوتا نوعید کے دن کھانا کھاتا تھا۔ شیخ کے بعض مریدوں نے شیخ جمال الدین

کو یہ بات پہنچائی کہ تمہارا فلاں مرید کبر و عجب کرتا ہے۔ اور مریدوں سے استعظام چاہتا ہے۔ یعنے بزرگی و تعظیم طلب کرتا ہے پندار کرتا ہے۔ کہ میں صائم الدہر ہوں میری مثل کون ہے دوسرے سب لذیذ کھانا کھاتے ہیں۔ میں بہتر ہوں پس شیخ نے اُس مرید کو بلایا اور ہر روز کنندوری[1] پر اپنے برابر بیٹھا کر کھانا کھلاتے اور کھانا کھانے میں جہد کرتے تھے۔ پیر کی فرمودہ بات کو کیونکر نہ سنے صوم الدہر کو ترک کردیا کھانا کھانے لگا۔ پھر شیخ نے دوسرے مریدوں کو بلایا۔ فرمایا دیکھو کھانا کھاتا ہے اور روزہ نہیں رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ تکبر و عجب اُس کے سر و دماغ سے جاتا رہا۔ خالص و مخلص ہوگیا۔ ایسا مربی چاہیئے کہ تربیت کرے حسنات الابرار سیئات المقربین بھید ہے اس بات کا ظاہر میں صوم وہ حسنات تھا۔ لیکن باطن میں از روئے طریقت کے سیئات تھا یعنے عجب و پندار کیونکہ یہ راہ تو خود سے فنا ہونا ہے خود کو کچھ بھی درمیان میں نہ دیکھنا ہے اور دوست کے ساتھ باقی ہونا ہے۔ جبکہ سب کچھ اُسی کی طرف سے جان لیا قل کل من عند اللہ والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ اسی اثنا میں شیخ زادہ نجم الدین نے عرض کیا۔ کہ سید محمد طفاری چاہتا تھا کہ عشرہ ذی الحجہ میں طے کرے۔ یعنے رات دن کا روزہ رکھے۔

---

[1] کنندوری بروزن رنجوری چرمی سفرہ دسترخوان کو کہتے ہیں ۱۲ برہان

مخدوم نے منع کیا خیریت اُس کی یہی تھی شاید اُس کو عجب و پندار ہوتا۔ آپ نے اس کی تصدیق کی۔ اور فرمایا پس عارف کی ریا ابرار کے خلوت سے بہتر ہوتی ہے۔ کیونکہ عارف لوگ منتہی ہیں۔ خلا و ملا یعنی تنہائی و جمع میں یکساں ہیں۔ اور نیت اُن کی قوم کی تعلیم ہے کہ وہ عمل کو اخذ کریں۔ اور یہ ابرار مبتدی ہیں۔ کیونکہ عجب و پندار میں ہیں۔ ہماری ایسی قرار ہے کہ ہم اپنے عمل کو ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ خلوت و تنہائی میں کرتے ہیں۔ یہ مقصود اُن کا حسنات سے ہے۔ اور مقرب لوگوں کا سیئہ ہے پھر اس تقریر سے فرمایا فرزند من بگیر یار۔ ایضاً رسالہ مکیہ کا سبق پڑھا رہے تھے گفتگو اس میں تھی کہ ینبغی للطالب ان یبحر شیخا تحرّ یتعلق فلورأی ان بعض العلماء یعتقدونه ویقبلونه وتقتدا ونه فیقتدی به والا یعنے طالب کے لیے لائق یہ ہے کہ اول شیخ کو دیکھے۔ بعد اس کے مرید ہو پس اگر وہ دیکھے کہ بعض علمار اُس کے معتقد ہیں۔ اور اُس کو شیخی و اقتدار کے واسطے قبول کرتے ہیں، اس کو مقتدا جانتے ہیں تعلق و پیوند وارادت اُس سے کرتے ہیں، تو وہ طالب اُس شیخ کا اقتدا کرے۔ ورنہ خیر مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ مولانا وجیہ الدین پائلی رحمۃ اللہ علیہ علامہ تھے۔ شیخ نظام الدین قدس سرہ کے مرید ہو گئے۔ بڑے شیخ تھے کہ ایسا علامہ اُن کا مرید ہو گیا۔ یہ شرط نہیں ہے کہ سارے علمائے زمانہ مرید ہو جائیں یہ چاہیے کہ بعض علمار زمانہ مرید ہو جائیں۔ تصرف ولایت کا ذکر نکلا۔

فرمایا کہ قصبہ اودیپور دال سے کیچ مکران اقصیٰ بلاد تک شیخ کبیر کے تصرف ولایت پر ہے۔ اور قصبہ مذکور دریت لکھنوتی اقصیٰ فروہ سے تصرف ولایت شیخ فریدگنا ہے۔ اور خادان کی حد باندھ دی ہے۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن مسافر لوگ قصبہ اجودھن میں پہونچے شیخ فریدالدین قدس سرہ العزیز کی خانقاہ میں اُترے۔ بعد چندے ملتان کی طرف سفر کا ارادہ کیا۔ عرض کیا کہ راہ مخالف ہے ہم ڈرتے ہیں۔ آپ ممد ہیں۔ شیخ نے فرمایا کہ قصبہ اودیپور تک تو تم کو یہ درویش جانے گا جس وقت وہاں سے گزر جاؤ گے تو شیخ کبیر بہاءالدین کی حد ہے۔ اگر دشواری پہونچے تو اُن کو یاد کرو اور مدد چاہو۔ کیونکہ وہ حد اُن کے تصرف کی ہے۔ پھر وہ مسافر روانہ ہوئے جب قصبہ اُودے پور مذکور کی حد سے گزر چکے تو سارق و رہزن پیش آئے چاہا کہ ان کو کوئی نکبت وایذا پہونچائیں پس ان مسافروں کو اس جگہ پر شیخ فریدالدین کی بات یاد آئی۔ تو شیخ کبیر شیخ بہاءالدین کو یاد کیا۔ اور مدد چاہی۔ دیکھا کہ سارے چور اور رہزن منہزم ہو گئے، اور چھپ گئے۔ گویا نہ تھے۔ اس کو محض تصرف ولایت کہتے ہیں۔ اور جس شخص کو کہ ولایت رکھنی ہوتی ہے اُس کو قطب کہتے ہیں۔ اور اس کے سر پر بھی قطب اقطاب ہوتا ہے تمام عالم میں شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک تصرف اس کا ہے۔ اس کا نام قطب عالم ہے پھر روئے مبارک طرف اس

فقیر کے لائے فرمایا فرزندم من بگیر ایضاً درادم مولانا حسام الدین صوفی سلمہ اللہ تعالیٰ جو کہ اصحاب حجرۂ خلوت اس فقیر سے ہیں شیخ شیوخ کے اوراد کا سبق خدمت میں پڑھ رہے تھے گفتگو اس ادعیہ میں تھی اللھم اقل عثراتنا وامن روعاتنا واستر عوراتنا واستجب دعواتنا فرمایا کہ جمع فعلۃ بسکون عین کے ہے۔ اور اگر باب صحیح و ناقص سے ہو تو جمع اس کی بروزن فعلات بفتح عین آتی ہے۔ جیسے عثراتنا جمع عثرۃ کی ہے باب صحیح سے اور دعواتنا جمع دعوۃ کی ہے باب ناقص سے اور اگر فعلہ باب اجوف سے ہو تو جمع اس کی فعلات بسکون عین کلمہ آتی ہے۔ جیسے کہ امن روعاتنا واستر عوراتنا جمع ہے روعۃ اور عورۃ کی دونوں بسکون واو ہیں پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور اصحاب عالی کے لائے۔ فرمایا بھائیو یہ تقریر غریب ہے۔ تعریف تصنیف شیخ عارف صدر الحق والدین سے ہے۔ قدس اللہ روحہ۔ تم اس کو اسی حکم پر تمام کرو جہاں کہیں کہ مشکل پڑے۔ ایضاً شب سہ شنبہ پنجم ماہ ذی الحجہ وقت تہجد یہ فقیر حجرۂ خلوت سے خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا۔ روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزندم من سبق پڑھو۔ میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس بات میں تھی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ انہ یقول لما خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مکۃ وھو یرید جبل حراء واتبعہ قریش لیقتلوہ ویاخذ وادمہ ویلطخوا بہ

ف ... (حاشیہ)

اَصْنَامَهُمْ فهبط الیہ جبریل صلوات اللہ وسلامہ علیہ وقال
یا محمد ان اللہ تعالیٰ یقرئک السلام وقد علمنی دعاءً تدعو
فیجعل اللہ بینک وبینهم سترا فقال علیہ السلام لجبریل یا حبیبی
علمنی فقال لہ جبریل یا محمد ان ھذا الدعاء من کتبہ ثم
علقہ فی منزلہ او دعا بہ فی سفرہ لم یخوف من الشیطان
ولا سلطان جابر ورفع اللہ عنہ آفات اللیل ویزید اللہ
فی رزقہ ویذھب السھو من قلبہ فلما علمہ جبریل قال لہ
ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ یا نبی اللہ علمنی ھذا الدعاء
فقال لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قل یَا اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ کَبِیْرٍ یَا سَمِیْعُ
یَا بَصِیْرُ یَا مَنْ لَّا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ یَا خَالِقَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ
الْمُنِیْرِ یَا عِصْمَۃَ الْبَائِسِ الْخَائِفِ الْمُسْتَجِیْرِ یَا رَازِقَ الطِّفْلِ الصَّغِیْرِ
یَا جَابِرَ الْعَظْمِ الْکَسِیْرِ یَا قَاصِمَ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ اَسْاَلُکَ بِمَعَاقِدِ
الْعِزِّ مِنْ عَرْشِکَ وَبِمَفَاتِیْحِ الرَّحْمَۃِ مِنْ کِتَابِکَ وَبِالْاَسَامِیْ
الثَّمَانِیَۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ عَلٰی قَرْنِ الشَّمْسِ اَنْ تَفْعَلَ بِیْ کَذَا وَکَذَا
یعنی امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت نکلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ
سے اور آپ ارادہ رکھتے تھے کوہ حرا کا اور آپ کے پیچھے چلے
کفار قریش تا کہ آپ کو قتل کر ڈالیں، اور آپ کا خون لیویں، اور
اس کو اپنے بتوں پر لیتھڑیں پس جبریل علیہ السلام آپ کی طرف اترے

اور عرض کیا اے محمدؐ بیشک اللہ تعالیٰ آپؐ پر سلام پڑھتا ہے اور
اُس نے مجھے ایک دعا سکھائی ہے تاکہ آپؐ دعا کریں۔ تو اللہ کر دیگا
درمیان آپؐ کے اور درمیان ان کے ایک پردہ بسبب برکت
اس دعا کے۔ اور وہ آپ کو نہ دیکھیں گے پس آپ نے جبرئیل
علیہ السلام سے فرمایا اے میرے دوست تو مجھے یہ دعا سکھا دے
پس حضرت جبرئیلؑ نے آپؐ سے کہا اے محمدؐ بیشک اس دعا کو جو
کوئی لکھے پھر اُس کو اپنے گھر میں لٹکائے یا اُس کو اپنے سفر
میں پڑھے تو وہ نہ شیطانؑ سے ڈرے۔ نہ کسی ظالم یا دشاہ سے۔
اور دور کرے اللہ اُس سے رات کی آفتوں کو۔ اور زیادہ کرے
اللہ اُس کی روزی میں۔ اور لے جاوے فراموشی کو اُس کے دل
سے۔ پس جب حضرت جبرئیلؑ نے آپ کو وہ دعا سکھائی تو حضرت
ابوبکرؓ نے آپؐ سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ آپؐ مجھے یہ دعا سکھائیں
پس آپؐ نے اُن سے فرمایا کہ الخ اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر ید۔

ایضاً شب مذکورہ شنبہ پنجم ماہ ذیحجہ

کو بعد فراغ کے تہجد سے یہ فقیر حجرۂ خلوت سے خدمت میں حاضر تھا
سبق منظومہ پڑھا رہے تھے نظم اس باب میں تھی ؎

یکبر القوم مع الامام لا بعدہ فی اول القیام

یعنے مقتدی لوگ امام کے ساتھ تکبیر کہیں نہ بعد تکبیر امام کے کیونکہ حضرت

امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر سنت یہی ہے اسلئے کہ سبحانک اللھم وبحمدک الخ کہہ سکیں اس واسطے کہ یہ بھی سنت ہے جب امام نے قرات شروع کردی تو مقتدی کو سکوت واجب ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون جبکہ امام کے ساتھ تکبیر کہے گا تب اس سبب کی رعایت کرسکے گا۔ نہیں تو نہ کرسکے گا اور جب کوئی شخص اس پر نہ پہونچے تو سبحانک اللھم نہ کہے مگر ایک طریق ہے وہ یہ ہے کہ امام کے ہر سکتہ میں ایک کلمہ پڑھے اور اگر پہلی رکعت میں نہ پڑھ سکے تو دوسری رکعت میں پڑھ لے کیونکہ اس کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ اس کے ترک کرنے سے نماز مکروہ ہے۔ قبول نہیں ہے۔ مگر سہو اور یہ حکم کہ اس میں ہے ساری سنتوں کا یہی حکم ہے فرمایا کہ امام کی معیت میں اختلاف نہیں ہے وبالقول الصحیح اذا بدأ الامام الف اللہ بدأ المامومٍ ایضاً بالالف وفی الاصح اذا بلغ الامام بجاء اللہ بدأ القوم بالف اللہ وھو الاصح وعلیہ الفتوی وقال صاحباہ ابو یوسف ومحمد رحمھما اللہ اذا بلغ الامام براء اکبر بدأ القوم بالف اللہ وقال بعضھم الفتوی علی ھذا القول یعنے صحیح قول یہ ہے کہ جب امام اللہ کے الف کو شروع کرے تو مقتدی بھی الف کو شروع کریں اور صحیح تر قول میں یہ ہے کہ جس وقت امام اللہ کے ہا پر پہونچے تو مقتدی اللہ کے الف کو شروع کریں۔ اصح یہی قول ہے

اُس کے عمل سے پس نیت فرض ہوئی اور ہمارے نزدیک نیت فرض نہیں ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور استحسان فرمایا ہے نہ بطور فرض پس نیت فرض نہیں ہے مستحسن ہے اگر زبان سے نیت نہ کرے تو آثم و گنہگار نہ ہوگا۔ نیت دل سے فرض ہے۔ کیونکہ یہ ارکان احکام نماز سے ہے۔ اگر نیت زبان سے کہے گا تو ثواب پائیگا اور جو شخص امام کے ساتھ عمداً تکبیر نہ کہے گا تو آثم و گنہگار ہوگا۔ بسبب مخالفت سنت کے اور فرمایا صحاح میں ہے اور یہ حدیث شریف پڑھی تکبیرۃ الاولیٰ خیر من الدنیا ومافیہا[1] ہے اور اگر تکبیرۃ الاولی المبتدا المضاف محذوف واقیم المضاف الیہ مقامہ یعنے مبتدا سے مضاف محذوف ہے اور مضاف الیہ کو مقام مبتدا میں قائم کیا۔ اور اولی مضاف الیہ ثانی ہے۔ معنے حدیث شریف کے یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تکبیر اولی امام کے ساتھ کہنا بہتر ہے۔ دنیا سے اور جو کچھ کہ اس میں ہے مع الامام کہا بعد الامام نہ کہا۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک حجت متابن یہ حدیث ہے تکبیر امام کے ساتھ کہنا چاہیئے۔ ایک یار نے پوچھا کہ تکبیر اولیٰ کی حد کہاں تک ہے جواب فرمایا بان یکبر معہ الامام وقال بعضہم حتی لا یفرغ الامام من الفاتحۃ یجعل

---

[1] یہ لفظ حدیث شریف مذکور میں نہیں ہے۔ شاید رہ گیا اگر ہے تو تمام ہے ورنہ تحریر واللہ اعلم بالصواب

المأموم ثواب تكبيرة الاولى لا يحصل ولا يحيل بعينه الا بالطريق المذكور وهو ان يكبر مع الامام متصلا قبل ان يقرأ الامام سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا الٰه غيرك یعنے تکبیر اولی کی حد یہ ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ تکبیر کہے بعض نے کہا جب تک کہ امام فاتحہ سے فارغ نہ ہو جائے تب تک مقتدی تکبیر اولی کا ثواب پائیگا نہ بعد اس کے اور عین تکبیر اولی کا ثواب نہ پائیگا مگر بطریق مذکورہ یہی ہے کہ امام کے ساتھ متصل تکبیر کہے پہلے اس سے کہ امام سبحانک اللہم پڑھے اور بعد اسکے تکبیر اولی کو نہ پاویگا اس بات کی رعایت کرنا طریق مسنون ہے ایک بار دنے پوچھا کہ خیر من الدنیا وما فیہا کے کیا معنی ہیں جواب فرمایا کہ لفظ ما عام ہے ہر شئے کو شامل ہے پس جو کچھ ہے اُس کو شامل ہو جائے۔ بعد اس کے یہ بیت پڑھی ؎

ویکتفی الامام بالتسمیع فی رفع الراس من الرکوع

یعنے امام سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے ساتھ کفایت کرے ربنا لک الحمد کہنے کی حاجت نہیں ہے رکوع سے سر اُٹھانے میں وھذا القول اصح والمختار وعلیہ الفتوی والاعتماد لان الامام معلم القوم لقوله ربنا لك الحمد والمعنى سمع الله لمن حمده اى قبل الله حمد من حمده والمنفرد يجمع بينهما فى الاصح وكذالك المتنفل وعلى قول صاحبيه ابى يوسف ومحمد رحمهما الله تعالى يجمع بينهما

مفترضا کان او متنفلا اما کان او مقتدیا لکن الفتوی علی قول
ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی یعنی صحیح تر و مختار قول یہ ہے۔ اور اسی
پر فتوی و اعتماد ہے۔ کہ امام سمع اللہ لمن حمدہ کہنے پر کفایت کرے اسلئے
کہ امام قول کا معلم ہے۔ اُن کو تعلیم کرتا ہے۔ اور ان کو اللہ تعالے
کی حمد پر برانگیختہ کرتا ہے۔ اگر خود امام ربنا لک الحمد کہے گا تو مقتدی
لوگ کہ اُس کے پیچھے ہیں یہ قول اُن کا ہو جائیگا معنی سمع اللہ لمن حمدہ
کے یہ ہیں کہ اللہ عزوجل حمد کو قبول کرے اُس شخص سے جو اُس کی
حمد کرتا ہے ولہذا الاتری یان یقال فلان سمع قول فلان ای قبل
یعنے محاورے میں بولتے ہیں کہ فلاں شخص نے فلاں کی بات سُنی۔
یعنے اُس کی بات قبول کی۔ فرمایا والمنفرد یجمع بینہما فی الاصح وکذلک
المتنفل یعنے جو آدمی تنہا نماز پڑھتا ہے تو وہ درمیان دونوں کے جمع
کرے صحیح تر قول میں یہی ہے۔ اور اسی طرح نفل پڑھنے والے کا حال
ہے۔ اگرچہ جماعت نماز ادا کرے۔ یعنے وہ بھی سمع اللہ لمن حمدہ کہے
اور ربنا لک الحمد بھی کہے۔ اور یہ قول اصح ہے۔ حضرت امام ابو جعفر
رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے، اور فتوی بھی اسی پر ہے۔ اور صاحبین یعنی
امام محمد و امام ابو یوسف قدس اللہ اسرارہم واراحہم کے قول پر نماز
پڑھنے والا درمیان دونوں کے جمع کرے فرض پڑھتا ہو یا نفل امام ہو یا
مقتدی سمع اللہ لمن حمدہ بھی کہے اور ربنا لک الحمد بھی، لیکن فتوی صاحب
مذہب کے قول پر ہے یعنے حضرت امام اعظم قدس سرہ اسی

درمیان میں فرمایا کہ دعا گو اس طرف درویشوں سے سماع رکھتا ہے
کہ جب امام دوسرے کو حکم دیتا ہے تو چاہیئے کہ خود بھی اس پر عمل
کرے۔ یہ قول درویشوں کا موافق قول صاحبین کے ہے۔ برادران
بگیر ید۔ اللہ پاک فرماتا ہے اتامرون الناس بالبر وتنسون
انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون۔ یعنے کیا تم حکم
کرتے ہو لوگوں کو نیکی کا اور بھولتے ہو اپنی جانوں کو اور تم پڑھتے ہو
کتاب۔ کیا پس تم عقل نہیں رکھتے ہو۔ درویش کہتے ہیں کہ امام سمع اللہ
لمن حمدہ بھی کہے اور ربنا لک الحمد بھی جب دوسرے کو تعلیم کرتا ہے تو
چاہیئے کہ خود بھی سکھے تا کہ معلم ہو جاوے ورنہ جب تک معلم پہلے نہ کہے گا
تب تک متعلم کیونکر کہے گا۔ بعد اس کے یہ بیت پڑھی ؎

ولو اکتفی بالانف فی سجدتہ   جاز بلا عذر فی جبھتہ

یعنے اگر نماز پڑھنے والا سجدے میں ناک پر کفایت کرے تو جائز ہے
اگرچہ اس کی پیشانی میں کوئی عذر نہ ہو یہ بات حضرت امام اعظم رحمہ اللہ
کے قول پر ہے۔ ولکن یکرہ لمخالفۃ السنۃ ولا یفعل وعلی قول
صاحبیہ ابی یوسف ومحمد رحمھما اللہ تعالی لا یجوز السجدۃ
بالانف الا من عذر حتی لو سجد المصلی علی کور عمامتہ او فاضل
ثوبہ جاز عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمھما اللہ تعالی خلافا لابی
یوسف والشافعی لان وضع الجبھۃ فی السجدۃ عندھما فرض فلا
یجوز الصلوۃ بترکھا لان الجبھۃ من شرائط الصلوۃ لان السجدۃ

فی سبعة الجبهة مع الالف والیدین والرکبتین والرجلین حتی لو رفع المصلی فی سجدة واحد منها لا یجوز الصلوٰۃ عندھما وعند الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ الا من عذر لان کل ذالک عندھما فریضۃ وعند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ یجوز ویکرہ لان کل ذالک عندہ سنۃ والاصح ذالک یعنی اگر مصلی بغیر عذر پیشانی پر سجدہ نہ کرے ناک پر کرے تو روا ہے ۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر لیکن بسبب مخالفت سنت کے مکروہ ہے اور قبول نہیں ہے اسلیئے کہ نزدیک اُن کے سنت یہ ہے کہ پیشانی پر مع ناک کے سجدہ کرے اور امام قاضی ابو یوسف و امام محمد بن حسن شیبانی و امام شافعی قدس اللہ ارواحھم فرماتے ہیں کہ سجدے میں ناک پر سجدہ کرنے سے نماز جائز نہیں ہے ۔ مگر ساتھ پیشانی کے اگر پیشانی میں کوئی عذر ہو کہ سجدہ نہ ہو سکے تو باجماع و اتفاق درست ہے ۔ یہاں تک کہ اگر مصلی بندش دستار پر سجدہ کرے یعنی دستار ایسی باندھے کہ پیشانی چھپ جائے تو حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر نماز جائز ہے لیکن بسبب مخالفت سنت کے مکروہ ہے ۔ سنت یہ ہے کہ پیشانی پر مع ناک کے سجدہ کیجے ۔ اس میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا خلاف ہے کیونکہ اُن کے قول پر پیشانی رکھنا مع ناک کے فرض ہے پس اس فرض کے ترک سے درست نہیں ہے ۔ اسلیئے کہ پیشانی شرائط نماز سے ہے ۔ کیونکہ سجدہ سات عضو میں ہے ۔ پیشانی مع ناک اور دونوں ہاتھ

دونوں زانو دونوں پاؤں۔ اگر مصلی سجدے میں اُن میں سے ایک کو اُٹھا لیگا
تو درست نہ ہوگا۔ صاحبین و امام شافعی قدس اللہ اسرارہم کے قول
پر نماز فاسد ہو جائے گی۔ مگر بعذر اس لئے کہ اُن کے قولوں پر یہ
بھی فرض ہے۔ اور حضرت امام اعظم قدس روحہ کے قول یہ سب
سنت ہیں۔ نماز جائز ہو جائے گی لیکن مکروہ ہو گی قبول نہ ہو گی بس
اس بات میں کوشش کریں کہ پیشانی پر مع ناک کے سجدہ کریں۔ احتیاط
یہی ہے کہ با جماع و اتفاق عمل کریں عالی ہمتی یہ ہے کہ جب نماز کا
وقت آئے تو مومن مصلی کام چھوڑ دے اور نہایت احتیاط سے
استنجا و طہارت و وضو کرے۔ جب نماز میں داخل ہوا اگر با جماع و اتفاق
عمل کریگا تو اُس کو عالی ہمت لوگوں سے شمار کریں گے۔ اور اگر کسی قول
و روایت پر عمل کریگا۔ اور با جماع و اتفاق نہ کر سکے گا تو اس کو مقصرین
سے لکھیں گے بسبب بے ہمتی و سستی کے معلوم نہیں کہ بروز قیامت
کون سے مجتہد کے قول کو درست لکھیں گے جبکہ اتفاق پر عمل کریگا تو
جس مجتہد کے قول کو درست لکھیں گے تو وہ اُس میں داخل ہوگا خارج
نہ ٹھیریگا۔ اسلئے کہ صاحب شریعت حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی طرف سے مجتہدوں کو بسبب اجتہاد کے رخصت ہے جیسا کہ خبر
صحاح میں ہے اور یہ حدیث شریف پڑھی قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم المجتہد یصیب و یخطی فان اصاب فلہ اجران وان
اخطأ فلہ اجر یعنے بسبب الاجتہاد وھذا فی الفروع ای فی الشرائع

لہ فی الاصول ای فی التوحید فاما لو اخطأ فی الاصول ای فی التوحید
فھو ضال ومضل یعنے مجتہد دین جو کہ شریعت ومعاملات میں مسائل کا اجتہاد
کرتا ہے کسی جگہ صواب پر ہوتا ہے کسی جگہ خطا بھی کھا جاتا ہے۔ اگر
مسئلے میں صواب کو پہونچتا ہے، تو اُس کو دو اجر دیتے ہیں ایک
تو مشقت اجتہاد کے جہت سے دوسرا اس پر کہ صواب کہا، یہ دو
اجر ہوئے۔ اور اگر مجتہد نے خطا کھائی کسی مسئلے میں، تو اُس کو
ایک اجر دیتے ہیں۔ اس جہت سے کہ اجتہاد مسئلے کی مشقت اُٹھائی
ہے۔ یہ رخصت فروع میں ہے۔ اصول یعنی توحید دین میں نہیں ہے
سارے انبیاء علیہم السلام والتحیۃ کا دین ایک ہے۔ اور شرائع میں
کسی جگہ موافق ہے۔ اور کسی جگہ اختلاف ہے۔ پس اگر مجتہد اصول
یعنی توحید میں خطا کھا جائے گمراہ ہو جاتے۔ اور دوسرے
کو بھی گمراہ کرنے والے اور یہ رخصت اجتہاد کی خاص واسطے مجتہدوں
کے شریعت میں یعنی فروع میں ہے توحید میں رخصت نہیں ہے۔
پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لاتے فرمایا فرزند من یہ سارے فوائد
دربیان حدیث صحاح ومسائل جو میں نے بیان کئے ان کو لاغریب ہیں
اور اس بات میں کوشش کرو کہ باتفاق عمل کرو۔

ایضاً پنجم ماہ ذیحجہ روز سہ شنبہ بعد اشراق

یہ فقیر حجرۂ خلوت سے خدمت میں حاضر تھا مصابیح کا سبق پڑھاتے ہے

تھے۔ حدیث شریف اس بیان میں تھی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین فرمایا ولم یقل احشر المساکین فی زمرتی تعظیما للمساکین وتعلیما للامۃ یعنے لیے بار خدایا زندہ رکھ مجھ کو مسکین، اور مار مجھ کو مسکین، اور اٹھا مجھ کو زمرۂ مساکین میں، فرمایا یعنی حضرت مخدوم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں نہ فرمایا کہ اٹھا مسکینوں کو میرے زمرے میں، اگر آپ اس طرح فرماتے تو بجا تھا۔ لیکن مسکینوں کی تعظیم و شرف کے لئے اور امت کے تعلیم کے واسطے یوں ارشاد فرمایا کہ مساکین ایسے معظم ہیں کہ میں جو محمدؐ ہوں یہ دعا کرتا ہوں۔ تم جو کہ امت محمدؐ ہو بطریق اولی یہ دعا کرو اور اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ مسکین لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہیں پس امت پیغمبروں کے زمرے میں ہوگی۔ فائدہ بیان فرمایا کہ احینی صیغۂ امر ہے احیار سے اور ہمزہ قطعی ہے اور اسی طرح امتنی کا ہمزہ بھی قطعی ہے۔ وصل کرنا روا نہیں ہے تاکہ درمیان فعل متعدی و فعل لازم کے فرق ہو جائے واحشرنی امر ہے فعل لازم[1] باب حشر یحشر سے اگر اس کے ہمزے کو وصل کریں تو درست ہے۔ کیونکہ ہمزہ قطعی باب افعال میں ہوتا ہے

---

[1] اصل میں اسی طرح ہے گر اس میں کاتب سے سہو ہوا ہو تو تعجب نہیں ہے کیونکہ حشر متعدی ہے لازم نہیں ہے شاید لازم کے بجائے فعل مجرد ہوگا کیونکہ باب مجرد کے امر میں ہمزہ امر کا قطعی نہیں ہوتا ہے واللہ اعلم ۱۲

بعد اسکے فرمایا کہ فقیر مسکین میں فرق ہے وتکلموا فی الفقیر والمسکین قال الامام ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ الفقیر من لہ ادنی شئی وھذا القول اصح وقال الامام الشافعی رضی اللہ عنہ علی العکس لان المسکین من لہ ادنی شئی والفقیر من لا شئی لہ یعنے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس ادنیٰ شے ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو۔ فرمایا اگر کوئی سائل سوال کرے کہ قصہ حضرت خضر وحضرت موسیٰ علیہما السلام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واما السفینۃ فکانت لمساکین یعملون فی البحر فاردت ان اعیبہا وکان وراءھم ملک یاخذ کل سفینۃ غصبا یعنے کشتی مسکینوں کی تھی۔ وہ لوگ دریا میں کام کیا کرتے اور اس سے قوت بسری کیا کرتے تھے۔ پس یہ قول کیونکر ٹھیک ہوگا کہ المسکین من لا شئی لہ ولھم ادنی شئی یعنے مسکین وہ شخص ٹھہرا کہ جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو۔ حالانکہ اللہ پاک نے کشتی والوں کو مساکین کہا اور ان کے پاس کشتی تھی اور اس کے کرایہ سے قوت بسری کرتے تھے فرمایا کہ دعا گو اس طرف کے مفسروں سے سماع رکھتا ہے۔ ہرگز میں نے انسان ہاں نہ کسی مفسر سے سُنا نہ کسی تفسیر میں دیکھا تھا کہ وہ کشتی ان مسکینوں کی ملک نہ تھی بلکہ وہ اس کا کرایہ کیا کرتے تھے، وہ کشتی دوسرے لوگوں کی ملک تھی بعد اس کے فرمایا یہ سوال وارد ہوتا ہی کہ کانت لمساکین فرمایا ہے لام واسطے تملیک وتخصیص کے ہے

پس وہ کشتی اُن کی ملک ٹھیری جواب فرمایا کہ یہ لام تخصیص کا ہے اسلیے
کہ وہ کشتی اُن کے قبضے میں تھی والقبض یدل علی الملک یعنی قبض
دلیل ملک کی ہوتی ہے عین ملک کی دلیل نہیں ہوتی پھر ہونٹے مبارک
طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من فوائد این حدیث اللھم
احیني مسکینا و تقریر نحو و فائدہ این آیہ کہ مقرر شد بگیر بغیر بست
اسی درمیان میں زائر لوگ آپہونچے بعض سجدہ کرنے لگے۔ فرمایا
کہ غیر حق کو سجدہ کرنا درست نہیں ہے۔ اور نہ چاہیئے وسجدۃ التحیۃ
منسوخۃ عندنا وعند الشافعی یجوز للشیخ والاستاذ والوالدین
واب الزوجۃ فاما الصحیح قولنا یعنے ہمارے مذہب میں سجدۂ تحیت
منسوخ ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب میں سجدۂ تحیت
واسطے پیر واستاد اور ماں باپ اور خُسر کے درست ہے لیکن صحیح
ہمارا ہی قول ہے پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر یا بعد اس کے
نماز چاشت ادا کرنے کو اُٹھے اور نیت اس طرح فرمائی نویت اَنْ
اُؤَدِّیَ صَلٰوۃَ الضُّحٰی اربع رکعاتٍ متابعاً لرسولِ اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم متوجہاً الی جہۃِ عرصۃِ الکعبۃِ اور فرمایا کہ نیت اس
طرح کرنا چاہیئے۔ کتاب میں لکھا ہے یَنْبَغِیْ لِلْمُصَلِّیْ اَنْ یَّنْوِیَ جِہَۃَ
عَرْصَۃِ الْکَعْبَۃِ لِاَنَّ بِنَاءَ الْکَعْبَۃِ قَدْ یَحُوْلُ لِزِیَارَۃِ الْاَوْلِیَاءِ
عَلٰی طَرِیْقِ الْاِسْتِحْبَابِ

. . . .

.... یعنے مصلی کو چاہیئے کہ عرصہ کعبہ کے جہت کی طرف نیت کرے، اسلیئے کہ فرشتوں کو حکم ہوتا ہے تو وہ بنائے کعبہ کو واسطے زیارت بعض اولیاء کے لے جاتے ہیں۔ اور وہ عرصہ یعنی میدان احاطہ کیا ہوا باقی رہ جاتا ہے۔ اسلیئے عرصہ کعبہ کی نیت کریسے شاید کوئی ایسا وقت ہو کہ کعبہ کو واسطے زیارت ولی کے لے گئے ہوں تو نیت ٹھیک پڑے۔ اور یہ بات بطریق مستحب ہے اسی درمیان میں ایک یار نے پوچھا کہ درمیان عرصہ و بقعہ کے کیا فرق ہے جواب فرمایا کہ عرصہ محوطہ کو کہتے ہیں یعنے میدان احاطہ کئے گو اور بقعہ پارہ زمین کو بولتے ہیں ایں بگیر بد فائدہ نماز چاشت کا فرمایا کہ حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ الصلوۃ والسلام من صلی اثنتی عشرۃ رکعۃ فی کل یوم بنی اللہ لہ بکل یوم قصر لہ فی الجنۃ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی پڑھے بارہ رکعت ہر دن میں تو بنائے اللہ واسطے اس کے ہر دن ایک محل بہشت میں۔ فرمایا کہ دعا گو نے اس طرف محدثوں سے سنا ہے کہ اس سے مراد نماز چاشت ہے۔ اگر سنت مراد ہوتی تو یوم ولیلۃ فرماتے کیونکہ بارہ رکعتیں جو سنت ہیں وہ رات دن میں ہیں۔ بگیر بد یہ محکم دلیل و حجت ہے اور فرمایا کہ اگر کسی کے ساٹھ یا ستر برس کی عمر ہو اور ہر روز بارہ رکعتیں چاشت کی پڑھے۔ تو تم جانتے ہو کہ ہر برس کتنے محل بنائے جاتے ہیں۔ ایک یار نے پوچھا۔ کہ اتنے محلوں کو کہاں پہونچ سکے گا۔

جواب فرمایا کہ جو چیز فنا پذیر نہ ہوگی اور حیات ابدی و خالد مخلد
ہوگی تو پہنچ سکتا ہے۔ این بگیر یعنی اُس اطراف میں دعا گوئی نے
دیکھا ہے کہ عوام بازاری بھی چاشت کی نماز ادا کرتے ہیں اور
ایسا اہتمام رکھتے ہیں اور چاہیے کہ بیٹھ کر نہ پڑھے کیونکہ چھ رکعتیں
ہوں گی۔ مگر بسبب ضعف کے بنا بر حکم حدیث صحاح قولہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام صلوٰۃ القاعد نصف علی صلوٰۃ القائم یعنے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز بیٹھ کر پڑھنے والے کی
آدھی ہے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے پر یعنے اگر باوجود قدرت
قیام کے نفلوں کو بیٹھ کر پڑھیں تو روا ہے۔ ولیکن بے ہمتی ہے
کیونکہ اعمال میں آدھا لکھیں گے۔ ثواب کیوں پورا نہیں کرنا
ہے۔ علو ہمت تو یہ ہے کہ نفلوں کو کھڑے ہو کر ادا کریں۔ مگر بسبب
ضعف کے پس آں امیر روئے منبر بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند
من ایں فائدہ نیست کہ تقریر کردم وفائدہ نماز چاشت با حدیث
صحاح جملہ بنویس۔ جب نماز چاشت سے فارغ ہوئے تو شیخ زادہ
نجم الدین سبق عوارف کا خدمت میں پڑھنے لگا۔ گفتگو اخلاص و مخلص
کے باب میں تھی کہ متصوف یعنے طالب ہے طلب کرتا ہے ہنوز کامل
نہیں ہوا ہے اور صوفی واصل و مقرب ہے اُس کو خلا و ملا یکساں ہے
کیونکہ وہ بسبب وصول مقصود کے کامل ہے۔ مناسب اُس کے حکایت
بیان فرمائی کہ شیخ جمال الدین قدس اللہ روحہ کا ایک مرید تھا۔ شیخ

کا پوتا خدمت میں حاضر تھا۔ روئے مبارک طرف اُس کے لاسئے
کہ وہ مریدِ جمعہ میں بظاہر حاضر نہ ہوتا تھا۔ اُچہ کے خلق نے شیخ سے
شکایت کی کہ تمہارا فلاں مرید نمازِ جمعہ میں حاضر نہیں ہوتا ہے شیخ نے
فرمایا کہ وہ حاضر ہوتا ہے لیکن خلق سے ڈرتا ہے۔ اُن کی تاب نہیں
لاسکتا ہے۔ خلوت و تنہائی چاہتا ہے۔ ابھی تک کامل نہیں ہوا ہے
وقت تکبیر جمعہ کے آجاتا ہے۔ میرے پیچھے نماز فرض ادا کرتا ہے اور
چلا جاتا ہے۔ سنت گھر میں ادا کرتا ہے۔ اُن لوگوں نے پوچھا کہ اُس
کا گھر تو مسجد سے دور ہے۔ تکبیر کے وقت کیونکر آجاتا ہے۔ شیخ نے فرمایا
کہ مردان خدا در یک زمانہ مکہ می روند طواف کعبہ و زیارت مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم و قدس خلیل وانبیاء و اولیاء را زیارت مے کنند و نہ ملے
از ہشت آسمان میگذرند بہشت می رسند ترقی شود ہمدراں زمانی باز
گردند یعنی مردان خدا ایک وقت میں مکے کو چلے جاتے ہیں۔ کعبے کا
طواف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے ہیں۔ اور قدس
خلیلؑ وانبیاؑ و اولیاء کی زیارت فرماتے ہیں۔ اور ایک وقت میں ساتوں
آسمانوں سے گذر جاتے ہیں بہشت میں پہنچتے ہیں۔ ترقی ہو جاتی ہے
اُسی وقت لوٹ آتے ہیں۔ دعا گو نے یہ واقعہ معائنہ کیا ہے۔ شیخ
جمال الدین بڑے شخص تھے یہ خود کیا چیز ہے۔ اُس نسبت پر ایک
گروہ بھی نہیں ہے۔ جب وہ کامل ہو جائے گا تو تصوف مقام صرفی
.... یعنی مقرب میں ہو جائیگا۔ اُس کو خلا و ملا یکساں ہوگا۔ اُس

بات کے مناسب دوسری **حکایت** بیان فرمائی کہ جس زمانے میں دعا گو سفر میں تھا تو یک یمن میں ایک پہاڑ میں پہنچا تین روز اوپر گیا اور تین روز نیچے آیا۔ ایک ہفتہ ہوا۔ اس پہاڑ کے درمیان میں ایک غار دیکھا۔ اور آواز اذان کی سنی۔ میں نے کہا کہ جاؤں۔ اس قوم کے ساتھ نماز پڑھوں۔ میں نے دیکھا کہ ایک جماعت کثیر نماز پڑھ رہی ہے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو دعا گو نے ان سے مصافحہ کیا۔ ہر شخص چلا گیا۔ ایک آدمی باقی رہا۔ میں اس کے نزدیک گیا۔ میں نے پوچھا کہ میں اس جگہ یہی غار دیکھتا ہوں اتنے آدمی کہاں سماتے ہیں اور کوئی دوسرا غار نہیں دیکھتا ہوں۔ اس خادی نے کہا کہ میں تنہا اس غار میں رہتا ہوں۔ یہ جماعت ابدال کی ہے۔ میرے سبب سے آتے ہیں واسطے جماعت کے۔ تاکہ نماز تنہا نہ پڑھی جائے۔ میں نے دیکھا کہ وہ مخلوق ایک علامہ دانشمند ہے۔ میں نے کہا کہ تو شہر و آبادی میں کیوں نہیں رہتا ہے۔ تاکہ خلق تجھ سے نفع لیویں۔ میں نے پوچھا کہ تو نے اس جگہ پہاڑ میں غار کو کس لئے اختیار کیا ہے۔ ایک اچھا جواب دیا۔ کہ میں گنہگار رکھتا ہوں۔ اس کو میں نے قید کیا ہے تاکہ کسی کو کاٹ نہ کھاوے۔ جب بدخوئی چھوڑ دیگا نیک ہو جاوے گا تو آبادی میں لے جاؤں گا۔ یعنے اس نے اپنے نفس کو برا کہا۔ لوگوں کو نہ کہا کہ وہ بد ہیں۔ اس جہت سے میں نے خلوت اختیار کیا ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ظنوا بالمؤمنین خیرا یعنی تم مومنوں سے نیک گمان رکھو۔

وقولہ تعالیٰ یاایہا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظن ان بعض الظن اثم۔ یعنے اے ایمانداروتم بچو بہت سے گمان سے بیشک بعض گمان گناہ ہے۔ جس جگہ کہ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ قولہ تعالیٰ وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء یعنی بری نہیں کرتا ہوں میں اپنے نفس کو، بیشک نفس البتہ بہت حکم کرنے والا ہے برائی کا۔ امارہ صیغہ مبالغہ ہے امر سے جیسا کہ وامر لہم سے ہے پس وہ غلوتی جس کا ذکر ہوچکا ہے متصوف تھا صوفی نہیں ہوا تھا، معنی صوفی کے مقرب وواصل کامل کے ہیں۔ ایسا شخص خلائق ومخلوقات سے نظر قطع کرتا ہے۔ اس کے نظر میں سوائے باری تعالیٰ کے اور کوئی نہیں رہتا ہے۔ بلکہ وہ تو خود کو بھی درمیان میں نہیں دیکھتا ہے۔ تو دوسرے کو بطریق اولیٰ نہ دیکھے گا۔ اپنے وجود سے فانی بوجود محبوب باقی ہوتا ہے۔ پس اس کو خلا وملا دونوں برابر ہیں جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے سہ

فانی زخود وبدوست باقی ۔۔۔ این طرفہ کہ نیستند وہستند

بعد اس کے فرمایا کہ سر اس معنی کا یہ قول ہے اللہ پاک کا الا للہ الدین الخالص یعنے تو خدا کو جانے اور دوسرے کسی کو نہ جانے اور تیری نظر میں یہ آیت کریمہ رہے کل شئی ھالک الا وجہہ ای کل شئی فان الا ذاتہ ولمن شاعر عاگ لے اس طرف مفسروں نے اس آیت کے ایسے معنی کئے ہیں کہ ہرگز ہندوستان میں نہ تھے

تھے۔ ای بجھتہ ایقا ئہ وھذا یوافق قولہ تعالیٰ فاذا نفخ فی الصور
فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ تعالیٰ
سب چیز فانی ہو جائے گی۔ مگر وہ جس کو اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ وہ
چھ چیزیں ہیں عرش کرسی لوح قلم جنت دوزخ۔ جب کوئی چیز
پیش نظر نہ رہے گی۔ تب خالص و مخلص ہو جائیگا۔ ایضاً فرمایا
ینبغی المسالک ان یقطع من الخلائق کافۃ اثمان اعراسیما من
اھل الدیوان لا یبقی فی بیت المال وجہ خالص وصاف
الا کل رخل ما صفا ودع ماکدر یعنی سالک کو چاہیے کہ اول
ساری خلق سے قطع کرے خصوصاً اہل دیوان سے، کیونکہ بیت المال
میں کوئی وجہ خالص وصاف باقی نہیں رہی ہے۔ دعا گر لے ستا ہے
کہ بعض متعلموں کو خمار خانہ کی چھٹی دیتے ہیں اور بعض کو طربا باد
ہیں۔ ایسی وجہ کھاتے ہیں۔ قساوت دل میں کیا شبہ رہا۔ اور
استحقاق متعلموں کا یہی وجہ ہے۔ پس ایسی وجہ سے پرہیز واجب
ہے۔ قال امیر المؤمنین علی المرتضیٰ القلب اذا قسی لا یبالی
اذا عصی یعنی دل جب سخت پڑجاتا ہے تو کوئی باک نہیں رکھتا
ہے۔ جبکہ نافرمانی کرتا ہے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے
لائے۔ فرمایا فرزند من تقریرات وتوجہات کہ گفتم بگیر یعنی نبویسید
غریب ست۔ پھر اصحاب عالی نے فرمایا سابق کون ہے وہی سبق
پڑھے۔ یہ فقیر سابق تھا فرمایا فرزند من سبق بخواں۔ ترتیب اس باب میں

تھی۔ حدیث صحاح سے ہے عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال ان القلوب صدأً کصدأ النحاس وجلاءها الاستغفار یعنے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ بیشک دلوں کے واسطے ایک زنگار ہے۔ جیسے آئینے کی زنگار ہوتی ہے۔ اور روشن کرنے والی اس کی استغفار ہے یعنی استغفر اللہ کہنا۔ فرمایا کہ صحاح کی دوسری حدیث شریف میں ہے من استغفر اللہ دبر کل صلوٰۃ غفر اللہ لہ یعنے جو شخص کہ مغفرت چاہے اللہ سے بعد ہر نماز کے۔ تو اللہ اس کی مغفرت فرمائے پھر امیر کبیر روئے منیر طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من بعد ہر نماز کے ستر بار استغفر اللہ کہہ ہمیشہ بے ناغہ۔ زنگ بالکل دل سے دور ہوجائیگا۔ اور روشن ہوجائیگا۔ دعا گو ہمیشہ بعد ہر نماز کے آواز بلند کہتا ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو ذاکر ہوتا ہے۔ میں نے قدمبوسی کی اور قبول کیا۔

ایضاً ذکر سفر کا نکلا

حدیث صحاح اس باب میں تھی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ انہ قال لم یرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفراً قط الا قال حین ینھض من جلوسہ اللھم بک انتشرت والیک توجھت وبک اعتصمت وعلیک توکلت اللھم انت ثقتی وانت رجائی

اللھم اکفنی ما اھمنی من امری وما لا اھتم بہ وما انت اعلم بہ
منی عز جارک وجل ثناءک ولا الہ غیرک اللھم زودنی التقوی
واغفرلی ذنبی ووجھنی للخیر اینما توجھت تخریج یعنے انس بن
مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا کہ نہیں ارادہ کیا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سفر کا کبھی مگر فرمایا اس وقت کہ اٹھتے اپنے
بیٹھنے سے، یعنے دعائے مذکورہ پڑھتے پھر واسطے سفر کے باہر
نکلتے روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور اصحاب عالی کے لائے
فرمایا تھا ہو جس جگہ تم باہر نکلو یا کسی حاجت کے واسطے جاؤ تو دعائے
مذکورہ پڑھو۔ اس وقت گھر سے باہر نکلو۔ کیونکہ سنت ہے اس فقیر
نے عرض کیا کہ حین ینھض کے کیا معنی ہیں۔ جواب فرمایا ای حین
یقوم اور یہ بھی پوچھا کہ عز جارک کی کیا اضافت ہے جواب فرمایا
کہ یہ اضافت قرب ہے ای عز مقربک وواصلک اس فقیر سے فرمایا
فرزند من بگیر بابیہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں
اس فقیر کے تھی۔

ایضاً روز مذکور سہ شنبہ پنجم ماہ مذکور ذی الحجہ

بعد نماز ظہر کے یہ فقیر خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا۔ اور اصحاب عالی
بھی حاضر تھے۔ شیخ زادہ نجم الدین عوارف کا سبق خدمت میں پڑھ
رہا تھا۔ گفتگو قلندریہ کی بابت میں تھی۔ زبان پہلوی میں قلندر تارک

کو کہتے ہیں نزدیک ان لوگ جو کہ بے شرع ہیں۔ اہل بدعت ہیں۔ داڑھی
ترشتے ہیں اور مونچھیں بڑھاتے ہیں۔ واللہ کتاب میں ہے قلندر اُس
شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے واسطے لکڑی کا پیالہ بھی نہیں ہوتا ہے۔
اور جس قدر کہ اس کی ہتھیلی میں سماتے اُسی قدر کھاتا ہے زیادہ نہیں
کھاتا ہے۔ آج کل نا قلندر لوگ نام قلندر کا لیتے ہیں۔ اور
کیا کیا کرتے ہیں۔ قلندر کے معنی تارک کے ہیں۔ اس فقیر نے
اور اصحاب اعلیٰ نے فرمایا برادران بگیر بھائی الفقا ایک عزیز آگرہ
لشکر سے واسطے زیارت مخدوم کے آیا۔ شرف پابوس حاصل کیا۔

شب ششم چہار شنبہ ماہ مذکور ذیحجہ

بعد ادائے نماز عشا یہ فقیر حجرۂ خلوت سے خدمت میں اس امیر کے
حاضر تھا، اور اصحاب اعلیٰ بھی حاضر تھے۔ وظیفہ داروں کا وظیفہ
دیتے رہتے تھے۔ وظیفہ خوار دعا دیتے جاتے تھے۔ خدا باقی رکھے
اور فرماتے تھے کہ حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ السلام ادرّوا
علی اصحاب الوظائف فانھم یتمنون لکم البقاء یعنی
تم جاری رکھو وظیفے والوں پر وظیفوں کو پس بے شک وہ تمنا کریں گے
واسطے تمہارے باقی رہنے کو یعنی وظیفہ دینے والے کی دعا طلب
کریں گے تاکہ وہ دیر تک باقی رہے کہ ہمارا وظیفہ پہنچے۔ الادرار
وادہ داشتن پھر اس فقیر نے فرمایا فرزندانِ اس حدیث صحاح کو

لکھ لیا۔ اس فقیر نے لکھ لیا۔ شیخ زادہ نجم الدین نے خدمت میں عرض کیا کہ سید علاء الدین زبان گہر فشاں مخدوم سے جو کچھ سنتا ہے بعینہٖ وہی تقریر لکھتا ہے۔ کچھ تفاوت نہیں ہے۔ احادیث ہوں یا اشغال مسائل ہوں یا شرائع خواہ حقائق، فرمایا کہ فرزندم سید علاء الدین اہل علم ہے اور مشتغل مشغول اور متبع ہے اپنے جد حضرت رسالت صلعم کا اور مصاحب مجیب ہے دعا گو کا سبق پڑھتا ہے۔ اور اصحاب کا سبق سنتا ہے۔ دعا گو کا طریق اخذ کرتا ہے۔ میں خوب جانتا ہوں۔ امید ہے کہ تراث دیوے، اس فقیر نے قدم بوسی کی فرمایا فرمایا سید فرزندم

بتاریخ ہشتم ماہ مذکور روز چہارشنبہ وقت چاشت

یہ فقیر حجرۂ خلوت سے خدمت میں اس امیر کبیر کے حاضر تھا اربعین حمیدیہ کا سبق ہو رہا تھا۔ حدیث شریف یہ تھی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قولہ علیہ السلام رب اشعث اغبر مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ عزوجل لابرہ یعنے بہت سے گدا پریشان بال گرد آلود دروازے پر آنکلے ہیں ان کو ہنکال دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ ولی ہوتے ہیں۔ اگر وہ اللہ کو قسم دیں کہ ایسا کر تو اللہ اُن کی قسم کو قبول کرے۔ اصحاب اعلیٰ نے عرض کیا کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہے کوئی نظیر فرمائیں۔ فرمایا کہ بھائیو سنو۔ حکایت جی فرماتے ہیں کہ دعا گو کچھ

مبارک ہی تھا۔ بارش رُک گئی۔ پانی خشک ہو گئے۔ کھیتیاں نہ رہیں غلہ اُس جگہ گراں ہے۔ زیادہ تر گراں ہو گیا۔ بہت سے اکابر مکہ نے دعا کی۔ پانی نہ برسا۔ شیخ مکہ عبداللہ یافعی قدس اللہ روحہ زندہ تھے۔ ایک آدمی کو طلب کیا اور فرمایا کہ تو فلاں دکان میں جا۔ اور فلاں موزہ دوز کو بلا لا۔ وہ نہ آیا۔ جب دعا کر گیا تب آیا۔ شیخ مکہ نے فرمایا سیدی ادع اللہ لنا ینزل المطر علینا اے میرے سید تو ہمارے واسطے اللہ سے دعا کر۔ تاکہ تیری دعا کی برکت سے اللہ ہم پر پانی برسائے اُس ولی نے دعا کی ہاتھ بلند اٹھائے۔ اور منہ جانب کعبہ و آسمان کیا۔ شیخ مکہ اور دعا گو اور چند اکابر اور اس کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ہم آمین کہتے تھے۔ اس نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ کو اس طرح کعبے کی قسم دی کہ الٰھی ببیتک الذی عظمتہ ان تنزل المطر الساعۃ علینا یعنی اے میرے خداوند بعظمت اپنے گھر کے جس کو تو نے اپنی اضافت سے معظم کیا ہے۔ یعنی کعبہ مکرمہ کی برکت سے ہم چاہتے ہیں کہ تو ہم پر ابھی پانی برسا۔ فرمایا کہ وہ شخص ہنوز دکان میں نہ پہنچا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پانی برسا دیا۔ ہمارے بیٹھنے کے واسطے جگہ نہ رہی۔ غلے کی ارزانی ہو گئی۔ خوب پانی ہوا۔ بعد اس کے فرمایا کہ کسی گدا کو دروازے سے ہٹا دینا نہ چاہیے۔ شاید وہ ولی ہو کسی مصلحت کے لئے گدائی کرتا ہو۔ روح مبارک طرف اس فقیر کے

لئے فرمایا برادران گرامی غریب نواز لعلماء اس کے رسالہ مکیہ کا سبق شروع ہوا گفتگو رؤیت و ادراک میں تھی فرمایا الرؤیۃ تحقیق الشئ بالبصر کما ھو فان کان فی جہات یری فیہا وان کان فی غیر جہات یری فی غیرھا والادراک رؤیۃ الشئ مع الجوانب والجہات واللہ تعالیٰ متعال عن ذلک وھو معنی قولہ تعالیٰ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار فی الجوانب والجہات والحد وحیثیت ادراکہا واللہ تعالیٰ منزہ عن الجوانب والجہات فلا حیثیۃ ادراکہ یعنے رؤیت عبارت ہے اس بات سے کہ تحقیق کرنا شے کا ساتھ دیکھنے کے جس طرح کہ وہ شے ہے پس اگر وہ شے جہات میں ہے۔ تو وہ دیکھی جائے گی جہات میں، اور اگر وہ غیر جہات میں ہے تو غیر جہات میں دیکھی جائیگی اور اللہ تعالیٰ نسبت جہات سے منزہ ہے تو وہ غیر جہات میں دیکھا جائے یہ بات ممکن ہے۔ پس رؤیت عقلاً و نقلاً جائز ٹھہری اور ادراک عبارت ہے اس سے کہ دیکھنا شے کا ساتھ جوانب و جہات کے اور خدا وند تعالیٰ جوانب و جہات سے منزہ ہے پس اس کا ادراک جائز نہیں ہے۔ اور اس کی رؤیت از روئے عقل و نقل جائز ہے۔ عقلاً تو وہی حجت مذکور ہے اور نقلاً یہ ہے کہ اس باب میں احادیث صحاح و آیات کریمہ وارد ہیں۔ اللہ پاک فرماتا ہے وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ یعنے کتنے منہ اس دن تروتازہ

فرق درمیان رؤیت و ادراک

ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھتے صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فنظر الی القمر لیلۃ البدر وقال علیہ السلام انکم ستروون ربکم عیانا لا تضامون فی رؤیتہ من الجنۃ کما ترون هذا القمر لیلۃ البدر مراد وجوہ سے ذوات ہیں۔ کما یقال وجہ اللہ ای ذات اللہ یعنے جس طرح کہ وجہ اللہ سے مراد ذات اللہ ہے معنی آیت کریمہ کے یہ ہوئے کہ ذاتہائے مؤمناں سوئے خداوند ناظر باشد یعنے خود مومنین اللہ پاک کی طرف دیکھتے ہونگے معنی حدیث شریف کے یہ ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے پس آپ نے چاند کی طرف دیکھا۔ چودھویں رات میں، اور آپ نے فرمایا بیشک تم اے مومنو عنقریب اپنے رب کو ظاہر ظہور دیکھوگے کشاکش نہ کروگے اُس کے دیکھنے میں جنت سے جس طرح کہ تم دیکھتے ہو اس چاند کو چودھویں رات میں —— چودھویں رات کی تشبیہ اسلئے دی کہ عام وخاص اُس کو دیکھتے ہیں بہشت سے بھی عام وخاص اللہ پاک کی ذات کو دیکھیں گے اور اس جگہ دنیا میں بعض بندے اولیائے خدائے عز وجل اُس کی عین ذات کو دل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ اور اکثر لما زہیں، کما قال امیر المؤمنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ لا اعبد ربی مالم اره

ای بعین القلب وھذا مقام المقربین والواصلین یعنے حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ نہیں پوجتا ہوں میں اپنے رب کو جب تک کہ نہ دیکھوں میں اس کو یعنے دل کی آنکھ سے۔ یہ مقام مقرب وواصلین لوگوں کا ہے۔ ہر آدمی اس مقام کو نہیں پہنچتا ہے اور چشم سر آخرت میں بہشت سے دیکھیں گے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج میں چشم سر بھی دیکھا۔ وھو قولہ تعالیٰ ما زاغ البصر وما طغی ای لم یسبق البصر ھلے البصیرۃ بصر عبارت ہے چشم سر کی بینائی سے اور بصیرت عبارت ہے دل کی بینائی سے۔ وھو قولہ تعالیٰ قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کہہ دو کہ یہ میری راہ ہے۔ میں بلاتا ہوں طرف اللہ کے دل کی بینائی پر وہ لوگ اولیاء ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اول خداوند تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھا بعد اس کے چشم سر سے، جب آپ نے ایسی رعایت ادب کو نگاہ رکھا تو دوسری بار بھی دیدار فائض الانوار ارزانی فرمایا وھو قولہ تعالیٰ ولقد راٰہ نزلۃ اخری ای لقد رأی دیہ تارۃ اخری یہ مرتبہ جو حاصل ہوتا ہے کہ ذات خدا کو چشم دل سے دیکھتے ہیں اس پر حاصل ہوتا ہے جیسا کہ مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قال المشائخ الصوفیۃ الطھارۃ فصل عن الکونین والصلوۃ وصل الی صاحب الکونین

یعنے وضو کرنا جدا ہونا ہے دنیا سے اور اُس کے کام سے اور آخرت سے
اور ملنا نماز ہے حضرت حق سے، پس جو شخص وضو میں دو جہاں و غیر
خدا سے جدا نہ ہوگا وہ نماز میں صاحب دو جہاں کی طرف نہ پہنچے گا۔
یعنی خداوند تعالیٰ، پس چاہیے کہ وضو کرنے کے وقت میں دنیا و آخرت
کو اور جو کچھ کہ غیر حق ہے اُس کو دل میں نہ لاوے تا کہ خداوند عز و جل
کی ذات پاک کو دیکھے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے
لائے۔ فرمایا فرزند میں ایں جملہ تقریرات با احادیث صحاح و بیان آیت
وایں قول جملہ بنویسد۔ فائدہ و حجت تمام ست مناسب اس کے
حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن ابتدائے حال میں شیخ
قطب عالم رکن الحق والدین قدس سرہ وضو کر رہے تھے جب
وضو سے فارغ ہوئے تو الحمد للہ کہا۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ نے
الحمد للہ کہا۔ جو دعا کہ بعد وضو کے آئی ہے اُس کو نہ پڑھا۔ شیخ نے
جواب دیا کہ میں نے الحمد للہ اسلیے کہا کہ وضو میں غیر حق کا خطرہ نہ
گزرا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آج نماز میں میرے وصال کا روزہ ہے
کیونکہ کہا ہے الطہارۃ فصل والصلوۃ وصل فمن ینفصل فی الطہارۃ
عن الکونین لم یصل فی الصلوۃ الی صاحب الکونین لہذا اسلیے
فرمایا کہ اگر کوئی جاہل بے علم مشغول ہوجاتا ہے تو شیطان لعنہ اللہ
آتا ہے، اور راہ سے اُس کو لے جاتا ہے۔ کہتا ہے کہ وہ شخص خدا
ہے اُس کو عجائب دکھاتا ہے۔ چونکہ یہ جاہل علم نہیں رکھتا ہے

شیطان کو دفع نہیں کر سکتا ہے۔ تو گمراہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الشیطان عدو مضل مبین۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا تم خوب کرتے ہو۔ دعا گو کے مصاحب رہتے ہو۔ عمل اخذ کرتے ہو۔ سبق پڑھتے ہو۔ اور سنتے ہو سلوک طریقت کی راہ دریاضت کرلے۔ اب امید ہے کہ ثمرہ دے۔ اول علم سیکھنا چاہیئے پھر اس راہ میں آنا چاہیئے۔ بے علم کیا جانے اور کیا کرے اُس اطراف میں جاہلوں کو مشغول نہیں ہونے دیتے ہیں۔ جس وقت کوئی آنے والا طالب آتا ہے، اگر وہ عالم ہے تو مشائخ کبار اُسی وقت خانقاہ میں اُس کو حجرہ دے دیتے ہیں۔ اور مشغول کرتے ہیں۔ اور اگر علم نہیں رکھتا ہے، تو ہر خانقاہ میں چار مدرسے چار مذہب کے ہیں جس مذہب کا وہ ہوتا ہے اُسی مذہب کے مدرسہ میں اُسکو بھیج دیتے ہیں۔ وہاں وہ علم پڑھتا ہے۔ جس وقت عالم ہو جاتا ہے تو پھر اُس کو مشغول کرتے ہیں۔ اُس اطراف میں خانقاہیں ملک تجارت کی وجہ حلال سے ہیں بیت المال کی وجہ سے نہیں ہیں۔ خانقاہوں کے نیچے دکانیں وقف کی ہیں۔ ان کے محاصل کو وقف کیا ہے۔ اُن دکانوں کا خراج خانقاہ میں خرچ ہوتا ہے۔ جاہل عامی کو چاہیئے کہ مشغول نہ ہو اپنے کسب وکار میں رہے۔ پانچوں وقت کی نماز پڑھے ذکر کرے اور خیر کرے بعد اسکے فرمایا اگرچہ کسی شخص کا مقام عالی ہو جائے مقرب بن جائے تکالیف شرعیہ

فائدہ: تکالیف [illegible] کا ارتفاع محبت سے نہیں

ہرگز اُس سے اُٹھا نہیں لی جاتی ہیں بلکہ اور زیادہ ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ تکالیف یعنی امر و نہی کو پیغمبر دل سے تو اُٹھایا ہی نہیں جو کہ افضل خلائق ہیں۔ تو جو لوگ اُن سے کم رتبہ ہیں اُن سے کب اُٹھا دیگے

التکالیف لا ترتفع عن المحب بالمحبۃ بل یزداد تطوعا ترولا یبلغ الولی قط مبلغ نبی من الانبیاء لان واحدا من الامۃ لا یکون ولیا الا بمتابعۃ نبیہ قولا و فعلا وحالا ولو خالف نبیہ بواحد منھا لا یکون ولیا قط بل یکون مبتدعا یعنی محب سے بسبب محبت کے اوامر و نواہی اُٹھا نہیں لئے جاتے ہیں۔ بلکہ اُس کے نوافل روزہ و نماز و تسبیح و تلاوت و خیرات و حسنات وغیرہ اور زیادہ ہو جاتے ہیں اور کوئی ولی کسی نبی کے درجے کو کبھی نہیں پہنچتا ہے اسلئے کہ امت میں سے کوئی شخص ولی نہیں ہوتا ہے۔ مگر بسبب پیروی اپنے پیغمبر کی گفتار و کردار میں اور اگر ان میں سے کسی بات میں اپنے پیغمبر کی مخالفت کرے تو وہ ہرگز ولی نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ وہ مبتدعی ہوتا ہے اور اہل بدعت کو ولایت کا مرتبہ نہیں دیتے ہیں۔ زیرا نچہ نبی در قول و فعل و حال بود[1] سے جلی سنتہ و یا رجی خفی پس ہمہ صواب بود پس این فقیر را فرمودند فرزند من محمد یہ ایضا نبیرۂ محترم سیاحامد اطال اللہ عمرہ اپنے دادا کی خدمت میں باب حج سے ہدایہ کا سبق پڑھ رہا تھا۔ ۱ لہم واجب علی المسلمین

---

[1] اصل میں ایسا ہی ہے شاید رجی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

لاحرار العقلاء والاصحاء البالغين اذا قدروا على الزاد والراحلة وكان الطريق امنا فرضا يا الحج واجب اى فرض ويجوز استعمال الواجب مقام الفرض لكن بمعنى الفرض لان بعض الواجبات عند البعض فرض كتعديل الاركان وامثاله یعنی حج کو واجب کہا یعنی فرض استعمال واجب کا بجائے فرض کے جائز ہے لیکن بمعنی فرض کیونکہ بعض کے نزدیک بعض واجبات فرض ہیں جیسے تعدیل ارکان اور مثل اس کے وقید بالاحرار حتی یخرج العبید وقید بالعقلاء حتی یخرج المجانین وقید بالبالغين حتى يخرج الصغار ولو كانوا مراهقين لان الخطاب لهم فلا فرض لهم وقيد بالزاد والراحلة وامن الطريق تمسكا بقوله تعالى ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا اى الزاد والراحلة وامن الطريق ونفقة الاهل لو كان الاهل وعند الشافعى رحمه الله تعالى ان كان بحيث استطاعة المشى ماشيا فعليه الحج فرض یعنی مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلمین کی قید لگائی تاکہ کافر خارج ہو جائیں احرار کی قید اس لیے لگائی کہ غلام نکل جائیں یعنی حج آزاد لوگوں پر واجب ہے۔ غلاموں پر نہیں ہے۔ عقلاء کی قید لگائی تاکہ مجنون دیوانے نکل جائیں۔ یعنی حج عقل والوں پر فرض ہے دیوانوں پر نہیں ہے۔ اصحا کی قید اسلئے لگائی کہ بیمار لوگ خارج ہو جائیں بالغوں کی قید لگائی تاکہ چھوٹے عمر کے نکل جائیں۔ اگرچہ مراہق قریب

بہ بلوغ ہوں یعنے حج خاص بالغوں پر فرض ہے نابالغوں پر فرض نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مخاطب نہیں ہیں زاد وراحلہ کے، اور امن طریق کی قید اسلیئے لگائی کہ اللہ تعالی کے اس قول سے تمسک کیا ہے کہ واسطے اللہ کے ہے حج خانہ کعبہ کا لوگوں پر جو شخص کہ استطاعت وطاقت رکھے۔ طرف اُس کی راہ کے، مفسرین نے استطاعت کی تفسیر زاد وراحلہ کے ساتھ کی ہے یعنے اس سے مراد توشہ وسواری ہے، جو کہ قابل سوار ہونے کے ہو، جیسے گھوڑا، خچر، اونٹ، گدھا گدھر، گاڑی، پالکی، ڈولہ اور مانند اسکے دوسری شرط امن طریق ہے یعنے چوروں رہزنوں وغیرہ سے راہ کا امن ہو ایک یار نے اصحاب عالی میں سے عرض کیا کہ دریا کی راہ امن ہے یا نہیں جواب فرمایا کہ راہ دریا کی امن نہیں ہے۔ جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے ؎

ثلثۃ لیس لہا امانٌ البحر والسلطان والزمانُ

یعنی تین چیزیں ہیں کہ اُن سے امن وامان نہیں ہے ایک تو دریا میں جہاز وکشتی کا چلنا شاید کوئی مخالف ہوا مار سے تو خراب کر ڈالے سب کو ڈبو دے دوسرے بادشاہ کہ اُس سے بھی امن نہیں ہے۔ اگرچہ قرب ہو کبھی خفگی کرے کبھی لعنت کرے کبھی سلب کر لے کبھی شغل سے معزول کر ڈالے اور مثل اس کے تیسرے زمانہ کہ اس سے بھی امین نہ ہونا چاہیئے۔ شاید کسی وقت میں غنی ہوں۔ کوئی اور وقت آجائے تو فقیر کر دے یا جدائی ڈال دے اور مثل اسکے جیسا کہ

کسی قائل نے کہا ہے ؎

کنا کزوج حمامة فی ایکة متمتعین بسلامة وشباب
جاء الزمان بنا وفرق بیننا ان الزمان مفرق الاحباب

یعنی ہم ایسے تھے جیسے جوڑا کبوتر کا گنجان درختوں میں۔ لذت و جوانی سے متمتع و منتفع ہو رہے تھے کہ زمانہ آیا اُس نے ہمارے درمیان میں جدائی ڈال دی۔ بیشک زمانہ احباب کا جدا کرنے والا ہے

بعد اس کے فرمایا کہ فقیر پر حج واجب نہیں ہے خلافاً للشافعی لیکن جب قصد کرے۔ باہر نکلے۔ تو واجب ہو جاتا ہے۔ اگرچہ فقیر ہو۔ اسلیے کہ نادر ہو گئی اور نذر واجب ہے۔ بسبب ترک کے آثم و گنہگار ہو گا جس وقت چلا جائے تو حج ادا کر لے۔ گردن سے فرض ساقط ہو جائیگا۔ ہدایہ میں نقل کیا ہے۔ اسلیے کہ نفس استطاعت موجود نہ تھے۔ اور وہ فریضہ ہے اور جب یہ فقیر تونگر ہو جائیگا تو پھر اُس پر واجب نہیں ہے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزندمن این تقریر غریب واشعار عربی کہ گفتم نویسید۔

الصبا روز نامہ کوہ چہار شنبہ ششم ماہ مذکورہ ذی الحجہ

کو یہ فقیر حجرۂ خلوت سے وقت چاشت کے خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا۔ نبیرہ مخدوم سید حامد طال عمرہٗ خدمت میں قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ آیت کریمہ یہ تھی انہ من یأت ربہ مجرما فان لہ جھنم

لایموت فیہا ولایحیی ہمارے نے عرض کیا کہ لایموت ولایحیی کے کیا معنی ہیں جواب فرمایا لایموت حتی یمات خلص من العذاب ولیفنی ولایحیی ترذلک کما قیل ہے

ولا تفنی الجحیم ولا الجنان ۔ وما اھلوھما اھل انتقال

یعنی دوزخ وجنت فنا پذیر نہ ہوگی اور نہ اُن کے لوگ وہاں سے انتقال کریں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خالدین فیہا ولا یحیی من جہاۃ شدۃ العذاب والعقوبۃ ولایکون العیش لذ فیہا لایموت کے یہ معنی ہیں کہ اگر دوزخی مرجاتے تو عذاب وعقوبت سے خلاصی پاجاتے اور فنا قبول کرتے، حالانکہ فنا روا نہیں ہے وہ تو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا ولا یحیی کے یہ معنی ہیں کہ عیش نہ ہوگا بلکہ شدت عقوبت پر روز سخت تر ہوگی این معنی بگیر ید

ایضاً گفتگو محبت میں تھی

فرمایا کہ جس وقت محب محبوب کی محبت میں مغلوب ہوتا ہے تو خود سے فانی دوست کے ساتھ باقی ہو جاتا ہے ۔

فانی ز خود و بہ دوست باقی ۔ این طرفہ کہ نیستند ہستند

مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ کسی نے مجنوں سے کہا یا مجنون ما اسمک قال لیلیٰ یعنی اے مجنوں تیرا کیا نام ہے تو کہا لیلیٰ میرا نام ہے ۔ خود سے مغلوب ہو گیا ۔ دوست کی جان

باقی رہی۔ بعد اس کے فرمایا کہ منصور حلاج کے انا الحق کہنے میں ایک قول یہ ہے کہ وہ مغلوب ہوا۔ خودی سے فانی ہو گیا۔ نام محبوب کا کہتا تھا۔ کہا انا الحق، اس طرف میں نے منصور کے انا الحق کہنے میں تین قول سنے ہیں۔ ایک قول تو یہی تھا جو میں نے کہا دوسرا قول یہ ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے حکایت کرنے والا تھا اس کا نام لیتا تھا۔ یہ درست ہے کیونکہ انہی احادیث صحیحہ نبوی کلمات قدسیہ کی حکایۃ عن اللہ ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ کان المنصور علی المنبر واعظا للناس سمع ھذا النداء من یفدی لنا روحہ فقال انا الحق ای انا الثابت بفداء روحی بھذ المعنی وھذا القول وافق قول الفقہاء یعنی ایک روز منصور حلاج منبر پر خلق کو وعظ و نصیحت کہہ رہے تھے۔ اثنائے وعظ میں یہ ندا سنی۔ اللہ تعالیٰ نے آواز پیدا کر دی۔ کیونکہ وہ صوت والحان سے منزہ ہے۔ وہ ندا یہ تھی۔ کون ہے کہ ہمارے واسطے اپنی جان نازنین کو قربان کرے منصور نے باآواز کہا کہ انا الحق اے الثابت یعنی میں اپنی جان کے فدا کرنے پر ثابت ہوں۔ حق بمعنی ثابت بھی آیا ہے جس طرح کہ اللہ پاک کے اس قول میں وارد ہوا ہے ویحق اللہ الحق بکلمٰتہ ولو کرہ المجرمون ای یثبت اللہ الحق بڑا عجیب قول ہے فقہا کے قول کے بھی موافق ہے بعد اس کے فرمایا کہ اس وقت کے مشائخ نے پوچھا جیسے حضرت جنید بغدادی و حضرت معروف کرخی و حضرت

ذوالنون مصری اور مشائخ دیگر منجملہ سالکان طریقت ان سب نے
یک قلم فتویٰ دیا۔ ان سے پوچھا کہ تم نے کیوں منصور کے مارنے
کا فتویٰ لکھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے اس واسطے فتویٰ دیا
کہ اس کا دعویٰ راست و درست ہو جائے۔ کیونکہ اس نے کہا
انا الحق ای الثابت بقاء روحی یعنے میں ثابت ہوں اپنی جان
کے فدا کرنے پر اور فدا نہیں ہوتا ہے۔ مگر ساتھ مارنے کے فرمایا
کہ آیہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کے اس طرف میں سے
عجب معنی سنے ہیں۔ کہ کسی تفسیر میں نہیں ہیں۔ نہ کوئی مفسر جانتا ہے
وہ یہ ہیں لن تنالوا لقاء اللہ تعالیٰ حتی تبذلوا ارواحکم بما ھذہٖ
یعنے تم ہرگز نہ پہونچوگے۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار کو، یہاں تک کہ
صرف کرو اپنے عزیز نازنین جانوں کو خنجر مجاہدے سے ولا
یحصل اللقاء الا بالموت لقولہ علیہ السلام الموت جسر یوصل
الحبیب الی الحبیب یعنے لقا حاصل نہیں ہوتی ہے مگر موت سے اور
جس شخص کا نفس دنیا ہی میں مرجاتا ہے تو وہ دنیا ہی میں دل کی آنکھ
سے اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے۔ روحانی ہو جاتا ہے۔ نفسانی بالکل
مرجاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ موت ایک
پل ہے وصال کرتا ہے دوست کا طرف دوست کے حکایت
بعد اس کے فرمایا کہ ایک دن مجنوں کا باپ مجنوں کو خانہ کعبہ میں لے
گیا اور کہا یا بنی قل یارب بحق ھذا البیت الحرام و بحق ھذا الحجر

کیونکہ نفس بالکل مرجاتا ہے۔

الاسود ازح عن قلبی حب لیلیٰ قال المجنون علیٰ عکس ذلک یارب
لا تزح عن قلبی حُبَّ لیلیٰ بل زدہ یعنی بیٹا تو یوں کہہ کہ اے میرے
رب بحق اس خانہ کعبہ کے اور بحق اس حجر اسود کے میرے دل سے
لیلیٰ کی محبت کو دور کر دے۔ مجنوں نے برعکس اس سے کہا کہ اے
میرے رب تو میرے دل سے لیلیٰ کی محبت کو دور مت کر بلکہ اس کو
زیادہ کر۔ اس کا باپ بے چارہ حیران ہو کر لوٹ آیا بعد اس کے فرمایا
یہ تو مجازی میں ہے کہ مجنوں لیلیٰ کی محبت زیادہ چاہتا ہے اگر کوئی
شخص حقیقت میں باری تعالیٰ کی محبت پر کہ جس کا بندہ ہے اور
عدم سے وجود میں اس کو لایا ہے زیادہ محبت چاہے تو کچھ عجب
نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین اٰمنوا اشد حبا للّٰہ
روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من ایں قدر ما
کہ تقریر کردم و بر سر قول انا الحق گفتن منصور و بیان آیہ لن تنالوا البر
و قول مجنوں کہ گفتم بگیر یا عجیب است الحمد لنا مولانا اشرف الدین
مخلص نے مع فرزند کے مخدوم کے پابوسی حاصل کی۔ فرزند نے
عرض کیا کہ بندہ زادے مشارق کی ایک حدیث شریف واسطے
برکت کے خدمت میں پڑھیں۔ قبول کیا اور فرمایا پڑھیں شروع کیا
حدیث اول کھی قال علیہ الصلوٰۃ والسلام من اٰمن باللّٰہ
و رسولہٖ اقام الصلوٰۃ و صام شھر رمضان ادخلہ الجنۃ و ھاجر
فی سبیل اللّٰہ او جلس فی ارضہ التی ولد فیھا فرمایا المراد ای

بہا جرمن مکۃ الی المدینۃ الی الرسول اولعہا جرمن مکۃ الی المدینۃ یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایمان لاوے اللہ اور اُس کے رسول پر اور قائم رکھے نماز کو اور روزے رکھے ماہ رمضان کے تو داخل کرے اُس کو اللہ بہشت میں ہجرت کرے اللہ کی راہ میں یا بیٹھا رہے اپنی اُس زمین میں کہ جس میں پیدا کیا گیا ہے۔ مراد اس سے ہجرت ہے مکے سے طرف مدینہ منورہ کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے، تو یہ کہ مسافر ہو فرمایا اس کا کیا بھید ہے کہ وحج البیت واتی الزکوۃ نہ فرمایا یعنی اور حج کرے اور زکوٰۃ دے حالانکہ یہ دونوں بھی فرض ہیں۔ دعا گو نے اس طرف کے محدثوں سے ایک بات سنی ہے کہ ہندوستان میں ہرگز نہ سُنی تھی۔ وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث شریف شروع اسلام میں فرمائی ہے۔ اُس وقت نماز روزہ فرض تھا۔ زکوٰۃ و حج اُس زمانے میں فرض نہ ہوا تھا یہ دونوں آخر اسلام میں فرض ہوئے ہیں جبکہ اسلام نے قوت پائی اور جم گیا۔ اس لئے آپ نے صرف نماز و روزے کا ذکر فرمایا قاری یعنی پڑھنے والے نے عرض کیا کہ اس حدیث شریف کے حاشیہ پر اس کتاب کی شرح سے شارح نے یاں عبارت لکھا ہے ہذہ الخلتۃ یعنی الایمان باللہ والصلوۃ والصوم علی کل مسلم تتناول الفقیر والغنی والحج والزکوۃ مقید بشرط ہما لتعلق الیسار یعنے یہ باتیں اللہ و رسول

پر ایمان لانا نماز پڑھنا روزہ رکھنا ہر مسلمان پر ہیں فقیر وغنی دونوں کو شامل ہیں رہا حج و زکوٰۃ سو وہ مقید بشرط غنا ہیں۔ جواب فرمایا کہ یہ قول کسی نے اجتہاد سے بقیاس لکھا ہے۔ رہا قول منقول، سو دعا گو اُس طریقے کے محدثوں سے سماع رکھتا ہے۔ انکا اسناد حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے کہ جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث شریف فرمائی شروع اسلام تھا اور اُس وقت وہی ایمان و نماز و روزہ فرض تھا زکوٰۃ و حج آخر کو فرض ہوا ہے جبکہ اسلام نے قوت پائی اور ان دونوں کے اول فرض نہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ تو نو لوگ اتنی کہ زکوٰۃ دینی چاہیئے اور حج کرنا چاہیئے تو وہ ایمان نہ لاتے، مشکل سمجھتے، یہ قول منقول ہے، اور وہ قول قیاس ہے والقیاس متروک بالمنقول اجماعاً یعنے جب نقل مل جاتی ہے تو قیاس متروک ہو جاتا ہے جس وقت نقل نہیں ہوتی ہے تو قیاس واجب مجتہدوں کا درست ہے باجماع۔ بھائیو اس قول کو لو۔ چاہیئے کہ اس قول کو حاشیہ و شرح میں لکھو۔ حدیث شریف مذکور میں ایک فائدہ بیان فرمایا وہ یہ ہے کہ جس وقت لفظ ایمان کا تعدیہ حرف با سے ہوتا ہے، تو اُس کے معنی تصدیق فی حق اللہ کے ہوتے ہیں جیسے من آمن باللہ و مؤمن باللہ اور جب تعدیہ اُس کا حرف لام سے ہوتا ہے تو اس کے معنی تصدیق فی حق غیر اللہ ہوتے ہیں

پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من این تقریر و قول منقول این حدیث بگیر مایہ غریب است بعد اسکے فرمایا فرزند من سبق پڑھ ترتیب اس باب میں تھی۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہ قال من صلی رکعتین یقرأ فی کل رکعۃ ام الکتاب وقل ھو اللہ احد ست مرات یحسن رکوعھا وسجودھا بنی اللہ تعالی لہ قصرا فی الجنۃ من لؤلؤ بیضاء علی عمود من یاقوت احمر فیہ سبعون الف غرفۃ ومن قرأھا خمس مرات وھو فی سوقہ او فی حاجتہ بنی اللہ تعالی لہ قصرا من لؤلؤ بیضاء علی عمود من یاقوت احمر فیہ اربعۃ عشر الف غرفۃ ومن قرأھا مرۃ بنی اللہ تعالی لہ قصرا فی الجنۃ یعنے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کہ پڑھے دو رکعتیں ہر رکعت میں فاتحہ ام الکتاب (ایک نام ہے فاتحہ کے ناموں سے، اس کے سات نام ہیں۔ اللہ پاک کا قول ہے ولقد اٰتیناک سبعًا من المثانی والقراٰن العظیم اور سورہ اخلاص چھ بار پڑھے۔ اچھا کرے اسکے رکوع وسجود کو یعنی تعدیل ارکان کرے، جس طرح کہ سنت نماز ہے۔ تو بنائے اللہ تعالیٰ واسطے اس کے ایک محل جنت میں سفید موتی سے ایک ستون پر یاقوت سرخ سے، اس میں ستر ہزار حجرے ہوں اور جو کوئی پڑھے سورہ اخلاص کو پانچ بار

اور وہ اپنے بازار میں یا اپنی حاجت میں ہو تو بناتا ہے اللہ تعالیٰ واسطے اُس کے ایک محل سفید موتی سے ایک ستون پر یاقوت زرد سے اُس میں چودہ ہزار حجرے ہوں فرق اس قدر ہے کہ اُس میں ستون یاقوت سرخ کا اور ستر ہزار حجرے اور اس میں ستون یاقوت زرد کا اور چودہ ہزار حجرے ہوں گے اور جو کوئی پڑھے سورۂ اخلاص کو ایک بار تو بناتا ہے اللہ تعالیٰ واسطے اُس کے ایک محل جنت میں برابر ہمارے ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی اسی درمیان میں پیرہ مخدوم پیارہ جامہ طال عمرہ خدمت میں پہنچا۔ شرف پابوسی حاصل کیا۔ اور بعادت قدیم مصحف شریف خدمت میں پڑھنے لگا۔ اور قرارت مخدوم سے صحیح کرتا تھا۔ اور آیت کریمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے میں تھی جو کہ نمرود نمرودیوں کے ساتھ گزرا ہے۔ قولہ تعالیٰ أأنت فعلت هذا بآلهتنا يا ابراهيم قال بل فعله كبيرهم هذا یعنے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو توڑ ڈالا تو اُنکو حاضر کیا نمرود و نمرودیوں علیہم اللعنہ نے، پوچھا اے ابراہیم کیا تو نے کیا یہ کام ہمارے خداؤں سے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے نہیں کیا ہے۔ بلکہ اس بڑے بت نے کیا ہے۔ اُس کو الزام دینے کے واسطے سالم چھوڑ رکھا تھا پس وہ بولے اے ابراہیم بیشک تو خوب جانتا ہے کہ اُن سے کوئی کام نہیں ہو سکتا ہے حضرت ابراہیم نے حجت کی کہ جس شخص سے کوئی کام

بھونے اُس کو کیا پوچھیں۔ اُن کا الزام دیا۔ مقصود یہی تھا۔ یہ قصہ مشہور
ہے۔ تیسرہ مخدوم سید حامد نے عرض کیا۔ بلی ذا سطے لفظی اول کا ام
بکے اور اخبارات کالی کے ہے۔ پس یہ کیونکر دروغ نہ ہوگا حالانکہ
پیغمبر معصوم ہیں جواب فرمایا کہ چار چیزیں کذب مستحسن ہے الکذب
قبیح وقد یحسن عند مصلحة عظيمة بل ثواب وهو الزام شخص
يكون على الباطل حتى يثبت الحق كالزام ابراهيم عليه السلام
او لدفع ظالم شخص يكون على الباطل او لارضاء الزوجة او
في الحرب یعنی جھوٹ قبیح ہے، اور کبھی حسن ہوتا ہے۔ وقت کسی
مصلحت عظیم کے، بلکہ ثواب ہے یعنی چار چیزوں میں مستحسن ہے
ان میں سے ایک یہ ہے کہ الزام دینا ایسے شخص کو جو کہ باطل پر ہے
تاکہ حق کو ثابت کرے۔ جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
نمرود لعین کو الزام دیا۔ دوسرے واسطے دفع کرنے ظلم کسی شخص کے
جو کہ باطل پر ہے، مثلاً اگر ایک شخص کسی ظالم کے خوف سے چھپ
گیا ہے اور دوسرے شخص کو اُس کا علم معلوم ہے۔ اس سے اگر
پوچھیں کہ فلاں کہاں ہے۔ یا فلاں کو تو نے دیکھا ہے۔ وہ کہے
کہ میں نہیں جانتا ہوں، تاکہ اُس ظالم سے امن پاوے۔ تیسرا واسطے
راضی کرنے بی بی کے مثلاً کسی شخص نے ایک لونڈی خریدی اور
کسی جگہ اُس کو رکھا اگر اُس کی بی بی نے پوچھا ہے کہ میں نے سنا ہے
کہ تو نے لونڈی خریدی ہے۔ خاوند کہے کہ میں تو تیرے عشق حسن

ف۔ چار چیزیں کذب مستحسن ہے

ہیں ایسا سے لیے خود ہوں کہ دوسرے کی مجھے یاد نہیں آتی ہے۔ اور تبسم فرمایا چوتھا لڑائی میں مثلاً لڑائی میں اگر کوئی شخص کسی کافر عاصی کو فریب دے کہ آمیں سے عہد کیا میں تجھے نہ ماروں گا۔ اور قید نہ کروں گا جس وقت وہ آجائے۔ اگر مصلحت دیکھے تو مار ڈالے۔ دروغ نہ ہوگا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایسا کیا ہے یہ چار چیزیں از روئے ظاہر دروغ ہیں۔ لیکن معنی میں مستحسن ہیں۔ بلکہ ثواب ملے گا۔ چاہیے کہ ان چار چیزوں کو چار محل میں نگاہ رکھے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من بنویسید اور اصحاب اعلیٰ سے فرمایا برادران بگیرید این نکتہ غریب است وبریں عمل کنید تا ثواب یابید۔

روز عرفہ وقت چاشت

اس فقیر کو حجرہ خلوت سے طلب فرمایا۔ خرقہ شیخ کبیر تجدید بیعت پہنایا۔ بعد اس کے خواجگان چشت کا خرقہ تبرک پہنایا۔ اور یہ دعا فرمائی الٰھی توجیہ بتاج السعادۃ والکرامۃ والتوفیق بالطاعۃ وانواع العبادۃ اور قصر بھی کیا۔ اور یہ دعا فرمائی الٰھی قصر املہ وحسن عملہ وحالہ وطول عمرہ مولانا فرید الدین سلمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا کہ سید علاء الدین بخی صاحب مخدوم کا ہے۔ اور مشغول واہل علم ہے۔ اور دادا شیخ کو نگاہ رکھتا ہے۔ فرمایا میں خوب جانتا

ہوں۔ دعا گو کے پاس صاحب رہتا ہے۔ سبق بھی پڑھتا ہے اور
سنتا ہے۔ اور دوالعین خلوت ہمارے ساتھ اور اسکے فرزند دوم
سید علاء الدین اہل علم ہے۔ پھر اس فقیر کو تبرک کثیر دیا۔ اور فرمایا
لے لے۔ کل عید کا دن ہے۔ ہجوم ہوگا۔ اس فقیر نے تبرک لیا۔
اور حجرۂ خلوت میں لوٹ آیا۔ ایضاً یہ فقیر روز عرفہ وقت چاشت کے
خدمت میں حاضر تھا۔ دوگانہ نماز جو کہ عرفے کے دن مروی ہے
چاہتے تھے۔ کہ اس کو شروع کریں۔ اوراد میں بھی تلاش کیا۔ تو اس
کو پایا۔ اور یہ حدیث شریف صحاح پڑھی۔ قولہ علیہ السلام من صلی
رکعتین یوم عرفۃ وقرأ فیھما فاتحۃ الکتاب سبع مرات وسورۃ
قل یا ایھا الکافرون ایضاً سبع مرات وقل ھو اللہ احد
سبعمائۃ مرۃ غفر لہ تمل من المشارق یعنے آپ نے فرمایا کہ جو
کوئی دو رکعت نماز عرفے کے دن ادا کرے اور ہر رکعت میں
فاتحہ سات بار اور قل یا ایہا الکافرون بھی سات بار اور قل ہو اللہ
احد سات سو بار پڑھے تو وہ بخشا جاتے مغفور لوگوں میں سے
ہو جاتے بعد اس کے فرمایا کہ تکرار فاتحہ کی نہ چاہیئے۔ مگر یہ کہ
مروی ہو۔ جیسے اس جگہ اس نماز میں اور صلوٰۃ اسمٰعیلؑ بھی شب
جمعہ میں مروی ہے۔ کہ سات بار فاتحہ دو نو رکعتوں میں پڑھیں پہلی
رکعت میں بعد فاتحہ کے قل یا ایہا الکافرون ایک بار اور دوسری
رکعت میں بعد فاتحہ کے اخلاص ایک بار پھر اس فقیر سے فرمایا

فرزندمن این حدیث صحاح است نہیں اوراس نماز کو ادا کریں
اور خود بھی شروع کی۔ یہ فقیر حجرۂ خلوت میں لیٹ آیا۔ الغرض روز
عرفہ میں نماز ظہر سے جس وقت فارغ ہوئے تو بعض اصحاب
اعلیٰ خدمت میں حاضر تھے۔ جیسے خواجہ طیب طیب اللہ وقتہ
اُن سے پوچھا کہ اورادمیں نماز تعریف کو مخدوموں نے کس طرح
ادا کیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ نماز تعریف کی سر برہنہ مروی
ہے۔ فرمایا کہ اس سے پہلے دعا کو کبھی کبھی ہاتھ باندھ کر پڑھا تھا۔
اس واسطے کہ بعض عوام لوگ غلطی میں پڑیں اب میں نے جگہ
خوب دیکھا کہ مخدوموں نے اس نماز تعریف کو سر برہنہ پڑھا ہے
فرمایا این نماز ہم بریں جملہ مکشوف الراس مروی سنت روایت میں
ہے لو صلوا مکشوف الراس للاستخفاف والحقارة والاستحیاء
من الضیف یکرہ فی جمیع الصور المذکورة وان کان مکشوف
الراس للتضرع والابتہال والمسکنة والمخافة لا یکرہ وھذا
عندنا فاما عند المذاھب الاخر لا یکرہ مکشوف الراس لاسیما
صلوٰة التعریف فانہا بکشف الراس وفیہا التضرع والخشوع
والخضوع والابتہال والبکاء والمسکنة والمخافة وقد روی
ان ابن عباس رضی اللہ عنہما صلی التعریف یوم عرفة مع الناس
فی البصرة اس فقیر سے فرمایا فرزندمن روایت لکھ لو۔ یعنی اگر سر
برہنہ نماز پڑھیں واسطے ہلکا سمجھنے اور حقیر جاننے نماز کے اور

واسطے راحت لینے اور سردی حاصل کرنے کے ہو تب تو البتہ ان
سے تو ان ساری صورتوں میں مکروہ ہے اور اگر سر برہنہ نماز پڑھنے
واسطے تضرع و زاری و خشوع و بیچارگی و شکستگی و مسکنت و انکسار و خوف
کے ہو تو مکروہ نہیں ہے یہ مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے
اور دیگر مذاہب کی بنا پر ہر حال میں اگر فرض و نفل کو سر برہنہ پڑھیں
تو مکروہ نہیں ہے اور یہ مکروہ اتفاقی نہیں ہے مکروہ اتفاقی ہے
عادۃً واجب ہے خاص کر نماز تعریف کہ وہ تو سر برہنہ ہی مروی ہے
اور اس میں تضرع و ابتہال و زاری و انکسار و شکستگی جو ہے لہٰذا اس کے
اصحاب سے پوچھا وقت وسیع ہے ہم توقف کریں تاکہ شہر کی
خلق پہنچ جائے اس وقت تک ہزار بار قل ہو اللہ احد پڑھیں
روز عرفہ میں بھی مروی ہے من قرأ یوم عرفۃ سورۃ الاخلاص
الف مرۃ فکانما حج واعتمر یعنی جو شخص عرفہ کے دن سورۃ اخلاص
کو ہزار بار پڑھے تو گویا وہ ایسا ہے کہ حج و عمرہ بجا لایا ہے۔ اصحاب
نے فرمایا، بھائیو اس کام کو ہم جانتے ہیں۔ نہ چاہیے کہ ہزار بار سورۃ
اخلاص کا پڑھنا فوت ہو جائے۔ جب تمام کر لیں گے تو نماز
تعریف میں شروع کریں گے باواز بلند قل ہو اللہ کو شروع کیا۔
اصحاب کے ساتھ پڑھا جب تمام کر دیا اور اصحاب سے پوچھ لیا
کہ تم نے تمام کیا تب نماز تعریف میں شروع فرمایا۔ سر مبارک سے
پگڑی اتار کر آگے رکھی۔ سر کو برہنہ کیا۔ سارے اصحاب نے بھی سر کو

برہنہ کیا۔ بہت شوق وذوق سے نمازِ فروع کی جس طرح کہ اوراد میں ہے۔ چھ رکعتیں اس طریق سے پڑھیں کہ اول رکعت میں سورۂ انبیاء دوسری میں سورۂ حج، اور چار رکعتوں میں پچاس بار سورۂ اخلاص۔ جب سلام پھیرا تو ویسے ہی سر برہنہ جانماز پر کھڑے ہوتے۔ عرفے کے دن جو دعائے مطول کہ بعد نماز تعریف کے اوراد میں ہے اُس میں مشغول ہوئے۔ اور اصحاب سے فرمایا کہ جس شخص نے حج نہیں کیا ہے۔ تو وہ بجائے اَتَحْنَا کے سَنَأتِیہِ پڑھے اور بجائے حَجَجْنَا کے سَنَحُجُّ کہے۔ اسلئے کہ بلفظ ماضی کا ہے محتمل کذب ہوگا۔ بلفظ استقبال پڑھے۔ یعنے دعا یا اس نیت سے کہ میں حج ادا کرونگا اور جس شخص نے حج کر لیا ہے وہ ویسا ہی اتحنا وحججنا پڑھے بھا ہو اس کو لو اور ایسا ہی پڑھو دعا کے پڑھنے میں تضرع وبکا وشوق وذوق وو جا بہت تھا۔ اور اُن کے برکت سے اصحاب کو بھی تھا۔ جب مخدوم اوام اللہ برکاتہ نے دعا تمام فرمائی تو اول وآخر ذکر شروع کیا۔ ہاتھ باندھ کر باادب تمام جس طرح کہ نماز میں باندھتے ہیں کلمہ لا الہ الا اللہ کو مد کے ساتھ۔ اس طرح کہ دم بدم لا الہ کو کھینچتے تھے اور بائیں جانب سے سیدھی جانب کو لے جاتے تھے اور اثبات الا اللہ کو بائیں طرف القا کرتے تھے۔ اور اصحاب عالی بھی متابعت کرتے تھے۔ جس طرح کہ بعض اصحاب کو تلقین ذکر کی فرمائی تھی۔ اسی طریق سے ۳۳ بار کیا۔ بعد اس کے کلمہ لا الہ الا اللہ

بسرعت شروع کیا۔ پس چند بار کے اللہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہوئے
ایک شور اٹھا۔ یہ فقیر دیکھتا تھا۔ اور طریقہ مخدوم کے ذکر کرنے کا
سیکھتا تھا۔ البتہ بکار جنبش و شوق و ذوق و وجد ذکر میں تھا۔ نرم نرم
جنبش کرتے تھے۔ نہ ویسے کہ بعض لوگ اس جگہ کر رہے تھے دیر
تک ذکر کیا۔ بعد اس کے اپنی جگہ بیٹھے۔ اور وہاں سے تجاوز
نہ کیا۔ چند بار ذکر کلمہ لا الہ الا اللہ کا باتہ ہمراہ اصحاب کے بطریق
طرق کیا۔ یعنی سر نیچا کر کے اور محمد رسول اللہ پر ختم کیا اور ہاتھ اونچے
اٹھائے۔ اور یہ دعا پڑھی بعد صلوات کے اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَا ذَاکِرِیْنَ
وَاَمِتْنَا ذَاکِرِیْنَ وَابْعَثْنَا ذَاکِرِیْنَ وَاحْشُرْنَا فِیْ زُمْرَۃِ الذَّاکِرِیْنَ
اَللّٰھُمَّ اَحْیِ قُلُوْبَنَا بِذِکْرِکَ وَاَنْ تَجْعَلَنَا مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ لَدَیْکَ
وَالْوَاصِلِیْنَ اِلَیْکَ وَاَنْ تَخْتِمَ اُمُوْرَنَا بِالْاِیْمَانِ وَاَنْ تَجْعَلَ
عَاقِبَۃَ اُمُوْرِنَا بِالْخَیْرِ وَاَنْ تَقْضِیَ حَوَائِجَنَا وَحَوَائِجَ الْمُحْتَاجِیْنَ
الْمَسْرُوْرَۃَ رَبَّنَا اِذَا تَوَفَّیْتَنَا تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِیْنَ
وَصَلِّ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِکَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاَصْحَابِہٖ وَالتَّابِعِیْنَ
بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا مَوْلَانَا وَسَیِّدَنَا اَیْضًا لقمر عید کی رات
میں بعد ادائے نماز عشا کے چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھی۔
جس طرح کہ اوراد میں ہے ہر رکعت میں فاتحہ و اخلاص و معوذتین
ایک ایک بار۔ بعد فراغ کے سبحان اللہ والحمد للہ تا آخر ستر بار کہا۔ صبح
در شب دوگانہ اولی سنت ادا فرمایا کہ شیخ کبیر قدس اللہ سرہ کی خانقا

میں بھی یہ نماز جماعت سے پڑھتے ہیں اور عید کی رات میں اعتکاف سے باہر نہیں آتے اور فرمایا کہ اپنے واسطے اور یاروں کے واسطے عیدی مانگتا ہوں۔ اور ہر سال کی خیر چاہتا ہوں۔ رسم ہے کہ ہر شخص اپنے والے سے عیدی مانگتا ہے۔ ہم اپنے والے سے مانگتے ہیں جب نماز تہجد سے فارغ ہوئے تو بارگاہ الٰہی سے اس طرح عیدی کی درخواست کی اور اول و آخر درود شریف پڑھا اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُکَ اَنْ تَجْعَلْنَا مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ لَدَیْکَ وَالْوَاصِلِیْنَ اِلَیْکَ وَالَّذِیْنَ اعْتَنَقُوْا مَعِیَ وَاَصْحَابِیْ اَنْ تَجْعَلَھُمْ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ لَدَیْکَ وَمِنَ الْوَاصِلِیْنَ اِلَیْکَ وَاَنْ تَخْتِمَ اُمُوْرَ ھُمْ بِالْاِیْمَانِ وَاَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَۃَ اُمُوْرِھِمْ بِالْخَیْرِ وَاَنْ تَقْضِیَ حَوَائِجَھُمْ حَوَائِجَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُحْتَاجِیْنَ وَالْمُحْتَاجَاتِ الْمُشْرِفَۃَ ھٰذِہٖ بِھِمْ مَالَکَ وَکَرَمِکَ یَا مَوْلٰنَا وَسَیِّدَنَا جس وقت عید الفطر کی صبح صادق ہوئی تو صبح کی نماز ادا کی جب لوگ وقت تمام سے وردوں سے فارغ ہوئے تو طلوع آفتاب سے پہلے مصلے سے اُٹھے۔ اندر گئے۔ اور غسل کیا۔ جلد باہر آ گئے۔ آفتاب کسی قدر بلند ہو گیا تھا۔ پس پالکی پر سوار ہوئے عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ یہ فقیر اور برادر فقیر و اصحاب اعلیٰ درام علیہم ہمرکاب سعادت آں صاحب سیادت روانہ ہوئے تکبیر کہتے جاتے تھے۔ اور یاروں کو تکبیر کہنے پر برانگیختہ فرماتے تھے۔ اور راہ میں آہستہ چلتے تھے۔ یہاں تک کہ

نماز گاہ کے نزدیک پہنچے۔ اُترپڑے تازہ وضو کیا۔ ریش مبارک میں کنگھی فرمائی۔ بعد اس کے مسجد نماز گاہ میں حاضر ہوئے۔ کچھ بھیڑ نہ تھا۔ چند لوگ پہونچ گئے تھے۔ محراب کے روبرو اول صف میں بیٹھے جو اوراد کہ بعد ادائے نماز صبح کے مروی ہیں اُن کو پڑھتے تھے۔ پڑھتے پڑھتے مسبعات عشر میں پہونچے۔ روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور اصحاب اعلےٰ کے لائے۔ ایک فائدہ بیان فرمایا بھائیو سنو شروع میں استعاذہ پڑھو اور فاتحہ و چاروں قلوں میں ہر بار بسم اللہ پڑھو اور آیۃ الکرسی میں ہر بار استعاذہ پر کفایت کرو بسم اللہ کہنے کی اُس میں حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں خطاب فرمایا ہے واذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم اور تسمیہ یعنے بسم اللہ ہر سورہ کے سر پر نازل ہوا ہے۔ نہ سر پر ہر آیت کے فرمایا برادران ایں بسر مایہ دنیا میں حمل کنید خطیب دیر کے بعد نکلا لیے وقت ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ پہر چڑھ دن چڑھ گیا۔ فرمایا عجلوا الاضحی لاجل ضحایا کم یعنے عید کی نماز جلد پڑھو واسطے اپنے قربانیوں کے۔ کیونکہ وہ بیچاریاں قید میں بندھی ہوئی ہیں۔ جلد کرو کہ مراد کو پہونچیں اور اپنی چراگاہوں میں خرام کریں جن کو ان کے واسطے بنایا ہے اسی درمیان میں حسن خادم کو طلب کیا اور فرمایا کہ داروغہ مطبخ سے کہہ دو کہ جس وقت سلام پھیریں تو جلد جائے اور قربانی کر ڈالے۔ اور کھانا تیار کرلے تاکہ اُس قربانی سے ہمراہ

بازوں سے افطار کریں اسلئے کہ یہ مستحب ہے۔ اسی اثنا میں خان جہان پہنچا۔ پابوسی حاصل کی پوچھا کہ قبا مشروع ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ مشروع ہے پھر پوچھا کہ موئے قبا سوتی ہے یا ریشمی۔ اُس نے جواب دیا کہ سوتی ہے۔ فرمایا کہ نماز کے وقت جا چوڑے کہ کھول کر آگے ڈال دینا ورنہ نماز مکروہ ہوگی۔ اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول پاک ہے کہ دع شعرک یسجد معک یعنے آپ نے فرمایا کہ تو اپنے بال کو چھوڑ دے۔ کہ وہ تیرے ساتھ سجدہ کریں اور عقص مت کرو یعنے بالوں کو مت باندھو بعض نادان ابریشم پہن کر نماز پڑھتے ہیں ایسی نماز مکروہ ہے قبول نہیں ہے۔ ایسی نماز کو اُس کے منہ پر مارتے ہیں۔ حالانکہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور استغفار و توبہ یا دوسرا کام کر رہا ہے۔ جب تک کہ وہ پہنے ہوئے ہے تب تک کراماً کاتبین فرشتے معصیت لکھتے ہیں اُس نے واسطے تبرک کے لیا جو بھیجا تھا اُس کو ملبوس کیا۔ اور اُس کو دے دیا اسی درمیان میں صدر جہاں پہونچا۔ شرف پابوس حاصل کیا۔ اور عرض کیا کہ بعد ادائے نماز عید کے بندے کے گھر میں قدم مبارک لائیں اس بات کو قبول فرمایا بعد اس کے نماز شروع کی دوسری رکعت کی تکبیروں میں خطیب نے سہو کیا اُٹھتے ہی فاتحہ پڑھنا شروع کر دیا بعد فراغ کے سارے ائمہ و صدور نے مخدوم کی طرف توجہ کی کہ اب کیا کرنا ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ اعادہ کریں۔ کیونکہ عید کی

لہ کذا فی الاصل

تکبیریں واجب ہیں۔ والفتویٰ علیہ یعنے فتویٰ اس پر ہے لیکن چونکہ مجمع کثیر ہے اعادہ نہ کریں کیونکہ خلق فتنے میں پڑے گی۔ اگر جماعت قلیل ہوتی اعادہ کریں۔ اور یہ وہ محل ہے کہ مجمع کثیر ہے یعنے اسلیے اعادہ نہ کریں۔ لیکن نقصان ہے۔ مگر جائز ہے، پھر خطیب منبر پر چڑھا اور خطبہ پڑھا اور اتر آیا۔ مخدوم ادام اللہ برکاتہ نے اس فقیر کو اور اصحاب اعلیٰ کو اور لوگوں کو برانگیختہ کیا کہ چار رکعت نماز بعد نماز عید کے ادا کریں۔ اسلیے کہ سنت ہے جس طرح کہ اوراد میں ہے پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم اور دوسری رکعت میں والشمس، اور تیسری میں والضحیٰ، اور چوتھی میں الم نشرح، اور ایک روایت میں اخلاص معوذتین ایک ایک بار پڑھے مخدوم نے یہ چار رکعتیں بہ تشوار کی پڑھیں۔ اور اس فقیر نے بھی، چونکہ مخدوم کے پیچھے تھا عقب مخدوم میں ادا کیں خلق نے قدمبوسی کے واسطے ایسا شور کیا کہ منزل میں تغیر عام ہو گیا۔ اسی دم پالکی لائے، اسی جگہ نماز گاہ کے اندر ہی سوار ہو گئے۔ اور میرزا دیر ڈال دیا، باوجود اس کے بھی خلق ویسے ہی دوڑتی تھی۔ بعض لوگ تو ڈولہ کو چومتے اور بعض ڈولہ اٹھانے والوں کو چومتے تھے۔ مخدوم کے بعض خدام خلق کو ہنکا لتے تھے تاکہ ہلاک نہ ہو جائیں۔ صدر جہاں رکاب سعادت میں تھا۔ اپنے گھر میں اتارا۔ یہ فقیر اور اصحاب اعلیٰ ہمرکاب سعادت تھے ہم کو اندر لے گئے۔ وہاں تمام ائمہ و صدور و قضاۃ و علماء و خطباء و حکماء و مفتی

نماز چار رکعت بعد عید

لوگ اور اکابر اور عزیزان دیگر حاضر تھے۔ یہ فقیر و برادران فقیر اور اصحاب اعلیٰ خدمت مخدومی میں بیٹھے۔ ہر آدمی مجلس میں سے کہتا تھا کہ عید کی نماز میں کیا سہو ہوا۔ فرمایا کہ النسیان مرکب مع الانسان والانسان مشتق من النسیان پھر صدر جہان و صدر و لہ دیگر پر متوجہ ہوئے۔ فرمایا سنو ان مکبروں کو منع کرو۔ اس لئے کہ یہ لوگ اکبار لمن کہتے ہیں الف پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ لفظ کفر کا ہے اور اگر جان بوجھ کر کہتے ہیں تو خود بھی کافر ہوئے۔ ورنہ لفظ تو کفر کا ہے۔ نماز ان کی بلے شبہ تباہ ہوتی ہے۔ بسبب تغیر معنی کے اور وہ نہیں جانتے ہیں۔ لان الاکبار اسم من اسماء الشیطان یعنے اسلئے کہ اکبار ایک نام ہے شیطان کے ناموں سے۔ کوئی افعل تفضیل افعال کی وزن پر نہیں آتا ہے اور جبکہ یہ افعل تفضیل ہے تو اللہ اکبر کہیں، اکبار نہ کہیں اور تم سنتے ہو مانع نہیں ہوتے ہو۔ کتنی بار چلا کر دعا گو منع کرتا ہے بعض مواضع میں دیکھ لیا ہے۔ اکبر اچھی طرح کہتے ہیں جیسے کہ تحقیک لکھا ولایت سے اچھے ملتان میں۔ کیا مجال کہ کوئی اکبار کہہ سکے۔ دعا گو نے سب کو منع کر دیا ہے۔ اس جگہ ہمارے یہ چند جاہل کو مکبر و مؤذن کرتے ہیں جن کو علم کی خبر نہیں ہے۔ اگر علم ہو تو ہر گز ایسا نہ کہیں اگر متعلموں یعنے طالب علموں کو مؤذن کریں تو وہ ترتیب اذان و اقامت کی جانتے ہیں۔ فرمایا بعض فتاوی میں مذکور ہے ینبغی ان یکون المؤذن مفتیا یعنے مستحب یہ ہے کہ مؤذن مفتی ہو اور ایسا علم ہو کہ فتوی

دے اسی درمیان میں فرمایا کہ مدینہ مبارک میں مسجد مبارک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موذن شیخ مدینہ عبداللہ مطری قدس اللہ روحہ تھے۔ یہ بزرگوار دعاگو کے اُستاد تھے۔ میں نے چند کتابیں اُن سے پڑھی ہیں۔ سا نت صحاح احادیث اور عوارف۔ وہ مربی تھے۔ حق میں دعاگو کے تربیت بہت کیا کرتے تھے۔ جس وقت کہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دعاگو نے اعتکاف اربعین کیا۔ اور ایک اور شخص نے بمنت شیخ مدینہ یعنے اُن کے لحاظ وسفارش سے۔ کیونکہ دوسرے کسی آدمی کو اعتکاف اربعین کا وہاں نہیں کرنے دیتے ہیں مگر اعتکاف عشرۂ اخیر رمضان کا اسلیے کہ وہ سنت ہے۔ ساری مسجد شریف دس دن میں بھر جاتی ہے۔ ہر ستون کے پیچھے ایک معتکف ہوتا ہے۔ اعتکاف کا ایسا احیا کرتے ہیں یعنی ساری مسجد کو اعتکاف سے پُر کر دیتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ شیخ مدینہ ہر رات دو قرص افطار کے دعاگو کے واسطے لاتے۔ اُن بزرگوار سے دعاگو نے کہا عربی زبان میں کیف اٰکل وانا ارید ان اجاھد نفسی وھذا مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعظیمہ واجب قال یا ولد رسول اللہ ان لک ابنا ولک زوجۃ وانت ترید ان تروح الی وطنک فان لم تاکل ھذا فتصیر ضعیفا یعنے میں نے عرض کیا کہ میں دو قرص کیونکر کھاؤں حالانکہ میں تو چاہتا ہوں کہ اپنے نفس کا مجاہدہ کروں۔ تھوڑا کھاؤں اور یہ مسجد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس کی تعظیم واجب ہے

انہوں نے جواب دیا کہ اے فرزند رسول اللہ تیرے باپ زندہ ہیں اور تیری بی بی بھی ہے۔ اور تو چاہتا ہے کہ اپنے وطن کو جائے راہ دور ہے۔ پس اگر تو یہ نہ کھائیگا تو کمزور ہو جائے گا۔ اور اگر کھائے گا تو راہ چل سکے گا۔ تہجد کے بعد سحر کے وقت ایک ہاتھ میں چراغ دوسرے ہاتھ میں سحری کا کھانا لاتے، اور سبق پڑھانے میں سخت مشقتیں رکھتے تھے۔ بعد اس کے فرمایا کہ چند اور مصیبتیں بھی اس دیار میں پڑ گئی ہیں۔ دعا کر چاہتا ہے کہ دور ہو جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ دور ہو جائیں گی۔ جیسے ایک یہ ہے کہ قبر کے ــــ نزدیک کھانا فرمایا بعض فتاوی میں مسطور ہے اکل الماء عند القبور حرام وقیل مکروہ ہے یعنے قبروں کے پاس پانی پینا حرام ہے بعض نے کہا کہ مکروہ ہے۔ لیکن مکروہ تحریمی ہے۔ خصوصاً اس زمانے میں سیوم کے روز میت کی زیارت کے واسطے شربت و برگ و میوہ لے جاتے ہیں۔ اور کھاتے ہیں۔ اور کھانا بھی کھاتے ہیں۔ اور کوئی باک نہیں رکھتے ہیں۔ یہ جگہ تو عبرت کی ہے۔ عبرت کے واسطے اس کام کو ممنوع رکھا ہے اور فرمایا کہ صندوق لے جاتے ہیں۔ اور سیپارہ خوانی بھی کرتے ہیں۔ یہ بھی مکروہ ہے۔ بلکہ اور چیز بھی کرتے ہیں۔ ایک عمل حدیث صحاح کا ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من قال لا الہ الا اللہ مائۃ الف مرۃ وجعل الثواب للمیت غفر لہ وان کان موجبا للعقوبۃ یعنے جو کوئی لا الہ الا اللہ کو سو ہزار یعنے ایک

ف قبر کے نزدیک کھانا پینا حرام ہے ف [illegible]

لاکھ بار کہے اور اس کا ثواب میت کو بخشے تو وہ میت بخشا جائے اگرچہ لائق مغفرت ہی کیوں نہ ہو۔ فرمایا کہ مدینہ منورہ میں سو تسبیح ہزار ہزار دانے کی بنا کر صندوق میں رکھی ہیں۔ سو آدمیوں کو دیتے ہیں وہ لوگ کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں اور میت کو ثواب بخش دیتے ہیں۔ ذرا دیر میں تمام ہو جاتا ہے دعا گو نے بھی ہزار دانے کی تسبیح جمع کی ہے اس جگہ جو ہیں بعض زیارتوں میں گیا تو اسی پر عمل کیا مجرب ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس جگہ بھی معمول ہو جائے گا۔ حاضرین مجلس نے عرض کیا جبکہ قدم مخدوم کی برکت اس دیار میں پہنچی ہے تو جو بات زبان دُر بار گہر نثار سے نکلی ہے وہ ہو جائے گی۔ بعد اس کے صدر جہاں کے خالو سے پوچھا کہ جہت قبلہ کون طرف ہے۔ اُس نے بتا دی۔ تو اُٹھے۔ اشراق کی نماز شروع فرمائی اس لیے کہ عید کے دن نماز اشراق کے بعد عید کی ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ عید میں مکروہ ہے وهذا النوافل قبل اداء العيد مكروهة سواء كان في المصلى او في البيت بعد فراغ کے صدر جہاں شربت کا پیالہ لایا۔ فرمایا کہ عید الضحیٰ کے دن گوشت قربانی سے ادا کرتے ہیں۔ اس لیے کہ سنت ہے پھر دوسری چیز کھاتے ہیں۔ صدر جہاں نے ایک سیخ کباب سے کہ تیار کی کسی قدر اس سے اُٹھایا اور افطار کیا۔ اور فرمایا سب یاروں کو پہنچا دو۔ سب کو پہنچ گیا۔ پھر دستر خوان بچھایا گیا۔ جب طعام سے فارغ ہونے کے اُٹھے تو معذرت ہوئی اس بار الدین موسیٰ علیہ السلام

خدمت میں بجالایا گیا۔ اس فقیر کا اور یار اور عزیز کا بھی مقصد حاصل ہوا اپنے وجود مبارک کے استعمالی کپڑے عطا فرمائے اور تبرک کثیر دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایضاً شب سہ شنبہ دوازدہم ماہ مذکور وقت تہجد

یہ فقیر اور اصحاب اعلیٰ بھی خدمت میں حاضر تھے۔ فرمایا بھائیو دعاگو نے واقعہ میں دیکھا اور سُنا کہ تو اپنے یاروں کے واسطے دعا کرتا ہے اجعلھم من المقربین لدیک ومن الواصلین الیک سب مقرب ہو گئے۔ اور سب کو مقام شفاعت کا ہوا تیری دعا مستجاب ہوئی اور اسی رات میں اس فقیر نے بھی دیکھا تھا جب ہم نے یہ بشارت پائی تو ہم سب نے قدم بوسی کی۔ الحمد للہ۔

ایضاً بستم ماہ مذکور روز چہار شنبہ وقت چاشت

سلطان فیروز واسطے زیارت مخدوم کے آیا۔ اور ملاقات کی اور تعظیم تکریم بہت کی۔ یہاں تک کہ جس جگہ مخدوم تھے وہاں سے تجاوز کرنے نہ دیا۔ اور نیچے ہی بٹھایا۔ وھذا غایۃ التعظیم یعنی یہ نہایت درجے کی تعظیم ہے۔ مخدوم دامت برکاتہ نے یہ حدیث صحاح پڑھی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یا اباروزین اذا خلوت فاکثر ذکر اللہ وزر فی اللہ فانہ من زار فی اللہ شیعہ سبعون الف ملک ویقولون وھبنا الیہ

فذلک فضلہ یعنے آپ نے ابو رزین سے فرمایا یہ ایک صحابی تھے۔ اصحاب صفہ سے اسے ابو رزین جبکہ تو خلوت میں ہو تو خدا تعالیٰ کی یاد بہت کر۔ اور زیارت کر کسی بھائی کی واسطے خدا کے، پس بیشک جو شخص کہ زیارت کرتا ہے واسطے خدا کے تو مشایعت کرتے ہیں اس کی ستر ہزار فرشتے، اور نزول رحمت طرف اس کے دوڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم اس بندے کی طرف برحمت پہنچے تیرے واسطے، پس تو اس کو وصال دے فرمایا کہ اللہ کے واسطے زیارت کرنے کی یہ جزا ہے۔ تم دعاگو کی زیارت کے واسطے آئے۔ خدا تعالیٰ تمہاری جزا وصال دیوے۔ الکریم اذا وعد وفی ان وعد اللہ حق پس سلطان نے عرض کیا کہ یہ حدیث شریف مع ترجمہ کے مرحمت فرمائیں لکھی اور مجھے دی پھر مخدوم ادام اللہ برکاتہ نے جو کہنا تھا سب کہہ دیا۔ اور حسن عزیز دل کے لئے توقع رکھی تھی وہ بھی سب فرما دیا۔ جو کچھ فرمایا سب قبول کیا اور تیس اور چند آدمیوں کو کپڑے پہنائے بے جا استوار کھتے پھر لوٹ گیا۔ اور مخدوم کو آستانہ نردبان سے نیچے نہ آنے دیا اور قدم بوسی کی۔

ایضاً بست و سوم ماہ مذکور وقت نماز ظہر

شرف پابوس حاصل ہوا۔ خادم تعریف داد یعنے فلاں شخص آیا ہے فرمایا کہ فرزند مسیح علاء الدین ہے اس فقیر کا ہاتھ چوما اور قیام کیا۔ اور

بغل میں لیا۔ فرمایا آج سلطان دعاگو سے کہتا تھا کہ آپ کو وطن مبارک سے آئے دیر ہوتی ہے۔ میں آپ کو رخصت کرونگا۔ بسلامتی آپ بازگشت فرمائے گے۔ میں نے کہا حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ السلام لا تسافروا والقمر فی المحاق یعنے آپ نے فرمایا کہ تم سفر مت کرو جبکہ چاند نقصان وکمی میں ہو۔ یعنی اول ماہ میں سفر کرے آخر ماہ میں سفر نہ کرے ممنوع ہے کیونکر وداع کروں پس سلطان نے عرض کیا کہ جب محرم کا چاند دیکھوں تو بعد عشرہ محرم دعا خیر دے کے وداع کروں گا۔ ایضاً عوارف کا سبق فرما رہے تھے گفتگو مشیخت وارادت میں تھی۔ شیخ زادہ نجم الدین کنوزی خدمت میں عوارف کا سبق پڑھتا تھا۔ فرمایا لا اعتبار لاخذ الخرقۃ وانما الاعتبار لاخذ الخرقۃ بل الاعتبار لاخذ الصحبۃ یعنی خرقہ لینے کا کچھ اعتبار نہیں ہے اعتبار جو ہے سو وہ خرقہ لینے کا ہے بلکہ اعتبار پیر کی صحبت کا ہے مرید کو واجب ہے کہ پیر کی صحبت کا ملازم رہے۔ جو کچھ پیر سے سنے اور دیکھے قول وفعل اُس پر عمل کرے۔ تاکہ اُس کی برکت سے کام وہاں تک پہونچے کہ اللہ تعالیٰ نے خلق حدث تئے اس محل میں ایک یار نے عرض کیا کہ بعض نے صحبت نہیں کی اور اولیاء اللہ ہو گئے ہیں۔ جیسے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کہ بظاہر پیر کی صحبت نہ رکھتے تھے لیکن اولیاء خدا سے تھے جواب فرمایا کلما یراعی المریدین اوراد شیخہ صادقا لذی صحبہ یعنے جس

وقت مرید اپنے شیخ کے اوراد کو نگاہ رکھے گا تو وہ ایسا ہو جائیگا جیسا کہ وہ شخص جو اُس کا مصاحب و ہمنشین رہتا ہے، نہ بعینہ وہ شخص جس نے پیر کی صحبت سے اخذ طریقت کیا ہے۔ اس کا پورا اثر ہے اور اندازہ صحبت پر اخذ طریق شیخ ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ بیعت کرنا ایک مسنون فعل ہے جیسا کہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے باخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وہو بیعۃ المطاوعۃ قولہ تعالیٰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم یعنے فرمانبرداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امور میں قائم مقام انہیں کے ہے۔ پس جو شخص کہ مشائخ سے جو کہ انکے نائب ہیں بیعت کرے تو وہ ایسا ہی کہ اُس نے اللہ عزوجل سے بیعت کی ہو وہو قولہ تعالیٰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ عوارف کے قاری نے عرض کیا کہ اس بیعت سے مطاوعت مراد ہے۔ زیرا چہ صحابہ بجواب فرمودند ہمہ اسلام آوردہ بودند وہو قولہ تعالیٰ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ بعد اس کے فرمایا کہ بعض مشائخ و شیوخ واسطے مریدوں کے بیعت پر کفایت کرتے ہیں۔ خرقہ نہیں پہناتے ہیں۔ اور صحبت کا حکم دیتے ہیں۔ اس لئے کہ اعتبار صحبت کا ہے۔ لیکن خرقہ پہنانا پیر کا مرید کو اولیٰ بالسنت ہے اور بدیہی صحیح ہے۔

ایضاً بست و چہارم ماہ مذکور ذیحجہ روز یکشنبہ وقت چاشت

یہ فقیر حقیر خدمت میں اُس امیر کبیر کے حاضر تھا۔ عوارف کا سبق فرما رہے تھے۔ گفتگو باب مشیخت میں تھی۔ مرید کو چاہیئے کہ ہر کام میں پیر پر حوالہ کرے۔ تاکہ پیر اللہ عز و جل پر حوالہ کرے تو کام وہاں تک پہونچے کہ یہ مرید حوالہ تجدا ہو جائے۔ پس یہ بات واجب آئی کہ پیر اُس کو روانہ کرے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ الشیوخ نے شیخ کبیر کو چھ برس میں روانہ کیا۔ مع حصول مقصود کے قسم کھائی کہ واللہ میں نے بہ تقصید اُس طرف مشائخ کبار سے سُنا ہے۔ اور اس جگہ بھی شیخ الشیوخ کے خلیفہ ہیں۔ لیکن نام یاد نہیں آتا ہے گھڑی بھر تامل کیا۔ تو اس فقیر نے عرض کیا کہ قاضی حمید الدین ناگوری قدس اللہ روحہ۔ فرمایا ہاں فرزند من ان کو شیخ الشیوخ نے بعد طویل مدت کے روانہ کیا۔ اس طرف ہند میں اُن کے فرزند نہیں جانتے تھے کہ وہ شیخ الشیوخ کے خلیفہ ہیں۔ دعاگو نے کہا کہ اس طرف میں نے مشائخ کبار سے سنا ہے۔ اور شیخ عارف صدر الحق والدین نے شیخ جمال کو چند زمانہ رکھا پھر روانہ کیا۔ اور شیخ کبیر بہاء الحق والدین نے دعاگو کے دادا کو بعد تین برس کے اُچہ کے طرف بھیجا۔ بعد وفات شیخ کبیر کے شیخ صدر الدین نے بھی چند زمانہ رکھا بعد اُسکے اجازت دی کہ اچہ میں ساکن ہو اسی درمیان میں فرمایا کہ دعاگو کو

بعض مشائخ نے تو جلد تر روانہ کیا اور بعض نے رکھا۔ چنانچہ شیخ ابو عبد
عبداللہ مطری قدس اللہ روحہ نے دعا گو کو دو سال رکھا۔ سبق
عوارف کا اور رسالت صحاح احادیث نبوی اوقات تنہائی میں دعا گو کو
پڑھاتے تھے۔ اُن دنوں میں ایک دانشمند آیا اور چاہتا تھا کہ دعا
گو کے ساتھ سبق میں شریک ہو جائے۔ شیخ نے اجازت نہ دی۔ میں
چاہتا تھا کہ پوچھوں لہما اجزت کہ آپ نے کیوں اجازت نہ دی۔
میں نے بے ادبی نہ کی۔ خود انہوں نے شروع کیا للشفقۃ فانہ لا
یستطیع ان یعمل بہ یعنی میں نے واسطے شفقت کے اجازت نہ
دی۔ کیونکہ وہ طاقت نہیں رکھتا ہے کہ عوارف پر عمل کرے۔ فرمایا
وہ آدمی پڑھے کہ جو اُس پر عمل کر سکے۔ ورنہ لت یعنی لات کھائے
اور شیخ معمر شرف الدین محمود تستری قدس اللہ روحہ مرید و خلیفہ شیخ
الشیوخ کے اور شیخ بہاؤالدین کے یار تھے۔ ولایت عراق قصبہ
شہ کارہ میں رہتے تھے۔ اُن کی ایک سو تیس برس کی عمر تھی۔
جس دن کہ دعا گو نے ان کو پایا تھا ایسے تندرست تھے کہ جیسے
کے دن عصا ہاتھ میں لے کر نماز کو جاتے تھے۔ دعا گو چاہتا تھا
کہ ان بزرگوار کی خدمت میں دیر تک رہے۔ کیونکہ وہ شیخ الشیوخ
کے خلیفہ ہیں شیخ نے کہا کہ پہلی عوارف پڑھ۔ پھر روانہ کرونگا۔ میں
نے ویسا ہی کیا۔ عوارف تمام پڑھے۔ پھر رخصت کیا۔ اور اجازت
نامہ دیا۔ اُس طریق پر درمیان دعا گو اور شیخ الشیوخ کی کتاب عوارف

اور خرقہ پہننے میں ایک واسطہ ہوتا ہے اور شیخ قیام الدین شیخ رکن الدین کے مرید تھے۔ میں نے اُن کو بھی گازرون میں پایا۔ بعد ایک مدت کے انہوں نے روانہ کیا۔ اور اجازت نامہ دیا۔ اپنے خط مبارک سے لکھا۔ شیخ عبداللہ مطری شیخ مدینہ کے باپ منجملہ مریدان شیخ الشیوخ تھے۔ نام اُن کا شیخ جمال الدین مطری شیخ الشیوخ کے مرید تھے۔ اور شیخ امین الدین گازرونی اور انکے بھائی شیخ امام الدین شیخ الشیوخ کے مریدوں سے تھے۔ انہوں نے بھی دعا گو کو چند زمانہ رکھا۔ اور جو کچھ کہ شیخ امین الدین نے اپنے بھائی شیخ امام الدین کو امانت دیا تھا سجادہ و مقراض و عصا اور علیہ ہو نام دعا گو کا لکھا تھا سو اُن کے بھائی نے وہ امانت دعا گو کو دی۔ اور روانہ کیا خاکسار شیخ دیگر چوں سیدی احمد کبیر و مشائخ چشت یکزمانی یا یک روز نگاہ داشتہ خرقہ پوشانیدند۔ و اجازت نامہ نوشتند و روانہ کردند۔ یعنے شیخ دیگر جیسے سیدی احمد کبیر اور مشائخ چشت کا طریقہ یہ تھا کہ مرید کو ذرا دیر یا ایک روز رکھا۔ خرقہ پہنایا۔ اور اجازت نامہ لکھا۔ اور روانہ کر دیا۔ دعا گو کا سارا مقصود یہی طریقہ اپنے پیروں کا تھا۔ اُن سب نے بہت تربیت کی۔ اور بہت رکھا نہ جیسا دیگروں کا طریقہ ہے۔ گازرون خانقاہ شیخ امین الدین میں پانچوں وقت بعد ادائے نماز بیچ تا خیر حلقے میں ذکر کرتے ہیں دعا گو نے بھی یاروں کو حکم دیا ہے۔ کہ پانچوں وقت بعد ادائے نماز حلقے میں ذکر

کریں۔ اسلیئے کہ ہمارے پیروں کا طریقہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
فاذا قضیتم الصلوۃ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا یعنے جس وقت
تم نماز ادا کر چکو تو ذکر کرو اللہ کا کھڑے اور بیٹھے یعنے اول کھڑے
ہو کر ذکر کریں پھر بیٹھ کر لیکن شیخ کبیر قدس اللہ روحہ نے حلقے ہیں
ذکر کرنے کے واسطے شب جمعہ کو اختیار کیا ہے۔ پھر اسکے فرمایا
کہ مرید مثل بچہ شیر خوارہ کے ہے۔ اور شیخ مثل دودھ پلانیوالی
کے، پس اگر مرید پہلے اس سے کہ پیر روانہ کرے پیر کے پاس سے
چلا جائے تو ہلاک ہو جائے۔ جس طرح کہ دودھ پیتا بچہ اگر دودھ چھوڑ
دے اور اُس کا قوت نہ لیئے دودھ کے نہ ہو تو وہ ہلاک ہو جاتے
مر جائے۔ پس مرید طالب صادق کو واجب ہے کہ پیر کی خدمت
میں رہے اور جدا نہ ہووے جب تک کہ پیر اُس کو روانہ نہ کرے
اسلیئے کہ وہ مرید کی صلاحیت کا رکھا جاتا ہے۔ کہ مبلغ رجال کو پہنچے
اور وہ مبلغ نہایت وصال ہے۔ اور سنتا ہے طرف سے اللہ کے
ھذا الفعل وھذا لاتفعل یعنے خدا کی طرف سے بغیر صوت سنتا
ہے۔ کہ یہ کر اور وہ مت کر اور یہ تین قسم ہے۔ یا تو بالہام ہوتا ہے
یا ہاتف سے یا خواب میں شیخ زادہ مولانا علی نے عرض کیا کہ الہام
حجت ہے۔ جواب فرمایا کہ حق میں ملہم کے۔ یعنے جس شخص کے
حق میں الہام ہوا ہے اُس کو جائز ہے۔ لیکن دوسرے کے حق
میں حجیت نہیں ہو سکتا ہے، ایضاً فرمایا کہ اگر مرید واسطے ہوا کے

کوئی چیز چاہتا ہے۔ تو پیر اس کے برعکس دے۔ مثلاً اگر مرید کی ہوا اس پر ہے کہ روزہ دار ہو تو اس کو کھانا کھلاوے۔ کیونکہ اس بات پر اس کو تکبر پیدا انگیختہ کرتا ہے۔ اور اگر وہ جامہ کہنہ دریدہ ڈھونڈتا ہے تو اس کو جامہ زیبا پہناتے ہیں۔ اسلیے کہ یہ سب بمنزلہ ہوا کے تھا۔ کمال یہ ہے کہ صوم و افطار دلق و زیبا نظر میں برابر ہو۔ اس کا اختیار نہ ہو جو کچھ پہنچے خوش ہو۔ یہ مقام تسلیم کا ہے مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک عزیز مرید ان یا رہے شیخ عبد اللہ یافعی کے پاس رہتا تھا۔ اس نے جامہ بدلہ طلب کیا۔ تو شیخ نے برعکس اس کے خواہش کہ جامہ کتان اس کو پہنایا۔ اور کہا تو جانشین نیابت عرض صف کی قبول کر۔ اس نے ویسا ہی کیا۔ شیخ کا فرمودہ مانا۔ نائب عرض ہو گیا۔ جس وقت شیخ مکہ عبد اللہ یافعی نے وفات پائی تو وصیت فرمائی کہ سجادہ اس نائب عرض کو دیں۔ بھائی اور بیٹوں کو نہ دیا۔ جب سجادہ اس کو پہنچا تو اس نیابت کی شغل سے رہ گیا اسی اثنا میں چند زائر پہنچے خاندان سہروردیہ میں التماس بیعت کا کیا۔ تو آپ نے ان کا قصر کر دیا۔ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کو شیخ الشیوخ اسلیے کہتے ہیں۔ کہ ایک دن اُن کے چچا شیخ ضیاء الدین الجیب ان کو شیخ مرشد کے پاس لے گئے۔ اور کہا کہ یہ میرا بھتیجا علم کلام و مناظرے کے سیکھنے میں مشغول رہتا ہے حجرے میں مشغول نہیں ہوتا ہے خاطر سے لا تو یہ شیخ شرفہ

نے اُن کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ اور نیچے لائے۔ کہا میں نے انکے سینے سے علم مناظرہ کو دور کیا۔ مگر بقدر حاجت۔ کیونکہ علم کلام کے چند مسائل واجب ہیں۔ دوسرے بار ہاتھ رکھا۔ اور کہا کہ بجائے اُس کے علم سلوک طریقت و حقیقت کو رکھ دیا۔ اور میں نے اس کا نام شیخ الشیوخ رکھا۔ دوسرے دن شیخ ضیاء الدین ابو نجیب نے ایک مسئلہ علم مناظرہ کا پوچھا۔ فی الحال علی الفور جواب نہ دیا۔ شیخ ضیاء الدین نے کہا الحمد للہ پھر اُن کو حجرے میں مشغول خلوت کیا۔ یہاں تک کہ کام اس حد کو پہونچا کہ عوارف ایسی کتاب تصنیف کی خوب معتبر کتاب ہے۔ اُس اطراف میں شیخ بہاء الدین کو شیخ کبیر کہتے ہیں۔ اور شیخ صدر الدین کو شیخ عارف اور شیخ قطب الدین کو قطب عالم اور شیخ نصیر الدین کو قطب کہتے ہیں۔ لیکن اسی ولایت ہند کے نہ تمام عالم کے، اسی درمیان میں ایک عزیز درویش واسطے زیارت کے پہونچا اور کچھ سلوک کی بات کہتا تھا اس میں یہ حدیث شریف قدسی تھی۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حکایۃ عن اللہ تعالیٰ من لم یصبر علی بلائی ولم یشکر علی نعمائی ولم یرض بقضائی فلیخرج من تحت سمائی ولیطلب ربا سوائی یعنے جو شخص کہ صبر نہ کرے میری بلا پر، اور شکر نہ کرے میری نعمت پر، اور راضی نہ ہو میری قضا سے، تو چاہیئے کہ وہ نکل جائے میرے آسمان کے نیچے سے اور چاہیئے کہ میرے سوا کوئی رب تلاش کرے فرمایا کہ سوائی اگر ہمزہ

---

[1] غالباً رکن الدین مراد ہے۔

ہے تو بفتح سین پڑھیں۔ اور اگر بکسر سین ہے سوائی بالف مقصورہ سے ہے۔ پس سوائی بیا بغیر ہمزہ پڑھیں گے اسی درمیان قصہ نکلا کہ رات کو کچھ کھانا رکھا تھا بلی آئی اُس نے منہ ڈال دیا۔ کچھ کھا لیا۔ باقی پس خوردہ دیا تو فرمایا کہ سور الھرۃ مکروہ علی الصحیح لکن فی فتاوی البعض مسطور ان المکروھات تکرہ للاغنیاء لا للفقراء ای المحتاجین یعنے قول صحیح پر بلی کا جھوٹا مکروہ ہے لیکن بعض فتاوی میں لکھا ہے کہ مکروہات تو انگروں کے واسطے مکروہ ہیں محتاجوں کے لئے مکروہ نہیں ہیں۔ پھر روئے مبارک طرف اس حقیر کے لائے فرمایا فرزند من یہ تقریر جو میں سنتے کی اس کو تو غریب ہے۔ اور سبق پڑھو میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس باب میں تھی سمعت الشیخ اباحامد احمد بن الحسین بن محمد بن البزاز یقول سمعت الشیخ اباعلی المحسن الکرخی یقول سمعت ابابکر محمد بن احمد الطرطوسی بمکۃ یقول سمعت اباسحٰق ابراھیم بن احمد الخواص رضی اللّٰہ عنھم یقول اذا قبل العبد علی العمل امتحنہ اللّٰہ بنقصان فی مالہ وضیق فی عیشہ وسقوط منزلتہ عند الخلق وتغیر فی حالہ لتثبت الاستقامۃ ورجوع الاھل والخلق علیہ بالاذی فان کان صادقا فی توبتہ علم انہ لا یبال ما عند اللّٰہ من الثواب والمغفرۃ الا بالاحتمال للمکارۃ فاحتمل وصبر وجاھد و کان ذلک عندہ حقیرا یسیرا فی جنب ثواب اللّٰہ و جنب

حقا به ولذلك يقال انه من عرف قدر ما يطلب سهل عليه ما يبذل وجعل الله الجزاء بعد الصبر فقال الله تعالى واذ ابتلى ابراهيم ربه بكلمات فاتمهن قال انى جاعلك للناس اماما یعنے حضرت ابراہیم خواص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بندہ جس وقت عمل پر متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کئی چیزوں سے اس کا امتحان لیتا ہے۔ اُس کو آزماتا ہے۔ اس کے مال کا نقصان ہوتا ہے۔ روزی اُس کی تنگ ہوتی ہے خلق کے نزدیک مرتبہ اُس کا گِر جاتا ہے۔ بے قدر ہوجاتا ہے۔ بسبب کثرت بیماریوں اور مجاہدے کے اُس کے حال میں تغیر ہوجاتا ہے گھر والے اور خلق یا بذا اُس پر رجوع کرتے ہیں۔ اُس کو رنج دیتے ہیں کہ تو کس چیز میں مشغول ہوا ہے۔ تو خرید و فروخت یا کسب و تجارت کا کوئی کام کر۔ کہ روزگار چلے۔ گذران ہو۔ پس اگر وہ اپنی توبہ میں راست باز سچا ہے۔ تو ان باتوں میں سے کسی بات کو اپنے طرف راہ نہیں دیتا ہے۔ اور بالکل مشغول رہتا ہے۔ اور اس بات کو جان لیتا ہے کہ اللہ کے پاس جو کچھ ثواب و مغفرت ہے بندہ اس کو نہیں پاتا ہے۔ مگر مکارہ و دشواریوں کے برداشت کرلینے سے پس تحمل و برداشت کرتا ہے اور صبر اختیار کرتا ہے۔ اور مجاہدہ کرتا ہے اور یہ مکارہ و تکالیف اُٹھانا ثواب الٰہی کے مقابلے میں نزدیک اُس کے سہل و حقیر ہوتا ہے اور اُس کے عذاب کے مقابلے

ہیں بھی سہل معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس عالم کی تکلیف اُس عالم کے عذاب کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ پس اس جگہ تکلیف اٹھا لینا اس سے بہتر ہے کہ وہاں عقاب کرے اور اسی واسطے کہا ہے کہ جو شخص پہچان لیتا ہے قدر اُس شے کی جس کو طلب کرتا ہے تو آسان ہو جاتی ہے۔ اس پر وہ شے جس کو خرچ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جزا کو بعد صبر کے ٹھہرایا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جس وقت آزمایا ابراہیمؑ کو اُس کے رب نے ساتھ کئی کلموں کے، پس اس نے اُن کو پورا کیا۔ اور صبر اختیار کیا۔ تو اب اُس کی جزا چاہیئے۔ اسلیئے بارگاہ الٰہی سے فرمان آیا کہ بیشک میں نے تجھ کو لوگوں کا امام کیا۔ یعنی اے ابراہیمؑ میں نے تجھ کو لوگوں کے واسطے امام پیشرو نبی مرسل کیا اور یہی طریق سالک کا ہے اس فقیر سے فرمایا فرزند من نیک پیر یہ ساری ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ایضاً دو شنبہ بست و چہارم ماہ مذکور فی بجہ بعد ادائے نماز ظہر

یہ فقیر خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا سید معز الدین رسولدار کے لڑکوں کو خدمت میں لائے شرف پا کبوسی حاصل کیا۔ سید رسولدار

نے عرض کیا کہ بندہ زادے برکت کے واسطے کتاب تو دو نام کو گزران لیں۔ فرمایا مبارک ہو اُن کے لڑکوں نے شروع کیا فصل فی ترجمۃ اسماء اللہ الحسنیٰ وصفاتہ العلیٰ قولہ تعالیٰ وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا و قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ تعالیٰ تسعۃ وتسعین اسما مائۃ غیر واحد من احصاہا دخل الجنۃ فرمایا کہ ترجمہ بروزن تفعلہ بفتح الجیم وعین الکلمۃ کفتحۃ وبالضم خطا آئے یعنی بضم جیم پڑھنا خطا ہے ایں بگیر یہ غیر واحد بغیر تا ہے۔ حدیث مصابیح میں من قرءھا نہیں ہے۔ ذاتا ہے۔ شاید روایت ضعیف میں ہو۔ صحاح میں نہیں ہے من احصاھا کے معنی شمار کرنا مراد نہیں ہے مراد یہ ہے ای عمل بمقتضیٰ معانیہا لقولہ علیہ السلام تخلقوا باخلاق اللہ یہ حدیث صحاح ہے۔ یعنی من احصاھا کے یہ معنی ہیں کہ جس شخص نے بمقتضای اسمائے الٰہی عمل کیا تو وہ جنت میں داخل ہوا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تم خوگر ہو جاؤ ساتھ عادتوں اللہ کے، یعنی اخلاق و اوصاف باری تعالیٰ کے ساتھ خوگر ہو جائے، اُن پر عمل کرے۔ رحیم کو پڑھے تو آپ بھی رحیم ہو جائے۔ بھید یہ ہے اور فرمایا کہ صاحب اس کتاب کا محدث ہوگا۔ اسلئے کہ ترجمہ میں یہی معنے ظاہر کئے ہیں۔ کہ اُس کے موجب پر کام کرے اور بہشت میں چلا جائے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من بگیر یہ تعجب اس کے سید رسول اللہ کے بیٹوں کے

معلم سے کہا وہ حاضر تھا۔ کہ تو دو نماز کو دعا گو یہ عرض کر لے۔ میں نے اُس اطراف میں اُن کو صحیح کیا ہے اُنہی درمیان میں سید رسولدار نے عرض کیا کہ بعد نماز جمعہ کے جو چار رکعتیں ہیں۔ ان میں کس طرح نیت کرے اور چار رکعتوں میں دوسری میں فریضہ ظہر الیوم کی نیت کرے بعد اس کے دوسری دو رکعت میں سنت الوقت کی نیت کرے۔ کتاب میں اسی طرح ہے۔ اور دعا گو کا معمول یہی طریق ہے لشبہۃ المصر او الخطیب پھر اس فقیر سے اور اصحاب اعلیٰ سے فرمایا برادران بگیرید۔

ایضاً بست و ششم ماہ مذکور فی حجہ روز سہ شنبہ وقت چاشت

یہ فقیر حقیر خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا سبق مصابیح کا فرما رہے تھے حدیث شریف اس باب میں تھی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من رأنی فقد رأی الحق فرمایا کہ اس جگہ حق سے مراد باطل کی ضد ہے۔ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مجھ کو دیکھا پس تحقیق اس نے مجھ کو سچ دیکھا تو واسطے تحقیق کے ہے۔ بعد اس کے فرمایا معنی الرؤیۃ عام مطلقا فی الیقظۃ او فی المنام فاما الرؤیا خاصۃ فی المنام یعنی رویت کے معنے عام مطلق ہیں۔ برابر ہے کہ بیداری میں ہو یا خواب میں، لیکن رؤیا خاص خواب میں ہے اور رویتہ عام و خاص کو تناول ہے اور دوسری حدیث میں مقید بمنام ہے۔ اور یہ

حدیث صحاح دوسری ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل بی و فی روایۃ فان الشیطان لا یتمثل بصورتی ۔ جو شخص مجھ کو دیکھے خواب میں، پس مقرر اُس نے مجھے دیکھا۔ اسلئے کہ شیطان میری مثل نہیں ہو سکتا ہے ایک روایت میں یوں ہے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا ہے۔ بعد اس کے فرمایا ابن در بیداری بیند اولیائے خدا بینند۔ یعنی اولیاء اللہ بیداری میں دیکھتے ہیں مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن شیخ نجم الدین صفاہانی قدس اللہ روحہ واسطے زیارت حضرت ابراہیم صلوات اللہ وسلامہ کے گئے۔ حظیرۂ مقدسہ کے اندر نہ گئے۔ بعد ذرا دیر کے ایک عزیز اُٹھتا تھا کہ زیارت کے واسطے اندر جائے شیخ نجم الدین نے اُس کو منع کیا۔ اور کہا مت جا حضرت رسولؐ اندر ہیں جب رسول علیہ السلام باہر تشریف لائے تو شیخ نجم الدین قدم مبارک پر گر پڑے۔ آپ نے فرمایا نجم الدین اعلمک دعاء تدعو بہ حتی تصیر ببرکتہ محبوب اللہ تعالیٰ یعنی اے نجم الدین میں تجھ کو ایک دعا سکھاؤں کہ تو اُس کو پڑھے۔ یہاں تک کہ اُسکی برکت سے تو اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جائے۔ شیخ نے اُس دعا کو سیکھ لیا پھر اُس کو ظاہر کیا۔ اور مریدوں کو سکھایا اور لکھوایا جس وقت اس جگہ دعا گو پہنچا تو چند روز ہوئے تھے کہ شیخ وفات پا چکے تھے۔ اُن کے خلیفہ تھے۔ انہوں نے دعا گو کو خرقہ پہنایا اور اجازت دی۔ اور یہ دعا لکھا!

کر دعا گو کو دی۔ میں نے یاروں کو لکھوا دی ہے۔ پھر روضے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزندا من اس دعا کو لکھ لو پس اس فقیر نے لکھی لکھ لی وہ دعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ یَا حَفِیًّا لِاِبْرَاھِیْمَ وَیَا مُکَلِّمًا لِمُوْسٰی بْنِ عِمْرَانَ یَا رَافِعًا لِعِیْسٰی بْنِ مَرْیَمَ یَا مُسْرِیًا بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی اَجِبْنِیْ وَاھْدِنِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَاٰتِنِیْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّاجْعَلْنِیْ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الصَّالِحِیْنَ وَکُفَّ لِیْ کَمَا اَنْتَ لِنَبِیِّکَ وَتَوَلَّنِیْ کَمَا تَوَلَّیْتَ مُحَمَّدًا رَّسُوْلَکَ وَاِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلَکَ وَمُوْسٰی کَلِیْمَکَ وَعِیْسٰی رُوْحَکَ وَاقْطَعِ الْبَیْنَ مِنِّیْ حَتّٰی لَا یَکُوْنَ بَیْنَ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر وصلی اللّٰہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ اجمعین بعد اس کے فرمایا کہ ایک طریق ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے کا بیداری میں۔ ایک بار نے اصحاب اعلیٰ میں سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عین ذات کو دیکھتے ہیں۔ تو قسم کھائی واللہ عین ذات کو دیکھتے ہیں بعد اس کے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر وہ شخص دیکھتا ہے کہ جو آپ کا علیہ جانتا ہے اگر علیہ نہ جانیگا تو شیطان دوسرے طرف سے آئے۔ دعویٰ کرے کہے کہ میں پیغمبر ہوں۔ چونکہ علیہ نہیں جانتا ہے، تو بیچارے کو راہ سے لے جائیگا۔ دعا گو مدینہ مبارک سے صحیح علیہ لکھ کر لایا ہے۔ جو شخص اس کو جان لے گا تو غلطی نہ کرے گا۔ شیطان ہرگز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے حلیہ مبارک میں نہیں ہوسکتا ہے۔ پس سالکوں کے واسطے بلکہ سارے مسلمانوں کے واسطے اہم بات یہ ہے کہ آپ کا حلیہ مبارک جانیں بعد اس کے شیخ نجم الدین کے مناقب میں فرمایا کہ جس وقت وہ سلام کہتے تو سلام کا جواب سنتے۔ میں نے مشائخ کبار سے اس بات کو سنا ہے۔ چنانچہ ایک روز دعا گو شیخ مدینہ عبد اللہ مطری کے مجلس میں حاضر تھا اسی اثنا میں وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ذرا دیر کھڑے رہے پھر بیٹھ گئے۔ ان سے پوچھا یا شیخ لم قمت قال لتعظیم الشیخ نجم الدین وھو یسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویسمع رد السلام یعنی اے شیخ تم کیوں اٹھے۔ جواب دیا کہ واسطے تعظیم شیخ نجم الدین کے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرتے ہیں۔ اور آپ لمہ سے سلام کا جواب سنتے ہیں۔ مناسب اس کے فرمایا کہ جس وقت دعا گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرتا ہے۔ تو ایک یار ہے کہ وہ سلام کا جواب سنتا ہے۔ مولانا فرید الدین نے عرض کیا کہ وہ کون یار ہے جواب فرمایا کہ سید شرف الدین پھر مولانا نے کہا کہ مخدوم تو بطریق اولی سنتے ہوں گے فرمایا بکلی اظہار نہ کرنا چاہیئے۔ یہ اس لئے واسطے کسی مصلحت کے کہا ہے بسبب نقل کے اور روا ہے اگر مرید دل سے کہہ دے۔ یہ بات کتاب میں ہے۔ ایضاً ایک عزیز نے پوچھا سوال کیسا کرنا ہے۔ جواب فرمایا لا ینبغی السوال لکثرۃ المال

لمہ اصل میں ایسا ہی ہے۔

الا لسد الجوع عملن لا یقدر علی الکسب اولا یعمل عماد یجوز لنفسہ ولعیالہ یعنے لائق نہیں ہے سوال کرنا واسطے مال کے مگر گرسنگی دور کرنے کو۔ واسطے اُس شخص کے جو کسب پر قدرت نہیں رکھتا ہے یا کسب نہیں جانتا ہے۔ تو سوال جائز ہے واسطے اپنے جان کے اور اگر عیال ہوں تو اُن کی قوت کے واسطے بھی سوال جائز ہے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند میں لکھو غریب ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ جس زمانے میں دعا گو مکہ مبارک میں مجاور تھا۔ تو وجہ کتابت سے کھاتا تھا۔ دن کو تو تعلیم میں مشغول رہتا۔ رات کو چاندنی راتوں میں دو جزو لکھ لیتا تھا۔ وہاں روشنی چاند کی مثل روز روشن کے ہوتی ہے۔ یہاں ویسی نہیں ہے۔ اگر کسے واکتاب لشیئے کنم ہم تواتا اور ہیہ اُس دو جزو کا ایک فلوس چاندی کا دیتے تھے۔ وہ فلوس اس دیار میں لمقدار نیم تنکہ کے ہوتا ہی میں جو کے دو قرص پاتا تھا۔ اور اگر کوئی شخص گیہوں کا قرص لے تو ایک قرص پاوے۔ غلہ ایسا گراں تھا۔ اس وقت میں سنے سنا ہے کہ ارزاں ہو گیا ہے۔ ایضاً شیخ زادہ نجم الدین سبق عوارف کا خدمت میں پڑھتا تھا۔ اسی اثنا میں قاضی نصیر الدین واسطے زیارت کے پہنچا۔ شرف پائبوس حاصل کیا۔ سبق اس بات میں تھا کہ رباط کس کو کہتے ہیں۔ اور آیت یہ تھی قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا اصبروا

لہ اصل میں ایسا ہی ہے

وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ فرمایا کہ سرحد پر گھوڑے باندھنے کو رباط کہتے ہیں اور اس جگہ رباط بمعنی صوامع اولیا کے ہے۔ کیونکہ وہ نفس کا جہاد کرتے ہیں۔ اور اس بلاد سے بلا کو رد کرتے ہیں۔ نہ وہ شخص کہ واسطے پیٹ بھرنے کے بیٹھتا ہے۔ یہ نیت کرنا ہے کتاب سلوک میں ہے کہ یہ بات حرام ہے لیکن فقہا میں نہیں ہے۔ اس اطراف میں ایک جماعت درمیان مغرب و عشا کے سورہ یٰسین پڑھتی ہے۔ دفع بلاؤں کی نیت کرتی ہے۔ اور دعائیں کرتی ہے جس طرح کہ دعا گو کرتا ہے۔ بعد اس کے ہو بار یا وکیل بھی اس نیت سے کہتے ہیں۔ کہ یہ آفتیں اس بلاد سے دفع ہو جائیں۔ پس دعا گو تین آدمیوں کو حکم دیتا ہے کہ سورہ یٰسین پڑھیں کیونکہ تین آدمیوں سے کم جماعت نہیں ہوتی ہے۔ صحیح قول یہ ہے کہ تین آدمی جماعت ہے تین سے کم نہ ہوا سلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الاثنان فما فوقھما جماعۃ یعنے دو اور دو سے اوپر جماعت ہے۔ اس فقیر سے فرمایا فرزند میں بگیریا۔ وہ روسا زیادہ پھر روئے مبارک طرف قاضی نصیر الدین کے لائے فرمایا دعا گو چاہتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ کہ چند چیزیں اس شہر میں مشہور ہو جائیں ایک یہی کہ سورہ یٰسین ایک جماعت درمیان مغرب و عشا کے پڑھے۔ دوسری یہ ہے کہ خانقاہوں میں درس ہو جائے تاکہ بعض درویش جو نا خواندہ مشغول رہتے ہیں پڑھیں۔ مناسب اس کے حکایت

لہ جمع صومعہ یعنی حجرہ

بیان فرمائی کہ گازرون خانقاہ شیخ امین الدین میں اور دوسری جگہ اُس اطراف میں بھی چار صفیں کی ہیں۔ ہر خانقاہ میں چار امام یعنی ہر چہار مذہب کا درس کرتے ہیں۔ تا کہ کوئی درویش ہر مذہب کا آئے تو پڑھے اور اگر پڑھا ہوتا ہے۔ تو اس کو حجرہ دیتے ہیں مشغول کرتے ہیں جہل بلا ہے قال المشائخ الصوفیۃ لاتکن من جہال الصوفیۃ فانھم لصوص الدین وقطاع الطریق علی المسلمین یعنے مشائخ صوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تو جاہل صوفیوں سے مت ہو کیونکہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں اول علم بعد اُس کے عمل، اگر علم نہ ہو تو عمل نہ کر سکے گا۔ فیر نیاز عوارف میں اس جگہ پہنچا تھا کہ ایک برادر نے دوسرے برادر کی طرف خط لکھا، تاکہ وہ غزا کرے۔ اور اُس نے خلوت اختیار کیا تھا جس وقت خط اس برادر کے پاس پہنچا تو اس نے جواب لکھا کہ میرے واسطے سر ساری غزاؤں کا گھر میں ایک جگہ ہوا ہے یعنے جہاد وجہاد نفس کا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اعدی عدو ولك نفسك التی بین جنبیك یعنے تیرے دشمنوں سے زیادہ تر دشمن تیرا نفس ہے جو کہ درمیان دو پہلو تیرے کے ہے، پھر اُس برادر نے اس کو جواب لکھا کہ اگر سب تیری مثل ہو جائیں اور خلوت اختیار کر لیں تو اسلام کے کام میں ضعف ہو جاتے اور دشمن غالب آجائیں پس اُس برادر نے دوسرا جواب لکھا کہ اولیائے خدا و مانع بقوت خلوت

اختیار کرتے ہیں اور اپنے مصلوں میں اللہ اکبر کہتے ہیں۔ اور آفات
کو بلا دے سے پھیرتے ہیں۔ اگرچہ اعدا دشت پہاڑوں میں ہوں۔ اگر چاہیں
تو اُسی جگہ ہلاک کر ڈالیں مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی
کہ ایک دن حوالی گاذرون میں مغل پہنچے ایک عزیز حجرۂ خلوت
میں مشغول تھا۔ اُس دن دعا گو اُسی جگہ تھا۔ وہ عزیز حجرے سے
باہر آیا۔ شیخ امام الدین سے اجازت طلب کی کہ میں ان دشمنوں
کو دفع کروں۔ شیخ نے اجازت دے دی۔ تو وہ حجرے میں آیا
مشغول ہو گیا۔ ذرا دیر بعد دشمن مقہور و منہزم ہو گئے۔ دعا گو اُس
عزیز کے نزدیک گیا۔ اور پوچھا کہ واقعہ کیا تھا۔ اُس نے جواب
دیا کہ حق تعالیٰ نے فرشتوں کا لشکر آدمیوں کی صورت میں
بھیجا۔ تو ان کو ہلاک کر ڈالا۔ ایسے لوگوں کے واسطے ہلاک کرنا
لائق ہے اور خانقاہ میں بیٹھنا حکایت اسی طرح ایک دن حوالی
ملتان میں دشمنوں نے شور مچایا شیخ قطب عالم رکن الحق والدین
قدس اللہ روحہ کے عہد میں شیخ کو خبر کی۔ ذرا دیر مراقب ہوئے پھر
سر اٹھایا فرمایا کہ سب منہزم ہو گئے۔ واقع خیر تھا فرمایا کہ حق تعالیٰ
نے فرشتوں کے لشکر کو مسلط کیا تو سب کو مقہور و منہزم کر دیا۔ یہ
بات حدیث صحاح میں ہے۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ
لیصلح بصلاح الرجل ولدہ وولد ولدہ واھل دویرتہ ودویرات
حولہ ولا یزالون فی حفظ اللہ ما دام فی اھلہ واھل دویرتہ

ودفع عنھم برکتہ البلاء وعنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لولا
عباد رکع وصبیۃ رضع وبھائم رتع لصبت علیکم العذاب
صبا ثم یرض رضا یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ بیشک اللہ نیک کرتا ہے بسبب صلاحیت نیک مرد کے
اُس کے فرزند کو، اور فرزند کے فرزند کو اور اُس کے گھر والوں کو
اور اُس کے ہمسایوں کو اور ہمیشہ رہتے ہیں وہ اللہ کے حفظ میں
جب تک کہ وہ اپنے گھر والوں میں اور اپنے ہمسایوں میں رہتا ہے
اور دفع کرتا ہے اللہ اُن کے سبب اُس کی برکت کے بلا کو، اور یہ
بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اگر نہ ہوتے عابد
رکوع کرنے والے اور بچے دودھ پیتے اور چوپائے چرنے والے
تو البتہ بہایا جاتا تم پر عذاب بہنے کر پس تخش کردہ شود یعنے حصے کیا
جاتا عوارف کے قاری نے پوچھا کہ شیرخوار بچوں کا کیا سبب ہے
جواب فرمایا اسلیئے کہ وہ بیگناہ ہیں اور چارپائے بھی، قاری نے
عرض کیا کہ بہنا عذاب کا اور تخش کرنا کیا ہے۔ جواب فرمایا کہ عذاب
سب کو پہونچے نہ آنکہ بشکہا نیست کہ خواہد رسید ایضا فرمایا کہ ایک
عزیز نے ایک صحابی سے پوچھا کہ اس آیت سے کیا مراد ہے یا
ایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا اُس صحابی نے جواب
دیا کہ لم یکن فی زمن رسول اللہ صلی اللہ ——— علیہ وآلہ وسلم
رباط الخیل فی الثغور بل المراد من ھذہ الایۃ انتظار الصلوٰۃ

بعد الصلوٰۃ وھو معنی قولہ علیہ السلام المنتظر للصلوٰۃ کالذی فی الصلوٰۃ
یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد دولت میں یہ بات نہ
تھی کہ گھوڑوں کو سرحدوں میں باندھیں بلکہ مراد اس آیت سے انتظار
نماز کا ہے بعد نماز کے، اور یہی بات حدیث صحاح میں مذکور ہے
کہ انتظار کرنے والا نماز کا ایسا ہے کہ گویا وہ عین نماز میں ہے پھر
اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر ایں تیسری بات اس دیار میں یہ ہے
کہ برگ و شربت و طعام و میوہ زیارتوں میں کھاتے ہیں قسم کھائی
واللہ کتاب فتاوی میں یہ مسئلہ صریح واقع ہوا ہے کہ اکل الماء
عند القبور حرام وقیل مکروہ اذا وقع النظر علی القبور یعنی پانی پینا
نزدیک قبروں کے حرام ہے بعض نے کہا کہ مکروہ ہے جبکہ قبروں پر
نظر واقع ہو یہ کراہت تحریمی ہے۔ دعا گو چاہتا ہے کہ یہ سب دور ہو
جائے، قبور تو جائے عبرت ہے واسطے عبرت کے ممنوع ہے۔
چوتھی بات یہ ہے کہ میت کے پاس سیپارہ خوانی کرتے ہیں یہ امر بدعت
ومکروہ ہے واسطے تعلیم قرآن شریف کے اس طرف میں واللہ مدینہ
مبارک میں سو تسبیح ہزار ہزار دانے کی ایک صندوق میں رکھی ہیں۔
وفات[1] میت سے تیسرے دن یا اول ہی روز یا جس وقت کہ چاہتے
ہیں سو آدمیوں کو دیتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں، ایک لاکھ بار ہو
جاتا ہے۔ سو ہزار کا ایک لاکھ ہوتا ہے۔ اس کا ثواب میت کو بخش دیتے

لہ اصل کا لفظ روز سیوم زیارت میت ہے۔

ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس مردے کو بخش دیتا ہے۔ اگرچہ لائق عقوبت ہی کیوں نہ ہو دعا گو نے بھی پچاس تسبیح جمع کی ہیں۔ ہزار ہزار دانے کی دو بار پھراتے ہیں تو سو ہزار یعنے ایک لاکھ بار ہو جاتا ہے۔ یہ بات مشہور ہو جاسئے بسیار خوانی دور ہووے۔ قاضی نصیر الدین نے کہا کہ مخدوم کی برکت سے ہو جائیگا اس فقیر نے عرض کیا کہ مجلس واحد شرط ہے جواب فرمایا کہ حدیث شریف میں نہیں ہے۔ حدیث صحیح میں یہ ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من قال لا الٰہ الا اللہ مأتہ الف مرۃ وجعل الثواب للمیت غفر اللہ لہ وان کان موجبا للعقوبۃ دعا گو جس وقت واسطے زیارت میت کے جاتا ہے تو یہی معمول رکھتا ہے اس کی تاثیر تمام ہے پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر یدبعد اس کے قاضی نصیر الدین کو کلاہ پہنائی۔ خواجہ بہرام خادم نے کان کے پاس آہستہ کہا۔ کہ بارانی دے دو۔ اُسی وقت کھینچی اور دے دی۔ پس قاضی نصیر الدین نے قدمبوس کیا۔ لوٹ گئے انقضا روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من سبق پڑھ میں نے شروع کیا ترتیب اس باب میں تھی فاذا نظر اللہ تعالیٰ الی العبد وھو مجتھد فی رضاہ امدہ بالمعونۃ وینسیہ ما کان منہ ویحبب الیہ طاعتہ ویخذ منہ وھذا اول ما یجد اھل العمل فی قلوبھم انھم یذرون شھواتھم ولذاتھم وسائر الاشیاء ویتجبرون فی الطاعۃ ویسلون النفس عن الدنیا وان کان کاذبا فی توبتہ کرہ تغیر حالہ ورجع الی حالتہ

الاولی ولم یاتر تم ینقل من مقام التائبین الی مقام الخائفین ومن مقام الخائفین الی مقام الراجیین ومن مقام الراجیین الی مقام الصالحین ومن مقام الصالحین الی مقام المریدین ومن مقام المریدین الی مقام المصلحین ومن مقام المصلحین الی مقام المحبین ومن مقام المحبین الی مقام الاولیاء ومن مقام الاولیاء الی مقام المقربین وورا٫ ھذہ العجائب ومراتب لا یعرف قدرھا وشرفہا

یعنی پھر جس وقت اللہ تعالیٰ نظر کرتا ہے طرف بندے کے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طلب رضا میں سعی و کوشش کر رہا ہے تو مدد کرتا ہے اس کے ساتھ معونت کے۔ اور اُس سے جو کاروبار دنیا کے ہیں اُن سے اُس کو فراموش کر دیتا ہے۔ اور محبوب کرتا ہے طرف اُس کے اپنی طاعت کو، اور اپنی خدمت کو، اور یہ اول اُس چیز کا ہے جس کو عمل کرنے والے پاتے ہیں اپنے دلوں میں کہ چھوڑ دیتے ہیں اپنی خواہشوں اور مزوں کو اور ساری چیزوں کو یعنی ان کے دل سے شہوت ولذت جاتی رہتی ہے۔ اور صبر کرتے ہیں، طاعت میں اور کھینچنے باہر نکلتے ہیں اپنے نفس کو دنیا سے، اور اگر وہ اپنی توبہ میں جھوٹا ہے تو اپنے تغیر حال کو نہ وہ جانتا ہے۔ پس اپنی پہلی حالت کی طرف پھر جاتا ہے۔ کہ جس میں وہ تھا۔ اور پھر نہیں آتا ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

زلیخا دولا چہ آمدی باز مرو وشوار لبود چہ رفتہ را باز آرند

پھر اس بندہ سالک کی ترقی ہوتی ہے۔ تائبوں کے مقام سے طرف مقام خائفین کے اور خائفین کے مقام سے طرف مقام راجعین کے اور راجعین کے مقام سے طرف مقام صالحین کے، اور صالحین کے مقام سے طرف مقام طالبین کے اور طالبین کے مقام سے طرف مقام مطیعین کے، اور مطیعین کے مقام سے طرف مقام محبین کے اور محبین کے مقام سے طرف مقام مشتاقوں کے اور مشتاقوں کے مقام سے طرف مقام اولیاء کے، اور اولیا کے مقام سے طرف مقام مقربوں کے اور ان مقامات مذکور کے ورا عجائب و مراتب ہیں جن کا قدر و شرف پہچانا نہیں جاتا ہے۔ مگر وہ شخص جانتا پہچانتا ہے جو ان مقامات سے مترقی ہو گیا ہو اور ان مراتب کو پہنچا ہو۔ اور وہ مقام واصلوں کا ہے قولہ تعالیٰ وان الی ربک المنتہی پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لاتے فرمایا فرزند من دیکھو بگیر کہ مایہ سالک رست یہ ساری ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ایضاً شب چہارشنبہ بست و ہفتم ماہ مذکور قیچیہ

سونے کے وقت بعد ادائے نماز عشا فرمایا کہ بعد فرض کے مقتدا و مقتدی کو افضل یہ ہے کہ نفل کے واسطے اپنی جگہ سے تجاوز کرے۔ پس بقدر سجدہ یا بقدر اقدام جگہ بدل دے۔ اور یہ نظم کتاب منفق کی پڑھی مہ

الافضل المتقل لاسمل النقل   للمقتدی والمقتدی بالنقل

پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر ید۔

ایضاً شب مذکور وقت تہجد

یہ فقیر خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا۔ بعد فراغ کے تہجد سے عبدالرحمٰن ظفاری و یار محمد ظفاری عوارف کا سبق خدمت میں پڑھ رہے تھے دعائیں اس جگہ پہونچی تھیں یاحیُّ یاقیومُ روئے مبارک مولانا صالح کے طرف لائے پوچھا کہ وہ شخص جو دعا گو کے پاس آیا ابدال سے ہو گیا اُس کا کیا نام ہے محمد کشت اور اس نے دعا گو کے واسطے سے مجذوبوں کا خرقہ پہنا ہے۔ اور دعا گو کے پاس بہت رہا تھا۔ مولانا صالح نے عرض کیا کہ آپ ہی جانیں کیونکہ آپ کا مرید ہے۔ فرمایا ترابی مکہ مبارک سے بارہا دعا گو کے پاس آتا تھا۔ عالم طیر رکھتا ہے۔ ہندوستان سے جب آتا ہے تو ہوا سے ایک آن میں آتا ہے دعا گو کو سلام کرتا ہے۔ ایک دن وہ اور دعا گو مکہ شریف سے آئے۔ مکہ مبارک سے پیادہ پا چلنے والوں کی راہ چلے، سوار کوئی نہیں چل سکتا ہے۔ طلب الارض ہے یعنی زمین کردی ہے۔ منزل میں پانی نہ تھا حاجت پانی کی ہوئی۔ ترابی نے اس اسم اعظم کے ساتھ دعا کی یاحیُّ یاقیومُ اخرج الماءَ من ھٰذہ الارض لینے سے حی قیوم تو اس زمین سے پانی نکال۔ میں نے دیکھا کہ زمین وشاید ایک گز کھلے

کے ہو گئی ایک حوض پانی کا نکل آیا۔ ہم نے پیا اور وضو کیا مناسب اس کے حکایت۔ شیخ عارف صدر الحق والدین قدس اللہ تعالی سرہ کے بیان فرماتی کہ ایک دن اُن کے پڑوس میں ایک بڑھیا کے جوان لڑکے نے انتقال کیا۔ اُس کی ماں بڑھیا زار زار روتی تھی۔ اُس بڑھیا کے رونے کی آواز شیخ کے کان میں پہونچی۔ خادم سے پوچھا یہ کیا آواز ہے۔ خادم نے جواب دیا کہ ایک جوان (بڑھیا کے لڑکے) نے انتقال کیا ہے۔ شیخ نے فرمایا مجھ کو وہاں لے جاؤ۔ جوتیاں پاؤں میں ڈالیں۔ جب شیخ کو لے گئے۔ تو شیخ نے فرمایا مجھے وہ جوان دکھاؤ۔ جب دکھایا تو اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا یا حی یا قیوم باذن اللہ الٰہی احیہ وطول عمرہ۔ اسی دم وہ جوان اُٹھ کھڑا ہوا اُس جوان نے کہا کہ میں مر گیا تھا۔ اور موت کے سکرات چکھ چکا تھا۔ اور دنیا کے کام سے فارغ ہو گیا تھا۔ شیخ نے اُس جوان سے کہا تو جب وہ اچھا ہو گیا تھا۔ بے ہوشی ہو گئی تھی۔ جب شیخ خانقاہ میں آئے تو بعض اصحاب نے پوچھا یا مخدوم وہ جوان تو مر گیا تھا کیونکر زندہ ہو گیا۔ شیخ نے جواب دیا کہ میں نے یا حی یا قیوم کہا وہ زندہ ہو گیا۔ جس وقت وہ جوان اپنے یاروں کے درمیان میں بیٹھتا تو اپنی جان دینے اور سکرات موت کے چکھنے کا قصہ بیان کرتا۔ پیر معمر ہو الٰہی مرا ہے فرمایا کہ یا حی یا قیوم صحاح میں اسم اعظم ہے۔ اگر مردے پر پڑھیں تو زندہ ہو جائے اور جس چیز پہ باعتقاد درست

بیان اسم اعظم

پڑھیں تو وہ چیز حاصل ہو جائے اور اگر مٹی پڑھیں تو سونا ہو جائے
مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ مخدوم والد رضی اللہ عنہ
کے پاس جس وقت کوئی شخص درماندہ عاجز آتا تو اپنا ہاتھ سنگریزوں
میں ڈال کر اس کے ہاتھ میں دے دیتے۔ وہ سب زرین ہو جاتے
تھے۔ ایک دن دعاگو نے عرض کیا کہ آپ کیا پڑھتے ہیں جواب فرمایا
فرزند من یا حی یا قیوم پڑھتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے تین سورتوں میں اسم اعظم کا پتہ دیا ہے اول سورۃ بقرہ آیۃ الکرسی
میں اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم دوسری سورۃ آل عمران میں اللہ
لا الہ الا ھو الحی القیوم تیسری سورۃ طٰہٰ میں وعنت الوجوہ للحی القیوم
ہم اسم اعظم کو تینوں سورتوں میں پاتے ہیں پس یا حی یا قیوم اسم اعظم
ہے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من نیکو
بگیر بایں الفاظ سبق فقیر کا تھا۔ گفتگو مراقبے میں تھی۔ فرمایا مراقبہ کیا ہے
تم جانتے ہو المراقبۃ ملازمۃ العلم بان اللہ تعالیٰ مطلع علیہ ولا
یغیب عنہ ساعۃ یعنی ہمیشہ جاننا اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ اس پر مطلع
ہے۔ ایک ساعت اس سے غائب نہیں ہوتا ہے۔ مراقبہ یہ نہیں
ہے کہ سر گریبان میں ڈال کر بیٹھو۔ اور وہ مراقبہ مبتدیوں کا ہے اور
یہ معنی اصطلاحی ہیں۔ لیکن لغوی معنی یہ ہیں کہ المراقبۃ با یک دیگر چشم
داشتن اور یہ ابیات پڑھی ؎

ہر آنکہ غائب از وے یکزمان ست — در آن دم کافر ست اما نہان ست

حضوری بخشش اے پروردگارم کہ من غائب شدن طاقت ندارم
مبادا غائبی پیوستہ باشد دلِ اسلام بر وے بستہ باشد

ایضاً فرمایا کہ اس کافر سے مراد کافر نعمت ہے۔ یہ شعر شیخ امین الدین گازرونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ جبکہ کوئی شخص ایسا جان لے تو وہ کیونکر گناہ کرے۔ اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں کرتا ہے۔ جو کہ خالق ہے۔ عدم سے وجود میں اس کو لایا ہے۔ ہمیشہ دیکھتا ہے۔ اور ثواب دیتا ہے۔ اور عقوبت کرتا ہے۔ فرمایا کہ یہ رباعی میں نے ایک دیوانے سے سنی ہے ۔

شرم ناداری چہ گنہ مے کنی نامۂ خود را چہ سیہ مے کنی
سگ نکند با سگ بیگانگاں آنچہ تو با حضرتِ حق مے کنی

روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من این فوائد و اشعار شیخ امین الدین در رباعی آنچہ تقریر کردم بنویسید۔ ایضاً تفسیر مدارک کا سبق فرما رہے تھے اور آیت کریمہ یہ تھی۔ انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجھالۃ ثم یتوبون من قریب فاولئک یتوب اللہ علیھم وکان اللہ علیما حکیما ولیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الاٰن ولا الذین یموتون وھم کفار اولئک اعتدنا لھم عذابا الیما فرمایا کہ میں نے انما التوبۃ علی اللہ کی تفسیر میں معتبروں سے دو وجہ سنی ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ کرماً وعدلاً دوسری وجہ یہ ہے کہ انما ماللّٰہ وجوباً

لان اللفظ یقتضی الوجوب فان الالوھیة تنافی الوجوب فلا یکون الاکرما وعد لا واثباتا اور فرمایا کہ ایمان یاس کا قبول نہیں ہے۔ اسلیئے کہ ایمان بغیب شرط ہے اور شرط فرض ہے قولہ تعالی یومنون بالغیب جس وقت دوزخ کو اُس کی نظر میں حاضر کر دیا تو اب غیب نہ رہا اور یہ بیت لامیہ کی پڑھی ؎

وما ایمان شخص حال بأس　　　بمقبول لفقد الامتثال

یعنی ایمان کسی شخص کا وقت یاس کے قبول نہیں ہے بسبب نہ ہونے امتثال کے یعنی ایمان بالغیب فرض ہے۔ جب بن دیکھے ایمان نہ لایا تو امتثال و فرمانبرداری نہ کی۔ اب جس وقت کہ بہشت و دوزخ آنکھ سے دیکھ لیا تو ایمان لے آیا سو یہ ایمان بسبب عدم امتثال کے مقبول نہیں ہے۔ لیکن سلف نے توبہ یاس کو صحیح رکھا ہے۔ اور قول اصح یہ ہے کہ توبہ یاس کی قبول نہیں[1] ہے۔ اسی درمیان میں نماز چاشت کی شروع کی۔ جب فارغ ہوئے تو محمود خاں شاہزادہ واسطے زیارت کے آیا۔ پابوسی حاصل کی بیٹھا اور عرض کیا کہ خداوند عالم کہتے ہیں کہ اگر مخدوم فیروز آباد میں قدم مبارک لائیں چند زمانہ محل کے اندر صحن خانہ میں مقیم ہوں۔ تو ہم جلد جلد زیارت کر سکیں فرمایا کہ مبارک ہے۔ لیکن اصحاب بہت ہیں اُس جگہ جا سے تنگ ہے۔ اور اس جگہ جائے کشادہ و راحت و آرام کی سب ہے۔ اور ہر چند

---

[1] اس جگہ اصل میں کچھ غلط تھا۔ اسلیئے حاصل مسئلہ لکھ دیا گیا۔ واللہ اعلم

بمراد موجود ہے۔ لیکن انشاء اللہ تعالیٰ میں آؤنگا۔ اسی درمیان میں کھانا لائے فرمایا حدیث صحاح ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِذَا طَعِمْتُمْ فَرَبِّعُوْا وَاِذَا شَرِبْتُمْ فَثَلِّثُوْا یعنے جس وقت تم کوئی چیز کھاؤ تو چار بار کھاؤ۔ اور جب پیو تو تین بار پیو نہ کم اس سے۔ یہ بات بطور استحباب کے ہے نہ بطریق ایجاب بعد اس کے فرمایا کہ ایک ولیہ عورت ہے دعاگو سے تعلق و پیوند رکھتی ہے ہندو تھی مسلمان ہوگئی۔ اُس کی برکت سے اس کا خاوند اور تمام خاندان لوگ سب مسلمان ہوگئے۔ رات کو بالکل نہیں سوتی ہے۔ بادشاہ نے کہا شاید بیمار ہوگی اس سبب سے نیند نہیں آتی ہے۔ فرمایا کہ ساری رات بیدار مشغول رہتی ہے خاوند اُس کا ہر بار اُٹھتا ہے اور دیکھتا ہے کہ مشغول ہے۔ وہ ولیہ ہوگئی ہے۔ اس جگہ دعاگو کے پاس آکر ٹہلنے رہی۔ جس وقت دعاگو روانہ ہوتا تھا تو وہ رخصت ہوتی اور روتی تھی کہ پھر کب ملاقات ہوگی اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اُچہ میں آؤں گی بعد اس کے محمود خاں کے سر پر کلاہ پہنائی اور کچھ تبرک دیشریني دی۔ پس شاہزادہ محمود خاں نے قدمبوسی کی۔ فرمایا کہ بادشاہ کو سلام و دعا پہنچانا پھر شہزادہ چلا گیا

الیسار وہم ماہ مذکور چہار شنبہ بست و ہفتم ماہ مذکور ذیحجہ

کہ یہ فقیر خدمت میں حاضر تھا۔ بعد ادائے نماز ظہر سید معز الدین ملک

رسولدار بھی حاضر تھے کھانے کا خوان لائے کھانا کھاتے تھے اور
قصہ کہتے تھے کہ بادشاہ نے اپنے چھوٹے بیٹے محمود خاں کو بھیجا تھا
اور کہا ہے کہ چند زمانہ اس جگہ میرے گھر میں آتیں کہ ہم جلد جلد
زیارت کر سکیں۔ دعا گو نے کہا کہ اس جگہ جائے تنگ ہے۔ اور
بار لوگ بہت ہیں۔ اور اس جگہ جائے راحت و آرام ہے۔ پانی
نزدیک ہے۔ کہا کہ اس جگہ بھی جائے راحت و آرام کی موجود ہے
اور پانی بہت ہے۔ میں نے قبول کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آؤں گا۔
دوسری یہ بات ہی کہ عاشورے تک رہو۔ در دعا شورے کا بہت
ہے۔ اور اس عشرے میں روزہ ہوگا۔ اور ہوا گرمی کے موسم کی
گرم ہے چل نہ سکو گے مسافرت ہے۔ بادشاہ نے کہا ہے کہ بعد
عشرہ عاشورے کے بحصول غرض رخصت کرونگا۔ میں۔ رسولدار
نے کہا اچھا ہے، اگر مخدوم چند زمانہ خانہ سلطان میں مقیم ہوں۔
مصلحت[1] دریافت خاطر ہمچنیں خواہد بود روئے مبارک طرف اس
فقیر کے لائے فرمایا سبق پڑھ۔ میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس
باب میں تھی۔ فاما مقام التوبۃ فھو علی عشر مقامات اولھا
الخروج من سائر الجہل والندم علی السخط لربک عز وجل وترک
الشھوات واعتقاد بعکس مکر النفس الامارۃ بالسوء واخراج
المظلمۃ والانتقال عن الصغیرۃ والکبیرۃ والتوصل الی اللہ تعالی

---

[1] اصل میں ایسا ہی ہے۔

وترک القیام مع الغفلۃ وترک مجالسۃ اصحاب السوء وصلاح الطعام وتصفیتہ یعنے مقام توبہ کا دس مقاموں پر مبنی ہے اوّل مقام توبہ کا نکلنا ہے ساری نادانی سے دوسرا مقام ندامت اُس کام پر جو کہ اللہ تعالیٰ کو غصے میں لاتے تیسرا چھوڑنا ہے شہوات ولذات کا چوتھا اعتقاد کرنا ہے ساتھ عکس مکر نفس امارہ بالسوء کے پانچواں باہر کرنا ظلم کا چھٹا باہر آنا اور بیزار ہونا صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے ساتواں وصلت کرنا ہے طرف اللہ عزوجل کے آٹھواں ترک قیام ہے ساتھ غفلت کے۔ یعنے خداوند تعالیٰ کی شرط سے غافل نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کو خود سے غافل نہ جانے وہو قولہ تعالیٰ ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون وما اللہ بغافل عما تعملون یعنے تو اللہ کو گمان مت کر غافل اُس چیز سے جس کو ظالم غافل کر رہے ہیں۔ اور نہیں ہے اللہ غافل اُس چیز سے جس کو تم کر رہے ہو نواں پرہیز کرنا اور دور ہونا ہے یاران بد سے۔ کیونکہ یار بد بدتر ہے کالے بد سے۔ دسواں کم کرنا ہے کھانے کا اور اُس کا پاک صاف کرنا یعنی وجہ حلال سے کھانا۔ اور شبہ سے دور رہنا یہ دس مقام ہیں توبہ کے، جو شخص ان پر قائم رہا تو اُس کی توبہ صحیح ہے پھر دوسرے مبارک طرف فقیر کے لائے فرمایا فرزند من بگیر اینہ۔ یہ کیا اچھی کتاب ہے جس کو تو پڑھتا ہے۔ سالک کا مایہ ہے۔ مستعد ہو کر پڑھ۔ غنیمت ہے۔ اور طریقت کو اخذ کر یہ ساری ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق یار اس

فقیر کے بھی پھر قیلولے کا وقت آیا۔ آرام فرمایا۔

ایضاً روز مذکور شب پنجشنبہ بست و ہشتم ماہ مذکور

کو یہ فقیر خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا۔ بعد ادائے عشاء و سنت و صلوٰۃ حفظ الایمان کے دوگانہ صلوٰۃ التوبہ کا ادا کرتے تھے۔ فرمایا کہ یہ نماز حضرت آدم صلوات اللہ علیہ نے ادا کی۔ وہ دعا پڑھی۔ ان کی توبہ قبول کی اس سبب سے اس نماز کو صلوٰۃ التوبہ کہتے ہیں جیسا کہ حدیث صحاح میں ہے۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال لما اراد اللہ تعالیٰ ان یتوب علی آدم علیہ السلام طاف بالبیت سبعا والبیت یومئذ ربوۃ حمراء فلما صلی رکعتین قام واستقبل البیت وقال اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤَالِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ اِیْمَانًا دَائِمًا یُبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَنْ یُّصِیْبَنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَرَضِّنِیْ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ فَاَوْحَی اللّٰہُ تعالیٰ اِلَیْہِ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ ذَنْبَکَ وَلَمْ یَاْتِنِیْ اَحَدٌ مِّنْ ذُرِّیَّتِکَ یَدْعُوْنِیْ بِمِثْلِ مَا دَعَوْتَنِیْ اِلَّا غَفَرْتُ ذُنُوْبَہٗ وَکَشَفْتُ ھُمُوْمَہٗ وَغُمُوْمَہٗ وَنَزَعْتُ الْفَقْرَ مِنْ بَیْنِ عَیْنَیْہِ وَاتَّجَرْتُ لَہٗ وَرَاءَ کُلِّ تِجَارَۃِ تَاجِرٍ وَجَاءَتِ الدُّنْیَا وَھِیَ رَاغِمَۃٌ وَاِنْ کَانَ لَا یُرِیْدُھَا

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وعن ابیہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس وقت اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ آدم صفی صلوات اللہ وسلامہ کی توبہ قبول کرے تو انہوں نے خانہ کعبہ کا سات بار طواف کیا جس جگہ کہ کعبہ آج ہے اور خانہ کعبہ اُس دن ایک بلندی سرخ تھا۔ گرد بر گرد دیوار محوطہ بر آوردہ اند تا غایت ہر کہ در داں رود و نہ دبان چہ بیں نہادہ اند۔ در داں سوالہ ملتبوذ نہ و بالائی آں بلندی سرخ میرود عزیزی عرضداشت چہار دہ بان ست۔ جواب فرمودند بسیار ست دعاگو بار ہا رفتی پس جس وقت حضرت آدم علیہ السلام دو رکعت نماز پڑھ چکے تو کھڑے ہوئے اور اُس گھر کی طرف منہ کیا۔ اور دعائے مذکور پڑھی اور وہ بیت المعمور تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان میں اُس کو اوپر لے گئے۔ اور وہ کعبے کی محاذی ہے مثلاً اگر بیت المعمور سے کوئی چیز نیچے ڈالیں تو سیدھے بام کعبہ پر گرے پس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو وحی کی کہ مقرر میں نے تیرے گناہ کو بخش دیا اور میں آئیگا میرے پاس کوئی تیری اولاد سے کہ دعا کرے مجھ سے ساتھ مثل اُس شئے کے کہ جس کے ساتھ تو نے مجھ سے دعا کی۔ یعنی نہیں ہے کوئی تیرے فرزندوں سے کہ یہ نماز و دعا پڑھے جیسے کہ تو نے پڑھی مگر میں اُس کو یہ چیزیں عنایت کروں گا ایک یہ کہ اُس بندے کے گناہوں کو بخش دوں گا دوسرے یہ کہ اُس کے اندوہ غم کو دور کرونگا

تیسرے یہ کہ کھینچ ڈالوں گا فقر کو اُس کے دونوں آنکھوں کے درمیان سے۔ والمراد بین عینیہ الدنیا والاخرۃ یعنے دنیا و آخرت میں اُس کو محتاج نہ کروں گا چوتھے یہ کہ تجارت کرونگا واسطے اُس کے واسطے تجارت ہر تاجر کے پانچویں یہ ہے کہ آئیگی دنیا اگرچہ وہ اُس کو نہ چاہے گا جس طرح کہ دنیا شیخ کبیر کی خادمہ تھی۔ دعا گو سماع رکھتا ہے۔ای ذلیلۃ یعنے خوار ہو کر لونڈیوں کی طرح آئے گی جس طرح کہ شیخ کبیر رضی اللہ عنہ کو طرف اُس کے التفات نہ تھا پھر اس فقیر اور اصحاب اعلیٰ سے فرمایا برادران بگیریدا اس نماز دعا گو ہمیشہ ہر رات بعد نماز عشا کے پڑھے اس دعا و نماز کو دعا گو ہمیشہ ادا کرتا ہے فرمایا دعا گو سماع رکھتا ہے کہ ہر نماز حاجت جس میں تعیین قرأت مروی نہیں ہے اگر رات کو پڑھے تو پانچ بار سورۂ اخلاص پڑھے۔ اور اگر دن ہو تو دس بار سورۂ اخلاص پڑھے۔ اور یہ طریق بھی مروی ہے چنانچہ کہ اوراد شیخ کبیر میں یہی کہا ہے القصّہ تفسیر مدارک کا سبق فرماتے تھے اثنائے سبق میں فرمایا کہ دعا گو نے اُس طرف سنا ہے اگر کوئی شخص کشاف پڑھتا ہے تو منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں اترك الكشاف وقرأ المدارك یعنے کشاف سے دست بردار ہو اور مدارک پڑھ کیونکہ زمخشری صاحب کشاف معتزلی تھا۔ سارے اقوال اپنے مذہب پر لایا ہے اور صاحب مدارک سُنی تھے۔ انہوں نے زمخشری کے سارے کلام کو سنت و جماعت کے کلام کے ساتھ تبدیل کیا ہے۔ خوب موجہ و پسندیدہ

تغیر ہے تفسیر اس آیت کریمہ کی تھی قولہ تعالی لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا اس آیت شریف کے نزول کا قصہ بیان فرمایا کہ اسلام سے پہلے جاہلیت میں عرب والوں کی ایک رسم تھی۔ جب کوئی شخص اُن میں سے مرتا تو جو چیز وہ میراث چھوڑتا وارث اُس کو جمع کرتے یعنے اپنے قبضے میں لاتے۔ یہاں تک کہ اُس میت کی بی بی کو بھی میراث میں لیتے تھے۔ خواہ وہ عورت ناخوش ہو یا راضی ہو۔ اگر چچا ہوتا یا کوئی اور قرابتی تو اُس عورت کو جبراً اپنے تحت میں رکھتا۔ یہ رسم جاہلیت میں تھی۔ اسلام سے پہلے جس وقت اسلام ظاہر ہوا تو یہ رسم بسبب نزول حکم اس آیت کے منسوخ ہو گئے یعنے تم کو حلال نہیں ہے کہ میراث میں لو عورتوں کو بجبر۔ یعنے زبردستی اُنکو میراث میں مت لو فرمایا کہ کرھا کو بضم کاف بھی ایک قرارت میں پڑھا ہے ای جبرا یعنے کرہا کے معنے جبراً ہیں پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند مین اس کو لو اور سبق پڑھو۔ میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس باب میں تھی واما مقام الخائفین فھو علی عشر مقامات الحزن اللازم والغم الغالب والخشیۃ المقلقۃ وکثرۃ البکاء والتضرع فی اللیل والنہار وسلک طریق الراحۃ وکثرۃ العزلۃ ووجل القلب وتضییق العیش ومواقع الاکل وملازمۃ الخوف بنزول الموت یعنے خائفین کا مقام دس مقام پر مبنی ہے۔ ایک تو حزن لازم یعنی سب وقت غمناک رہنا اسلئے کہ

حزن الدنیا ثمرۃ سرور الاٰخرۃ یعنے دنیا کا غم پھل ہے آخرت کی
خوشی کا۔ دوسرا مقام عمل غالب ہے تیسرا خوف جو کہ قلق وبیقراری
میں ڈالے چوتھا کثرت بکا یعنے بہت رونا جب سبق اس فقیر کا
اس جگہ پہنچا تو فرمایا کہ بکا بالقصر وھوالدموع وبالمد النداء
یعنی بکا بالف مقصورہ آنسوؤں سے رونے کو کہتے ہیں۔ اور بالف
ممدودہ آواز سے رونے کو بولتے ہیں۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے
اور یہ بیت پڑھی ؎

بکت عینی وحق لہا بکاھا   فما نفع البکاء ولا العویل

فالاول بالقصر وھو دموع العین والثانی بالمد وھوالبکاء بالجھر
یعنے میری آنکھ روئی اور اس کو لائق ہے رونا اس کا جو کہ آنسوؤں سے
ہو۔ پس نفع نہ دیا آواز سے رونے نے اور نہ فریاد و شور کرنے نے
اس فقیر سے فرمایا اس بیت کو لکھ لو۔ تقریر غریب ہے پانچواں
مقام تضرع کرنا ہے رات دن میں یعنے زاری کرنا گڑگڑانا بلند آواز
سے، اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا۔ لان التضرع ھوالاظھار لقولہ تعالیٰ
ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ من الضراعۃ ای جھرا واظھارا یعنے
تضرع اظہار کو کہتے ہیں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے کہ پکارو
تم اپنے پالنہار کو ظاہر کرکے اور چھپکے، تضرع مشتق ہے ضراعت
سے یعنے با آواز اور ظاہر کرکے اس کو پکارو۔ چھٹا مقام اپنے اوپر
راحت و آرام کی راہ کو بند کرنا ہے۔ ساتواں مقام عزلت وخلوت

میں بہت رہنا۔ آٹھواں مقام بسیار تپیدن دل یعنی تب و تاب میں بہت رہنا دل کا نواں خود پر تفتیش و مواقع اکل کا تنگ کرنا دسواں ملازمت خوف کی بسبب نزول موت کے یہ دس مقام خائفین کے ہیں پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند امین بگیر باید یہ کیا اچھا سبق ہے۔ یہ رسالہ جو تو پڑھتا ہے مقامات میں لابد و واجب ہے کہ اس کو پڑھیں۔ تا کہ جان لیں کہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف ترقی ہوتی ہے یہ ساری ترتیب حق میں اس فقیر کے تھی۔ ابھی اتنا میں قوال واسطے زیارت حضرت مخدوم کے آئے مدح پڑھتے تھے۔ چاہا کہ دستک ماریں یعنی ہاتھ پر ہاتھ ماریں۔ تو ان کو منع کیا۔ فرمایا چاروں مذہب میں منع ہے سماع میں اختلاف ہے اس شخص کے واسطے مباح ہے جو اسکی اہلیت رکھتا ہے۔ السماع لاھلہ مباح۔

انشاء بست و نہم ماہ مذکور ذی حجہ روز جمعہ وقت اشراق

یہ فقیر خدمت میں حاضر تھا شاہزادے جیسے ظفر خاں اور اس کے بیٹے اور تغلق شاہ اور دیگر ارکان دولت واسطے زیارت مخدوم کے آئے۔ شرف پائبوس حاصل کیا۔ عرض کیا کہ خداوند عالم کیلئے کہتے ہے کہ صحن خانہ میں نزول فرمائیں۔ تا کہ ہم جلد جلد زیارت و قدمبوسی کر سکیں اس بات کو قبول کیا۔ فرمایا مبارک ہو۔ تغلق شاہ دست مبارک کو

پکڑ کر لے چلا پالکی میں سوار ہوئے۔ یہ فقیر اور اس فقیر کا بھائی اور اصحاب اعلیٰ بھی ہمرکاب ہوئے۔ صحن خانہ میں اُترے۔ پھر جمعہ کا غسل کیا۔ واسطے نماز جمعہ کے جامع مسجد سلطان خانہ میں آئے۔ موذن نے سنت کی اذان شروع کی اکبنا نہ کہا مخدوم ادام اللہ برکاتہ نے اُسی جگہ سے بآواز بلند فرمایا۔ کہ تو نے کفر بکا۔ اذان کو دوبارہ کہہ۔ اللہ اکبر کہہ اور حی علی الصلوٰۃ میں مدت پھیر معنی کا تغیر ہو جاتا ہے فرمایا کہ موذن عالم چاہیئے۔ تاکہ اذان کی ترتیب کر جانے فتاویٰ کی مدولہ سے ینبغی ان یکون المؤذن مفتیا موذن کا مفتی ہونا چاہیئے یعنی عالم۔ یہ بات بادشاہ و آئمہ صدور و سپاہ اجل صدر جہاں اور سب لوگوں نے سُن لی۔ بعد ادائے جمعہ بادشاہ اور شہزادوں اور ارکان دولت نے قدم بوسی کی۔ یہی بات جس کا ذکر ہوا سب سے فرمائی۔ پھر نماز جمعہ سے لوٹ آئے۔

ایضاً آخر شب وقت غفلت

یہ فقیر خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا نماز کی نیت کرتے تھے۔ پس روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ اور یاران اعلیٰ سے فرمایا بھائیو نماز کی نیت اس طرح کرو متوجہا الی جہۃ عرصۃ الکعبۃ لان بناء الکعبۃ قد یحول لزیارۃ بعض الاولیاء یعنی مستحب یہ ہے کہ معنی جہت عرصہ کعبہ کی نیت کرے۔ اسلئے کہ فرشتوں کو حکم ہوتا ہے تو وہ

بنائے کعبہ کر واسطے زیارت بعض اولیا کے لیے جاتے ہیں و مومن میاں از
بغیر جہت کعبہ روا نیست او متوجہ خواہد شد ہرگز مخالف نشود کہ خطاب
بغیر اوست قولہ تعالیٰ وحیثما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ یعنے جہاں کہیں
تم ہو۔ پس تم منہ کرو طرف کعبہ کے۔ مگر آنکہ ممکن نباشد و با آنکہ متعبہ
شود کہ قرار گیرد دیگر اد و بعضے اولیا قید کردتا کل نیا ید۔ چوں کعبہ
بزیارت بعضے اولیا بردہ باشند عرصۂ کعبہ بر قرار است تو جب مصلی نست
افتد بعد اس کے فرمایا کہ نوافل میں تکمیلا للفرائض کی نیت کرے
جیسا کہ اوراد میں ہے۔ فتاوی میں مسئلہ ہے کہ لا یقبل تطوع لاحد حتی
لا ینوی تکمیلا للفرائض یعنے نفل کسی شخص کی قبول نہیں ہوتی ہے
یہاں تک کہ تکمیلا للفرائض کی نیت نہ کرے یعنی نفل میں فرض کے
نقصانات کے کامل کرنے کی نیت کرے۔ کہ جو واجبات و سنن کہ
فرض میں ناقص ہو گئے ہیں وہ کامل ہو جائیں پھر فرمایا کہ خانہ کعبہ
بیت المعمور کے محاذی ہے۔ چوتھے آسمان میں ہے۔ اس جگہ کہ
جہاں کعبہ شریف ہے حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان سے پہلے اس
جگہ بیت المعمور تھا۔ جس وقت طوفان آیا تو اس جگہ سے چوتھے آسمان
پر لے گئے۔ بیت المعمور فرشتوں کا قبلہ ہے۔ اور کعبہ شریف سے ایسا
محاذی ہے کہ اگر مثلاً بیت المعمور سے کوئی چیز نیچے ڈالیں تو سیدھی بام
کعبہ پر گرے پھر دوسرے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من
اس تقریر نیت صلوٰۃ اور سب باتوں کو لکھ لو غریب ہیں۔

لہ اصل میں ایسا ہی ہے

ایضاً سلخ ماہ ذیحجہ روز شنبہ وقت چاشت

یہ فقیر امیر کبیر کے پاس حاضر تھا۔ شاہزادہ مبارک خان سلطان کا پوتا واسطے زیارت مخدوم ادام اللہ برکاتہ کے آیا۔ شرف پابوس حاصل کیا۔ روئے مبارک طرف اُس کے لائے فرمایا کہ بادشاہ مرحمت کرتا ہے۔ کندوری یعنی دسترخوان بھیجتا ہے، ہمراہ یاروں کے کھاتا ہوں آج کے دن بھی بھیجا ہے۔ میں نے اُس کو رکھ چھوڑا ہے اس لئے کہ دعا گو اور یار لوگ بھی روزہ دار ہیں۔ افطار کے وقت کھائیں گے اور یہ حدیث شریف صحاح پڑھی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من فطر صائما فلہ اجر مثلہ یعنی جو شخص افطار کرائے روزہ دار کے روزے کو تو واسطے اُس کے اجر ہے مثل اس روزہ دار کے۔ اگرچہ ایک لاکھ یا زیادہ ہوں۔ تو اُسی قدر ثواب پائیگا۔ گو افطار پانی ہی سے کیوں نہ ہو کیونکہ افطار حاصل ہے۔ یہ حدیث صحاح ہے اور معتبر اعتقاد ہے اس فقیر سے فرمایا بگیر یعنی درمیان میں مبارک خان کی ٹوپی پر نظر پڑی۔ اُس سے فرمایا کہ ایسی ٹوپی پہننا روا نہیں ہے۔ جب تک پہنے ہوئے ہے۔ تب تک فرشتے گناہ لکھتے ہیں۔ فرمایا شاید تو مخلوق ہے۔ اُس نے جواب دیا جی ہاں۔ پھر نظر مبارک اُس کے بیٹوں کی ٹوپی پر پڑی وہ بھی اُسی کے مثل ٹوپی پہنے ہوئے تھے فرمایا کہ چھوٹے ہیں۔ اُن کے واسطے وبال نہیں ہے۔ وبال تو ان کے ولی کے واسطے ہے

جس نے ان کو ٹوپی پہنائی ہے۔ پھر مبارک خاں نے مع فرزندوں کے قدم بوسی کی اور لوٹ گیا ایضاً مولانا محمد مغیثی کتاب فقہ کا باب الاذان خدمت میں پڑھ رہے تھے۔ اثنائے سبق میں سید الحجاب یعنی افسر دربانان واسطے زیارت مخدوم اوام اللہ تعالیٰ برکاتہ کے آیا شرف پابوس حاصل کیا۔ دئیے مبارک طرف اس کے لائے فرمایا کہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں موذن نے اذان میں اکبار کہا۔ دعا گو نے سُنا تو میں نے باواز بلند کہا کہ اکبار کفر ہے۔ اذان کا اعادہ کر۔ اکبر کہہ۔ بادشاہ نے سنا ہوگا۔ تاکہ ان کو منع کرے۔ اکبار نہ کہیں سید الحجاب نے عرض کیا کہ مخدوم سلطان نے سُن لیا چاہتا تھا کہ بے نان کرے۔ یعنے موذن کو برطرف کرے پھر موذن پر خفگی کی معرض لت کشید پھر موذنوں کو صدر جہاں کے حوالہ کیا کہ جاؤ۔ اُن کو اذان سکھاؤ۔ فرمایا شاید سلطان نے سُن لیا۔ جو دعا گو نے کہا۔ سید الحجاب نے عرض کیا جی ہاں مخدوم سلطان نے سن لیا۔ اور تفحص کیا بعد اس کے فرمایا کہ اکبار اسم من اسماء الشیطان فان عمد صار کافرا والا لم یکن وتبطل الصلوٰۃ یعنے اکبار ایک نام ہے شیطان کے ناموں سے۔ اگر قصداً کہا تو کافر ہو گیا۔ ورنہ کافر نہ ہوگا۔ اور نماز باطل ہو گی۔ صیغہ افعل التفضیل کا افعال نہیں آیا ہے اکبر بروزن افعل ہے اگر اکبار نادانستہ کہے گا تو کافر نہ ہوگا لیکن یہ لفظ کفر کا ہے بعد اس کے فرمایا کہ طریقہ اذان کا یہ ہے کہ اول حرف

کو زبر دے اور دوسرے کو مجزوم بسلئے کہ اکبر کو بسبب[1] وصل کے فتح دیا لان الفتحۃ اخف الحرکات اسلئے کہ فتحہ اخف الحرکات ہے اللہ اکبر اللہ اکبر پھر اول سے آخر تک خود نے اذان کی تقریر فرمائی بعد اس کے فرمایا حی علی الصلوٰۃ کو بالف اشباع نہ کہیں معنی کا تغیر ہو جاتا ہے مثلاً حی کو حیا نہ کہیں کیونکہ تثنیہ پر محمل ہو جائے گا حالانکہ یہ خطاب تو ہر فرد کو ہے فرمایا کہ اذان کا یہ طریقہ یاد کر لو فرمایا کہ فتاوے نقہ میں مسطور ہے ینبغی ان یکون المؤذن مفتیا یعنے لائق یہ ہے کہ مؤذن مفتی ہو ایک عالم ہو علماء سے اُس طرف مکہ مبارک و ولایت یمن و عرب میں مؤذن لوگ عالم ہیں اور مدینہ مبارک میں شیخ عبداللہ مطری قدس اللہ روحہ اُستاد دعاگو کے مؤذن تھے۔ اس جگہ ناخواندہ اَن پڑھ لوگوں کو مؤذن کرتے ہیں۔ وہ اذان کے آداب کیا جانیں مؤذن تو متعلم یعنی طالب علم چاہیئے اذان کے آداب جانے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا ایں مسئلہ دو فوائد بتجربہ رسید غریب سنت القضا بتاریخ ۱۰ ماہ ذی الحجہ میں دو رکعت نماز مروی ہے ہر رکعت میں سو آیتیں قرآن شریف کی پڑھے۔ سورۃ یٰسین اور والسماء والطارق سو آیتیں ہیں یا سورۃ واقعہ و سورۃ اخلاص بعد اس کے فرمایا کہ آخر سال و اول سال میں روزہ رکھنا چاہیئے حدیث صحاح میں مروی ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من صام اخر السنۃ الماضیۃ

---

[1] اصل میں ایسا ہی ہے ۱۲

واول السنة المستقبلة فكانما صام سنتين یعنی جو شخص روزه رکھے
آخر روز سال میں اور اول روز سال میں پس گویا اُس نے روزه رکھا
ہر دو سال کا پھر اس فقیر سے فرمایا بعد اس کے سید الحجاب سے
پوچھا کہ تم نے روزه رکھا ہے۔ اُس نے جواب دیا نہیں۔ فرمایا شاید
تم نے سحری نہ کی ہوگی پھر سید الحجاب نے سالی کی دعا کا التماس کیا
لکھوائی اور اُس کو دے دی۔ اُس نے قدمبوسی کی اور چلا گیا روئے
مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا سبق پڑھیں میں نے شروع
کیا ترتیب اس باب میں تھی واما مقام الراجین فھی علی عشرة
مقامات الحج والجهاد والرباط والامر بالمعروف والنهی عن المنكر
والمعاونة علی البر بالمال والنفس والنصر للمظلوم والاجابة
للصارخ وتفریج الكربة واعانة المسلمین یعنی اہل رجا کا مقام دس
مقاموں پر مبنی ہے اول حج کرنا لقوله تعالیٰ ولله علی الناس حج البیت
من استطاع الیه سبیلا ومن دخله كان آمنا ای آمنا من كل آفات
دوسرا جهاد لقوله تعالیٰ والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا ای الذین
جاهدوا والاجل طلبنا لنهدینهم سبل وصالنا تیسرا رباط لقوله تعالیٰ
ورابطوا لعلكم تفلحون چوتھا امر بمعروف یعنی نیک بات کا حکم کرنا پانچواں
نہی منکر یعنی بُری بات سے منع کرنا روکنا لقوله تعالیٰ كنتم خیر امة
اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر چھٹا یاری و
مدد کرنا نیکی پر مال وجان سے لقوله تعالیٰ وتعاونوا علی البر والتقوی

فی مقام الراجین

ساتواں مدد کرنا مظلوم ستم رسیدہ کی آٹھواں فریاد رسی کرنا فریاد کرنے والے کی نواں کشادہ کرنا بستہ کا یعنی کسی کی سختی کو دور کرنا دسواں دستگیری کرنا غمزدہ کا یعنی غمزدہ مسلمانوں کی مدد کرنا، یہ دس مقام دعا کے ہیں اس فقیر سے فرمایا فرزندمن نیکو بگیرید یقیناً شیخ زادہ نجم الدین عوارف کا سبق پڑھ رہا تھا گفتگو اس باب میں تھی کہ اگر درمیان دو مریدوں کے خصومت ہو جائے تو شیخ خادم شرع کو واجب ہے کہ ان کی آپس میں اصلاح کرا دے۔ اگر مرید شیخ کا کہا نہ سنے گا تو جو مرتبہ کہ خدا کے ساتھ رکھتا ہے اس مرتبے سے دور ہو جائے گا۔ پس جس طرح ہوسکے تحمل کرنا چاہیئے۔ لقولہ تعالےٰ انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم یعنے سارے مومن جو ہیں سو بھائی ہیں۔ پس تم صلح کراؤ درمیان اپنے بھائیوں کے حضرت مخدوم نے اس فقیر سے فرمایا فرزندمن بگیرید۔

ایضاً روز مذکور شنبہ سلخ ماہ ذیحجہ

بعد ادائے نماز ظہر یہ فقیر خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا فرمایا کہ قدس اللہ سرہ کے کیا معنی ہیں دعاگو نے اس کے جواب میں دو وجہیں کہی ہیں۔ ان کو یاد رکھتا ہے ای اسکنہ اللہ تعالیٰ فی خطیرۃ القدس وجعل اعلی المنازل فی الفردوس وقیل طھر اللہ من النفاق عنہ الخلاص

لہ اصل میں اسی طرح ہے مگر معنی کے لحاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ خلق الا خلاف ہو واللہ اعلم

یعنی ایک معنی یہ ہیں کہ اللہ اُس کو اعلیٰ منازل میں فردوس کے ساکن کرے بعض نے کہا یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے پس ماندوں کی خلق کو نیک کرے۔ تاکہ اُس کو اُن سے رنج نہ پہونچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول پاک ہے کہ لا تؤذوا امواتکم بالمعصیۃ یعنے تم اپنے مردوں کو رنجیدہ مت کرو بسبب معصیت کے فرمایا کہ بادشاہ کو بد دعا کرنا نہ چاہیئے بلکہ اصلاح کی دعا کرنا چاہیئے شاید بعد اس کے فتنہ اُٹھے پس اس کے واسطے دعا کرو جس طرح کہ دعا گو کرتا ہے اَللّٰھُمَّ اَصْلِحِ الْاِمَامَ وَالْاُمَّۃَ وَالرَّاعِیَ وَالرَّعِیَّۃَ وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ فِی الْخَیْرَاتِ وَادْفَعْ شَرَّ بَعْضِھِمْ عَنْ بَعْضٍ یعنے اے اللہ تو امام وامت کو اور حاکم ومحکوم کو صالح ودرست کردے اور الفت ڈال دے درمیان اُن کے دلوں کے نیکیوں میں اور دفع کردے شر بعض کا بعض سے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من این جملہ تقریرات بگیر بیا اسی درمیان میں کئی لوگ خدمت میں پہونچے۔ شرف پابوس حاصل کیا عرض کیا کہ مخدوم نے جمعے کے دن اذان میں منع کیا۔ کہ ایسا مت کہو پس سلطان نے ہم کو طلب کیا معرض لت گشید اور اب جان کے تلف ہونے کا خوف ہے۔ جواب فرمایا کہ میں سلطان سے کہوں گا کہ تمہاری روزی موقوف نہ کرے پھر فرمایا جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے یعنی اللہ اکبر نہ کہنا کفر ہے۔ اگر دانستہ کہے گا تو کافر ہو جائے گا۔ ورنہ نماز باطل

[illegible]

ہوگی لان الاکبار اسم من اسماء الشیطان یعنے اسلیئے کہ اکبار ایک نام ہے شیطان کے ناموں سے اور حی علی الصلوۃ کہ چیا علے الصلوٰۃ مت کہو کیونکہ معنی کا تغیر ہو جاتا ہے یہ دو طریق خطا کے اذان اور تکبیر میں اختیار مت کرو۔ اب آپ تم سے کسی نے نہ کہا۔ پھر مکبروں نے قدم بوسی کی اور لوٹ گئے۔

غرۂ ماہ محرم روز یکشنبہ وقت اشراق

یہ فقیر خدمت میں حاضر تھا۔ سلطان واسطے زیارت تہنیت مخدوم ادام اللہ برکاتہ کے آیا۔ اس وقت آپ اشراق کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اور دوگانہ صلوٰۃ استجاب میں شروع کیا۔ میں دیکھتا تھا کہ سلطان اس وقت تک تا بفراغ کھڑا رہا۔ پھر آپ نے سلام پھیرا۔ خادم نے عرض کیا کہ سلطان آیا ہے۔ آپ اُٹھے اور کہا السلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مصافحہ کیا۔ سلطان نے قدم بوسی کی۔ اور ایک سپارہ گل آگے مخدوم کے رکھا۔ فرمایا کہ سب کو بانٹ دیں۔ بانٹ دیا۔ بعد اس کے فرمایا کہ دعا گو نے چاہا کہ خود آپ کے تم نے کرم کیا خود آئے خادم کو جز لئے خبر دے پھر بیٹھ گئے مولانا سراج الدین امام کو طلب کیا پوچھا امام آج کیا نماز ہے۔ امام نے جواب دیا کہ دو رکعت نماز ہے۔ فرمایا امامت کرو۔ بادشاہ بھی ادا کر لے۔ اس نماز کو مخدوموں نے بجماعت ادا کیا ہے پھر نماز شروع کی۔ بعد فراغ کے

جو دعا کہ اوراد میں مروی ہے اس کو پڑھا۔ دعا سے فارغ ہوئے تو روئے مبارک بادشاہ کی طرف کیا۔ فرمایا کتاب کافی میں ہے یجوز للمؤمن ان یعمل فی العبادات علی مذھب غیرہ و فی المعاملات لا یجوز الا فی مذھبہ والتطوع بالجماعۃ یجوز عند الشافعی رحمۃ اللہ علیہ من غیر الکراھۃ و فی روایۃ عندنا رخصۃ و یصلی المتنفل خلف المتنفل یعنے مومن کے واسطے جائز ہے کہ عبادات میں اپنے غیر کے مذہب پر عمل کرے۔ اور معاملات میں جائز نہیں ہے۔ مگر اپنے مذہب میں، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نفل بجماعت درست ہے۔ بدون کراہت کے اور ایک روایت میں ہمارے نزدیک رخصت ہے۔ اور نفل گزار نماز پڑھے پیچھے نفل گزار کے۔ سلطان تصدیق کرتا تھا۔ بعد اس کے فرمایا کہ نماز کی نیت جہت عرصہ کعبہ کے کریں کافی میں مسئلہ ہے ینبغی المصلی ان ینوی جھۃ عرصۃ الکعبۃ لان الکعبۃ قد تحول لزیارۃ بعض الاولیاء ذلک علی طریق الاستحباب یعنے مصلی کو چاہیئے کہ جہت عرصہ کعبہ کی نیت کرے بطریق مستحب، اسلیئے کہ کعبہ کبھی نقل کیا جاتا ہے، واسطے زیارت بعض اولیاء کے، فرشتوں کو حکم ہوتا ہے تو وہ کعبے کو واسطے زیارت بعض اولیاء کے لے جاتے ہیں۔ اور عرصہ رہ جاتا ہے جب ایسی نیت کرے گا۔ تو بہرحال نیت نماز کی درست پڑے گی بعض اولیاء کے نفی لگائی

تاکہ کل داخل نہ ہو جائیں سلطان نے عرض کیا کہ خلق تو گرد کعبہ کے پھرتی
ہے۔ اور عجب نیک بخت وہ شخص ہے کہ کعبہ اُس کے سر کے گرد پھرتا
ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ اسی جگہ ایک عورت دعاگو کے پاس رہتی
تھی۔ نو مہینے رہی جب اُس نے سنا کہ دعاگو جاتا ہے تو اُس نے
رخصت کیا۔ اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں اُس جگہ آؤں گی۔ ہندو
تھی مسلمان ہو گئی۔ اُس کی برکت سے اُس کا خاوند اور اُس کے
گھر والے مسلمان ہو گئے۔ دعاگو سے تعلق پیوند کیا اس وقت وہ
ولی ہو گئی ہے۔ رات کو سوتی نہیں ہے۔ سلطان نے کہا شاید کوئی
زحمت یعنی بیماری ہے فرمایا کوئی زحمت نہیں ہے لیکن حق کے
خوف و شوق سے اُس کے سر سے نیند جاتی رہی ہے ساری
رات مشغول رہتی ہے اُس کا خاوند جس بار نیند سے اُٹھتا ہے تو
دیکھتا ہے کہ وہ مشغول ہے سلطان نے پوچھا وہ عورت کہاں کی ہے
جواب فرمایا کہ سنبل ترائیر کی ہے پس سلطان نے کہا کہ ویسے مفسدوں
کے درمیان میں ایسی ولیہ سے عجب چیز ہے اسی درمیان میں مناسب
اس کے حکایت بیان فرمائی کہ اُچہ میں ایک عورت ہے ہر شب
جمعہ میں مکے کو جاتی ہے۔ کعبہ کا طواف کرتی ہے۔ دعاگو کے
واسطے فرش اور نبات مصری لاتی ہے۔ مکے میں ایک عورت سے
پہنایا گیا، وہاں اُترتی ہے اس سے پہلے دعاگو کو عجب معلوم ہوتا
ہوتا تھا۔ قوت القلوب معتبر کتاب ہے۔ میں نے اُس میں ایک روایت

باین عبارت یاتی کل من صحت لہ ولایتہ یکون فی لیلۃ الجمعۃ والعیدین ولیلۃ الاثنین فی مکۃ المبارکۃ والمدینۃ المشرفۃ یعنے جو شخص ولی ہوجاتا ہے تو شب جمعہ اور شب عیدین و شب دوشنبہ کو مکہ مبارک و مدینہ مشرفہ میں ہوتا ہے فرمایا ولایت بفتح الواو المحبوبیۃ وبکسر الواو التصرف فی الاقالیم قولہ تعالیٰ ھنالک الولایۃ للہ الحق ھو خیر ثوابا و خیر عقبا۔ مناسب حکایت اُس عورت کے یہ بیت پڑھی ہے

آن زن کہ بہ از ہزار مردست تو ئی — واں مرد کہ از زنے خجل ماندہ منم

فرمایا کہ یہ بیت شیخ جنید قدس سرہ نے پڑھی جس وقت کہ رابعہ رضی اللہ عنہا سے پیام نکاح کا کیا۔ رابعہ نے جواب دیا کہ خدا کو چاہوں یا تجھ کو، تو حضرت جنید نے یہ بیت پڑھی یسلطان تفصیل کرتا تھا بعد اس کے ولایت و تصرف اقلیم کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ یہ دعا گو نے اُس طرف مشائخ کبار سے سُنا ہے کہ ولایت شیخ کبیر بہاء الدین قدس سرہ کی قصبہ اور میدان سے دربرہ تک اور قصبہ اجودھن سے کیچ مکران تک اقصائے خراسان اور ولایت شیخ فرید الدین قدس سرہ کے قصبہ اور میدان سے اقصائے ہندوستان تک حد بازھی ہے۔ دعا گو نے اس طرف مشائخ کبار سے سُنا ہے کہ شیخ رکن الدین قدس سرہ قطب عالم تھے۔ اور شیخ نصیر الدین بھی قطب تھے قسم کھائی کہ دو ولایتدار گو از شب جمعہ ——— و شب دوشنبہ کو مکہ میں

ذکر تصرف ولایت

حاضر ہوتے تھے شیخ مکہ عبداللہ یافعی قدس اللہ روحہ دعا گو کو اُن کا مقام دکھاتے تھے۔ انہوں نے دعا گو سے کہا یا ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صل ھنالک وھذان مقاما الشیخ رکن الدین والشیخ نصیر الدین یعنے اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اس جگہ نماز پڑھ یہ دونوں ان کے مقام ہیں مقام شیخ رکن الدین متصل دیوار کعبہ را نشان کردہ و مقام شیخ نصیر الدین پا رہ بیشتر کردہ منفصل چنانچہ شیخ رکن الدین اقرب بود۔ جس وقت شیخ مکہ نے دعا گو سے کہا کہ تو ان دونوں شیخ کے مقام میں نماز پڑھ تو دعا گو نے کہا۔ کہ میں اس جگہ قدم کیونکر رکھوں جہاں اُنہوں نے رکھا ہے الحاصل میں اُن مقاموں سے پیچھے مشغول ہوا اسباب میں نے بہ ادب نگاہ رکھا۔ تو شیخ مکہ نے دعا گو کے واسطے دعا کی فرمایا کہ شیخ رکن الدین قدس سرہ وفات پا چکے تھے۔ اور شیخ نصیر الدین قدس سرہ زندہ تھے۔ ایک رات جمعے کی راتوں سے میں اُن کے مقام میں مشغول تھا میں نے دیکھا کہ شیخ نصیر الدین حاضر ہوئے۔ دعا گو نے کہا کہ اس درویش کی حیات میں یہ واقعہ کسی کے روبرو مت کہنا۔ ایسا اخفا رکھتے تھے جس زمانے میں کہ شیخ نصیر الدین نے وفات پائی تو دعا گو اچہ میں معتکف تھا۔ شیخ مدینہ عبداللہ مطری رحمتہ اللہ علیہ اُن کی نماز جنازہ کے واسطے آئے دعا گو سے اچہ میں ملاقات کی۔ اور کہا کہ تو بھی اُن کی نماز جنازہ اسی جگہ ادا کر اٹھارہویں تاریخ ماہ رمضان کی تھی۔

کیفیت اُس کی اوپر گذر چکی ہے۔ بعد اس کے خرقہ مشائخ کا ذکر چلا تو فرمایا کیا حکمت ہے کہ خواجگان چشت کے خرقہ میں تکمہ ہوتا ہے، سلطان نے کہا آنکہ چون کسرہ میگوید۔ فرمایا ہاں دعا گو نے مشائخ چشت سے پوچھا کہ یہ تکمہ اس خرقے کے سر پر کیوں ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ واسطے نفاذ رفعت مرید کے۔ تاکہ مرید کا کام بلند ہو جائے اور خرقہ مشائخ دیگر کا بے تکمہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو خرقہ بغیر تکمہ کے پہنایا ہے۔ یہ تکمہ انہیں مشائخ چشت نے زیادہ کیا ہے واسطے نفاذ رفعت کے مرید پیا اور اصل خرقہ بے تکمہ ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ مولانا جمال الدین معبری کا لڑکا دعا گو کا یار تھا۔ دعا گو سے تعلق وبیوہار رکھتا تھا۔ مرد اہل علم و صالح و حاجی تھا۔ سلطان نے پوچھا اُس کا گھر کہاں ہے۔ فرمایا دہلی میں، سلطان نے کہا کہ استقامت[1] کریں گے بعد اس کے شیخ زادوں شیخ کبیر کے پوتوں کے واسطے استقامت کے پیش کیا۔ پھر رشتہ داروں اور خادموں اور عزیزان دیگر کو گزرانا۔ الغرض سلطان نے سب کے واسطے قبول کیا۔ اور کہا کہ استقامت ہو جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ بعد اس کے ایک ہندو بچہ چھوٹا تھا۔ اُس کو بھی پیش کیا سلطان نے کہا مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ جس زمانے میں یہ بچہ دعا گو

---

[1] یعنی اُس کا وظیفہ مقرر کر دیں گے ۱۲

کے پاس آیا تو کہا کہ دعا کرو کہ خدائے تعالیٰ اسلام روزی کرے یہ بات زبان ہندی میں کہی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اسلام روزی کریگا۔ سلطان نے قبول کیا۔ اور کہا کہ اس کی بھی استقامت کر دینگے بعد اس کے سلطان سے معذرت کی اور فرمایا کہ ہم واسطے تہنیت کے آئیں سلطان نے کہا کہ اہل تہنیت تو آپ کی تعظیم کے واسطے آئیں پھر سلطان اُٹھ کھڑا ہوا۔ صدر جہاں حاضر تھا۔ اُس کی طرف دیکھا اور کہا کہ صدر جہاں ہمارا استاد زادہ ہے۔ سید جلال الدین کرمانی میرے اُستاد تھے اب میں نے سُنا ہے کہ مشغول ہو گیا ہے لیکن تیراندازی کو چھوڑ دیا ہے۔ جو کہ مسنون ہے۔ غازیوں کے زمرے میں ہو مخدوم ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ یہ صدر جہاں اپنے نفس پر غزا کرتا ہے وہ دشمن مرکب ست اور یہ حدیث شریف پڑھی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اعدی عدوك نفسك التی بین جنبیك یعنے تیرے دشمنوں سے زیادہ تر دشمن تیرا نفس ہے جو کہ تیرے دونو پہلو کے درمیان میں ہے۔ سلطان نے عرض کیا۔ جی ہاں نفس دشمن ہے۔ جان کا مرکب ہے۔ آدمی پر جدا نہیں ہوتا ہے۔ مگر موت سے، یا یہ کہ اسکو مارے اور وہ لوگ اولیاء ہیں جو کہ خود کو زندگی میں مارتے ہیں سلطان نے کہا کہ صدر جہاں مرید ہو گیا ہے۔ فرمایا میں کون ہوں بواسطہ دعا گو مخدوم مولن کا مرید ہوا ہے۔ اور اُن کے اوراد کو پڑھتا ہے اسی درمیان میں سلطان نے عرض کیا کہ ملک قطب الدین ماسانہ

نہیں پڑھتا ہے۔ فرمودند ملک قطب الدین را کہ گیز اد گفت اے
برادر جہتر ما ملک قطب الدین مرید شیخ رکن الدین ست ولیکن
ہیچ صالح نیست۔ تا عزکرد سلطان گفت شنیدم مخدوم در آنجا خانقاہ
بخت دولت میرود اورعایت چنداں میکنند او کدام کس بود عظمت
شما سخت بزرگ ست بعد ازاں سلطان روئے بخواجہ حسن مخدوم
آورد و گفت حسن بشنو چہ خادمی میکنی وقت کتدوری مے شود
گفتم لقمہ از دست شیخ مے رباید و چیزے خیر ست۔ ایں شنودم
در خانہ می شنیدم ایں چہ خادمیست کہ شما مے کنید دیدہ ام آں زماں
کہ کندوری شیخ رکن الدین خرج شدی۔ کسے را مجال نبودے
کہ دم زند نہیں اشارت بودے و مصلی نزوار مے رسیدند انجا مخدوم
زاں زماں حیران ہے گئے خواجہ حسن نے جواب دیا کہ خداوند عالم شیخ
رکن الدین کے پاس اس قدر خلائق زیارت کو نہیں آتی تھی کہ
جس قدر مخدوم قطب عالم واقالیم کے پاس خود جیسا ہے زیارت
کو آتی ہے۔ کہاں تک محافظت کریں بعد اس کے سلطان نے
اپنے پوتوں کے واسطے کہا کہ مخدوم بندہ زادے قدمبوسی کرتے
ہیں تو آپ نے یہ دعا کی کہ اللھم بارک فیھم یعنی الٰہی ان میں برکت
دے۔ اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کے واسطے
اسی طرح دعا فرماتے تھے مروی ہے کہ اگر ایک بچہ ہوتا تو اللھم بارک
فیہ دعا فرماتے پھر سلطان نے قدمبوس کیا مخدوم نے چاہا کہ وہاں سے

نیچے آئیں۔ سلطان ہاتھ پکڑے رہا۔ پیچھے کرنے کو دیا فرما۔ یہ کہتے ہیں پیچھے آئیں چند قدم تو بادشاہ کی تعظیم کروں۔ تم تو اس قدر دور سے آئے ہو۔ سلطان نے عرض کیا کہ میں روا نہیں رکھتا ہوں کہ آپ زردبان سے نیچے آئیں۔ اہل تعظیم تو آپ ہیں ہماری تعظیم نہ کرنی چاہیئے۔ پھر سلطان نے قدم بوسی کی اور مخدوم سے عرض کیا کہ آپ بیٹھیں پھر چلا گیا۔ بعد اس کے ارکان دولت میں سے ہر ایک قدم بوسی کرتا تھا۔ آپ ہر ایک سے معذرت فرماتے تھے۔ جب سب چلے گئے۔ تو آٹھ رکعت نماز جو کہ اول سال غرہ محرم کو ادا فرمانی مروی ہے بجماعت ادا کی۔ دعائیں پڑھیں یہ فقیر اول مجلس سے آخر ملاقات سلطان تک خدمت امیر کبیر میں حاضر تھا۔ تو آپ نے دعا مانگی اور سب کچھ تعلیم بتا کیا۔ روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من سبق پڑھ۔ میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس باب میں تھی واما مقام الصالحین فهو على عشرة مقامات صوم بالنهار وقيام بالليل وذكر الموت وتشييع الجنائز ولزوم المقابر ومسح رأس اليتامى بالايدى وعيادة المريض وبذل الصدقة ومحبة اهل الخير ومداومة الذكر يعنی مقام صالحین کا دس مقاموں پر مبنی ہے۔ ایک تو دن کو روزہ رکھنا دوسرا رات کو بقیام بسر کرنا یعنی نماز پڑھنا۔ تیسرا موت کو یاد کرنا جب سبق تذکرہ کا بیان ہوا تو حدیث شریف فرمائی۔ قوله عليه الصلوة والسلام من ذكر الموت عشرين مرة في كل يوم لم تكتب عليه خطيئته یعنی جو کوئی یاد کرے موت کو بیس بار ہر دن میں تو اس کے گناہ نہ لکھے جائیں۔ روایت کیا گیا ہے کہ بابی

عبادت کہیں جس طرح کہ دعا گو بعد پانچوں نمازوں کے کہتا ہے چار کلمے ہیں۔ چار کو پانچ میں ضرب دو تو بیس ہو جاتی ہیں۔ اور اول و آخر میں درود شریف پڑھے۔ وہ کلمات یہ ہیں۔ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْنَا قَبْلَ الْمَوْتِ وَارْحَمْنَا عِنْدَ الْمَوْتِ وَلَا تُعَذِّبْنَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا وَعَلٰى جَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ يَا خَالِقَ الْحَيٰوةِ وَالْمَمَاتِ

اس فقیر سے فرمایا فرزند من ان چار کلموں کو بعد پانچوں نمازوں کے ہمیشہ کہو۔ دعا گو ہمیشہ کہتا ہے۔ اور اصحاب کو بھی میں نے حکم دیا ہے منجملہ اصحاب ایک یار نے عرض کیا کہ یا خالق الحیوٰۃ والممات کو بھی پڑھیں جواب فرمایا کہ اس کلمے سے پانچ کلمے ہو جاتے ہیں پانچ کو پانچ میں ضرب دو تو پچیس ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں بھی بیس بار فرمایا ہے اور یہی مروی ہے یہ کلمہ زائد ہوگا۔ لیکن اگر کوئی کہے تو منع نہیں ہے لیکن میں نے جو بیان کیا تم اسی کو لو چوتھا مقام جنازوں کے ساتھ جانا پانچواں قبرستان میں جانے کو لازم کرنا چھٹا یتیموں کے سر پر دست شفقت پھیرنا ساتواں بیمار پرسی کرنا آٹھواں صدقہ دینا یعنی سخاوت کرنا نواں محبت اہل خیر کی یعنی نیک لوگوں کو دوست رکھنا دسواں ذکر کرنے کی مداومت کرنا قوله تعالى ادعوا ربكم تضرعا وخفية اى سرًا وجهرًا لان التضرع من الضراعة وهو الاظهار یعنے پکارو تم اپنے رب کو پکار کر اور چپکے اسلئے کہ تضرع ضراعت سے ماخوذ ہے اور ضراعت کے معنی ہیں اظہار یہ دس مقام صالحین کے ہیں روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے

فرمایا فرزند من بجیر بایں مایہ رسالک بست یہ کبازی ترتیب آغاز سبق سے
فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔ بعد اس کے فرمایا کہ اول سال کا دن
ہے شیخ الاسلام کے تہنیت کو جاؤں۔ اُٹھے پالکی کو لائے سوار ہوئے
اور چلے۔ یہ فقیر اور یاران اعلیٰ وثاق میں لوٹ آئے۔

شب دوشنبہ دوم ماہ محرم

مخدوم ادام اللہ برکاتہٗ غرۂ ماہ محرم کو واسطے تہنیت شیخ الاسلام کے تشریف
لے گئے تھے۔ وہاں سے لوٹے نزد میان مغرب وعشا کے پہنچے۔ اس
فقیر نے خواجہ نصرت سے پوچھا کہ مخدوم بعد ملاقات شیخ الاسلام کے اور
کہاں گئے تھے۔ شام کر دی خواجہ نصرت نے کہا کہ میں ہمراہ رکاب نہیں
گیا تھا۔ میں نہیں جانتا ہوں۔ ہم ابھی تک اس بات کو خوب کچھ نہ پائے
تھے۔ مخدوم چاہتے تھے کہ نماز میں شروع کریں۔ نیت فسخ کی۔ روئے
مبارک طرف اس فقیر کے اور خواجہ نصرت کے لائے۔ فرمایا کہ شیخ الاسلام
سے دہلی کہنہ کے گھر میں باغیچہ کے نزدیک ملاقات ہوگئی۔ وہ وضو کر رہے
تھے کہ میں نے اُن کو پایا۔ اور تہنیت کی۔ جب وہاں سے لوٹا تو اثنائے
راہ میں ایک عزیز پہنچا۔ وہ مزاحم ہوا۔ اپنے گھر میں لے گیا۔ اُس عورتوں
نے تعلق کیا۔ یعنی مرید ہوئیں۔ منجملہ اُن کے ایک عورت نے خاندان
چشت میں پیوند کیا۔ سب چھوٹی تھیں۔ میں نے اُن کو بدختری قبول کیا
یعنی اُن کو بیٹی بنایا۔ مگر ایک بڑھیا تھی۔ سو اُس کو بخواہری قبول کیا۔ یعنی

اُس کو پہن لیا یا۔ اُسی جگہ سے فتوح میں کپڑا ملا۔ تو میں نے خادم سے کہا
تو اُس نے چادر چار گز کے دامنی[1] پھاڑ کر دیدی۔ پھر میں وہاں سے لوٹ
آیا۔ ایضاً آہستہ فرمایا ایسا کہ دو تین اور یاروں نے سن لیا۔ یعنی مولانا
فریدالدین و شیخ زادہ نجم الدین و خواجہ نصرت نے کہ دعاگو کو بدرات الہٰی
کی تو ندلوئے گا۔ یہاں تک کہ حضرت خضر سے ملاقات نہ کرے گا اور چند
یاروں کی کبھی ملاقات کرائے گا۔ پس دعاگو را انشراح در خاطر ے افتد
یعنی دعاگو کے دل میں خوشی معلوم ہوتی ہے۔ ایک رات خطیر شیخ الاسلام
نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ میں مع بعض یاروں کے بہت حمارت معرفت
ہے تھا میں۔ پوچھا کہ اس جگہ سے خطیر کس قدر ہے۔ اس فقیر نے عرض
کیا کہ دو کوس ہوگا۔ فرمایا انشاء اللہ تعالےٰ تم بھی برابر ہوگئے۔ تم نے
غایت کی۔ یعنی سلام عرض کیا۔ ایضاً مخدوم ادام اللہ برکاتہ صلوٰۃ
احسان القاب پڑھا جاتے تھے۔ بلحہ کہ شروع کی اٹھ کھڑے ہوئے
اور آہستہ فرمایا سنوایا کہ کھڑے ہو کر پڑھ۔ اس سبب سے میں اٹھ کھڑا
ہوا۔ اسی درمیان میں سید علی مدنی کی خبر وفات پہونچی علیہ الرحمۃ والمغفرۃ۔
ورڈ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ فرمایا کہ دعاگو کا بڑا دوست یار تھا۔ اور
اس کی والدہ میری بہن تھی۔ دو دن سینہ مبارک دعاگو را خبر کردہ لود۔
اور اس جگہ بسبب میری محبت کے آیا تھا۔ ورنہ ترک دنیا کی طرف میل

---

[1] دامنی چادر بار یک یک عرض و بید ار ۱۲ غیاث

ذکر کرتا تھا کسی وقت اُس نے کہا کہ میرے واسطے مغفرت کیجو اور دعا بعد
مرے بعد از آنجا فرمودنا جس وقت صبح کی نماز ادا کر چکے تو دوم ماہ محرم
روز دوشنبہ واسطے نماز جنازہ سید علی کے مع اصحاب اعلیٰ روانہ ہوئے
یہ فقیر اور برادر فقیر بھی رکاب مبارک میں چلے جب اُس کے مقام
میں پہونچے تو اس کے جنازہ مبارک کو باہر لائے فرمایا امام کو
چاہیئے کہ سینہ میت کے نزدیک کھڑا ہو پھر نماز جنازہ کی تکبیر بھی
خود مخدوم ادام اللہ برکاتہ نے امامت فرمائی جب نماز سے فارغ ہوئے
تو آیۃ الکرسی پڑھی پھر برادر خانہ سے لے چلے یہ فقیر و اصحاب اعلیٰ رکاب
سعادت میں روانہ ہوئے جب خطیرہ میں پہونچے تو جنازہ سے کو اُتارا
جب تک کہ قبر کا گڑھا کھودا تب تک اُس جگہ بیٹھے اشراق و چاشت
کی نماز بھی اسی جگہ ادا کی پھر سید علی مدنی کو قبر میں اتارا پھر تختہ پوش
کیا میت کے نزدیک باواز بلند پڑھا جس طرح کہ اوراد میں ہے
یا ولی اللہ یا ولد رسول اللہ اذا جاءك من اللہ ملك فقل
السلام علیکم انی اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا
عبدہ ورسولہ الی آخر الدعا اور رونے لگے جب تلقین سے فارغ
ہوئے تو سید علی کے لڑکوں سے بھی فرمایا کہ تم دو رکعت نماز پڑھو پہلی
رکعت میں سورہ اذا زلزلت اور دوسری میں سورۃ الہاکم التکاثر بعد فراغ
کے میت کو ثواب بخشو فرمایا کہ یہ بات حدیث صحاح میں مروی ہے
اور بعض شیخ میں اس نماز کو نہیں لاتے ہیں مولانا فرید الدین نے عرض

خاتمہ تلقین میت

کیا کہ اور اوجخدوم میں مولانا نظام الدین لائے ہیں مخدوم ادام اللہ برکاتہ مبارک نے قبر کے نیچے پھر فرمایا کہ سورۃ واقعہ اور منجیات یعنے سورۃ ملک کو سورۃ منجیہ بھی بولتے ہیں واسطے نجات قبر کے مجرب ہے منجملہ اصحاب ایک یار نے پوچھا کہ سات کنکریوں پر سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اور میت کے قبر میں ڈالتے ہیں۔ یہ بات کیسی ہے۔ جواب فرمایا کہ اس طرف کہ مدینہ میں نہیں کرتے ہیں پھر ذوق میں لوٹ آئے ایضاً روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من سبق پڑھو میں نے شروع کیا ترتیب اس باب میں تھی فاما مقام المریدین ای الطالبین فھو علی عشر مقامات المحبۃ الی اللہ بالنوافل والتدبر عندہ بالنصیحۃ فی النفس فیما عند اللہ بمثل النصح لہ ثم فی الخلق والانس بکلام اللہ والصبر علی احکامہ والایثار لامرہ والحیاء من نظرہ الیہ وبذل الموجود فی محبوبہ والتعرض لکل سبب یوصل الیہ والرضاء بالقلیل والقناعۃ یعنے طالبین کا مقام دس مقاموں پر مبنی ہے ایک تو دوستی کرنا اللہ تعالیٰ سے ساتھ نوافل کے دوسرا مقام اس کا تدبر و تفکر کرنا ہے۔ اول اپنے نفس کو نصیحت کرے بعد اس کے خلق کو نصیحت کیجے قولہ تعالیٰ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم تیسرا اللہ تعالیٰ کے کلام پاک سے موانست کرنا۔ یعنے قرآن شریف کی بہت تلاوت کرنا چوتھا قرآن شریف کے احکام پر صبر کرنا یعنی اس کے اوامر و نواہی کی رعایت کرنا پانچواں

اس کے حکم کی فرمانبرداری کرنا چھٹا اللہ تعالیٰ کے نظر کرنے سے شرمانا کہ
وہ اس کو دیکھتا ہے۔ قولہ تعالیٰ نحن اقرب الیہ من حبل الورید
وھو معکم اینما کنتم ساتواں جو کچھ پہنچے اس کو خرچ کر ڈالے آٹھواں
اس بات میں کوشش کرے کہ وصال پائے اور اس کے پاس پہنچے
نواں تھوڑے سے راضی ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی مجھ
سے تھوڑے کے ساتھ راضی ہو جاتا ہے تو میں بھی اس سے تھوڑے
کے ساتھ خوش ہو جاتا ہوں۔ زکوٰۃ و حج و صدقہ فطر و قربانی اسمے وایتی
ذی القربیٰ وما جعل علیکم فی الدین من حرج دسواں قانع بقناعت
ہونا القناعۃ کنز لا یفنے والقانع غنی وان لم یملک حبۃ والحریص
فقیر وان ملک الدنیا یعنے قناعت ایک خزانہ ہے کہ فنا نہیں ہوتا
ہے اور قانع غنی ہے اگرچہ ایک حبہ کا مالک نہ ہو اور حریص والا فقیر
ہے گو دنیا کا مالک ہے یہ دس مقام طالبین کے ہیں۔ پھر اس فقیر
سے فرمایا فرزند میں نیک گیر مایہ سالک ست یہ ساری ترتیب شروع
سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ایضاً روز مذکور دوم ماہ محرم روز دوشنبہ بعد از نماز ظہر

یہ فقیر خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا عوارف کا سبق فرماتے ہوئے لکھے کہ جو شخص
خانقاہ میں رہے تو اس کو چاہیئے کہ مشغول ہو سکے نہ بیکار رہے ورنہ
از روئے طریقت نہ از راہ شریعت اس خانقاہ کی وجہ کھانا روا نہیں ہے۔

یا کوئی شخص اگر کھانے پینے کو زیادہ کرے یا چھوڑ دے۔ اس کو بھی روا ہے
کیونکہ کام میں ہے۔ لیکن بانی خانقاہ نے وقف کی نیت کی ہے۔ اور شریعت
میں بھی بیکار کے واسطے روا نہیں ہے۔ چار ولی مذہب میں اسی درمیان
میں خادموں کو طلب کیا اور فرمایا۔ کہ بادشاہ ہر ماہ وجہ نیاب سے وظیفہ
بھیجتا تھا۔ اس ماہ میں یعنی محرم میں وظیفہ نہیں بھیجا۔ اس سبب سے
کہ بعد جاتے خورسے کے روانہ ہو جاویں گا۔ لیکن بادشاہ ہر روز دو وقت
کندوری یعنی دستر خوان تہنیت کا بھیجتا ہے۔ پس کسی بیگانے کو
اندر آنے مت دو۔ تاکہ ان وظیفہ خواروں کو بھی کھانا جو آتا ہے پہنچ
جائے اور کفایت کرے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ
جس زمانے میں دعاگو اچھے ملتان میں واسطے طلب علم کے آیا تو
شیخ قطب العالم رکن الدین قدس اللہ سرہ کی ملاقات کی۔ اگرچہ شیخ نے
اپنے خادموں سے فرمایا کہ مدرسہ کو خانقاہ میں مت آنا دو۔ مدرسے میں
آنا دو۔ کیونکہ یہ نیت علم باہر آیا ہے۔ وجہ خانقاہ کی اس کے واسطے
کب جائز ہوگی۔ پس شیخ نے دختر زادہ سے کہہ دیا تھا۔ کہ ہر روز وجہہ
خاص شیخ سے وظیفہ بکار کر پہنچاتی رہیں۔ وجہ خانقاہ سے نہیں اور
کبھی کبھی پس خوردہ شیخ کا بھی بھیجتی تھی۔ ایسی شفقت رکھتی تھی تا وجہ یعنی
غیر حلال کھانے نہیں دیتے تھے۔ ایک برس ایک میں وہاں رہا
جتنی کتابیں جو کہ بعد انتقال قاضی بہاء الدین علیہ الرحمہ کی رہ گئی تھیں
ان کو میں نے تمام کیا۔ پھر شیخ نے دعاگو کو روانہ فرمایا۔ ایضاً فرمایا کہ بعض

اور جب کسی مقام میں کوئی خطا ہو جاتا تو اس مقام سے عدول کرتے تھے۔ تا آں خطا را پیدا کردہ تیغ و بند دنیا پر مناسب اس کے فرمایا کہ شریعت میں مسئلہ ہے کہ اگر کسی شخص نے حج کا احرام باندھا پھر عورت سے صحبت کر لی۔ تو اس کا احرام ٹوٹ گیا۔ پھر جس وقت باندھے کہ احرام باندھے تو عورت سے جدا رہے۔ نزدیک بعض علما کے واجب ہے اور ہمارے مذہب میں اولیٰ یہ ہے کہ ایسا کرنے پر نظیر ہے اس بات کی جس کا ذکر اول ہوا۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من بگیر یا اور سبق پڑھو میں نے شروع کیا۔ تو ترتیب اس باب میں لکھی روی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہم عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال من سبح اللہ تعالی مائۃ بالغداۃ ومائۃ بالعشی کان کمن حج مائۃ حجۃ ومن حمد اللہ تعالی مائۃ بالغداۃ و مائۃ بالعشی کان کمن حمل مائۃ فرس فی سبیل اللہ تعالی ومن ہلل اللہ تعالی مائۃ بالغداۃ ومائۃ بالعشی کان کمن اعتق مائۃ رقبۃ من ولد اسمعیل علیہ السلام ومن کبر اللہ تعالی مائۃ بالغداۃ ومائۃ بالعشی لم یأت فی ذلک الیوم احد باکثر مما اتی بہ الا من قال کما قال ہو او زاد علی ما قال یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی سبحان اللہ[1] سو بار صبح کو اور سو بار شام کو تو وہ

---

[1] پوری تسبیح یہ ہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اُس شخص کے مثل ہے کہ جس نے سو حج کئے۔ اور جو کوئی الحمد للہ کہے سو بار صبح کو اور سو بار شام کو تو وہ مثل اُس شخص کے ہے کہ جس نے سو گھوڑوں پر اللہ کی راہ میں سوار کیا ہو۔ اور جو کوئی لا الہ الا اللہ کہے سو بار صبح کو اور سو بار شام کو تو وہ مثل اُس شخص کے ہے کہ جس نے سو بردے آزاد کئے ہوں۔ اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے، اور جو کوئی اللہ اکبر کہے سو بار صبح کو اور سو بار شام کو تو اُس دن کوئی شخص اُس سے عمل میں زیادہ تر نہ ہوگا۔ مگر وہ شخص کہ کہے جیسا کہ اس نے کہا یا اُس پر زیادہ کیا۔ بعد اسکے امیر کبیر روستے منبر طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند میں یہ تسبیح ہر روز صبح و شام سو سو بار کہا کرو دعا گو بھی ہمیشہ کہتا ہے۔ اور بار لوگ بھی کہتے ہیں میں نے ان کو حکم دیا ہے۔ یہ سعادی ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

سوم ماہ محرم روز سہ شنبہ وقت چاشت

یہ فقیر حقیر و تاق میں بخدمت امیر کبیر حاضر تھا۔ فرمایا حقیقت ماہیت کو جیسے ہیں کماھی۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن شیخ کبیر بہار الحق والدین قدس اللہ روحہ کسی جگہ تشریف لے گئے تھے وہاں سے لوٹے تو مسجد میں تکبیر کی اقامت ہو رہی تھی۔ اور آپ آئے۔ امام کا اقتدا شروع کیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو امام کو طلب کیا۔ اور فرمایا میں تکبیر تحریمہ سے نماز سے نکلنے تک تمہارے ہی گھوڑے سے خریدتا

اور دہلی میں بیچا تھا اور دہلی سے بردے خریدا اور ملتان میں بیچا تھا۔
ملتان سے دہلی میں اور دہلی سے ملتان میں۔ یہ کیا نماز ہے۔ یہاں امام
گفت نماز اعادہ کنیم شیخ گفت خواہی کرد خود شیخ اعادہ کرد۔ یہ ہے نماز
حقیقت کی لیکن شریعت میں روا ہے۔ حقیقت کی نماز حضور ہے
ساتھ اللہ تعالیٰ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول پاک
ہے لا صلوٰۃ الا بحضور القلب اے بحضور القلب مع اللہ تعالیٰ
یعنی نہیں ہے نماز مگر ساتھ حضور قلب کے یعنی ساتھ حضور دل کے ساتھ
اللہ تعالےٰ کے، پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا
...... فرزندان من بگیرید ایضاً فرمایا کہ کمالیت مرید کی اُس وقت ہوتی
ہے کہ اگر دل میں کچھ بدی گزرے تو شیخ اُس کا کشف کرے۔ یعنے
اُس کو دور کر دے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک
ہندوستانی مکہ مبارک میں شیخ عبد اللہ یافعی قدس اللہ روحہ کے پاس
رہتا تھا۔ مکے میں اولاد یعنی وظیفہ نہیں ہوتا ہے۔ مصر میں خلیفہ کے پاس
ہوتا ہے۔ ایک دن وہی ہندوستانی شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض
کیا میں چاہتا ہوں کہ خلیفہ کے پاس مصر میں جاؤں کچھ وظیفہ مقرر کر دے
تو پھر واپس آجاؤں۔ وہ ہر سال پہنچے گا۔ حاجتمندی نے زور آوری
کی ہے۔ شیخ مکہ عبد اللہ یافعی قدس اللہ روحہ نے اُس کے باطن میں
نظر کی۔ اُس کے دل سے اُس خطرے کو دور کر دیا۔ بعد ذرا دیر کے دعا گو
نے دیکھا کہ اُس ہندوستانی نے کہنا شروع کیا۔ کہ مخدوم میں نے توبہ

کی۔ میں نہ جاؤں گا۔ میں نے باری تعالیٰ کے کلام کی تصدیق کی۔ اور
یہ آیت شریف پڑھی وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا
وعدًا او کما۔ یعنے نہیں ہے کوئی چلنے والا زمین میں مگر اللہ پر ہے
روزی اُس کی۔ دعاگو نے اُس سے کہا کہ جانتا ہے کہ تیرا یہ خطرہ کہاں
سے دور ہوا۔ وہ بولا میں نہیں جانتا ہوں۔ میں نے کہا کہ شیخ نے تیرے
باطن میں نظر کی اور اُس خطرے کو دور کر دیا۔ فرمایا کہ گھڑی بھر اولیاء کی
نظر کرنے میں یہ دولت ہے۔ چاہیے کہ شیخ کی صحبت میں رہے۔ اور علم
پڑھے اور اُس سے سُنے تو ایسی دولتیں سعادتیں پائے۔ روئے مبارک
طرف اس فقیر کے اور یاران اعلیٰ کے لائے۔ فرمایا جیسے تم مجھ صحبت
دعاگو رہتے ہو۔ اور دعاگو سے علم سنتے ہو اور پڑھتے ہو اور عمل اختیار کرتے
ہو کس حد تک سعادت ہے۔ ہم سب نے قدمبوسی کی۔ ایضاً صحبت
توبہ مرید کے باب میں گفتگو ہونے لگی فرمایا کتاب سلوک میں ہے لا یعد
المرید مریدا حتی لا یکتب صاحب الشمال عشرین سنۃ شیئا
یعنے مرید مرید نہیں ہوتا ہے۔ یعنے طالب کامل، یہاں تک کہ بائیں
طرف کا فرشتہ نہ لکھے اُس پر کچھ بدی، بیس برس تک۔ اس فقیر سے فرمایا
فرزند من مگر یہ آج ایک شخص نے مرتے بنا لیشی ڈالا۔ توبہ کی۔ اس کی
توبہ قبول نہیں ہے۔ اور نماز بھی قبول نہیں ہے۔ پھر اُس کے منہ پر
مار دیتے ہیں۔ اور وہ توبہ کرتا ہے۔ اور پھر نماز پڑھتا ہے۔ فرشتے گناہ
لکھتے ہیں۔ حیرت تک کہ لکھتے ہوئے ہیں۔ اسی حیرت سے دعاگو م

نہیں کرتا ہے۔ لوٹ ہوں کو بادلی کے ساتھ قبول کرتا ہوں۔ اور جو ازل
کو شرائع ہیں قبول کرتا ہوں۔ میں شیخ نہیں ہوں دلیل ہوں اسی درمیان
میں مخدوم زادہ سید حامد نبیرہ مخدوم اطال اللہ عمرہ خدمت میں کلام اللہ
شریف پڑھنے لگا۔ شروع میں کہتا تھا باسنادکم الی حضرۃ اللہ
جل جلالہ فرمایا یہ اس سبب سے کہتا ہے کہ دعاگو ساتوں امام سے
ساتوں قرآت کا اسناد رکھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تک میں نے اس طرف ان قراتوں کو عرض کیا ہے۔ اور اسناد لکھا ہوا
رکھتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک میں آرزو رکھتا ہوں کہ
اس جگہ کوئی شخص دعاگو پر ساتوں قرارت کو عرض کرے۔ اور اگر نہ کر سکے
تو قرآت ابو عمرو کو عرض کرلے۔ تو میں اسناد لکھوں۔ اور اس کو دیدوں۔
اگرچہ میں بعض عورتوں نے عرض کیا ہے میں نے ان کو اسناد لکھ دیا ہے
سید حامد سورۃ طسٓ میں پہنچا۔ فرمایا کہ طسٓ بفتح الطاء بغیر الامالۃ
بھمزۃ وبغیر الھمزۃ ہے۔ قرائی تماریوں نے ترک ہمزہ کو اختیار کیا ہے
اور ابا تنا میں حرف تا کو ظاہر کرتے ہیں۔ روئے مبارک طرف اس
فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من بگیریا۔ سبق بحر الفیہ میں نے شروع کیا
ترتیب اس باب میں کہتی اما مقام المحبین فھو علی عشر مقامات
تعظیم لامر اللہ والحب للہ والبغض للہ والھیبۃ والمراقبۃ للہ
والصدق والجد والاجتھاد ووضع الرقبۃ فی ذل المسکنۃ والسکون
بین یدی اللہ وحفظ النفس عنہ ورعایۃ القلب وانتظار ما یقع

بیرمن معاملتہ یعنے مقام مطیعان فرمانبرداروں اور اہل طاعت کا دس مقاموں پر مبنی ہے ایک تو تعظیم کرنا اللہ تعالیٰ کے امر کی۔ دوسرا مقام دوست رکھنا اہل طاعت کو واسطے خدا کے۔ تیسرا دشمن رکھنا اہل عصیان کو واسطے خدا کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تاخذکم بہما رافعۃ فی دین اللہ۔ چوتھا بخشش کرنا واسطے رضا اللہ تعالیٰ کی۔ بقدر مقدور پانچواں مراقبہ کرنا یعنی سب حال میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر رکھنا مراقبہ کے معنے از روے لغت کے باہم نگہ چشم داشتن اسلئے کہ مفاعلہ واسطے مشارکت کے ہے۔ اور مبالغے کے بھی۔ وفی اصطلاح المشائخ الصوفیۃ قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم العزیزۃ المراقبۃ ملازمۃ العلم بان اللہ مطلع علیہ یعنی مشائخ صوفیہ کے اصطلاح میں مراقبہ یہ ہے کہ ہمیشہ اس بات کو جاننا کہ اللہ تعالیٰ اُس پر مطلع ہے۔ اور یہ مراقبہ کہ گھڑی بھر سر کو زانو میں کر لیتے ہیں یہ مبتدیوں کا مراقبہ ہے۔ اور مراقبہ منتہی لوگوں کا یہی ہے جو میں نے کہا۔ چھٹا مقام جہد و اجتہاد ہے یعنی اعمال صالح میں سعی و کوشش کرنا۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا ای سبل وصالنا یعنی جن لوگوں نے سعی و کوشش کی ہمارے طلب میں تو ہم ضرور ان کو اپنے وصال کی راہیں بتادینگے۔ ساتواں گردن رکھ دینا ذلت و محنت میں۔ یعنی خواری کھینچنا۔ آٹھواں ساکت ہونا روبرو حضرت صمدیت کے یعنی لا یعنی سے لے فایدہ بات نہ کہنا حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

من آمن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیرا او لیسکت وفی روایۃ
او لیصمت یعنے جو شخص اللہ و رسول و روز قیامت پر ایمان لایا ہے
تو چاہیئے کہ بھلی بات کہے یا چپ رہے۔ نواں فرد یروں نفس نزدیک
خدائے تعالی یعنی نگاہ رکھنا نفس کو نزدیک اللہ تعالی کے۔ دسواں رقابت
قلب یعنی نگاہ رکھنا دل کو اور منتظر رہنا اُس شے کا جو واقع ہوتی ہے
دل میں معاملہ حق سے۔ جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے ؎

قلوب العارفین لھا عیون

یعنے عارفوں کے دلوں کی آنکھیں ہیں۔ یہ دس مقام اہل طاعت کے
مقام ہیں پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من
بگیر پیر بابا یہ رسالہ کے ست یہ ترتیب حق میں اس فقیر کے تھی ایضاً خلق
رنجیدہ کرتی تھی۔ نماز نہیں پڑھنے دیتی تھی۔ تو فرمایا فروا من الناس
کما یفر الغنم من الاسد یعنے تم بھاگو لوگوں سے جس طرح کہ بکریاں
شیر سے بھاگتی ہیں ایضاً فرمایا سالک کو واجب ہے کہ جو کچھ کرے
خدا کے واسطے کرے۔ مثلاً اگر کھانا کھائے تو عبادت خدا کی نیت
کرے۔ یہاں تک فرمایا کہ اگر پاخانے میں جائے تو نیت کرے کہ جلد
فارغ ہو جائے تو لائق عبادت کے ہو۔ قولہ علیہ الصلوۃ والسلام
نیۃ المومن خیر من عملہ و انما الاعمال بالنیات یعنے نیت
مومن کی بہتر ہے اُس کے عمل سے اور سوا اس کے نہیں کہ اعتبار اعمال
کا نیتوں سے ہے ایضاً بلاغت بالعقل کا ذکر نکلا تو فرمایا کہ بالغین صاحبِ

جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے سہ

وشئ عندی کل من طلب الدنیا ۔ والقاهرون نفوسهم الابطال

الطالبون نشا بجوا برها لهم ۔ والواصلون الی الحبیب رجال

یعنے جو شخص کہ دنیائے فانی کا طالب ہے وہ کچھ شے نہیں ہے والشیٔ اذا امتلاء عن المقصود جاز نفیه یعنے شے جس وقت مقصود سے خالی ہوتی ہے۔ تو اس کی نفی جائز ہے فرمایا ایک عزیز نے پوچھا کہ لاشیٔ کیوں کہتا ہے۔ لا شے بھی ایک شے ہے۔ حالانکہ طالب دنیا تو لا شے بھی نہیں ہے اور اپنے نفس کے توڑنے والے الابطال ہیں ابطال جمع ہے بطل کی بطل کہتے ہیں شجاع وبہادر کو اور طالبان حضرت قدسی کو مردوں کے ساتھ مشابہت ہے۔ او جو لوگ کہ دوست تک پہنچے ہوئے ہیں مرد وہی ہیں ایضًا فرمایا کہ محبوں کی شوق ومحبت کی آگ سخت تر ہے دوزخ کی آگ سے جیسا کہ اہل محبت نے کہا ہے سہ

بالنار تخوفنی قوم مغفلت لهم ۔ النار تر حدمن فی قلبه نار

یعنے ایک گروہ نے مجھ کو دوزخ کی آگ سے ڈرایا لیکن میں نے اُن سے کہا۔ کہ دوزخ کی آگ رحمت وشفقت کرتی ہے اس شخص پر کہ جس کے دل میں محبت کی آگ ہے۔ ولهذا قیل المتحرق لا یحترق یعنے اسلئے کہا ہے

لہ اصل میں ایسا ہی ہے لیکن وزن شعری میں اختلال آتا ہے۔ شاید الدنیا ہو جو جمع ہے دنیا کی کما فی القاموس واللہ اعلم

کہ جلی ہوئی شے نہیں جلتی ہے۔ ممکن نہیں ہے کہ جلی شے کو پھر جلائیں۔ پھر
روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزندا من بگیر ایں و آں اشعار
عربی یکجا تقریر کردم بنویسید۔ وسبق بخوانید۔ میں نے شروع کیا ترتیب اس
باب میں لکھی۔ عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قولہ علیہ السلام
من قام اذا زالت الشمس وتوضأ واسبغ الوضوء ثم صلی قبل الظہر
اربع رکعات یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ وآیۃ الکرسی وقل
ہو اللہ احد ثلاث مرات ویتم رکوعہن وسجودہن کتب اللہ لہ سبعین
الف حسنۃ ومحا عنہ سبعین الف سیئۃ ورفع لہ سبعین الف درجۃ
وصلی خلفہ سبعون الف ملک یستغفرون لہ ووکل اللہ ملکین سوی
حفظتہ احدہما عن یمینہ والآخر عن شمالہ یکلأنہ حتی یمسی وان
مات کان لہ اجر صدیق وشہید یعنے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو شخص کہ
کھڑا ہو جس وقت کہ سورج ڈھل جائے اور وضو کرے بکمال اعتیا لہ الاسباغ
الاکمال یعنی اسباغ کی معنی اکمال ہیں۔ پھر پڑھے ظہر سے پہلے چار رکعتیں۔
پڑھے ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ احد تین بار اور
پورا کرے اُن کے رکوع وسجود خشوع کر یعنے تعدیل ارکان ادا کرے
تو لکھوا دے اللہ واسطے اُس کے ستر ہزار نیکیاں، اور دور کرے اُس
سے ستر ہزار بدیاں اور بلند کرے واسطے اُس کے ستر ہزار درجے اور
نماز پڑھیں پیچھے اُس کے یعنے اقتدا کریں ستر ہزار فرشتے اور بخشش مانگیں

واسطے اُس کے اور مقرر کرے اللہ دو فرشتوں کو، جو نگہبان فرشتوں کے ایک کو اُس کے سیدھی طرف اور دوسرے کو اُس کے بائیں طرف نگاہ رکھیں) اس کو یہاں تک کہ شام کرے۔ یکلاؤنہ ای یحفظانہ یعنی بکلاآنہ کے یہ معنی ہیں کہ وہ دو فرشتے اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور اگر اس نماز کا پڑھنے والا اُس دن مر جاوے تو اُس کے لئے صدیق و شہید کا اجر ہووے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند بن بگیر یہ۔ اور یہ نماز وقت زوال کے ادا کرو۔ دعاگو ہمیشہ ادا کرتا ہے یہ نماز اور اوراد میں ہے میں سنے یا اور اس سے بھی کہہ دیا ہے وہ اُس کو کرلتے ہیں یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس دعاگو کے تھی۔

ایضاً روز مذکور سہ شنبہ ماہ مذکور بعد نماز ظہر

یہ فقیر خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا مصابیح کا سبق فرما رہے تھے حدیث شریف یہ تھی۔ ان اعرابیا جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال یا رسول اللہ علمنی شیئًا فاعمل بہ حتی ادخل الجنۃ فقال یا اعرابی تعبد اللہ لا تشرک بہ شیئًا وتصلی الصلوٰت المکتوبۃ وتؤدی الزکوٰۃ اسس وضۃ فقال الاعرابی لا ازید علی ھذا ولا انقص یعنے تحقیق ایک دن ایک جنگلی آدمی آیا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس عرض کیا یا رسول اللہ آپ سکھا دو مجھ کو کوئی چیز پس میں اُس کو کروں یہاں تک کہ داخل ہوؤں میں بہشت میں پس آپ نے فرمایا اے اعرابی تو

عبادت کر اللہ کی، اور شریک مت کر اس کے ساتھ کسی چیز کو فرمایا کہ مراد اس شرک سے ریا ہے۔ کیونکہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ ریا کو شرک اسلئے کہا کہ ریا شرک خفی ہے۔ اس طرف کے محدثوں سے اسی طرح سنا ہے۔ یہاں تک کہ اگر رات میں یا حجرہ تاریک میں نماز پڑھے اور دل میں خطرہ گذرے کہ کسی کو دیکھتا ہے تو ریا ہو گی۔ مخلص کو علماء نے یعنی تنہائی و تجمیع یکساں ہے۔ وہ نظر رکھتا ہے، خداوند تعالیٰ پر، دوسری بات اُس اعرابی سے یہ فرمائی کہ اے اعرابی تو پانچوں وقت کی نماز پڑھ جو کہ لکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا اے اعرابی ادا کر زکوٰۃ جو کہ فرض کی گئی ہے، اگر تو نصاب کا مالک ہو۔ پس اس اعرابی نے کہا۔ میں کچھ اس پر زیادہ نہ کروں گا۔ اور نہ کم کروں گا پھر فرمایا یعنی حضرت مخدوم نے کہ دوسری اس بات کا حکم دیا کہ حج ادا کر یہ بات اُس طرف کے محدثوں سے سُنی ہے۔ کیونکہ شاید حج سب وقت تھا۔ وہ شخص بیابانی وغیرہ بھی اس کو جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولکل امۃ جعلنا منسکا ھم ناسکوہ اعرابی نے جو بات کہی کہ لا ازید علی ھذا ولا انقص یعنی میں نہ اُس پر زیادہ کروں گا نہ اس سے کم کروں گا سو اس کے کیا معنی ہیں اُس طرف کے محدثوں سے سُنا ہے کہ وہ اعرابی قوم کا سردار تھا یعنی اس حدیث کو قوم کے پاس پہونچاؤں گا اس حدیث پر نہ کچھ زیادہ کروں گا نہ اس سے کچھ کم کروں گا۔ پھر اس فقیر اور اصحاب اعلیٰ سے فرمایا برادران کبیر ذیشکو اسی درمیان میں اربعین صوفیہ کا سبق شروع ہوا حدیث شریف یہ یعنی

قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ینزل ربنا کل لیلۃ الی سماء الدنیا فی الثلث الاخیر ویقول ہل من مستغفر فاغفر لہ وفی روایۃ یبسط یدیہ ویقول من یقرض الذی ہو غیر عادم ولا ظلوم حتی ینفجر الفجر فرمایا کہ ینزل ربنا کہا ہے اللہ تعالیٰ تو نزول سے منزہ ہے پس اس جگہ مضاف محذوف ہے ای ینزل ملک ربنا یعنی ہر رات ایک فرشتہ اخیر رات میں آسمان سے اترتا ہے اور کہتا ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں، ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ میں اس کو بخش دوں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ پھیلاتا ہے اپنے ہاتھوں کو اور کہتا ہے کون شخص قرض دیتا ہے اس شخص کو جو کہ معدوم نہیں ہے موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول پاک ہے ومن یقرض اللہ قرضا حسنا فیضاعفہ لہ اضعافا مضاعفۃ اور اس شخص کو جو کہ ظلم نہیں کرتا ہے یہ ندا جب تک رہتی ہے کہ فجر طلوع کرے بعد اس کے بندہ معز الدین رسولدار آئے اور حل اسم پڑھنے لگے اسم یہ تھا فلا یفوت شیئ من علمہ ولا یؤدہ فرمایا آج تم یا حی یا قیوم کا ورد رہے ہزار بار، ورد رسہ خفیہ ہے۔ فرمایا کہ یہ اسم اعظم ہے اگر مردے پر پڑھیں تو زندہ ہو جائے۔ اور اس اسم کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو عجائب دکھلائے اسی درمیان میں حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز ایک

لہ اس ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید عربی عبارت میں سے یہ لفظ رہ گیا ہل من داع فاستجیب لہ ۱۲

ولی مکاشف راہ حجاز تعلہ میں جاتے تھے۔ یہاں تک کہ اس زمین میں پہنچے
کہ جس جگہ گنج زر ہے۔ تو فرمایا کہ کھولیں۔ خمس کو بیت المال میں، اور باقی
کو جو درویش لوگ کہ پیادہ چل رہے تھے اُن سب کی امداد کے واسطے
لیا۔ اونٹ خریدے اور روانہ ہوئے بعد اس کے فرمایا کہ اگر مال کو
شہر میں پائیں اور امیر ہو تو وہ سب بیت المال میں جمع ہو۔ اور اگر کسی
جنگل میں ہو اور امیر نہ ہو تو وہ ایک خزانہ ہے کہ دِم خلق اللہ الارض
خالق ذلک یعنے وہ ایک خزانہ ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین کو
پیدا کیا ہے اُس کو بھی پیدا کر دیا بعد اس کے فرمایا کہ منجملہ یاران ایک
عزیز ہے کہ نام اُس کا نہ لوں گا۔ وہ مکاشف ہے۔ اور اسی جگہ ہے
اُس نے دعا گو سے کہا کہ فلاں جگہ خزانہ ہے کسی دوسرے عزیز کے
کام آجائیگا تاکہ وہ اُس کو کھولے۔ مصرف میں پہنچاتے ہیں میں نے
کہا کیا یہ کہ کسی کی ملک ہو۔ تو مجھے حرام ہے۔ اور وہ بیت المال کی
ملک ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں۔ کہ بادشاہ سے کہیں۔ وہ اُس کو کھولے۔
سید رسول دار نے کہا کون ہے کہ اس بات کو بادشاہ کے کان پر ڈالے۔
فرمایا میں اُس سے مشورہ کروں گا خواجہ نصرت کو طلب کیا اور فرمایا جا
اُس سے پوچھ کر بادشاہ[1] بعد اس کے فرمایا کہ شاید کہ وہ خزانہ شہر سے
باہر ہے اللہ تعالیٰ نے اُس کو پیدا کیا ہو جس دن کہ دنیا کو پیدا کیا ہے چنانکہ
حکایت آمد بعد اسکے فرمایا کہ ایک ولی ہندوستان کا ہے اور ایک خراسان کا

---

[1] اصل میں اسی قدر ہے شاید یوں ہو کہ اُس سے پوچھ کر بادشاہ سے اس بات کو کہہ دیں۔
واللہ اعلم

اس جگہ کے خادموں سے۔ ان کو میرے ساتھ کھانا کھانے نہیں دیتے ہیں
دور کرتے ہیں۔ لیکن اچھا ہے تاکہ استوار رہیں۔ ایضاً ولایت قطبی
کا ذکر چلا فرمایا کہ شیخ نصیر الدین قطب تھے۔ لیکن تمام عالم کے نہ
تھے۔ اسی اپنی ولایت ہی کے۔ ایک عزیز نے پوچھا۔ کہ کتنی مدت قطبی میں
رہے۔ فرمایا کہ چند سال۔ آخر عمر میں دعاگو نے اس اطراف میں سنا ہے
رہا قطب عالم سو وہ قطب اقطاب ہوتا ہے۔ جیسے شیخ عبد القادر
رحمۃ اللہ تعالیٰ کے قطب اقطاب تھے۔ اور آسمان میں تعرف رکھتے تھے۔
فرشتوں کے واسطے عرض کرتے۔ کہ اس کو فرشتہ مقرب کہیں۔ سید رسول اللہ
نے پوچھا وہ قطب کہ ابدال کے سر پر ہے۔ دوسرا ہے۔ فرمایا ہاں ایضاً
سید علی ہمدانی کو یاد کیا اور فرمایا قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من مات من
العشق فقد مات شہیدا یعنے جو شخص عشق سے مر جاتے تو مقرر وہ شہید مرا
ایک عزیز نے پوچھا۔ کہ اس کا حال کس طرح گذرا فرمایا کہ اس کا حال رات
کو معلوم ہوا خوب تنورہ قبرہ یعنے اس کی قبر روشن اور فراخ کر دی گئی یعنی اس
کی قبر مبارک کو پر نور کر دیا۔ اور فراخ بھی کیا۔ بعد اس کے فرمایا حدیث شریف
میں ہے۔ کہ اگر کوئی شخص غربت یعنے مسافرت میں مر جاتے تو اس کی قبر کو
اس جگہ تک کہ جہاں اس کا مقام ہے۔ بہشت کا چمن کرتے ہیں۔ سید علی کا بھی
واقعہ ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ چند مدت اچھا ہی تھا۔ اور اس جگہ بھی کسی
وقت اس نے دنیا کی طلب نہ رکھی۔ روتا بہت تھا۔ بات میں رقت بہت
رکھتا تھا۔ ایک عزیز تھا اور میرا برادر تھا ایک عزیز نے پوچھا کہ بابا مروان

کا حال کیونکر گذرا۔ فرمایا اس سبب سے کہ اُس کے پیر شیخ نصیرالدین اُس سے رنجیدہ تھے۔ عقوبت میں تھا۔ دعاگو نے اُس کے واسطے شیخ نصیرالدین سے معذرت چاہی۔ تو اب تخفیف ہے۔ تب اس کے فرمایا کہ مدینہ مبارک میں ایک صندوق ہزار دانے کی تسبیح سے بھرا ہوا ہے۔ تیسرے دن زیارت کو جاتے ہیں۔ اور ایک بار لا الہ الا اللہ کہتے ہیں صحاح میں ہے کہ عذاب قبر کا میت سے اُٹھا لیتے ہیں۔ گو لائق عذاب ہی کے کیوں نہ ہو۔ بعد اسکے فرمایا کہ اگر گناہ نہیں رکھتا ہے اور لائق عقوبت کے نہیں ہے تو درجات کی ترقی ہوتی ہے۔ اور اگر وہ خصم رکھتا ہے تو تخفیف ہو جاتی ہے لیکن قیامت کے دن جب تک کہ اُس کے خصم خوش نہ ہو جائیں گے تب تک خلاصی نہ پائیگا تیسرے دن نعیلنا نہ صبح کے، واسطے زیارت سید علی کے روانہ ہوئے۔ سب یاروں نے فرمایا اور بندہ اور برادر بندہ رکاب سعادت میں تھے۔ یہاں تک کہ اُس کے خطیرے میں پہونچے مخدوم نے مع یاروں کے سورۃ تکاثر پڑھی۔ اور ثواب بخشا اور یہ دعا پڑھی جو کہ حدیث صحاح میں ہے فللہ الحمد اور یاروں سے فرمایا کہ سارے مُردوں کو ثواب بخشو۔ فرمایا کہ جو کوئی یہ پڑھے سارے مردگان اسلام کی نیت سے تو سب کی قبریں منور و فراخ ہو جائیں۔ خادم نے عرض کیا کہ تسبیح لائیں۔ فرمایا حاجت نہیں ہے غرض اُس کی حاصل ہو گئی ہے۔ لیکن اُس کی ترقی درجات کے واسطے کھولیں گا بعد اُس کے فرمایا کہ جس زمانے میں بقال قطب یمن نے وفات پائی تو دعاگو حاضر تھا تیسرے دن اُن کے واسطے بھی تسبیح ہوتی

واسطے نیت ترقی درجات کے۔ اور ایک تسبیح دعا گو کے ہاتھ میں بھی دی۔
بعد اس کے تسبیحیں بانٹنے لگے۔ یعنی حضرت مخدوم ایک تسبیح بندے کے
ہاتھ میں بھی دی۔ پھر مخدوم لوٹ آئے تے بندہ و برادر بندہ بھی مع اصحاب ہو گئے
والحمد للہ علی ذلک

پنجم ماہ محرم روز پنجشنبہ بعد نماز ظہر

بندہ خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا۔ شیخ زادہ نجم الدین عوارف کا سبق پڑھ
رہا تھا گفتگو مسافرت میں تھی فرمایا قدس سرہ نے ایک یار نے فرمایا کہ ان خطر
فی قلبک من الجمعۃ الی الجمعۃ غیر اللہ یحرم لک ان تحضرنی یعنے اگر
گزرے تیرے دل میں۔ ایک جمعے سے دوسرے جمعے تک غیر خدائے
عز و جل تو حرام ہے تیرے واسطے یہ کہ تو میرے پاس حاضر ہو جبکہ ایسا حجب
ہو تو اس کو سفر حرام ہے ایک عزیز بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سوال کیا کہ یہی
مشغول ہونا واسطے اس کے غیر اللہ سے حجاب ہے یا نہیں فرمایا کیا کہتا ہے
اے خواجہ اگر تو ظاہر میں ہزار آدمیوں کے ساتھ ہو چاہیے کہ دل خدا کے ساتھ
حاضر ہو ہمارے مشائخ اسی طرح تھے شیخ نظام الدین و شیخ نصیر الدین اور مشائخ
دیگر بادشاہ کے پاس بھی آتے تھے ملاقات ہوتی تھی ایضاً اور مذکور میں حکایت
بیان فرمائی کہ ایک دن اُچہ میں ایک عزیز درویش والد کے خانقاہ میں آیا اُچہ
میں تین خانقاہیں ہیں ایک تو والد کی دوسرے شیخ جمال الدین کی تیسرے
گازرونیوں کی اس شخص نے کہا میں نے تمہارے اُچہ میں ایک ولی دیکھا

بدل یا حق حاضر و بچشم با خلق ظاہر بعد اس کے فرمایا ظاہر کا اعتبار نہیں ہے اعتبار خاص باطن کا ہے۔ سارے انبیار و اولیا اس صفت کے تھے ایضاً فرمایا کہ زمینیں شکایت کرتی ہیں کہ اے بار خدایا تونے کوئی ایسا بندہ ہم پر نہیں بھیجا کہ تیری عبادت کرے یا تیرے ذکر میں ہو اسی جہت سے بعض مشائخ کو سرگرداں کرتے ہیں۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ میں لاتے ہیں۔ چنانچہ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ دو تین بار دہلی میں تشریف لائے۔ ایک دن کوئی شخص خدمت میں شیخ نظام الدین کے بطریق طعن کہتا تھا۔ جیسے کہ شیخ رکن الدین اس جگہ آتے ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ لوح محفوظ میں لکھا ہے کہ بعض بندگان خدا اُس سے بیعت کریں۔ اور وہ لوگ اُس جگہ نہیں جا سکتے ہیں۔ تو شیخ کو اس جگہ لاتے ہیں تا کہ اُس کے تشریف بیعت سے مشرف ہو جائیں۔ اور یہ بات واقعی ہے ایضاً روز مذکور میں فرمایا یار و سنو ایک خالی وقت تھا۔ ھذا اقول بالعربیۃ قیل لی لاتخرج من ھذا البلد حتی تری الخضر واردت ان اروح لزیارۃ شیخ الاسلام نظام الحق والدین حتی الاقیہ واراعی ھنا لاجل عبارۃ المعلولۃ فاریدان اخرج الی الصحراء لاجل ملاقاتہ فی لیلۃ ولاجل ھذا اصلے الظھریۃ قائما بعد اس کے روئے مبارک طرف ہمارے لائے فرمایا انتم مواظبون علی الظھریۃ قلنا نعم یا مخدوم قال المخدوم ان شاء اللہ تعالیٰ انتم تروون ولا یجیلی احد ھذہ الصلوۃ

الا یدری المختصر۔

ایضاً شب ہفتم ماہ محرم

کو بندہ خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا۔ فرمایا آج بادشاہ سے ملاقات
ہوئی بہت باتیں کیں۔ اُن میں سے ایک یہ بھی علو ہمت ہیں، جیسا کہ کوئی
قائل کہتا ہے ؎

ہمت بس بلند روزی کن   کہ من از تو ہمیں ترا خواہیم

تو بادشاہ نے اس کو لکھا اور نہایت اُس کو خوش آیا اور چند بیتیں دوسری
شیخ امین الدین کی سید الحجاب نے لکھیں ؎

ہر آنکہ غافل از وے یک زمان است   در آں دم کافرست اما نہان است
مبادا غائبے پیوستہ باشد   در اسلام بر وے بستہ باشد
حضوری بخش اے پروردگارم   کہ من غائب شدن طاقت ندارم

فرمایا ملک علی کہتا تھا کہ قاضی نصر اللہ سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے دیکھا
کہ موئے بنا ابریشم سر پہ ڈالے ہوئے ہے۔ میں نے کہا کہ ہم پہنتے تھے
ہم نے چھوڑ دیا اور سُنی کر لیا۔ تم تو خود قاضی ہو۔ قاضی نے کہا روایت
لاؤ مخدوموں نے کہا کہ روایت لڑکی ہے حق میں ابریشم کے۔

ہفتم ماہ محرم روز شنبہ وقت چاشت

بندہ خدمت میں حاضر تھا نبیرہ مخدوم سید حامد قرآن شریف پڑھ رہے تھے

آیت شریف اس باب میں تھی ویستحیون نساء کم فرمایا مستخلص ہیں ہے
از استحیاء شرم داشتن وزندہ گذاشتن اس جگہ بمعنی زندہ گذاشتن ہے ایضاً
آیت اس جگہ پہونچی تھی والیہ ترجعون فرمایا اس کو معروف ومجہول پڑھا ہے
اگر معروف پڑھیں تو رجوع سے ہوگا لازم اور اگر مجہول پڑھیں تو رجع
سے ہوگا متعدی قولہ تعالیٰ واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ ایک عزیز
نے پوچھا کہ اس وحی سے کیا مراد ہے۔ فرمایا مستخلص ہیں سے از ایحاء
وحی کردن والہام گذاشتن۔ اس جگہ یہی معنے ہیں اسی درمیان میں
فرمایا کہ دعاگو ساتوں امام سے ساتوں قرارت کا اسناد رکھتا ہے۔ بعد
اس کے فرمایا کہ اس طرف میں نے پوری شاطبی عرض کی ہے۔ میں
آرزو رکھتا ہوں کہ کوئی شخص میرے روبرو عرض کرے۔ اگر ساری نہ کرسکے
تو قرارت ابوعمرو کو عرض کرے کہ میں اس کو اسناد لکھ دیدوں ایضاً
شیخ زادہ نجم الدین نے عوارف کا سبق شروع کیا گفتگو **مسافرت**
واقامت میں تھی سفر میں وہ شخص ہے کہ اذا اکتشف الماء مکان نزہ جاہ
پس بعض نے یہ اختیار کیا ہے اور بعض نے وہ قال بعض الصالحین
للہ عباد طور سینا ہم فی رکبہم فسالہم القرب مع اللہ عزوجل
یعنی بعض صالحین نے کہا ہے کہ اللہ کے ایسے بندے ہیں کہ اُن کا
طور سینا اپنے سر کو زانو میں رکھنا ہے جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
کوہ طور پر کلام کرتے اور قربت پاتے تھے۔ ویسے ہی یہ لوگ جس
وقت اپنے سر کو زانو میں رکھتے ہیں تو اللہ عزوجل سے قربت پاتے ہیں۔

اسی درمیان میں حکایت بیان فرمائی کہ شیخ جمال الدین مراقبے
میں ہوتے تو دریائے عدن میں جہاز کو ڈوبنے سے کھینچ لیتے تھے۔ دعا
گو کو اُن کی وضو کرنے کی جگہ دکھائی ہے۔ میں نے عدن میں فقیہ بصال
کی زیارت حاصل کی۔ اول مجلس این بود کریم برادر بوداشتم فقیہ بصال
نے فرمایا لا تخرج من مکۃ حتی یاذن لک الذی ارسلک اعنی الشیخ
قطب العالم رکن الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ یعنی تو مکے سے
مت نکل یہاں تک کہ اجازت دے تجھ کو وہ شخص جس نے تجھ کو بھیجا
ہے یعنی قطب عالم شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ بعد حج۔ دعا گو کے
مکہ سے پہلے انہوں نے۔ یعنی بصال نے وفات پائی۔ دعا گو
مکے میں لوٹ گیا۔ شیخ عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی کہا
جو کہ فقیہ بصال نے کہا تھا۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ مخدوم شیخ
رکن الدین کے اذن سے آئے فرمایا ہاں اذن کردہ بود اکنون دعا گو
ایضاً فرمایا کہ بعض مشائخ کو ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف
لاتے ہیں تاکہ جو لوگ رہ گئے ہیں اُن سے بیعت کرلیں اور اُن سے
ارشاد پائیں اسی درمیان میں حکایت بیان فرمائی کہ جس وقت شیخ رکن الدین
رحمۃ اللہ علیہ شہر میں آئے تو لوگوں نے شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے
شکایت کی کہ وہ وہاں سے یہاں آتے ہیں۔ اُس کا کیا سبب ہے شیخ
نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بعض کے واسطے لوح محفوظ میں
لکھا ہے کہ وہ اُن کو ہدایت کرینگے۔ وہ اس سبب سے یہاں آتے ہیں۔

اور مجھ کو لکھا ہے یاروں نے عرض کیا۔ کہ بسبب تشریف لانے مخدوم کے آج مبارک ہے انکی سعادتیں ظاہر ہوئیں۔ فرمایا میں کون ہوں الغرض فرمایا دل تفرقہ رکھتا ہے۔ جب تک کہ جمع نہیں ہوتا ہے۔ جب جمع ہوجاتا ہے تو تفرقہ اُٹھ جاتا ہے ؎

کانت لقلبی اھواء مفرقہ فاستجمعت اذا راتک العین اھوائی

یعنے میرے دل کی خواہشیں متفرق و پریشان تھیں جس وقت کہ دل کی آنکھ نے تجھے دیکھ لیا تو میری خواہشیں جمع ہوگئیں یعنے پریشانی گئی۔ دلجمعی حاصل ہوئی الغرض سید شمس الدین کہنے لگے کہ اگر تو مجھے کچھ نہ دیگا تو میں کمر پر زنار باندھوں گا و جہکری کنم اس پر قصیدۂ لامیہ کی نظم فرمائی ؎

وَمَن یَنوِ ارتِدَ اذ بَعدَ دھرٍ یَصِر عَن دِینِ حق ذا انسلالِ

یعنے جو شخص بعد ایک مدت کے مرتد ہونے کی نیت کرے تو وہ دین حق سے نکل جاتا ہے بعد اس کے فرمایا فرزند من ایں ابیات عربی کہ تقریر کردم بنویسید پس نوشتیم۔

الغرض شب یکشنبہ ہشتم ماہ محرم بعد تہجد

کے بندۂ خدمت میں حاضر تھا ایک عزیز مدارک کا سبق پڑھ رہا تھا بات اس باب میں تھی۔ من لم یزد طلبا لم ینل یعنے جو شخص طلب کو زیادہ نہ کرے گا وہ مراد کو نہ پہونچے گا۔ اور یہ بیت فرماتی ؎

لولم ترد نیل ما ارجوا طلبہ من جود کفیک ما علمتنی طلبا

یعنے اگر تو اپنے کف دست کے جود سے میرے امید و مطلب کے پالنے کا ارادہ نہ کرتا تو مجھے طلب کی تعلیم نہ کرتا جبکہ تو نے طلب سکھائی تو معلوم ہوا کہ تجھے میری امید کا برلانا منظور ہے فرمایا کہ یہ بیت میں نے سلطان کے روبرو پڑھی تو اس نے لکھ لی اچھی بیت ہے شب مذکور میں اپنے سر مبارک سے خرقہ خضر علیہ السلام نے بندے کو دیا یہ خرقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے قریب تر ہے۔ صرف دو واسطہ ہیں۔ یعنے ایک خضر علیہ السلام دوسرے حضرت مخدوم اسی درمیان میں مولانا نے پوچھا کہ مخدوم مشائخ دہلی کے کب زیارت کرینگے۔ فرمایا میں نے سلطان سے کہا کہ میں عاشورے سے پہلے زیارت کرونگا۔ تو اس نے کہا کہ بعد عاشورے کے زیارت کرنا میں رخصت کرونگا۔

ہشتم ماہ محرم روز یکشنبہ وقت چاشت

بندہ خدمت میں حاضر تھا شیخ زادہ نجم الدین سبق عوارف کا پڑھتا تھا گفتگو اس باب میں تھی کہ ایک بزرگ جنگل میں گئے انہوں نے خضر علیہ السلام کو دیکھا تو بھاگ گئے۔ خضر علیہ السلام نے ان سے ملاقات کی۔ پوچھا کیا ہے کہ تو مجھ سے بھاگتا ہے۔ کہا میں اس سبب سے بھاگا کہ مبادا نفس غالب آئے۔ کہے کہ میں نے خضر کو دیکھا۔ ان سے ملاقات کی۔ فرمایا بنو لیہ پس نہ وقتم ایضاً فرمایا اگر کوئی شخص اس نیت پر سفر کرے کہ صحرا و بساتین و اقالیم کا تماشا کروں۔ تو اس نے اپنی عمر ضائع کی او را گر بہ صفا بیرون آید

ہمہ خیریت باشد یعنے اگر واسطے صفائی حاصل کرنے کے باہر نکلے تو سب
خیریت ہے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من
بنویس۔ ایضاً فرمایا سیاح لوگ حضرت عیسے علیہ السلام کے زمرے
میں ہوں گے۔ قیامت کے دن اُن کے ساتھ بہشت میں داخل ہونگے
اسلئے کہ وہ سیاحت کرنے چلے گئے پھرتے تھے۔ کسی جگہ قرار نہیں
پکڑتے تھے۔ جس جگہ رات کو پہنچتے اُسی جگہ رہتے۔ لہٰذا انکے فرمایا
ولہذا قولہ تعالیٰ انما المسیح عیسیٰ بن مریم یعنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کو مسیح اسلئے فرمایا کہ وہ سیاحت کرتے تھے۔ ایضاً سید مسعود نے کہا کہ
مصحف کی فال دیکھوں تا کہ وداع کروں مصحف شریف لائے۔ فرمایا کہ
اگر شروع روز ہو تو اول مصحف سے دیکھیں اور اگر درمیان دن کا ہو تو درمیان
مصحف سے دیکھیں اور اگر آخر دن ہو تو آخر مصحف سے دیکھیں۔ حرف
شمار نہ کریں اور سطر بھی۔ بدوی نیت خیر سے ہے یہی طریق ست و آنکہ الف یا
با میگویند آن نیز بدعت است جس وقت کھولیں تو ایک آیت پڑھیں اُسی
آیت سے بشارت لیں۔ اور وہ آیت جس میں فال نکلی تھی۔ یہ تھی انا لنرٰیک
من المحسنین۔ فرمایا کہ تمہارے حق میں نیک فال آئی ہے پھر روئے مبارک
طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من ایں طریق دید فال کہ تقریر کردم بنویسید
ایضاً شیخ زادہ نجم الدین عوارف کا سبق پڑھ رہا تھا۔ باب سفر کا تھا۔ امام
شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر تیمم روا نہیں ہے مگر ساتھ تراب یعنے مٹی
کے، اور اگر ریت مٹی کے ساتھ ملی ہوئی ہو تو بھی روا ہے۔ فرمایا دعا گو نے

فال مصحف شریف

دیکھا ہے کہ شافعی مذہب لوگ تیمم کے واسطے مٹی[1] کے خریطے بطریق قماش پُر رکھتے ہیں۔ اگرچہ راہ چلتے یعنی سواری پر غبار ہو اور اگر کسی جگہ پانی ظاہر ہو جائے اور انہوں نے نماز میں شروع کر لیا ہو تو ان کا تیمم و نماز نہ ٹوٹے اور ہمارے مذہب میں ٹوٹ جائے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر اگر محدث یعنی بے وضو ہو تو بغیر تیمم کے نماز نہ پڑھے۔ اور قرآن شریف پڑھے اور مصحف کو لیوے۔ اور اگر جنب ہو یعنی نہانے کی حاجت ہو تو بجائے قرات قرآن کے دعا پڑھے اور بعد ازاں جس وقت پانی پر پہنچیں تو نماز کو دوہراویں تب اُس کے فرمایا کہ ہمارے مذہب پر بغیر مٹی کے بھی تیمم روا ہے۔ جیسے پتھر و گچ اور چونہ و نمک و سرمہ اور اس کے مانند اور تنکے، پس ان پر تیمم کر لے۔ اور نماز یا قرآن پڑھے اور اعادہ نہ کرے نزدیک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کم سے کم سفر ایک رات دن کا ہے اور نزدیک ہمارے تین رات دن کا۔

ایضاً آخر شب جمعہ چہاردہم ماہ مذکور

دو دراج یعنی کرتے لائے۔ اُن میں سے ایک اس فقیر کو دیا اور دوسرا ایک اور عزیز کو دیا۔

ایضاً شب یکشنبہ پانزدہم ماہ مذکور

---

[1] یعنی سفر میں مٹی کی تھیلیاں بھری ہوئی ساتھ لے جاتے ہیں کہ ضرورت کے وقت تیمم کر لیں۔

کہ بندہ خدمت میں حاضر تھا نور الدین کاتب سے فرمایا کہ اس فقیر کے
واسطے اجازت نامہ لکھے۔ وہ لکھ کر لایا۔ مولانا فرید الدین سلمہ اللہ تعالیٰ ساکن
کوشک تنکار جہاں نما سے آئے گزرانا۔ جو اجازت نامہ لکھ کر لایا تھا اس کو اپنے
دست مبارک میں لیا۔ اور لبیسہ اس فقیر کے ہاتھ میں دیا۔ بندہ سے
اور یاروں سے پابوسی کی۔ یاران بزرگ جو اس جگہ حاضر تھے یہ لوگ
تھے مولانا فرید الدین شیخ زادہ نجم الدین خواجہ نصرت مولانا حسام الدین
بہزاد مولانا ضیاء الدین ملتانی ان کے سوا اور عزیز لوگ ایک جمع کثیر تھا۔
یہ سب عزیز لوگ اس حال سے خبردار ہیں۔ یہ فقیر کیا اس کے لائق ہے
کہ ایسے بزرگوار کے طرف سے وکیل ہوئے ع چہ کند بندہ کہ گردن ننہد فرمان را
الحمد للہ علی ذلک

نہم ماہ محرم

کہ بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ فرمایا کہ ایک روایت میں روزہ عاشورا نویں تاریخ
محرم کو ہے۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لو حییت لصومن التاسع اور اس دن
کو تاسوعا کہتے ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں زندہ
رہا تو البتہ میں نویں تاریخ کو روزہ رکھوں گا۔ اور ایک روایت میں گیارہویں
ماہ محرم کو ہے۔ علت اس کی یہ ہے کہ جہود[1] لوگ دسویں تاریخ روزہ رکھتے ہیں
لیکن صحیح قول یہی ہے کہ عاشورے کا دن دسویں تاریخ ہے۔ اور معمول بھی

---

[1] یعنی یہود ۱۲

بھی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ تینوں دنوں میں روزہ رکھیں وبعدہ نفیہ روز دعا خوار کی بعد اشراق کے دو رکعت نماز بجماعت پڑھی جس طرح مکہ اور مدینہ سے اور باقی تہا ہیں۔ کی علما فقہا امرا و زرا اتنی خلق آگئی کہ تمام گھر کا صحن بھر گیا جگہ نہ رہی۔ تمام دن انہیں کے واسطے گزرا۔ بعد نماز ظہر کے شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے واسطے گئے رخصت کر کے آ گئے۔

شب یازدہم چہار شنبہ

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا وقت ہی کے فرمایا کہ دہلی کو جاؤں گا۔ مشائخ کی زیارت کروں گا۔ ان سے رخصت ہونگا جس وقت صبح ہوئی تو مخدوم روانہ ہوئے۔ بندہ برادر بندہ ان کی رکاب میں حاضر تھے۔ یہاں تک کہ حوض خواص خانہ شیخ الاسلام میں اترے۔ شیخ کو خبر کی۔ وہ چبوترے میں بیٹھے تھے۔ ننگے پاؤں اترے باہم ملاقات کی معانقہ کیا۔ اور اسی چبوترے میں بیٹھے۔ شیخ نے پوچھا کجا اسلامتی عزیمت کردہ اید۔ یعنے آپ نے کہاں کا قصد کیا ہے۔ فرمایا ہم روانہ ہوتے ہیں تم سے رخصت ہونے کو آتے ہیں شیخ نے کہا شیخ قطب الدین و قاضی حمید الدین کی زیارت میں آپ جائینگے فرمایا ہاں۔ شیخ الاسلام نے کہا میں نے شیخ رکن الدین کی زبان مبارک سے سنا ایک عزیز شہر سے پہونچا۔ تو انہوں نے اس سے پوچھا کہ تم نے کون پیر کی زیارت کی۔ اس نے ہر پیر کا نام لیا۔ مولانا علاء الدین کا نام نہ لیا۔ شیخ رکن الدین نے فرمایا کہ مولانا علاء الدین کرمانی کی تربت کی زیارت کی۔

جو کہ شیخ الشیوخ کے خلفاء سے ہیں۔ اُس عزیز نے کہا کہ میں نے انکی زیارت نہیں کی۔ شیخ رکن الدین نے فرمایا جب تو نے اُن کے زیارت نہ کی تو کسی ایک کی زیارت نہ کی کیونکہ وہ تو شیخ دہلی سے پیشتر یہاں آئے تھے مخدوم نے فرمایا انشاء اللہ میں اُن کی زیارت کروں گا۔ بعد اس کے شیخ الاسلام نے پوچھا کہ چار عورتیں جو ساری عورتوں سے بہتر ہیں وہ کون ہیں۔ فرمایا ام المومنین حواؑ مریم پارسا عائشہؓ فاطمہؓ بعد اس کے شیخ الاسلام نے کہا کہ قصیدۂ لامیہ میں یوں کہا ہے ؎

وللصدیقة الرجحان فاعلم علی الزهراء فی بعض الخلال

پس رجحان یعنی فضیلت حضرت عائشہؓ کو حضرت فاطمہؓ پر کیوں ہے مخدوم نے فرمایا کہ رجحان حضرت عائشہ کا حضرت زہراء پر بسبب علم و اجتہاد کے ہے۔ اعمال کی جہت سے نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چند مسائل میں اجتہاد کیا ہے۔ اسلئے لامیہ والے نے فی بعض الخلال کہا ہے یعنی بعض خصائل میں ان کو فضیلت ہے بعد اسکے شیخ الاسلام نے کہا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رجحان کی کوئی حد نہیں ہے۔ ایک فضیلت اُن کی یہی ہے کہ عورتوں کی معروف عادت سے وہ پاک تھیں دوسرے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج میں سیب پایا اُس کو کھا لیا اُس سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نطفہ بنا شیخ الاسلام نے پوچھا کہ سید لوگ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی کی اولاد سے ہوتے ہیں یا اور بیٹیوں کی اولاد سے

بھی مخدوم نے فرمایا کہ یہ خاص حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فرزندوں کے لئے ہے۔ عثمانی لوگ بھی ہیں لیکن ان کو شریف نہیں کہتے ہیں۔ اگرچہ وہ بھی نواسے ہیں۔ یہ شرف خاص انہیں فرزندان حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہے۔ اسلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرزند جو دوسری عورتوں سے ہیں اُن کو علوی کہتے ہیں۔ شریف نہیں کہتے ہیں بعد اسکے یزید کی لعنت کا ذکر چلا۔ شیخ الاسلام نے پوچھا کہ قصیدۂ لامیہ میں جو یہ کہا ہے ؎

ولم یلعن یزید ابعد موتٍ ‌ ‌ ‌ سوی المکثار فی الاغراء غالٍ

تو اس منع لعنت کا کیا سبب ہے مخدوم نے فرمایا کہ لامیہ والے نے تو اس کے واسطے ایک جگہ برعکس اس کے یہ بیت کہی ہے ؎

ولعنۃ عالمین علی یزید ‌ ‌ ‌ لان[1] شقا وتہ مبین فی الفعال

بعد اسکے شیخ الاسلام نے کہنا شروع کیا کہ قصیدۂ لامیہ کا کیا اعتبار ہے میں نے اُس کو پڑھا ہے۔ لیکن ایک خلق سے سُنا ہے کہ ظالم پر لعنت کرنا روا ہے۔ کیونکہ اُس نے ظلم کیا ہے۔ اور لعنت ظلم کی کفر نہیں کرسکتی ہے۔ لیکن اُس نے جو کام کیا ہے مآل اس کا کفر ہے۔ مخدوم نے فرمایا کہ شارع کے واسطے روا ہے۔ کہ وہ لعنت کریں۔ یعنے خاص رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات لائق ہے لیکن یزید نے قتل کو حلال سمجھ لیا تھا۔ اسلئے کہ امیرالمومنین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو

---

[1] اصل میں اسی طرح ہے شاید لان لفظ شرح کا ہے شعر میں داخل نہیں۔ واللہ اعلم

کنگرے کے سر پر لٹکایا تھا جس طرح کہ دشمنوں کے سر کو لٹکاتے ہیں۔
یہ دلیل استحلال قتل کی ہے۔ پس اس کے حق میں یہ لعنت راست آ گئی۔
جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ
جھنم خالدا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا
عظیما ای اذا استحل قتل المومن وھذا عندنا فلعل یزید تاب
ظنا فی حقہ فلا یجوز اللعنۃ علی حرمانہ یعنے یزید نے شاید توبہ
کرلی ہو پس اسلیے لعنت روا نہ ہو یہ قول صحیح ہے بعد اسکے مخدوم
نے فرمایا کہ بہت سے لوگوں نے بواسطہ دعا گو مخدوموں کی کلاہ پہنی
اور ایک یا دو نے خاندان چشت سے بعد اسکے شیخ الاسلام نے
کہا کہ خدا تعالی ان کو استقامت دے الغرض وہ متاب ہو نگے بعد
اسکے مخدوم نے فرمایا کہ ایک دن دعا گو شیخ رکن الدین قدس اللہ روحہ
کے پاس بیٹھا تھا تب لوگ مرید ہوتے تھے۔ ایک عزیز دانشمند اس
مجلس میں حاضر تھا۔ اس نے عرض کیا کہ جو کوئی ترکش بند یا اور جنس کا آدمی
آتا ہے مخدوم اس کو مرید کر لیتے ہیں۔ یہ کیونکر ہے۔ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ
علیہ نے فرمایا اگر وہ ایک گناہ سے باز آجائیں تو ابوالفتح کو اسی سبب
سے بخش دیں۔ بعد اس کے فرمایا عوارف میں ہے کہ جب تک صحبت نہ ہو
تو کچھ منفعت نہیں ہے۔ بعد اس کے شیخ الاسلام نے کہا بدیں طرق عصمت
مرید می آید ولی فساد ایں مراد باشد از گنہی توبہ و آید در آن مان متنفر گردد تا فرشتہ
حسنات تتوانند نوشت زیرا کہ فرشتہ چپ او دو طرف فرشتہ راست

ست تا ادنمیگرید تو پس را نشا مانع باشد تا آنکہ مستغفر شود اگر در حال مستغفر شود خود نیکو والا از کتاب میرود شاید این معنی باشد بعد اس کے شیخ الاسلام نے کہا کہ ایک شخص نے عوارف کی شرح کی ہے۔ نہایت بعض اصحاب کے ہے نزدیک احمد خادم کے لکھی ہے۔ عوارف کے بہت سے مشکلات کو حل کیا ہے۔ بعد اسکے تفضیل ارض کا ذکر نکلا فرمایا اول ارض مسہا قدم ابی لما اھبط من الجنۃ الی الدنیا فی السرندیب واکثر الابدال فی الھند یعنی پہلی زمین جس کو آدم علیہ السلام کے قدم نے چھوا جب کہ جنت سے دنیا کی طرف اتارے گئے سرندیب ہے۔ اور اکثر ابدال ہندوستان میں ہیں۔ شیخ الاسلام نے کہا کہ نزول ابدال کا ہند میں ہے۔ فرمایا یتعبدون اللہ تعالیٰ فی بیت الاصنام یعنی وہ بتخانوں میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں شیخ الاسلام نے کہا آپ ہندوستان کو کیا فضیلت دیتے ہو۔ آپ اور ہم اس زمین کے نہیں ہیں۔ فرمایا کہ میں نے اس طرف سنا ہے۔ میں نہیں کہتا ہوں۔ بعد اسکے شیخ الاسلام نے کہنا شروع کیا کہ جس زمانے میں حضرت آدم علیہ السلام کو ہبوط ہوا تو انہوں نے ساری زمین کو چھوا۔ فرمایا کہ اس سے درخت طریقت مراد ہے۔ انکے قدم مبارک نے ہی الحال زمین کو چھوا ہے بعد اس کے شیخ الاسلام نے پوچھا کہ ہندوستان میں ابدال کیوں رہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یوں فرمایا ہے کہ خیر البقاع بقعتی یعنی بہترین قطعات زمین کا میرا قطعہ زمین ہے۔ مخدوم نے فرمایا اس اطراف سے ایسی

جگہ آتے ہیں۔ اور مشغول ہوتے ہیں۔ تاکہ کوئی شخص اُن کو مزاحمت نہ دے۔
یعنی تکلیف نہ پہنچائے اس جگہ بعدہ ملتان کے پیروں کی زیارت
کا ذکر نکلا جو بہا اللہ تعالےٰ عن الآفات۔ فرمایا کہ جس حظیرے کو کہ سلطان
محمد نے بنایا ہے دعا گو اُس جگہ زیارت نہیں کرتا ہے۔ میں اسی جگہ حظیرۂ
شیخ بہاء الحق والدین قدس اللہ روحہ میں زیارت کرتا ہوں۔ اسلئے کہ
شیخ رکن الدین کو پھر اُس جگہ سے لے گئے۔ اور میں سنتا ہوں اور مجھ سے
کہا ہے کہ اُس جگہ مت جا۔ اسی جگہ زیارت کر شیخ رکن الدین اُس جگہ نہیں
ہیں۔ بعد اسکے شیخ الاسلام نے کہنا شروع کیا کہ جس شخص نے شیخ رکن الدین
کی قبر کو کھدوا اُس کے ہاتھ پاؤں خشک ہو گئے۔ اور مر گیا و کسی کہ واسطہ
شیخ ہند نام دے معلوم است کہ چہ طریق بمرد بعد اسکے شیخ الاسلام
نے پوچھا وہ کیا حکمت ہے کہ بعض مُردوں کو اُن کے مقام سے نقل
کرتے ہیں۔ مخدوم نے فرمایا فرشتے ہیں کہ اسی کام کے واسطے پیدا کیے
گئے ہیں۔ کسی مقام کی فضیلت کی جہت سے لے جاتے ہیں۔ اس جہت
سے کہ آدمی کیا جانے غلطی بھی کرتا ہے جس جگہ کہ اُس کی خاک ہے اُسی
جگہ سپرد کرتے ہیں بعد اسکے شیخ الاسلام نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ
نے تمام عشرۂ محرم میں روزہ رکھا ہے۔ ہم نے تو اسی عاشورے کے
دن کا روزہ رکھا ہے لیکن میں حیران ہوا تمام دن درمیان پانی کے رہا۔
آپ کو کیا قوت ہے۔ مخدوم نے کہا کہ ہمارے ساتھ دو لکشتیوں نے
روزہ رکھا ہے۔ شیخ الاسلام نے کہا کہ ہمارے دو لکش تو ماہ رمضان میں

روزہ نہیں رکھتے ہیں۔ یہ آپ کی برکت ہے کہ ان میں اثر کرتی ہے۔
مخدوم نے فرمایا میں تو چاہتا تھا کہ آج بھی روزہ رکھوں یعنی گیارہویں
ماہ محرم کو۔ پھر میں نے کہا کہ زیارت بہت کرنا ہے۔ شاید کوئی مزاحم
ہو جائے مہمان بلائے اسلئے آج میں نے افطار کر لیا۔ بعد اس کے
شیخ الاسلام نے کہنا شروع کیا کہ مخدوم زادہ محمود بھی اس جگہ رہیں گے۔
فرمایا وہ برابر رہے گا۔ لیکن چند روز رہے گا۔ قرض بہت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ
ادا کر دے۔ قرض اس کا ادا نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ زیادہ ہوتا جاتا ہے۔
میں اتنا منع کرتا ہوں ...... کہ قرض مت کر سنتا نہیں ہے خدا تعالیٰ
اس کو اس سے باز رکھے بعد اس کے شیخ الاسلام نے کہا طہارت نفس
خوب رکھتا ہے۔ مرد بے تکلف ہے۔ کپڑے پرانے میلے پہنتا ہے عجب
طریق رکھتا ہے۔ مرا شیخ رکن الدین طریقے واضح کردہ اند کہ والدہ ایشاں
شمارا انگویم در ہر ماہے یک تنکہ بچگانی دادی آن ہم پیش خود بخش
کنانیدی ایں خدمت گار زادہ آں دیگر را اصلا نقش سیم و زر ندادی کہ جوانی
ست نباید در بطالت افتد و ہر سالی در زمستان یک صوف دادی و دولباچہ
ہمی آمد در آنکہ سالی دوازدہم بودم حیات قدس بزرگ شیخ یا ط التماس
کردم کہ از یک صوف دولباچہ کمی آید شیخ رکن الدین گفت از آن کہنہ ہست
بیرون آرد یک روز تہ بہ دست من دستار چہ بود نظر شیخ افتاد گفت دستار
چہ حیثیت ایں از آں پیران ست ایشان خالط زحمت دادہ جوابی اچہ
نسبت دادہ من از دست وہ کردہ ام از انکہ باز تا غایت ہیچ دستار چہ بوست

من نماند اگر ایں بے چیزے باشد آں باشد چوں بزرگ را دفات یافت چناں
بروں افتادیم کہ ہر چہ خوش آمدہ کردیم بعد ازاں شیخ الاسلام پسر شمس الدین
مسعود آورد کہ حصول او غرض تمام شد۔ از گفت انشاء اللہ تعالیٰ مخدوم نے فرمایا
اس جگہ بھی قرض بہت رکھتا ہے اور اس جگہ سے قرض کا مارا ہوا آیا تھا۔
خدا اس کا قرض ادا کر دے۔ شیخ الاسلام نے کہا میں اس جگہ رخصت نہیں
کرتا ہوں اس جگہ آؤنگا معذرت کی کہ آپ کی صحبت عزیز ہے۔ لیکن
آفتاب چڑھتا ہے۔ اور آپ کو زیارت کرنا ہے۔ مخدوم کو دور تک پہنچایا۔
بعد اس کے مخدوم روانہ ہو گئے۔ بندہ ہمرکاب تھا۔ بندے کی طرف اشارہ
کیا کہ مولانا علاء الدین کرمانی اور دیگر مشائخ کے زیارت دکھاؤ۔ بندہ
آگے ہوا یہاں تک کہ نمازگاہ کی پس پشت پہنچے۔ اس جگہ اترے
مولانا علاء الدین کی زیارت کی۔ اس طرح پر سلام کیا السلام علیکم
یا ولی اللہ جزاکم عنا خیر ما جزی ولیا من امة رسول اللہ صلعم دیر
تک دست بستہ کھڑے رہے۔ سر نیچے ڈالا اور کچھ پڑھتے رہتے تھے بعد
انکے قبر کو بوسہ دیا۔ اور روئے مبارک طرف قبلے کے لائے اور توسل کیا
اور لوٹے بعد انکے سارے روضے ہو ئل کو اس طرح سلام کیا السلام علیکم
یا اولیاء اللہ جزاکم اللہ عنا خیر ما جزی اولیاء من امة رسول اللہ صلعم
اس جگہ سے سوار ہو گئے اور بندے سے کہا حوض سلطان کے راہ اس جگہ
بھی آئی۔ اور خطیرہ کو کی ایلی میں اترے۔ یہاں وضو کیا۔ اشراق و چاشت اسی
جگہ ادا کی۔ ایک درویش خطیرہ مذکور میں رہتا ہے طعام و شربت لایا۔ فرمایا

اس جگہ کوئی قبر تو نہیں ہے۔ قبر کے پاس کھانا کھانا روا نہیں ہے لوگوں نے کہا اس جگہ قبر نہیں ہے۔ فرمایا تو ہم کھائیں گے۔ برادر منیرہ کو بلایا کہ کھاؤ راہ دور سے آئے ہو تھک گئے ہو۔ ہم نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گئے کھانا کھایا وہاں سے سوار ہوئے شیخ قطب الدین قدس سرہٗ کی زیارت کو آئے۔ اور فرمایا السلام علیکم یا قطب العالم جزاکم اللہ عنا خیر ما جزی اقطابا من امتہ رسول اللہ صلعم اس جگہ بھی دست بستہ کھڑے رہے اور کچھ نہ پڑھا۔ بعد ازیں قبر کو بوسہ دیا اور لوٹے اور توسل کیا روئے مبارک طرف قبلے کے لائے اور کہا الٰہنا توسّلنا بِھٰذا القُطب اَن تُجعلنا مِنَ المُقَرَّبِینَ لدیک وَالواصِلِینَ اِلَیکَ بعد اسکے شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی اور سلام کہا السلام علیکم یا ولی اللہ اسی طرح دست بستہ کھڑے رہے کچھ نہ پڑھا روئے مبارک طرف قبلے کے لائے توسل کیا۔ شیخ زادہ شیخ قطب الدین کے لئے پانی لائے۔ فرمایا روا نہیں ہے شربۃ الماء عند القبور حرام یعنے قبروں کے پاس پانی پینا حرام ہے بعد اسکے قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو آئے اس طرح سلام کیا السلام علیک یا ایھا الشیخ خلیفۃ شیخ الشیوخ جزاکم اللہ عنا خیر ما جزی شیخا من امۃ رسول اللہ صلعم روئے مبارک طرف قبلے کے لائے توسل کیا اور لوٹے اس جگہ سے سوار ہوئے سید علاء الدین جلیوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو آئے اس طرح سلام کیا السلام علیکم یا ایھا السید الجمان ولد رسول اللہ خلیفہ شیخ الشیوخ جزاکم اللہ عنا خیر ما جزی ولدا نبی من امتہ یہاں بھی دست بستہ کھڑے رہے۔

اور کچھ پڑھتے نہ تھے۔ بعد اسکے قبر کو بوسہ دیا اور توسل کیا پھر لوٹتے بعد اسکے اپنے پوتی دختر مخدوم زادہ سید محمود کی زیارت کی۔ اور اس طرح سلام کیا السلام علیک یا بنت عترتی جزاک اللہ عنا خیر ما جزی ولد امن ولد اخیہ پھر یہاں سے جمال الدین مصری کی زیارت کو آئے۔ یہ مخدوم کے مریدوں سے تھے۔ اس طرح سلام کیا السلام علیک یا اخی جزاک اللہ عنا خیر ما جزی اخا من اخیہ یہاں سے سوار ہوئے اور لوٹ آئے بندہ ویزادر بنیز بھی ہمرکاب مبارک لوٹ آئے۔

سیزدہم ماہ محرم روز جمعہ وقت نماز

مخدوم نے سلطان خانہ میں نماز ادا کی تاکہ خلق تکلیف نہ دے۔ خطیب نے نماز جمعہ میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت نہ پڑھی اور دوسری آیت پڑھی تھی جب سلطان سے ملاقات کی تو فرمایا سہ کل ما جوبہ مختلف ؛ ففعلہ اولی ولہ بخلاف یہ نظم کتاب متفق کی ہے۔ یعنے جس چیز کے کرنے میں اختلاف ہو تو اولی یہ ہے کہ اس کو اتفاق کر لے جس طرح کہ سورت کا فاتحہ کے ساتھ پڑھنا ہمارے مذہب میں اولی ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے قول پر فرض ہے جیسا کہ فتاوی فقہ میں واقع ہوا ہے یقرأ الفاتحۃ ویضم سورۃ معہا او ثلاث آیات من ای سورۃ شاء والاولی اولی یعنی سورۃ فاتحہ کو پڑھے اور ایک سورۃ کو اسکے ساتھ ملائے یا تین آیتوں کو جس سورت سے چاہے۔ اور اول قول اولی ہے۔ ابھی

لہ اصل میں نبیرہ ہے نبیرہ نواسی کو کہتے ہیں لیکن سید محمود مخدوم کے بیٹے ہیں اس لحاظ سے انکی بیٹی مخدوم کی پوتی ہوئی۔

مناسب ہے۔ جاگر نے امام سے کہہ دیا ہے کہ پوری سورت پڑھے تاکہ اتفاق ہو جائے
اور ہمارے مذہب پر اولیٰ ہو۔ مخدوم نے فرمایا وداع کرتا ہوں لیکن میں نے
ایام بیض کے روزے رکھے ہیں۔ اور راہ قطع کرنا غرض ہے اور یہ مخالف
ہے جب ایام بیض تمام ہو جائینگے تو تم کو سلامتی وداع کرونگا عرضداشتیں
جو کہ خلق نے دی تھیں ان کو سید الحجاب کے ہاتھ میں دیدیا۔ بادشاہ نے
اُن سب کو قبول کیا۔ اور لوٹ گیا۔ ایک خلق سلطان خانے میں بیٹھی ہوئی
تھی۔ اس نے ہجوم کیا۔ تو دریچہ کے طرف آکر دستِ مبارک میری طرف لائے
فرمایا السلام علیکم میں نے تمہارے بھائی کو اور تمہارے دین کو خدا کو سونپا
تم بھی ہم کو خدا کو سونپو۔ ساری خلق نے سلام عرض کیا اور الوداع و اقسام
کی دعائیں فرمائیں۔ مسجد سے لوٹے۔

ایضاً آخر شب پنجشنبہ چہاردہم ماہ مذکور

بعد ادائے نماز عشا بندہ و برادر بندہ خدمت میں حاضر تھے۔ دو پگڑیاں لائے اُن کو
استعمال کیا۔ ایک بندے کو اور ایک برادر بندہ کو دیا۔ فرمایا کیا جانیں وقت
رخصت کے موجود ہو یا نہ ہو۔ الغرض اس وقت موجود ہے۔ یہاں تک کہ ہم نے
قدمبوسی کی اور پگڑیوں کو لے لیا۔

پانزدہم ماہ محرم روز یکشنبہ بعد اشراق

فیروز آباد سے باہر آئے۔ اور کنارِ خنک تمکار طرف جہاں نمائیں اُترے بندہ و

میاں اور بندہ اور دیگر یار لوگ رکاب سعادت میں تھے۔ چاشت اسی جگہ ادا فرمائی۔ اسی وقت دسترخوان سلطان کا پہنچا۔ فرمایا جو شخص روزہ دار نہ ہو وہ کھائے ہم نے تو ایام بیض کا روزہ رکھا ہے جو شخص روزہ دار نہ تھا اس نے کھایا بعد اسکے فرمایا رشوت و غیرہ ما برائے متعلقان دیگر دادن روا نیست حرام ست بر بادشاہ۔ نیز گفتم کہ روزے عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی را پیچنیں آوردند او پیش رسول علیہ السلام فرمود ھذا حرام محض این حرام ست و لے فتوح روا است بلکہ فتوح شدن سنت ست کہ بلے منت و رشوت باشد خاصے برائے خدا باشد ہیچ مکافات نباشد ازیں رشوتہا و طعام کنار ممنوع ست بعد اس کے قیلولے میں تشریف لے گئے بعد نماز ظہر روز دو شنبہ بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ ایک تسبیح اپنے استعمال کی بندے کو دی اور ایک برادر زادے کو عطا فرمائی ہم نے سلام کیا اور لے لی۔

ایضاً شب دو شنبہ شانزدہم ماہ محرم وقت تہجد

بندہ خدمت میں حاضر تھا جب فارغ ہوئے تو بعض عزیزوں کو رخصت کرتے تھے اسی درمیان میں فرمایا کہ نسب پر کفایت کرنا نہ چاہیئے۔ یوں کہے کہ میں تو شریف ہوں کام میں رہنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول مبارک ہے من ابطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ یعنی جس شخص کو پیچھے ڈالا عمل اس کے نے۔ تو اسکا نسب کام نہ آئیگا اسی درمیان میں حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن حرم شریف میں امیر المومنین زین العابدین اور امام

حسن بصری رضی اللہ عنہما دولت تھے۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے ہیں بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آ گئے تو خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا ولد رسول اللہ صلعم بینک وبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الامام حسین رضی اللہ عنہ فکیف تبکی فقال زین العابدین رضی اللہ عنہ یا حسن انسیت القرآن قولہ تعالی فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یعنی اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے درمیان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان آپ کے والد ماجد امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں پھر آپ کیوں روتے ہو۔ پس امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے حسن کیا تو قرآن بھول گیا۔ اللہ پاک کے اس قول کو۔ پس جب پھونکا جاوے صور میں تو نہیں ہیں نسب درمیان اُن کے یعنے اس وقت نسب و رشتہ کام نہ آئے گا۔ پھر اُسی وقت صبح ہو گئی تو سنت فجر شروع فرمائی۔

شانزدہم ماہ محرم روز دوشنبہ بعد نماز

کوشک شکار سے باہر آتے کوشک سالار میں اُتر سے بندہ و برادر بندہ رکاب سعادت میں تھے۔ اُسی وقت دسترخوان سلطان کا آیا صرف ہو گیا۔ مخدوم نے چاشت کی نماز ادا کی۔ بعد ادائے چاشت قیلولہ فرمایا بعد ادائے نماز ظہر روزہ افطار کو بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ چھوٹے شاہزادے خدمت میں آئے تھے۔ اور ان کو لباس زرد ابریشم کا پہنایا تھا۔ فرمایا کہ

وبال ولی کے واسطے ہے۔ وہ تو چھوٹے ہیں۔ اور یہ مسئلہ فرمایا فکسونا الطعام لحما وتحریم لبس محارم کالذھب والفضۃ والابریشم یعنے حرام ہے پہنانا حرام چیزوں کا جیسے سونا چاندی ریشم یہ روایت متفق کی ہے جو پڑھی تحریم لبس الحریر والذھب علی الرجال لا علی النساء ویجتنب لکن اھلی صبینا فناذالک حرام واثمہ علی الذی البسھم یعنے ریشم وسونے کا پہننا مردوں پر حرام ہے عورتوں پر حرام نہیں ہے اور اسی طرح ہمارے بچے اس سے بچائے جائیں۔ یہ حرام ہے اور گناہ اس کا اس پر ہے جس نے ان کو پہنایا ہے۔ الغیابہ اس کے فرمایا کسوۃ کے معنی ہیں الباس متعدی ہے یعنے حرام ہے پہنانا جیسے سونا چاندی ریشم اُن کو پہنانا جس طرح کہ اُن بچوں کو پہنایا ہے اُن کے واسطے وبال نہیں ہے اُن کے ولیوں کو پہنانا حرام ہے انہوں نے حرام کام کیا۔ خدا تعالیٰ اُن کو یہ نصیب کرے محمد ذوق ٹوپی پہنے ہوتے تھے فرمایا کہ شیخ عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ شیخ مکہ سب وقت ٹوپی پہنے رہتے تھے۔ پگڑی نہیں باندھتے تھے۔ لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ آپ دستار نہیں باندھتے ہو۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ دستار پوشش ہے مردوں کی۔ اور میں ہنوز مرد نہیں ہوا ہوں۔ اور یہ بیت پڑھی س

آں زن کہ بہ از ہزار مرد ست توئی ۔۔۔ وآں مرد کہ از زن تخجل باندہ منم

اسی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ بے دستار نماز کس طرح ہے۔ فرمایا روا ہے کیونکہ ننگے سر نماز مکروہ ہے۔

شب ہفدہم ماہ محرم سنہ اثنتین وثمانین وسبعمائۃ یعنی ۷۸۲ھ

شب شنبہ وقت تہجد

بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ پوچھا صبح قریب ہے یا نہیں۔ بعض نے کہا صلوٰۃ حاجت کو مقدم رکھا صلوٰۃ سعادت پر۔ بعد اس کے فرمایا مذہب حنفی پر ادا کریں یا مذہب شافعی پر۔ ہر آدمی نے کہا مذہب حنفی پر ادا کریں۔ فرمایا ایک قول یہ ہے کہ صبح طلوع نہ کرے یہاں تک کہ خوب روشن نہ ہو جائے۔ بعد اس کے وتر میں شروع کیا۔ بعد اس کے ملک نیک آیا۔ کوتوال کو رخصت کیا۔ بعد اس کے بندہ و برادر بندہ کو رخصت فرمایا ہم نے نبات بائی بندے سے معانقہ کیا۔ اور قدم چومنے نہ دیا اور یہ دعا فرمائی استودعك الله نفسك ودينك وخواتيم عملك وزودك الله التقوى ورضاك میں نے تجھ کو اور تیرے دین کو خدا تعالیٰ کے سپرد کیا۔ اسی وقت صبح طلوع ہو گئی۔ سنت فجر شروع فرمائی۔ پھر ہم بادل ناخواستہ ہیں لوٹے۔ اسلئے کہ ایسی صحبت سے محروم ہوتے۔ بعد ادائے نماز صبح اس طرف روانہ ہوئے۔ ہم طرف گھر کے پھر آئے الحمد للہ علی ذلک

(ابوسعید فقیر محمد کاتب ملتانی)

خاتمہ

الحمد للہ والمنۃ یہ ترجمہ مسمی بہ الدر المنظوم فی ترجمہ جامع العلوم ملفوظ المخدوم بست و ہفتم ماہ صفر الخیر سنہ ۱۳۰۹ ہجری وقت نزدن دو وازدہ ساعت شب جمعہ محلہ امیر گیدہ شاہجہان آباد بھوپال میں تمام اس کا شروع اواخر ماہ شوال سنہ ۱۳۰۷ ہجری کو مکان متصل نور محل میں ہوا تھا ذیقعدہ ذوالحجہ و محرم و اواخر ماہ صفر سنہ ۱۳۰۸ھ تک اس کی تحریر جاری رہی چنانچہ اس مدت میں ۲۲ جزو لکھے گئے پھر اواخر ماہ صفر سنہ مذکور سے بسبب عوارض جسمانی و نیز تحریر تکملہ تفسیر ترجمان القرآن کی اس کی تحریر مطلق موقوف ہو گئی پھر بفضل الٰہی و برکت رسالت پناہی ساتویں تاریخ محرم سنہ ۱۳۰۹ھ سے تحریر شروع ہوئی سات جزو باقی تھے سو وہ بست و ہفتم ماہ صفر سنہ مذکور کو تمام ہوئے اللہ سبحانہ اس کو قبول فرمائے اور ہم کو اور سب مومنین و مومنات کو اس سے نفع دے اور اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے اور عافیت دارین روزی کرے اور حسن خاتمہ عنایت فرمائے چونکہ اصل کا نسخہ ایک تھا اور اس میں غلطیاں بھی تھیں جہاں تک ممکن اُن کو حسب استطاعت صحیح کر کے ترجمہ کیا اور جہاں سمجھ میں نہ آیا وہاں بعینہ عبارت فارسی نقل کر دی اور بعض شکوک کی جگہ خط مدور کا نشان کر دیا جس بندۂ خدا کو نسخہ صحیح ملے بلا تکلف درست کر لے مجھ سے جو کچھ اس ترجمے میں قصور و فتور ہوا ہو یا سہو اور اک پیش آیا ہو میں

اللہ پاک سے اُس کیلئے عفو و صفح چاہتا ہوں۔ اللہ سبحانہ اپنے کرم و فیاض سے اُس کو معاف فرمائے اور ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ اگر سہو و غلطا پائیں تو اُس کی اصلاح فرمائیں مورد طعن نہ ٹھیرائیں بلکہ دعائے خیر و حسن خاتمہ کی اس گنہ گار کے حق میں کریں اُمید ہے کہ اللہ پاک اُن کی دعائے برکت سے اس آلودہ معاصی کے گناہ بخش دیوے اور حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے اور حسن خاتمہ روزی کرے آمین والحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علے سیدنا و مولانا محمد و علے آلہ و اصحابہ و اتباعہ و اشیاعہ من الاولیاء والصالحین اجمعین الی یوم الدین آمین ثم والمترجم المذنب الراجی رحمۃ ربہ الباری ذوالفقار احمد النقوی المیوفالی السادنفوری عفا اللہ عنہ ما جناہ ووفقہ لما یحبہ و یرضاہ آمین ثم آمین

فہرست بلحاظ مضامین

چ

ح

ذ

ز

س

ظ

ع

ق

ن

و

ہ

ی

تتمہ

اس مبارک کتاب کے حصہ اول کے شروع میں گزارش احوال کے تحت اس نادرہ کتاب کی قدرو منزلت اور وجہ طبع ثانی کچھ مختصراً عرض کر دیئے گئے ہیں۔ جس کا یہاں دہرانا محض تحصیل حاصل ہے۔ اللہ حافظ۔

البتہ حضرت موصوفؒ جناب شیخ سیدالسادات قطب عالم جلال الحق والملت والشرع والدین۔ المشہور مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات پر اجمالاً اور تفصیلاً بھی اس کتاب بے بہا سے بہت خوبصورت روشنی پڑتی ہے۔ جو اس کو خصوصاً دورحاضر میں بے لاگ طریقہ پر پڑھنے سے عیاں ہوتی ہے۔ جس طرح قلعی گر صحیح طریقہ پر قلعی چڑھاتے ہیں برتن کو پہلے اچھی طرح پڑھ ہیں۔ غل وغش میل کچیل۔ چرک۔ زنگار وغیرہ سے صاف کر کے اپنے عمل میں کامیاب ہوتا ہے۔

حضرت شخصیت آپ کا اہل سنت والجماعت حنفی مذہباً اور سہروردی اور چشتی مسلکاً ہونا اظہر من الشمس ہے۔ سیر و سیاحت (جس ہی کی وجہ سے ملقب بلقب مخدوم جہانیاں جہاں گشت ہیں) بہت زیادہ کی اور پھر اس زمانہ کا سفر جس کی مخافتیں اور تکالیفیں مخفی نہیں۔ السفر سقرٌ اس کی بیّن دلیل ہے۔ مطمح نظر ہمیشہ زیارت اہل اللہ ہی رہا۔

۵ گفت حق اندر سفر ہر جا روی
باید اول طالب مردے شوی

کے صحیح مصداق ہیں۔
سینکڑوں بزرگوں سے علمی عملی قلبی اور روحانی فیض حاصل کیا
مدین منیہ عالیہ کے مجاور رہے۔ اور کاملین مکملین سے استفادہ کیا۔
حضرت عبد اللہ یافعیؒ اور حضرت عبد اللہ مطریؒ سے بہت ہی لگاؤ
اور عقیدت ٹپکتی ہے خصوصاً اپنے شیخ بیعت قطب عالم حضرت شیخ
رکن الحق والملت والدین اور ان کے آباؤ اجداد کیونکہ آپ کے
آباؤ اجداد کے بھی یہی حضرات پیر بیعت ہیں اسے تو بہت ہی خوش
اعتقادی اور محبت کا اظہار اور ان کے کمالات کا ذکر کرات مرات
بہت ادب سے بیان فرماتے ہیں۔ قطب عالم کا ذی شان لفظ
آپ کے حق میں زبان زد خلائق ہے یہ ہے الاجر علی قدر التعب
ہزاروں طالبان صادق کو فیض پہنچایا۔ اکثر آپ کے گرد مجمع کثیر رہتا
ع ہر کجا بود چشمہ شیریں مرغ و مور و مرد گرد آیند
بہت زیادہ عجیب و نادر۔ لانحل مسائل درج کتاب ہیں
بالخصوص خاندانی تفاخر سے بہت ہی بیگانگیت ہے من ابطاء
عملہ لم یسرع بہ نسبہ (جس کے عمل نے اس کو پیچھے ڈالا۔ اس
نسب کوئی فائدہ نہیں دے گا) اکثر ارشاد ہوتا ہے۔
یعنی

سہ خاندانیت فقط اک نام ہے
خوش عمل خوش خلق صاحب کام ہے
بلکہ ہو جاتی ہے خود باعث حجاب
جبکہ ہو پیدا اس میں زہر ناب
ہاں عمل کردار اور گفتار خوش،
اس کو کر دیتا ہے دھب خوش نقش

(الاحقر)

ہر جگہ عمل کی ترغیب ہے اور اسی کو اصل اور دوسری کثیر افتخول کو فرع کی حیثیت دی ہے۔

حضور قطب عالم حضرت مخدوم کئی دفعہ دہلی تشریف فرما ہوئے شاہان تغلق کا زمانہ تھا۔ مرحوم محمد تغلق اور فیروز تغلق نہایت درجہ عقیدت مند تھے۔

آخری دفعہ دس ماہ قیام فرمایا۔ یعنی ۲۸ ربیع الثانی ۷۸۱ھ کو ارزانی فرمائی۔ اور ۱۸ محرم ۷۸۲ھ کو مفارق ہوئے۔

سبحان اللہ نیک اور مقرب لوگوں کی آمد و رفت بھی مخصوص اوقات میں ہے۔ یعنی ولادت شب برات ۷۰۷ھ وفات عید قربان ۷۸۵ھ مبارک إنا للہ وإنا إلیہ راجعون (اخبار الاخیار)

اسی دوران میں یہ دس ماہا روزنامچہ مکمل ہوا۔ جو کتاب کی صورت میں پیش نظر ہے۔

حضرت ابو عبد اللہ علاء الدین فاطمی حسینی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خدمت عالیہ میں مسلسل دس ماہ دن رات حاضر رہ کر جمع کیا۔ حضور پرنور کو یہ جب موصوف کا شوق و ضبط تحریر واضح ہوا۔ تو مضامین کو محنت خاص سے لکھواتے۔ کہ صحت مسائل ہو۔ اور کوئی خامی و خلل واقع نہ ہو۔

بقول نوشتہ بماند سیاہ بر سفید نجملہ صفات جاریہ ہے۔ اس طرح یہ یادگار حضرت جامع مرحوم کی محنت شاقہ اور کاوش سے پایہ تکمیل کو پہنچے۔ جس کا وہ خود دیباچہ میں ذکر فرماتے ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

پھر چونکہ اس وقت کے رواج کے مطابق یعنی ۶۰۰ سال قبل وہ قدیم فارسی زبان میں تھی۔ معلی الالقاب جناب سید ذوالفقار علی صاحب ٹونکی نے اردو زبان مروجہ میں ڈھال کر ثواب دارین حاصل کیا۔ کس خوبی اور سادگی اور خلوص سے تمہید اور خاتمہ میں سب کچھ تحریر فرما دیے ہیں۔ سبحان اللہ۔ خود ملاحظہ فرمادیں۔ اور لطف اُٹھاویں۔

الغرض اس طرح اس فیض کو عام کیا۔ کہ ہر کہ ومہ اپنی استعداد کے مطابق بہرہ ور ہو۔ الحق اَخیرُ الخیر۔ الخیر المتعدی۔

ان مراحل کے عبور میں جو کوفت اور عرق ریزی ہوتی ہے۔ محتاج بیان نہیں۔ اہل فن ہی خوب جانتے ہیں۔ علی اللہ (عمنہ وکرمہ) اعلیٰ اجرھم۔

مندرجہ بالا اصحاب کرام رحمۃ اللہ علیہم جیسے خالص الاعتقاد
الیقین ہاتھوں سے بتدریج چل کر کاٹ کر یہ کتاب مستطاب (کتاب
یاسے آیات قرآنیہ کی نادر تفسیر اور احادیث کی نادر شرح ہے۔)
دوبارہ چھپ کر آپ کے سامنے ہے۔

باقی امور کے علاوہ اس کی دو فہرستیں بھی اب شامل کی ہیں۔
ایک فہرست صفحہ وار۔ دوسری فہرست مضمون وار ترتیب حروف
تہجی سے ہے۔ یعنی جس جس صفحہ پر مضمون بعینہٖ یا قدرے تفاوت سے درج
ہے۔ اُن صفحات کو مضمون کے آگے درج کر دیا ہے۔ کہ شائق کو
مضمون مطلوبہ ڈھونڈنے میں آسانی ہو۔ اس میں تاحد سعی پوری کوشش
کی ہے۔ میری اس سعی میں میرے لڑکوں نے خاصا ہاتھ بٹایا ہے
جزاھم اللہ فی الدارین خیرا۔ الجزاء الکثیر۔ آمین۔ ثم آمین۔
تاہم مجھ جیسے خام سے خامی بعید نہیں۔ درگزری و چشم پوشی چاہتا
ہوں۔

اصل لطف تو کتاب کو بشرح المطلب بڑی ہمہ تنی اور سمجھ بوجھ سے تھوڑا
تھوڑا بقدر جذب پڑھنے ہی میں ہے۔ وباللہ التوفیق

وآخر دعواھم ان الحمد للہ رب العالمین۔
والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ کل تقی و
نقی فھو آلی اجمعین۔

اللھم بجاہ نبیک المصطفیٰ ورسولک المجتبیٰ۔ طھر قلوبنا من

کل وصف بیاعدنا عن مشاھدتک ومحبتک وامتنا علی السنۃ والجماعۃ والشوق الی لقائک یا ذوالجلال والاکرام

ہ

یاران ہمنشیں ہمہ از ھم جدا شدند
ماایم و آستانہ دولت پناہ تو
فردائے روز حشر کہ عرض خلائق است
باشد دراں میاں بمن افتد نگاہے تو

ہ

تیرے لئے میرا جینا ہو میرا مرنا ہو
تیرے لئے ہی ہر اک کام ہو جو کرنا ہو
تو ہی رفیق ہو ساتھی ہو ہمنوا ہر آں
یہی سبق ہو میرا یاد جس کو کرنا ہو

(الاحقر)
غلام محبوب سبحانی طبیب ملتان
۱۵ ربیع الثانی ۱۳۰۲ھ

1018
515
503

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا

جلد دوم

الدُّرُّ المنظوم

فی ترجمہ

ملفوظ المخدوم

یعنی

حضرت مولانا سید جلال الدین صاحب بخاری المعروف بہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت

کے ملفوظات مبارکہ کا اردو ترجمہ

جسے

حکیم غلام محبوب سبحانی صاحب قریشی ملتانی دامت برکاتہ

نے فیض متذکرہ کتاب کو عام کرنے کیلئے چھپوایا اور شائقین علم و عمل میں تقسیم کیا